سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(جمعتہ المبارک 9 سوموار 12 ، منگل 13، بدھ 14، جمعرات 15، جمعتہ المبارک 16 ستمبر 2011،
جمعتہ المبارک، 14۔ اکتوبر 2011)
(یوم الجمع 10، یوم الاثنین 13، یوم الثلاثہ 14، یوم الاربعاء 15، یوم الخمیس 16، یوم الجمع
17۔ شوال المکرم، یوم الجمع، 15۔ ذیقعد 1432ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیسواں، اکتیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ جات : 1 تا 6

جلد31

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک9۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2۔	ایجنڈا	-----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	-----------	5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
4-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	9
5-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	10
6-	چیئرمینوں کا پینل ------------	11
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
7-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	11
8-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	42
	تحاریک استحقاق	
9-	ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر سے نامناسب روّیہ (---جاری) ------------	64
10-	ایس ایچ او تھانہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------	67
	تحاریک التوائے کار	
11-	لاہور کے پارکوں میں ناقص سکیورٹی انتظامات اور مضر صحت اشیائے خورد و نوش کی فروخت سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ------------	69
12-	گورنمنٹ پرائمری سکول شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب کی اپ گریڈیشن نہ ہونا------------	71
13-	لاہور تحصیل سٹی کے سرکل میٹرنگ کے ریونیو آفیسر، گرداور اور پٹواری کے خلاف انکوائری کا مطالبہ ------------	73
14-	محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کی ملی بھگت سے پبلک ٹرانسپورٹ میں غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی تنصیب ------------	74
15-	شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ سے متوسط طبقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ------------	75
16-	صوبہ میں میڈیکل سٹوروں پر زائد المیعاد ادویات کی فروخت ------------	78
	پوائنٹ آف آرڈر	

17۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں وی سی کی سیٹ کا خالی ہونا ------------ 84
18۔ طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ ------------ 87

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

سوموار 12۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 2

19۔ ایجنڈا ------------ 99
20۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 101
21۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 102

سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

22۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 103
23۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 134

توجہ دلاؤ نوٹس

24۔ لاہور۔ سابق گورنر پنجاب کے بیٹے کا اغواء و دیگر تفصیلات ------------ 161

تحاریک استحقاق

25۔ ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ (۔۔۔جاری) ------------ 170
26۔ ایس ایچ او تھانہ کلر کہار (چکوال) کا معزز ممبر اسمبلی کا فون نہ سننا اور تضحیک آمیز روّیہ اپنانا ------------ 171
27۔ ڈی پی او مظفر گڑھ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ ------------ 172

تحاریک التوائے کار

28۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے وائس چانسلر کے بیٹے کو

	ایم بی بی ایس کے امتحان میں ناجائز طریقے سے پاس کروانا(۔۔۔جاری) ------------	181
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)	
29۔	مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) صنعتی وتجارتی	
	ملازمت پنجاب مصدرہ 2011 ------------	187

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل،13۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 3

30۔	ایجنڈا ------------	189
31۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	191
32۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	192
	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
33۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	193
34۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	231
	تحاریک استحقاق	
35۔	ڈی ایس پی دہلی گیٹ (ملتان) کے معزز ممبر کے خلاف الزامات ------------	250
	تحاریک التوائے کار	
36۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل ہیڈبرج کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری) ------------	280
37۔	گورنمنٹ پرائمری سکول شادباغ کالونی ننکانہ صاحب کی اپ گریڈیشن نہ ہونا(۔۔۔جاری) ------------	281
38۔	ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خورد برد ------------	283

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
39۔	صوبائی دارالحکومت میں جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت کا انکشاف ------------	284
40۔	لاہور، محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹ کے ذریعے جعلی اسناد کا اجراء ------------	285
41۔	مالی سال 12-2011 میں محکمہ تعلیم کے بجٹ میں کمی کی وجہ سے زیر تعمیر ترقیاتی منصوبہ جات ادھورے رہ جانے کا خدشہ ------------	286

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
42۔	محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کی ملی بھگت کی وجہ سے پبلک ٹرانسپورٹ میں غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی تنصیب (۔۔۔جاری) ------------	289
43۔	شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ سے متوسط طبقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------	291
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	294
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
45۔	مائیکرو کریڈیٹ بنک قائم کرنے کا مطالبہ ------------	300
46۔	پنچائتی نظام کو آئین کے تابع کرنے کا مطالبہ ------------	302

بدھ 14۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 4

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47۔	ایجنڈا ------------	311
48۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	313
49۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	314
	تعزیت	
50۔	پنجاب میں ڈینگی وائرس سے جاں بحق ہونے والوں	

	کے لئے دعائے مغفرت ------------	315
	سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
51۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	315
52۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	344
	پوائنٹ آف آرڈر	
53۔	میڈیا کی جانب سے بغیر تصدیق معزز خاتون ممبر کے بارے میں ڈینگی بخار میں مبتلا کی خبر نشر کرنا ------------	374
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
54۔	محکمہ صحت کا ڈینگی وباء کے پھیلنے سے قبل مؤثر اقدامات نہ اٹھانا ------------	384
55۔	نشان زدہ سوالات پر تین ضمنی سوالات کی پابندی کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 پر عملدرآمد اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے حوالے سے جناب ڈپٹی سپیکر کی رولنگ ------------	395
	تحاریک التوائے کار	
56۔	صوبہ میں ڈرگ انسپکٹرز کی ملی بھگت سے میڈیکل سٹوروں پر زائدالمیعاد ادویات کی فروخت (۔۔۔جاری) ------------	401
57۔	کریم پارک لاہور میں تباہ ہونے والی سرگنگارام کی یادگار کو بحال کرنے کا مطالبہ ------------	402
58۔	پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا میٹرک کی سنداور کریکٹر سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لئے بھاری فیس وصول کرنا ------------	405
59۔	لاوارث اوریتیم بچوں کو شناخت دینے کے لئے حکومت بطور "گارڈین" اندراج کرنے کا مطالبہ ------------	406
60۔	چیچہ وطنی میں جعلی فیس کریم بنانے والی فیکٹری میں زہریلے کیمیکل کی وجہ سے 50 سے زائد خواتین ورکر بے ہوش ------------	409
61۔	لاہور میں محکمہ صحت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے آوارہ کتوں کی تعداد	

	میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا -----------	410
62۔	ضلع راجن پور کے علاقہ پچادھ میں عملہ کی ملی بھگت سے نایاب جانوروں کا غیر قانونی شکار جاری -----------	412
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
63۔	نشان زدہ سوال نمبر 6911 کے بارے میں قائم کی گئی مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	413
64۔	کورم کی نشاندہی -----------	418

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعرات 15 ۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 5

65۔	ایجنڈا -----------	420
66۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	424
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	425
	دعائے صحت	
68۔	صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب آصف علی زرداری کی صحت یابی کے لئے دعا -----------	430
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
69۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	430
70۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	460
	توجہ دلاؤ نوٹس	
71۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا) -----------	486
	تحاریک التوائے کار	
72۔	سانگلہ ہل کے چک نمبر 111 مہنہ والی میں محکمہ کی ملی بھگت	

	سے 71 کنال اراضی کی کوڑیوں کے بھاؤ جعلی الاٹمنٹ ------------	487
73۔	محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص حکمت عملی کے باعث صوبائی دارالحکومت	
	کے لاکھوں باسی پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت سے محروم ------------	488
74۔	دریائے ستلج میں طغیانی سے پاکپتن اور بصیر پور میں ہزاروں ایکڑ اراضی	
	زیر آب اور فصلات تباہ ہونے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا ------------	489
75۔	نیو بکر منڈی شاہ پور کا نجراں لاہور کے ٹھیکیدار کا عملہ	
	اور پولیس کی ملی بھگت سے بیوپاریوں سے اضافی رقم وصول کرنا ------------	490
76۔	شاکر روڈ نیو سمن آباد لاہور انتظامیہ کی ملی بھگت	
	سے مویشیوں کا اڈا بننے سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا ------------	492
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
77۔	اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ سے صارفین کو پریشانی کا سامنا------------	493
78۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر 308۔گ ب میں سرکاری اراضی	
	کی اقرباء پروری کے تحت الاٹمنٹ ------------	495
79۔	کورم کی نشاندہی ------------	496
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
80۔	مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) نظام جبری مشقت، پنجاب مصدرہ 2011------------	497
81۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات، مصدرہ 2011 ------------	497
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
82۔	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009	
	کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	498
83۔	گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009	
	کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	498
84۔	ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	498
85۔	راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009-10	
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	499
86۔	مدبندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2005-06	
	جلد 1، 2 اور 3 کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	499
87۔	مدبندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2006-07	
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	500
88۔	مدبندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2008-09	
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	500
89۔	مالی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2005-06	
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	501
90۔	بحالی خشک سالی معاونت پروگرام پراجیکٹ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال 2008-09 کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	501
91۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010	
	کاایوان میں پیش کیا جانا ------------	502
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
92۔	مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب مصدرہ 2011 ------------	502
93۔	مسودہ قانون (ترمیم) (تعلیم) اطفال ورکرز پنجاب مصدرہ 2011 ------------	502
94۔	مسودہ قانون (ترمیم) تلافی کارکنان پنجاب مصدرہ 2011 ------------	503
95۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے	
	تحت مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے تسلسل	
	کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا ------------	503

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
96۔	مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 ------------	504
97۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا ------------	513
98۔	مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن پنجاب مصدرہ 2011 ------------	513
99۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا ------------	518
100۔	مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض مصدرہ 2011 ------------	519

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
101۔	پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں فیس میں اضافہ کے معاملے کو زیر غور لانے کے لئے سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	522
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
102۔	تحاریک استحقاق بابت سال 2008، 2009، 2010 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	523
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
103۔	تحاریک استحقاق بابت سال 2008، 2009، 2010 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	523
104۔	تحریک التوائے کار نمبر 776 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	524

105۔ سوال نمبر 3436، 3435 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 525

جمعتہ المبارک، 16۔ ستمبر 2011

جلد 30: شمارہ 6

106۔ ایجنڈا ---------- 527

107۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 529

108۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 530

109۔ ڈینگی کے حوالے سے بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ---------- 531

سرکاری کارروائی

بحث

110۔ ڈینگی کے خصوصی حوالے سے صحت پر عام بحث ---------- 532

111۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ---------- 580

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

اکتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 14۔ اکتوبر 2011

جلد 31

112۔ اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ---------- 582

113۔ ایجنڈا ---------- 584

114۔ ایوان کے عہدے دار ---------- 586

115۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 590

116۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 591

117۔ چیئرمینوں کا پینل ---------- 592

118۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 593

قرارداد

119۔ معزز ممبر چودھری ممتاز احمد ججہ کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار------------ 594

تعزیت

120۔ معزز ممبر چودھری ممتاز احمد ججہ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، وزیر زکوۃ و عشر
ملک ندیم کامران کے والد محترم، معزز خاتون ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات کی بیٹی
اور سابق ڈپٹی سپیکر شمیم حیدر کی وفات پر دعائے مغفرت ------------ 595

221۔ کورم کی نشاندہی ------------ 597

122۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 598

123۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(106)/2011/441.Dated 6th September, 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 9th September, 2011 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the **SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA**
5th September, 2011. **GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 9۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

"صوبے میں امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث"

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : رانا محمد اقبال خان

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا مشہود احمد خان

قائد ایوان : میاں محمد شہباز شریف

قائد حزب اختلاف : راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے پی پی۔150

2۔ سید زعیم حسین قادری، ایم پی اے پی پی۔154

3۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک، ایم پی اے پی پی۔202

4۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352

3۔ کابینہ

1۔ چودھری عبدالغفور : وزیر خوراک،
صنعتیں
معدنیات و کانیں*

2۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت
المال
اور محنت*

3۔ ملک ندیم کامران : امداد باہمی اور بہبود آبادی*

- مورخہ 3- مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس مورخہ 14- مارچ 2011 تفویض کیا گیا۔
- مورخہ 15- مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس مورخہ (9 تا 16- ستمبر 2011) تفویض کیا گیا۔

6

4- ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات، سیاحت و ترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی و قوت برقی

5- سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت و سرمایہ کاری

6- ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

7- جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*

8- رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر* ایس اینڈ جی۔ اے۔ ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن، مواصلات و تعمیرات اور مال*

9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن :	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
2۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
3۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ و عشر اور بیت المال
4۔	جناب ظفر اقبال ناگرا	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
5۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
6۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	تحفظ ماحولیات
7۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
8۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
9۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
10۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
11۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
12۔	جناب غلام نبی	:	
13۔	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
14۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
15۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
16۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
17۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال اراضی

18۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔ چودھری ممتاز احمد ججہ : تعلیم

20۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

21۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

22۔ ڈاکٹر سعید الہیٰ : صحت

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک 9۔ستمبر 2011

(یوم الجمع،10۔شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ
الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾

سورۃ طٰہٰ 1 تا 8

طٰہٰ (1) (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ (2) بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے (3) یہ اس (ذات برتر) کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان بنائے (4) (یعنی خدائے) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا (5) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (6) اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات

تک کو جانتا ہے (7)(وہ معبود برحق ہے کہ)اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔اس کے (سب) نام اچھے ہیں(8)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میری زندگی میری آبرو یہ عطائے یاد رسول ہے
جو یہ درد ہے تو قرار جان ہے اگر یہ زخم تو پھول ہے
ہے یہ آرزو جو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے
نہ کسی کے حال پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہیں جیسے نواز دیں یہ مزاج عشق رسول ہے
تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دل نشین وہیں رحمتوں کا نزول ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سب سے پہلے آپ تمام حضرات کو دلی طور پر گزشتہ عید کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے پی پی۔150
2۔ سید زعیم حسین قادری، ایم پی اے پی پی۔154
3۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک، ایم پی اے پی پی۔202
4۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352

شکریہ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، متعلقہ منسٹر صاحب ہیں؟

معزز ممبران: نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی آ جائیں گے آپ فکر نہ کریں۔ ہم پہلا سوال لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزراء کی ساری سیٹیں خالی ہیں کیا وہ سارے ابھی عید منا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی آ جائیں گے۔ اچھی بات تو نہیں ہے بہر حال ابھی آ جائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! 5:00 بج رہے ہیں لیکن ابھی تک ایک بھی وزیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب کا سوال ہے- محترمہ! میں آپ کی بات سن رہا ہوں یہ اچھی بات نہیں ہے- میں کب کہتا ہوں کہ اچھی بات ہے-

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2270-

جناب سپیکر: جی، متعلقہ منسٹر صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: متعلقہ وزیر غیر حاضر ہیں-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بہت دفعہ گزارش کی ہے اور آج پھر یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ حکومتی وزراء اسمبلی کی کارروائی کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ آپ خود اس بات کے گواہ ہیں کہ ایک بار نہیں بلکہ بارہا یہ ہوا ہے کہ سوالات کے جوابات غلط آئے ہیں، بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ نے اس پر سختی سے کہا ہے کہ ایسے نہ ہو لیکن پھر بھی ہوتا ہے اور آج تو حکومت نے حد کر دی ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کا وقت تین بجے کا تھا لیکن اب تقریباً پانچ بج چکے ہیں۔ وزراء کی غیر حاضری کی وجہ سے ہم دو گھنٹے لیٹ ہوئے ہیں اور ابھی تک یہاں کوئی منسٹر نہیں ہے- اس وقت اس House سے زیادہ کون سی چیز اہم ہے؟ میری گزارش ہے کہ آپ اس پر سخت قسم کا notice لیں- آپ اسمبلی کا اجلاس delay کر دیں اور ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔ وقفہ سوالات میں حکومت نے جوابدہ ہونا ہے لیکن جواب دینے کے لئے حکومت موجود ہی نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ کسی فروعی بات میں جانے کی بجائے یہاں سے جو ضمنی سوال آ رہا ہے اسے لیا جائے اور جس صاحب نے بھی اس کا جواب دینا ہے وہ دے پھر اس کے بعد ایوان اپنی رائے کا اظہار کرے گا لہذا میری استدعا ہے کہ آپ ضمنی سوال لیجئے-

(اذان عصر)

جناب سپیکر: نماز عصر کے لئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے-

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز عصر کے لئے 20 منٹ تک کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز عصر کے بعد 5 بج کر 10 منٹ پر
جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آج آپ کی وجہ سے بڑی پریشانی آئی ہے۔ آپ کو کیا مسئلہ ہوا تھا؟ یہاں بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت ٹریفک جام تھی جس وجہ سے مجھے کافی دیر لگ گئی۔ آپ نے جب وقفہ نماز کیا میں اس وقت اسمبلی کی سیڑھیوں پر آ چکا تھا۔ میں دیر سے آنے پر معذرت چاہتا ہوں۔ یہ unavoidable ہے اور ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کدھر رش میں پھنس گئے تھے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مال روڈ پر ٹریفک جام تھی۔

جناب سپیکر: اس کی وجہ کیا تھی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! باہر جلوس نکلا ہوا تھا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ on the floor of the House غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات تو سن لیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں یہی غنیمت ہے ورنہ یہاں آنے کی خبر تو تین بجے کی تھی۔ اگر تین بجے سے دو گھنٹے پہلے کی ٹریفک جام ہوئی تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ٹریفک جام تقریباً چار گھنٹے رہی ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر سارے ٹی وی چینلز پر یہ خبر آ جانی چاہئے تھی کہ لاہور میں مال روڈ پر چار گھنٹے سے ٹریفک جام ہے۔ اسی سے سچائی کا علم ہو جاتا ہے۔

جناب والا! جب آپ نے وقفہ سوالات شروع کیا تو میں صرف ایک بات کرنا چاہتا تھا آپ اسے بے شک ضمنی سوال کا درجہ دے دیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ پہلا سوال نمبر 2270، مورخہ 27۔ نومبر 2008 کو submit ہوا تھا اور آج بھی لکھا گیا ہے کہ اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے نوید انجم صاحب، جن کا یہ سوال ہے ان کو سن لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! محرک موجود نہیں ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2270 ہے۔ یہ سوال 27۔ نومبر 2008 کو دیا گیا تھا اس کا جواب نہیں آیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب موجود ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کی سرزنش کی ہے۔ یہ درست کہہ رہے ہیں کہ اس سوال کو پیش کئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ایسے تو بات نہیں بنے گی۔ آپ اس کی انکوائری کریں کہ کون اس delay کا ذمہ دار ہے، fix responsibility کر کے اس کے خلاف کارروائی کریں اور پھر آپ اس House کو بھی آگاہ کریں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں انشاء اللہ کل آپ کو اس کے متعلق بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ میں پچھلے دو اجلاسوں سے observe کر رہی ہوں کہ جب میں کھڑی ہوتی ہوں تو آپ مجھے وقت دینے کی بجائے دوسروں کو وقت دیتے ہیں۔ میں بھی اس House کی ممبر ہوں، میں آپ کو اچھی لگوں یا نہ لگوں لیکن میرا اس ایوان میں سوال کرنے کا حق ہے۔ آپ نے منسٹر صاحب کو بچانے کے لئے جب وقفہ نماز کیا تو میں اس وقت بھی یہ سوال on his behalf لینا چاہتی تھی لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات مجھ سے نہ کریں بلکہ اپنے ساتھیوں سے پوچھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہاں سب ساتھی ہیں اور سب ممبران برابر ہیں۔ مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے۔ وہ آپ مجھ سے نہیں چھین سکتے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب ٹریفک میں پھنس گئے تھے۔ مجھے آپ کے علم میں یہ بھی اضافہ کرنا ہے کہ یہاں محکمے کا کوئی بھی بندہ وقفہ نماز سے پہلے افسران کی گیلری میں موجود نہیں تھا۔ کیا یہ سب باجماعت کہیں سے آ رہے ہیں اور کیا یہ اکٹھے ہی ٹریفک میں پھنس گئے تھے؟

جناب سپیکر: یہ میرے notice میں نہیں ہے۔ اب میں اس پر notice لیتا ہوں۔
منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ کیا آپ کے سیکرٹری یہاں موجود ہیں؟
وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت available نہیں ہیں۔ میں جیسے ہی یہاں آیا ہوں تو میں نے معلوم کیا ہے یہاں ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں۔
جناب سپیکر: Very sad, very sad میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔
وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ پانچ منٹ میں ادھر ہوں گے۔
جناب سپیکر: یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آئندہ سے محتاط رہئے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پھر سخت action لیا جائے گا۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہی وہ روّیہ ہے جو تاریخ میں یاد رکھے جانے والے سپیکر کا ہونا چاہئے۔ میں آپ کو ایک گزارش یہ بھی کر دوں کہ محکمہ موجود نہیں، وزیر موجود نہیں اور 22 سوالات میں سے دس سوالات کے جوابات بھی موصول نہیں ہوئے۔ تعلیم جو ان کی priority ہے اگر اس کی یہ حالت ہے کہ ہمیں جو سوالات کا پلندہ دیا گیا ہے ان میں سے دس کے جوابات ہی موصول نہیں ہوئے تو ہم یہاں کیا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ محکمے کی کارکردگی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔
جناب سپیکر: ہم نے پہلے سوال کا تو پوچھ لیا ہے۔ میں نے کہہ بھی دیا ہے اور آپ نے سن بھی لیا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، نوید انجم صاحب!
جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2271 ہے۔

گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور۔ایم ایس سی ذوالوجی اور باٹنی کے داخلہ سے متعلقہ تفصیلات

*2271: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں ایم ایس سی ذوالوجی اور باٹنی کی کلاسز میں داخلہ کب ہوا؟

(ب) ان میں داخلہ کے لئے کتنے امیدواروں نے درخواستیں / فارمز جمع کروائے، ان کے نام، ولدیت اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) جن طالب علموں کو داخل کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتا جات نیز ان کے بی ایس سی اور بی اے میں حاصل کردہ نمبرز کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا داخلہ سے قبل ٹیسٹ / انٹرویو ہوا تھا تو یہ کن کن کی نگرانی میں ہوا؟

(ہ) ٹیسٹ / انٹرویو میں پاس ہونے والے امیدواروں کے نام، ولدیت، پتا جات بیان کریں؟

(و) ٹیسٹ / انٹرویو میں پاس ہونے کے باوجود جن کو داخل نہ کیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب میرے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن سوالوں کے جواب موصول نہیں ہوئے اس پر میں نے آج صبح already جوابات کی فائل پڑھی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ already انکوائری fix کر دی گئی ہے اور میں کل آپ کو بالکل رپورٹ دوں گا۔ ہمارے محکمہ کے جس بھی آفیسر کی وجہ سے یہ delay ہوئے ہیں اُس کے خلاف ہم بالکل کارروائی کریں گے اور پیپر کو یہاں اس معزز ایوان میں رپورٹ دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اب آپ جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے پہلے سوال کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم اُس سے آگے چلے گئے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):: 2270 سوال کے جز (الف) کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ دوسرے سوال کا جواب پڑھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اب پہلا سوال گزر چکا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حاجی نوید صاحب نے مجھے کہا ہے تو میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس سوال کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی نوید صاحب اُس وقت نہیں تھے۔ اب آپ اگلا سوال نمبر 2271 پڑھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اُن سے کہا کہ 2270 سوال کا جواب ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کو پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے سوال کو چھوڑ دیں۔ دوسرے کا جواب پڑھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی توجہ ہی نہیں ہے۔ نوید انجم صاحب نے 2271 کا جواب پڑھنے کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):: جناب سپیکر! سوال نمبر 2271 کا جواب یہ ہے کہ:

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں ایم ایس سی باٹنی کی کلاسز نہیں ہیں جبکہ ایم ایس سی زوالوجی کا داخلہ 2005 میں شروع ہوا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ایسا کریں کہ سوال انہوں نے کر دیا ہے آپ اس کا صرف جواب ہی پڑھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں صرف جواب ہی پڑھ رہا ہوں۔

(ب) 2009-10 میں داخلے کے لئے 94 اور 83 طالبات نے فارم جمع کروائے ان تمام طلباء کے لئے تعلیمی قابلیت بی ایس سی جس میں باٹنی، زوالوجی اور کیمسٹری کے مضامین شامل ہوں وہ داخلے کے اہل ہیں۔ مزید برآں داخلے کے لئے بنیادی طور پر سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ ان طلباء کے نام اور ولدیت کی لسٹ نمبر ایک ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن طالب علموں کو داخل کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات نیز ان کے بی ایس سی اور بی اے میں حاصل کردہ نمبروں کی تفصیل کی لسٹ نمبر 2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) داخلہ گورنمنٹ آف پنجاب کی ایڈمشن پالیسی کے تحت کیا گیا جس میں ٹیسٹ اور انٹرویو شامل ہیں۔ داخلہ کے لئے دونوں میں پاس ہونا لازمی ہے۔ داخلے کے لئے تحریری امتحان لیا گیا جبکہ ٹیسٹ پاس کرنے والے طلباء وطالبات کا انٹرویو لیا گیا۔ ٹیسٹ کی نگرانی پر مامور اساتذہ کرام کی لسٹ نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ٹیسٹ انٹرویو میں پاس ہونے والے امیدواروں کے نام اور ولدیت کی لسٹ نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق ایم ایس سی میں داخلہ میٹرک، ایف ایس سی، بی ایس سی، داخلہ ٹیسٹ (25 نمبر) اور انٹرویو (10 نمبر) کو جمع کر کے بنائی گئی ہے۔

گورنمنٹ کالج آف سائنس میں ایم ایس سی ذوالوجی کے لئے کل 20 نشستیں ہیں جن میں 10 طلباء کے لئے اور 10 طالبات کے لئے مختص کی گئی ہیں۔

داخلہ نہ ملنے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ طلباء کا میرٹ پر نہ آنا۔

2۔ طلباء کا بروقت داخلہ جمع نہ کروانا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن کالجوں میں طالب علموں کو سیٹیں میسر نہیں آتیں۔ کیا حکومت اس طرح کے کالجوں کو double یا triple shift میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ذرا سوال دہرا دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ان کالجوں میں ہمارے بچوں کو پڑھنے کے لئے سیٹیں میسر نہیں آتیں۔ بچوں کے بہت زیادہ marks لینے کے باوجود داخلہ نہیں ملتا۔ کیا حکومت اسے double یا triple shift میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے کچھ کالجوں میں double shift already چل رہی ہے۔ چونکہ ہمارے پاس سٹاف کی بھی کمی ہے۔ نئی recruitment کے لئے advertise کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی ہماری recruitment ہوتی ہے تو ہم double shift پر کلاسوں کو شروع کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب اساتذہ میسر ہو جائیں گے تو ہم ان سیٹوں کی تعداد بھی بڑھا دیں گے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! مجھے سمجھ ہی نہیں آئی کہ منسٹر صاحب نے کیا کہا ہے کہ تعداد سیٹوں کی بڑھائیں گے یا انہیں triple shift پر چلائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کو یہ بتایا ہے کہ جن کالجوں میں ہمارے پاس سٹاف کی availability ہے وہاں پر double shift چل رہی ہے۔ اس کالج میں سٹاف کی کمی ہے اور ہم نے کالج کے اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سیٹیں advertise کی

ہیں۔ جونہی ہمارے پاس سٹاف کی کمی دُور ہوتی ہے تو ہم یہاں پر double shift بھی شروع کر سکتے ہیں۔ ابھی وہاں پر 20 طلباء کی گنجائش ہے لیکن اگر ہمارے پاس مزید سٹاف ہو تو ہم ان کی تعداد بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ particular اس بارے میں بتائیں کہ کیا آپ double shift چلائیں گے یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے پاس جیسے teaching staff کی availability ہو گی تو ہم double shift بھی کر دیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ ہمارے کالجوں میں پروفیسر اور لیکچرار صاحبان کب تک پورے کر لیں گے اس کی یہ تاریخ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حاجی صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں اور اُن کو بھی پتا ہے کہ ہمارے لیکچرار صاحبان کی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruitment ہوتی ہے۔ اس حوالے سے یہی عرض ہے کہ وہ ہماری دسترس میں نہیں ہے مگر ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کو request ضرور کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے advertise کے لئے بھیج دیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے 2506 لیکچرار صاحبان کی سیٹوں کا اشتہار پچھلے مہینے اخبار میں دے دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: میاں رفیق صاحب بڑی مشکل سے کھڑے ہیں اُن کو بھی آج ذرا سن لینے دیں۔ رانا صاحب! میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بڑی دیر سے ٹائم مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یقین جانیں وہ بھی بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حاجی نوید انجم صاحب نے جو اسمبلی کو سوال بھیجا ہے اُس کی تاریخ وصولی 27۔ نومبر 2008 ہے۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال نمبر کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: سوال نمبر 2271 ہے۔ اس سوال کی تاریخ ترسیل 23۔ دسمبر 2008 ہے۔ جواب تاریخ وصولی 12۔ اگست 2011 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ سال 2008 کا ہے، 2009 کا ہے، 2010 کا ہے یا 2011 کا ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ سمجھنے کی بات ہے اور جواب 2011 کا ہے۔ آپ اس کو چھوڑیں کیونکہ آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی میں نے latest position بتائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! میں بار بار یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ آپ ہی کا وقت ہے۔ سوالات کے جوابات آ رہے ہیں لہٰذا خاموشی اختیار کریں۔ اگر گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ اس سوال کے جواب کے جز (و) میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ پالیسی کے مطابق ایم ایس سی میں داخلہ میٹرک، ایف ایس سی، بی ایس سی، داخلہ ٹیسٹ (25 نمبر) اور انٹرویو (10 نمبر) کو جمع کر کے بنائی گئی ہے۔ کیا انٹرویو کی پالیسی اس کالج کی ہے یا محکمہ کی ہے کیونکہ میرے خیال میں جب داخلہ ٹیسٹ ہو گیا ہے تو پھر انٹرویو میں 10 نمبر دینا صرف سفارشی لوگوں کو accommodate کرنا ہے؟ اس کا جواب وزیر موصوف دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے جو بیان کیا ہے وہ حکومت کی admission policy کے مطابق جواب دیا ہے جس میں انٹرویو کے 10 marks admission کے وقت رکھے گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف اس لاگو پالیسی کا حوالہ دے دیں کیونکہ میرے خیال کے مطابق حکومت کی کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے بلکہ یہ صرف اسی کالج نے پالیسی بنائی ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق انٹرویو کے نمبر discourage کئے جا رہے ہیں۔ جب درمیان میں داخلہ ٹیسٹ آ گیا تو پھر انٹرویو کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میجر صاحب جیسے فرما رہے ہیں تو میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہونا چاہئے تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: کیا حکومت کی پالیسی کے مطابق انٹرویو کے 10 نمبر ہوتے ہیں کہ نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی کے مطابق specifically ایم ایس سی کے داخلہ کے لئے انٹرویو کے 10 نمبر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3743 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3743: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) متذکرہ یونیورسٹی کی کنٹینوں کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ج) متذکرہ یونیورسٹی کی کنٹینوں کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے؟

(د) لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کی کنٹینوں کا ٹھیکہ کتنے سال کے لئے دیا جاتا ہے اور ٹھیکہ دینے کے طریق کار سے بھی آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کا کل رقبہ 31 ایکڑ، 5 کنال، 8 مرلہ پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ یونیورسٹی کی کل تین کنٹین ہیں جن کا بالترتیب رقبہ مندرجہ ذیل ہے:۔

کنٹین نمبر1	4046 Sift
کنٹین نمبر2	304 Sift
کنٹین نمبر3	286 Sift

(ج) مذکورہ کنٹینوں کا ٹھیکہ 10-2009 جن صاحبان کو دیا گیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

کنٹین نمبر1	محمد جاوید صدیق
کنٹین نمبر2	محمد منیر
کنٹین نمبر3	محمد ندیم

(د) مذکورہ یونیورسٹی کی کنٹینوں کا ٹھیکہ ایک سال کے لئے کنٹریکٹ پر agreement Deed کے تحت دیا جاتا ہے اور ہر سال کرایہ میں 10 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے۔ ٹھیکہ کے لئے قواعد وضوابط Annex "C" برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کنٹینوں کے دیئے گئے ٹھیکے میں کتنی پارٹیوں نے حصہ لیا تھا، کس criteria کے تحت ان تین لوگوں کو کنٹینوں کا ٹھیکہ دیا گیا اور کتنے سالوں سے انہی لوگوں کو ٹھیکہ دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تینوں کنٹینوں کے حوالے سے سوال پر میں نے محکمہ سے feed back لیا ہے تو ان تینوں حضرات کو 50 سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے کہ کالج کی کنٹینیں ان کے پاس ہیں۔ پہلے بھی محکمہ کی پالیسی تھی کہ ٹھیکہ میں 10 فیصد اضافہ ہر سال کرتے تھے جس کے حساب سے انہیں کنٹینوں دی جاتی رہیں اور جب یہ لاہور کالج سے لاہور کالج وومن یونیورسٹی میں convert ہوا تو یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ جو کہ یونیورسٹی کی autonomous body ہوتی ہے یعنی اس کی approval دینے کے لئے سنڈیکیٹ authorize ہوتا ہے تو انہوں نے بھی کہا کہ 10 percent increase کر کے دیں۔ جب اس معاملہ پر بہت سے سوالات کئے گئے تو recently اخبار میں مشتہر کیا کہ ان کنٹینوں کو دوبارہ سے ٹنڈر کیا جائے تو 30۔ جون 2011 کو اس کی open

auction کا اخبار میں اشتہار آیا تو اسی دن ان تینوں حضرات نے عدالت سے stay لے لیا۔ اب یہ لوگ عدالت کے stay پر وہاں بیٹھے ہیں۔ یہ اس کی مکمل تفصیلات ہیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ عدالت میں ہے تو پھر اسے ہم discuss نہیں کر سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے تحریری جواب میں اس stay کا ذکر کہیں نہیں کیا کیونکہ باقاعدہ انہوں نے لکھا ہے کہ ٹھیکہ terms & conditions پر دیا گیا ہے۔ آپ یہ جواب پڑھ لیں کیونکہ جو بات انہوں نے کی ہے وہ تحریری جواب سے بالکل مختلف ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تحریری جواب جب یہاں پر بھیجا گیا تھا تو اس وقت یہ حالات تھے کیونکہ ان کا سوال کافی sensitive تھا لیکن میں نے محکمہ سے latest figures لے کر جواب دیا ہے جو کہ حقیقت کے مطابق ہے۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا کہ matter subjudice ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی اعتراض تو نہیں لیکن انفارمیشن لی جا سکتی ہے کہ کنٹین نمبر 2 والوں نے اس سال کتنی رقم جمع کرائی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی تفصیلات میرے پاس اس وقت نہیں ہیں اور میں پتا کر کے انہیں بتا دیتا ہوں۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ کسی ایک کے بارے میں بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کنٹین نمبر 2 منیر احمد کو کتنے میں دی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان میں سے کسی کی بھی میرے پاس تفصیلات نہیں ہیں اور یہ fresh question بنتا ہے لیکن یہ پوچھ رہے ہیں تو میں اس کی تفصیلات کا پتا کر کے انہیں بتا دوں گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس سے زیادہ relevant ضمنی سوال تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! مستقبل میں احتیاط کیجئے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4359 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بھلوال میں گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4359: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل بھلوال میں خواتین کے لئے کہاں کہاں کالج ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں موجودہ سال میں ایف اے / ایف ایس سی اور بی اے / بی ایس سی فسٹ ائیر میں داخلہ کے لئے کتنی بچیوں نے فارم جمع کروائے، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) کتنی طالبات کو داخلہ ملا، تفصیل کالج وار اور کلاس وار بتائیں؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل میں بچیوں کی تعداد کے مطابق مزید کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھلوال

2- گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پھلروان

(ب)

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین، بھلوال

کلاس	سائنس	آرٹس
فرسٹ ایئر	53	532
تھرڈ ایئر	0	277

-2 گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پھلروان

کلاس	سائنس	آرٹس
فرسٹ ایئر	0	118
تھرڈ ایئر	0	74

(ج)

-1 گورنمنٹ کالج برائے خواتین، بھلوال

کلاس	سائنس	آرٹس
فرسٹ ایئر	50	514
تھرڈ ایئر	0	266

-2 گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پھلروان

کلاس	سائنس	آرٹس
فرسٹ ایئر	0	118
تھرڈ ایئر	0	74

(د) طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مندرجہ ذیل نئے کالج کھولے جا رہے ہیں۔

-1 میانی میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی تعمیر شروع ہے۔

-2 بھیرہ میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کے لئے قابل عمل جائزہ رپورٹ موصول ہو چکی ہے جلد ہی اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (د) سے متعلق ہے کہ "طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مندرجہ ذیل نئے کالج کھولے جا رہے ہیں جن میں میانی میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی تعمیر شروع ہے"۔ اس سوال کو وصول ہوئے ایک سال تین ماہ ہو چکے ہیں تو میں اس کے status کے متعلق وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کی latest position بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میانی میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی تعمیر کا عمل approved ہو گیا تھا جو کہ اس وقت شروع ہے اور اس کی بلڈنگ پر کام ہو رہا ہے جبکہ بھیرہ گرلز ڈگری کالج کی ابھی فزیبلٹی کا process اس وقت چل رہا ہے۔ وہ finalize ہو جائے گا اور اس کے لئے اس سال میں 600 ملین روپے کی blocked allocation for establishment of

new colleges جو کہ C.M package میں ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس سال میں approve ہو جائے گا تو ان کا دوسرا کالج بھی شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں اور سب سے پہلے میں ان کے علم میں لانا چاہوں گی کہ ایک تو میں نے صرف میانی ڈگری کالج کے بارے میں پوچھا تھا اور بھیرہ کالج کا ابھی نہیں پوچھا۔ میانی کالج کا status یہ ہے کہ میں اس حلقہ کی رہنے والی ہوں اور میرا گھر میانی میں بھرتھ شرقی میں ہے اور میں انہیں چیلنج کرتی ہوں کہ وہاں کسی کالج کی تعمیر تو کیا صرف مٹی ہی ڈالی گئی ہے۔ وہ جگہ سیم زدہ ہے جہاں پر ٹھیکیدار نے کہا ہے کہ میں لوگوں کی بد دعائیں نہیں لینا چاہتا لہذا میں اس پر کام نہیں کروں گا۔ تعمیر تو کیا وہاں پر ایک اینٹ بھی نہیں لگائی گئی اور میں اس چیز کو چیلنج کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ بالکل درست فرما رہی ہیں۔ مجھے محکمہ نے آج جو بریفنگ دی ہے تو تعمیر میں تاخیر کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہاں پر soil analysis وغیرہ مکمل ہو گیا ہے اور اب اس کالج کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ اگر یہ کہتی ہیں کہ وہاں پر کسی قسم کی کوئی تعمیر نہیں ہو رہی تو جس نے یہ جواب بھیجا ہے ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ آج ہی اس کا مکمل طور پر ان سے جواب لیں اور سوموار کو آپ ایوان میں اس بارے میں مکمل تفصیلات بتائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن انہوں نے بات کی ہے تو وہاں پر واقعی زمین سیم زدہ تھی جس کا soil analysis کر کے محکمہ کے افسران نے دوبارہ بھی مجھے بتایا ہے کہ تاخیر کی وجہ یہ ہے اور اب دوبارہ کام شروع ہو گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں آپ سے request کروں گی کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے کیونکہ وہاں پر ہماری بچیوں نے کالج میں پڑھنا ہے جو کہ ان کے مستقبل کا معاملہ ہے بلکہ وہ پورے ملک کا مستقبل ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ بجائے اس کے کہ پنجاب حکومت اور اس ملک کا پیسا ضائع ہو تو

اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ سیم زدہ زمین پر اگر کالج بنتا ہے جو ایک سال کے بعد بلڈنگ پھر bulldoze ہو جاتی ہے تو مجھے بتائیں کہ پھر اس کا ذمہ دار کون ہو گا کیونکہ اس طرح تو پیسے، وقت اور ہر چیز ضائع ہو جائے گی اور ان بچیوں کی تعلیمی خواہش کو دبایا جانا زیادتی ہے لہذا اس ایوان کی ایک ممبر ہونے کے ناتے میری انتہائی request ہے کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اسے باقاعدہ investigate کرے جس کے بعد اس کالج کی تعمیر کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ منسٹر صاحب کے سپرد کرتے ہیں اور وہ خود اس کی کمیٹی بنائیں گے۔ ایوان کی کمیٹی نہیں بنے گی بلکہ منسٹر صاحب خود کمیٹی بنا کر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آئندہ جس دن اجلاس ہو گا میں اس دن اس معاملے کی مکمل تفصیلات آپ کے سامنے مختصراً بیان کر دوں گا۔

جناب سپیکر: Hearing capacity بھی آپ نے لینی ہے اور وہاں کسی expert کو لے کر آیا یہاں کالج کی تعمیر ہو سکتی ہے کہ نہیں، اس کی رپورٹ بھی آپ نے پیش کرنی ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس پر محکمہ کی جانب سے مجھے یہی feed back دیا گیا ہے کہ اب وہ بن سکتا ہے اور اس کے مطابق تعمیر کر رہے ہیں۔ محترمہ نے جا کر موقع دیکھا ہے اور میں نے وہاں موقع نہیں دیکھا اور مجھے محکمہ نے یہ جواب بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: میانی کی حد تک تو آپ کی بات ہو گئی ہے اس لئے اب آپ بھیرہ کی بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! بھیرہ کا status بھی یہی ہے کہ ایک سال تین ماہ ہو گئے ہیں اور وہاں کوئی ایسا کام نہیں ہو رہا ہے تو مجھے بتائیں کہ کس جگہ پر کالج بن رہا ہے اور منسٹر صاحب کو کون ایسی غلط خبریں بتاتا ہے کیونکہ یہ بہت غلط بات ہے جس سے اسمبلی کا قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی فزیبلٹی رپورٹ بن گئی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کالج کی صرف منظوری ہوئی ہے ابھی اس کی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا اور میں نے categorically پہلے بھی یہ کہا ہے کہ اس سال میں اس کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے کہ اس سال میں اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ کا ضمنی سوال ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھلوال میں لیکچرار کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کون سا سوال پوچھ رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ان کا fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ سوال تو ابھی آیا ہی نہیں ہے، یہ سوال دوسرا ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک! آپ کہاں جا رہی ہیں؟ آپ کا سوال ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4364 ہے۔ (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل بھلوال، خواتین کالجوں میں سائنس مضامین کی لیکچرارز کی اسامیوں کی تفصیلات

*4364: محترمہ زوبیہ رُباب ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں خواتین کے کالجوں میں سائنس مضامین کے پڑھانے کے لئے منظور شدہ لیکچرارز کی اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس سبجیکٹ کی کس کالج میں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیا ان کالجوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل بھلوال میں خواتین کے کالجوں میں سائنس مضامین کے پڑھانے کے لئے منظور شدہ لیکچرارز کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھلوال

مضمون	تعداد خالی اسامی	تعداد اسامی لیکچرار
بیالوجی	0	01
کیمسٹری	0	01
فزکس	1	01

2- گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھلروان

مضمون	تعداد خالی اسامی	تعداد اسامی لیکچرار
بیالوجی	0	01
کیمسٹری	0	02
فزکس	0	02
ریاضی	0	02

(ب)

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھلوال

مضمون	تعداد خالی اسامی	کب سے خالی ہے۔
ایجوکیشن	0	1-12-08
فارسی	0	7-8-1994
پولیٹیکل سائنس	0	3-2-05
ان کلاسیفائیڈ	1(AP)	1–1–04
فزکس	1	8-12-09

2- گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھلروان

مضمون	تعداد خالی اسامی	کب سے خالی ہے۔
کیمسٹری	0	27-3-08
ایجوکیشن	0	27-3-08
پنجابی	0	27-3-08
پولیٹیکل سائنس	0	27-3-08 & 1-9-1993
اردو	0	3-2-09
اکنامکس	0	5-12-09
ان کلاسیفائیڈ	1	27-3-08
اسلامیات	1	18-11-09
فزکس	2	1-9-1993 & 27-3-08
شماریات	2	15-11-09 & 10-3-10

ڈیپارٹمنٹ نے اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھجوادی ہے جونہی یہ اساتذہ میسر ہوں گے ان خالی اسامیوں پر تعینات کر دیئے جائیں گے۔

(ج) جی ہاں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف)ان کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں یہ خود کہہ رہے ہیں کہ سائنس میں لوگ interested ہی نہیں ہیں اور جس area کی پہلے بات ہوئی تھی اب بھی اسی بھلوال area کی بات ہو رہی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں فزکس کی ایک اسامی خالی ہے مجھے وزیر صاحب بتائیں کہ یہ کب سے خالی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو جواب آیا ہے یہ آپ کے ساتھ، میرے ساتھ، پورے House کے ساتھ اور سب سے بڑا اُس area کے ساتھ مذاق ہے جس کے بارے یہ سوال پوچھا گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھلروان میں فرمایا گیا ہے کہ "تعداد خالی اسامی" اس میں اتنے بڑے بڑے زیرو لگائے گئے ہیں کہ یہاں پر کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔ اگلا کالم ہے کہ یہ "کب سے خالی ہے" اس میں لکھا ہے کہ 27-03-08, 27-03-08, 27-03-08 میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب اسامی ہی خالی نہیں ہے تو یہ تاریخیں کس چیز کی دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت وہاں پر جو latest position ہے ان میں فزکس کی ایک سیٹ خالی ہے اور یہ سیٹ 09-12-08 سے خالی ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بات نہیں کر رہی ہوں، میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھلروان کی بات کر رہی ہوں۔ اس کے پہلے کالم میں "مضمون" لکھے ہیں، دوسرے کالم میں "تعداد خالی اسامی" ہے جس میں زیرو، زیرو، زیرو لگے ہوئے ہیں۔ اس سے اگلا کالم ہے کہ "کب سے خالی ہے"۔ جب اسامی زیرو ہے تو یہ تاریخ کس چیز کی ہے؟

جناب سپیکر: 10 میں سے 6 زیرو ہیں لیکن 4 تو ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ 10 میں سے 6 محکمے کے زیرو ہیں اور منسٹر صاحب کے 10 میں سے 10 زیرو ہیں کیونکہ آج وہ ہمیشہ کی طرح تیاری کر کے نہیں آئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اس وقت وہاں پر جو existing position ہے تو وہاں ہم نے بہت سارے لوگ ٹرانسفر بھی کر دیئے ہیں۔ کچھ ہم نے CTIs میں رکھنے ہوتے ہیں اس میں ہم نے seats locally recruitment کر کے پوری کی ہیں۔ میں ان کو یہی بتانا چاہ رہا تھا اور جو جواب ہم نے آپ کے پاس بھیجا تھا یہ جواب یہاں پر 12 جولائی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا اور وہ بھی مرا ہوا۔ میں بالکل ایک علیحدہ سوال کر رہی ہوں اور منسٹر صاحب بالکل مختلف جواب دے رہے ہیں۔ میں اگر مشرق کا سوال کر رہی ہوں تو وہ مغرب میں جا رہے ہیں، وہ جنوب میں بھی نہیں جا رہے ہیں۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کو میری بات سمجھ نہیں آ رہی ہے، یہ بلاوجہ بات کا [******] میں ان کو صحیح بتا رہا ہوں جو اس وقت existing حالات۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف کئے جائیں، منسٹر صاحب کے ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ منسٹر صاحب! آپ منسٹر ہیں اور یہ تمام House کے معزز ممبران ہیں۔ یہ معزز ممبران privilege کے حساب سے کم نہیں ہیں اس لئے آپ محتاط گفتگو کریں میں نے آپ کے الفاظ کو حذف کرا دیا ہے۔ ان کی بات غور سے سنیں اور پھر جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں جواب دینا چاہتا ہوں مگر یہ سننا ہی نہیں چاہتیں۔ وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر فزکس کی ایک اسامی 09-12-08 سے خالی ہے، ایک اسامی ان کلاسیفائیڈ کی 04-01-01 سے خالی ہے۔ جو جواب یہاں پر آیا ہے وہ ایک سال پہلے محکمے نے بھیجا تھا۔ جب ایک سال پہلے محکمے نے جواب بھیجا تھا اُس وقت دس سیٹیں خالی تھیں لیکن اب وہاں پر چار سیٹیں خالی ہیں۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہی نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں قابل احترام منسٹر سے اردو میں یہ request کر رہی ہوں اور میں صفحہ نمبر 5 سیریل نمبر 2 گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھلروان کی بات کر رہی ہوں۔ یہاں پر ان کے محکمے نے بہت وضاحت سے اردو میں لکھا ہوا ہے "تعداد خالی اسامی" اور آگے لکھا ہے "کب سے خالی ہے"۔ اگر وہاں پر "تعداد خالی اسامی" زیرو ہے یعنی وہاں پر کوئی اسامی خالی نہیں ہے تو یہ 27-03-08 کی اتنی ساری تاریخیں دی ہوئی ہیں یہ کس چیز کی ہیں؟ مجھے صرف یہ جاننا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جاننا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ان کا valid question ہے میں بالکل سمجھ گیا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے تو یہ معذرت کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کی بات سنیں، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ان کا بالکل valid question ہے اور اگر میری بات ان کو بری لگی ہو تو میں ان سے بالکل معذرت چاہتا ہوں۔ یہ بالکل درست کہہ رہی ہیں، یہ ڈیپارٹمنٹ کی غلطی ہے کہ انہوں نے یہاں پر غلط جواب بھیجا ہے اور میں اس کی بھی انکوائری کر کے آپ کو پرسوں بتاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر4359اور4364میں لکھا ہے کہ نئے کالج بنائے جا رہے ہیں۔ جب یہ پرانی سیٹیں ہی وہاں پر occupy نہیں کروا رہے ہیں تو کیا ان کا نئے کالج بنا کر بھی سیٹیں خالی رکھنے کا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جب آپ نے پہلے ہی سیٹیں fill نہیں کیں اور اب نئے کالج بنا رہے ہیں تو کیا ان میں بھی سیٹیں خالی رہیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جہاں پر students کی availability ہے وہاں پر CTI اور temporary recruitments ہوتی ہیں۔ ہم نے اجازت دی ہوئی ہے کہ اگر students ہیں تو وہاں پر کالج کی انتظامیہ ان کو locally recruit کر سکتی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 2506 لیکچرار کی سیٹیں fill کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا ہے اور اس کے through ہمیں سیٹوں کی availability ہو جائے گی۔ جہاں تک ان کا تعلق نئے کالجوں کے حوالے سے ہے تو۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): نئے کالج کی establishment کے حوالے سے ہمارا ایک پورا criteria بنا ہوا ہے اس میں پاپولیشن کا حوالہ بھی ہوتا ہے، rural and urban areas کے حوالے سے بھی سارا criteria بنا ہوتا ہے اور اس کے مطابق وہاں پر نئے کالج بنائے جاتے ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ خاموشی کے ساتھ سنیں۔ order please order.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر نئے کالج establish کئے جا رہے ہیں میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر کالج کی ضرورت ہے وہاں پر بنایا جا رہا ہے اور جب وہاں پر کالج properly established ہو جائے گا تو اس کی SNE approve ہوتی ہے اور پھر وہاں پر سٹاف بھیج دیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس سوال پر آپ کی توجہ چاہتی ہوں اور آپ ذرا پچھلے سوال پر بھی غور فرمائیے جس میں دو کالجوں کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ ایک کالج بھلوال اور ایک کالج پھلروان میں ہے اور ان کالجوں میں first year and third year کے students بتائے گئے ہیں۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے پھلروان کے اندر first year and third year میں کوئی science students نہیں ہیں۔ اس کے بعد آگے fourth year میں بھی کوئی science students نہیں ہیں پھر اس کا جواب دیکھیں کہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور ریاضی کے لئے سات اساتذہ ہیں جہاں پر students کوئی نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھلوال میں آرٹس کے پندرہ سو اُناسی students ہیں اور وہاں پر لیکچرار کی تعداد تین ہے۔ ہر سوال پر وزیر صاحب نے انکوائری کرانے کا حکم دیا ہے اور ہر سوال کا جواب غلط ہے تو ان کی انکوائری کون کرے گا جس نے تعلیم کا بیڑہ غرق کر دیا۔ جہاں پر بچیوں کی تعداد نہیں ہے وہاں پر سات اساتذہ گھر بیٹھ کر تنخواہ لیتے ہیں اور جہاں پر پندرہ سو اضافی students ہیں وہاں پر اساتذہ ٹوٹل تین ہیں ۔ مجھے یہ بتادیں کہ کیا یہ محکمہ تعلیم کی کارکردگی ہے ؟ مجھے پنجاب کے ہائر ایجوکیشن کی اتنی خوفناک تصویر دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے کہ ایک طرف ہم دانش سکول بنانے جا رہے ہیں اور دوسری طرف criteria اور میرٹ نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ مجھے یہ جواب دیں کہ یہ سات اساتذہ جن کے پاس کوئی students ہی نہیں ہیں وہاں پر کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! خدا کا واسطہ ذرا خصوصی توجہ دیں آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب already دے دیا گیا تھا۔ انہوں نے پچھلے سوال کو اٹھایا ہے۔ اس میں، میں یہ بتانا چاہوں گا کہ first year میں تو اس وقت داخلے ہو رہے ہیں جب یہاں پر جواب بھیجا گیا تھا اس کو کافی عرصہ ہو گیا ہے اس کی تاریخ میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ یہ 19- جولائی 2010 کو بھیجا گیا جو کہ ایک سال سے زائد کا عرصہ بنتا ہے اور یہاں پر اُس وقت کی figures دی ہوئی ہیں۔ اس وقت موجودہ different figures ہیں اور آج کل ان کالجوں میں first year سائنس اور آرٹس میں داخلے ہو رہے ہیں اور وہاں پر بتدریج سائنس اور آرٹس students میں اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بتا رہے ہیں کہ اب سائنس اور آرٹس میں بھی داخلے ہو رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیجئے کہ House کے اندر سوال کا جواب update ہونا چاہئے کیونکہ یہ House کے rules کہتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ سات اساتذہ جو یہاں پر موجود ہیں جب یہاں پر students نہیں تھے تو یہ اساتذہ کیا کر رہے تھے اور ان کو آپ کس چیز کی تنخواہیں دے رہے تھے؟ جہاں پر 1589 students ہیں اور وہاں پر تین اساتذہ ہیں اور جہاں پر students نہیں ہیں وہاں پر سات اساتذہ ہیں مجھے ذرا اس کا بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! ان کو طلباء کی تعداد بھی بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پھر ان کو یہ بتاؤں گا کہ کالجوں کے بیچ میں جہاں یہ اساتذہ کی بات کر رہی ہیں۔ جب کسی بھی institutions کی SNE approve ہوتی ہے جو کہ معزز ممبر کو بھی پتا ہے۔ جہاں پر کالج بنے ہیں ان میں جتنے بھی students ہوتے ہیں ان کا ایک criteria بنا ہوا ہے اور SNE سے approve ہو کر اساتذہ کرام وہاں پر گئے جب یہ کالج established ہوا اور اس کے بعد وہاں پر students کی تعداد جیسے جیسے بڑھتی جا رہی ہے اس حساب سے اساتذہ کا gradual بندوبست کیا جائے گا۔ اگر یہ پھر بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اساتذہ زیادہ ہیں اور students تھوڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کی مکمل تفصیل House میں لا کر بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ان کو یہ کہا ہے کیونکہ سرگودھا سے related اس کا جواب ہے۔ انہوں نے مجھے اس کی latest position بھیجی ہے اور میں بھی آج کے ایجنڈے پر موجود سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جب اس سوال کے جواب سے خود منسٹر صاحب مطمئن نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کل اس کا جواب دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ چوتھا سوال ہے جو House میں لیا گیا ہے اور ہر سوال کا جواب غلط دے رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ پورے محکمہ کے متعلق سیکرٹری سے لے کر وزیر تک کے خلاف ایکشن لیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جس جواب سے یہ خود متفق نہیں ہیں تو ہمیں کیا بتائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، ان کو مطمئن کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب وزیر صاحب کے پاس باہر سے چٹ آتی ہے تو جواب دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ کوئی بات نہیں ہے۔This is irrelevant جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں ایک چیز ان معزز ممبران اسمبلی کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوالات ایک دن پہلے ہمارے سامنے آتے ہیں جیسا کہ آپ اپنے سوال کا schedule دیتے ہیں تو ہمیں ایک دن پہلے پتا چلتا ہے اور کل مجھے پتا چلا کہ آج اس معزز ایوان میں کیا سوالات پوچھے جائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please order.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف کو اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے پر استعفیٰ دے دینا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں، وہ ایسے استعفیٰ نہیں دیتے ہیں۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ نااہل وزیر ہیں اسے استعفیٰ دے دینا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے استعفیٰ سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ دیکھیں میری بات سنیں وزیر صاحب! آپ کو پہلے ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے جب لسٹ پر آپ کا محکمہ ہو تو جواب آپ اور آپ کے محکمہ نے تیار کرنے ہیں ہم نے تو جواب تیار نہیں کرنے۔ میرے خیال میں اب اگلا سوال لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ جناب معزز منسٹر صاحب کے اعتراف کے بعد کہ ان کی تیاری نہیں ہے ان سوالات کو pending کیا جائے۔ ان کی تیاری نہ ہونے کا سارا بوجھ چھوٹے چھوٹے کلرکوں پر نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: No, یہ pending نہیں کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال جمع کرایا تھا، اس کا جواب غلط آیا تھا اور انہوں نے خود یہ فرمایا تھا کہ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم متعلقہ آفیسر کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے اسے suspend کر دیا ہے لیکن وہ افسر suspend نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی ٹرانسفر کر کے اس کی منشا کے مطابق بہتر اسامی پر تعینات کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہو لینے دیں پھر وہ جواب دیں گے۔ آج پھر جواب غلط آیا ہے اور انہوں نے آج اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ آپ نے کافی کوشش کی ہے کہ ان کی سُبکی نکل جائے لیکن نہیں نکل سکی۔ ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج On the floor of the House. وہ ان افسران کے خلاف کارروائی کریں، اس House کی sovereignty کے لئے اور اس کو مزید فعال بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی ہو۔ جو اس House کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس وقت اجلاس کی کارروائی نہیں چل سکتی جب تک ان لوگوں کے خلاف کارروائی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ان لوگوں کے خلاف انکوائری کی جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بس ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔ بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایجوکیشن ایک انتہائی اہم محکمہ ہے۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ being Custodian of the House آپ نے اس پر جو نوٹس لیا اور ان کو تنبیہہ کی ہے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر ان کے پاس ایجوکیشن کے وزیر نہیں

ہیں تو ہم اپوزیشن سے ادھار دینے کے لئے تیار ہیں۔ وزیر موصوف اب پنجاب کی تعلیم کا اتنا بیڑہ غرق نہ کریں اور مذاق نہ اڑائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی تعلیم کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے اب ایجوکیشن منسٹر نے جوابات جو دیئے ہیں وہ فوری طور پر اس بات کا متقاضی ہیں کہ ان افسران کے خلاف اگر وزیر تعلیم کارروائی نہیں کرتے تو پھر being Custodian of the House آپ action لیں۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے خراج تحسین بھیجنے کی مہربانی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب کی تیاری نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں precedent دیتا ہوں کہ ایسے حالات میں ہمارے House کے اندر کیا کیا فیصلے ہوئے ہیں۔ میں precedent دیتا ہوں کہ ایسے حالات میں honourable Chair نے کیا فیصلے کئے تھے؟ 35 سوالات آج کے honourable House میں پیش کئے گئے ان میں سے 15 سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ نولاٹیا صاحب! جب میں اس سوال پر آؤں گا پھر اس پر ایکشن ہو گا۔ ایسے نہیں ہو گا۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز! (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بار بار معطل کرنے کی پالیسی غلط ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب کی بات سن لیں وہ بہت valid بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ایک ایک کا نوٹس لے رہا ہوں۔ جو سامنے آئے گا میں اس کا نوٹس لوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے رہی ہوں۔ مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں سینئر ہوں آپ مجھے کیوں نہیں بات کرنے دے رہے؟

جناب سپیکر: میں نے جب آپ کو کہہ دیا ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! .Let me hear مجھے ان کی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر کی تیاری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں، آپ کس طرح بول رہی ہیں؟ میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیا ہی نہیں ہے۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی لہذا آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی صحیح طریقہ اختیار کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کو اور اپنے ان معزز ممبران اسمبلی کو بھی یہ بات بتانا چاہوں گا۔ جیسا کہ بات کر رہا تھا۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! محترمہ! مجھے ان کی بات سننے دیں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ بیٹھ جائیں ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کس بات پر بول رہی ہیں، کس نے آپ کو floor دیا ہے؟ No. I am not giving you the floor. آپ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے جیسے فرمایا، بالکل درست ہے کہ تمام ڈیپارٹمنٹس کو یہ ہدایات ہوتی ہیں کہ جو سوالات بہت دیر سے pending چل رہے ہیں اور جب وہ اسمبلی کے کسی سیشن میں آئیں تو اس کی latest details جو ہوتی ہیں وہ محکمہ provide کرے۔ کل یہ ایجنڈا سامنے آیا، محکمے نے details دی ہیں مگر یہ details بھی غلط ہیں اس پر میں already افسروں کی انکوائریاں کرانے کا کہہ کر آیا ہوں۔ میرا سٹاف سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور ہمارے ڈپٹی سکرٹری صاحبان اور تمام محکمے کے لوگ اس کے لئے حاضر ہیں کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ان معزز ممبران اسمبلی نے یہاں پر جو سوالات کئے ہوتے ہیں ان کے جوابات دیئے جائیں مگر محکمے میں جو افسران اس میں کوتاہی برتیں گے جناب کے حکم کے مطابق ان کے خلاف بالکل کارروائی ہوگی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کے خلاف کون کارروائی کرے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): یہ کیا بات ہوئی؟ No, No.

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ ان کو بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ ہمیں منسٹر کی بات سننے دیں۔

MR SPEAKER: No. This is not good. This is not a proper way.

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ہمیں منسٹر کی بات سننے دی جائے ہمیں پتا نہیں لگ رہا کہ منسٹر کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ کوئی سوچی سمجھی بات ہے اگر یہ کوئی سوچی سمجھی بات ہے تو پھر مجھے بتا دیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر غزالہ رضا رانا، محترمہ راحت اجمل، محترمہ دیبا مرزا احتجاجاً کھڑی ہو گئیں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! قصور منسٹر صاحب کا ہے محکمہ کا کیا قصور ہے۔ یہ کتنے لوگوں کو معطل کریں گے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔ ان کی بات سنیں۔ محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں، آپ بات نہیں سننا چاہتیں یہ نامناسب بات ہے۔ (شور و غل)

میں کہتا ہوں Order please. I say order, I say order. محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ No. way. آپ تشریف رکھیں میں خود نوٹس لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "گو مشرف گو، گو مشرف گو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"مشرف کی باقیات ٹھاہ، مشرف کی باقیات ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ضیاء کی باقیات ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: No, Order please. Order please. Order in the House.

دیکھیں کوئی خدا کا خوف کھائیں کسی بات کو سوچیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔ وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے کہیں کہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: آپ جواب سننا ہی نہیں چاہتے تو پھر کیا کیا جائے؟ .Order in the House جی، آپ بات کریں۔ شاہ صاحب کی بات کا جواب دیں جو آپ دے رہے تھے۔ (شور و غل)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ بتا رہا تھا کہ جیسے ہی جو ایجنڈا ہے اس میں جو سوالات۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے اس بندے کو کہیں اچھی جگہ ٹرانسفر کر دیا ہے، suspend نہیں کیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو چنیوٹ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں بالکل ٹھیک ہے ہمیں سیشن میں وہاں سے غلط جواب آیا تھا۔ ہم نے اس کو بالکل suspend کیا تھا اور اس کے بعد وہ کافی دیر suspend رہا ہے اور اس کے بعد routine میں جب آپ کسی کو suspend کرتے ہیں تو محکمے کے disposal pool پر آ جاتے ہیں اور اگر اس کو دوبارہ سے appoint کیا گیا ہے تو میں check کر لیتا ہوں کیونکہ routine میں ان کی appointment کسی اور جگہ تو ہونی ہوتی ہے اس کو اس وقت فوری طور پر سزا مل گئی تھی اور اس کو suspend کر دیا گیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال 2009، 26 کالجوں کے پرنسپلز کو معطل کرنے کی تفصیلات

*4423: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے بی اے، بی ایس سی کے امتحانات 2009 میں 10 فیصد سے کم نتائج دکھانے والے 26 کالجوں کے پرنسپلز کو معطل کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب نے جن کالجوں کے پرنسپلز کو معطل کرنے کے احکامات جاری کئے، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ معطل کردہ کالجوں کے پرنسپلز کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی عمل میں لائی جارہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ 2009 میں 10 فیصد سے کم نتائج دکھانے والے کالجز کی تعداد 26 کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منسلک ہیں اور دو کالج بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے منسلک ہیں۔

(ب) معطل کئے جانے والے 28 کالجز کے پرنسپلز کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے۔ معطل کردہ کالجوں کے پرنسپلز کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی اور الزامات کے مطابق متعلقہ اتھارٹی کی منظوری سے مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔ (تفصیل Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع گوجرانوالہ میں قائم کالجز کی عمارات سے متعلقہ تفصیل

*4727: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ضلع میں کتنے بوائز کالجز ہیں؟

(ب) ان کالجوں کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں مزید کتنے کمروں کی تعمیر ہونا ضروری ہے؟

(د) جن کالجوں کی بلڈنگ پرانی اور خستہ حالت میں ہیں ان کی تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان کالجوں میں مزید کمرے اور بلڈنگ کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

نمبر شمار	(الف)	(ب)	(ج)	(د)	(ہ)
1	2	3	4	5	6
ضلع گوجرانوالہ میں سات بوائز کالجز ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں-					
1	گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ	83	پوسٹ گریجویٹ لائبریری، کامن روم، لائبریری، ملٹی پرپز ہال، OHR	تمام کالج کی عمارات قابل استعمال حالت میں ہیں- تمام کالجز میں سالانہ مرمت کا کام تسلی بخش طریقے سے کیا جاتا ہے-	حکومت PESRP کے تحت تمام کالجوں سوائے Sr. No.4 کے تعمیراتی کام ہو رہا ہے جس کی تفصیل کالم نمبر 4 میں دی گئی ہے-
2	گورنمنٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ	51	چھ کلاس رومز کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری کئے جا چکے ہیں-		
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	18	ڈگری بلاک چھ کمروں اور تین سائنس لیب زیر تعمیر ہیں-		
4	گورنمنٹ ڈگری کالج، قلعہ دیدار سنگھ	29	مزید کمروں کی تعمیر ضروری نہیں ہے-		
5	گورنمنٹ مولانا ظفر علی خان ڈگری کالج، وزیر آباد	22	Faculty Lounge, Sc. Lab. Boundary wall & Admn Block کی تعمیر جاری ہے-		
6	گورنمنٹ ڈگری کالج، علی پور چٹھہ	39	ڈگری بلاک بارہ کمرے، Science Lab 6 پر مشتمل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے-		
7	گورنمنٹ ڈگری کالج کامونکی	11	ایم اے بلاک کی تعمیر جاری ہے-		

لاہور۔ سرکاری کالجوں میں پراسپیکٹس کی قیمت میں اضافے کی تفصیلات

*4955: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں سرکاری کالجوں میں داخلہ کے لئے Prospectus کی قیمت -/100 روپے وصول کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ فیس کم کر کے -/20 روپے مقرر کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! لاہور کے اکثر کالجوں میں پراسپیکٹس کی قیمت داخلہ کے وقت -/50 روپے سے -/150 روپے وصول کی جاتی ہے۔

(ب) ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور کاغذ کی قیمتوں میں بارہا اضافہ کی وجہ سے پراسپیکٹس -/20 روپے میں فروخت کرنا مشکل ہے تاہم حکومت قیمت میں بے جا اضافہ نہیں کرنے دے گی۔

پنجاب یونیورسٹی، شعبہ مائیکروبیالوجی اور مالیکیولر جینی ٹکس کی کارکردگی

*5407: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ مائیکروبیالوجی اینڈ مالیکیولر جینی ٹکس کی چیئرپرسن کون ہیں؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ مائیکروبیالوجی اینڈ مالیکیولر جینی ٹکس نے سال 2009 کے دوران کتنے پودوں پر اپنی ریسرچ کی نیز ان کی ریسرچ سے کس کس شعبے نے فائدہ اٹھایا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ مائیکروبیالوجی اینڈ مالیکیولر جینی ٹکس کی چیئرپرسن پروفیسر ڈاکٹر شاہدہ حسنین ہیں۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ مائیکروبیالوجی اینڈ مالیکیولر جینی ٹکس نے سال 2009 کے دوران جتنے پودوں پر اپنی ریسرچ کی نیز ان کی ریسرچ سے کس کس شعبے نے فائدہ اٹھایا، مکمل تفصیل درج ذیل ہے:

جن پودوں پر ریسرچ کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- بیکٹیریا کا پودوں (گندم، سورج مکھی، مکئی، دال مونگ، ماش، مسور، چنا، سرسوں) کی نشو و نما میں کردار (ہارمونز، نائٹروجن، فاسفورس کی دستیابی)

2- بیکٹیریا اور پودوں (پسٹیا، آئی شارنیہ، لیمنہ) کے باہمی اشتراک سے ماحولیاتی آلودگی میں کمی۔

3- پودوں (سرسوں، شلغم، گاجر، مونگ) کے ٹشو کلچر میں بیکٹیریا کے ہارمون آرگنز کا استعمال۔

4- .بیکٹیریا اور پودوں کی موجودگی میں بائیو فلم پر تحقیق۔
5- .بیکٹیریا کی موجودگی میں کلر والی زمین میں پودوں (گندم، سورج مکھی، مونگ) کا بہتر اگاؤ۔
6- نیز نیم کے عرق اور کوار گندل کی جیلی سے زہریلے جراثیم کا خاتمہ۔
7- پودوں (نیم، ہرمل، اک) کے عرق سے نقصان دہ کیڑوں مکوڑوں کا خاتمہ۔

ریسرچ سے فائدہ اٹھانے والے شعبہ جات:

ریسرچ سے مختلف ادارے کمپنیز اور ڈیپارٹمنٹس فائدہ اٹھا رہے ہیں جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

1 - Pizza Hut
2- Guard Rice
3- Mitchell Fruits
4- Pakistan Standard & Quality Control Authority

راولپنڈی، کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*5663: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے کچھ کالجوں میں اساتذہ کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ مضامین کی پڑھائی نہیں ہو رہی، کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں اس بناء پر سوشل ورک اور فارسی کی تعلیم نہیں دی جا رہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن میں تاریخ، صحافت اور فزیکل ایجوکیشن کے مضامین نہیں پڑھائے جا رہے؟

(ج) کیا حکومت اس صورتحال کے تدارک کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔اساتذہ کی کمی تقریباً تمام مضامین میں CTI کے ذریعے پوری کی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ ہائر ایجوکیشن نے گریڈ 18، 19، 20 میں ریکروٹمنٹ کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی ہے جبکہ گریڈ 17 میں لیکچرار کی بھرتی کے لئے سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دی ہے تاکہ خالی اسامیوں کو جلد از جلد مستقل بنیادوں پر پُر کیا جا سکے۔ تفصیل "Annex"C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں سوشل ورک کے استاد اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک تعلیمی رخصت

(مورخہ 2009-08-15 تا 2010-8-14) پر ہیں۔فارسی کے استاد موجود ہیں اور فارسی کی تمام کلاسز باقاعدگی سے جاری ہیں۔

(ب) گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی میں تاریخ اور فزیکل ایجوکیشن کی کلاسز باقاعدگی سے ہو رہی ہیں صحافت کے مضمون میں سٹاف منظور نہ ہونے کی وجہ سے صحافت نہیں پڑھائی جا رہی۔

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے اس صورتحال کے تدارک کے لئے گریڈ 18، 19، 20 میں ریکروٹمنٹ کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی ہے جبکہ گریڈ 17 میں لیکچرار کی بھرتی کے لئے سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے تاکہ خالی اسامیوں کو جلد از جلد مستقل بنیادوں پر پُر کیا جا سکے۔

ضلع لاہور۔خراب کارکردگی کی بناء پر فارغ کئے گئے پرنسپلز کی تعداد

*5983: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ماہ جنوری 2010 میں ضلع لاہور میں کتنے کالجوں کے پرنسپلز کو خراب کارکردگی کی بناء پر فارغ کیا گیا؟

(ب) فارغ کئے گئے پرنسپلز کے نام مع کالج کی فہرست فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کل چار

(ب) 1- ظفر الحسن پیرزادہ پرنسپل گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

2- قاضی اکرام بشیر پرنسپل گورنمنٹ کالج فار بوائز گلبرگ، لاہور

3- محمد زاہد بٹ، پرنسپل گورنمنٹ شالامار کالج، لاہور

4- ندیم اختر صدیقی پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز رائیونڈ لاہور

ضلع لاہور۔کالجوں میں قائم کمپیوٹر لیبز سے متعلقہ تفصیلات

*6102: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے کالجوں میں کمپیوٹر لیبارٹریز قائم کی جا چکی ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں کتنے کالجوں میں تاحال کمپیوٹر لیبارٹریز موجود نہیں ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے قیام سے صوبہ بھر کے 4286 سکولوں میں کمپیوٹرز لیبارٹریز قائم ہو جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع لاہور میں 32 کالجوں میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت کمپیوٹر لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔کاپی (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور کے 5 کالجوں میں کمپیوٹر لیبارٹریز موجود نہ ہیں۔کاپی (ای) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! صوبہ پنجاب کے سکولوں میں پہلے ہی مالی سال 10-2009 کے دوران 4286 آئی ٹی لیبز قائم کی جا چکی ہیں جو کہ فنکشنل ہیں۔

راولپنڈی، گرلز ڈگری کالج سہال میں کلاسز کا اجراء و دیگر تفصیلات

*6282: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرلز ڈگری کالج سہال راولپنڈی کی بلڈنگ کب مکمل ہوئی اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس میں فرنیچر اور دیگر سہولیات کی فراہمی پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) اس میں تعینات عملہ کی تعداد گریڈ وار بتائیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) اس میں کلاسز کا اجراء نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک اس میں کلاسز کا اجراء ہوگا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پروفیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے کالج کی تعمیر 2007 میں مکمل کی تاہم محکمہ تعلیم کے حوالے مورخہ 2009-02-07 کو ہوئی، اس کی تعمیر پر 17.295 ملین لاگت آئی۔

(ب) اس میں فرنیچر، سائنس کے سامان و لائبریری کتب کی خریداری پر 1.520763 ملین کی رقم خرچ ہوئی۔

(ج) تفصیل "Annex "C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) SNE کی منظوری مورخہ 2010-03-15 کو ہو چکی ہے۔ٹیچنگ سٹاف کی تقرری کے لئے PPSC کو درخواست کی ہے نیز CTIs کی بھرتی کے لئے سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوائی ہے۔ کلاسز کا اجراء ستمبر 2010 سے متوقع ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں اساتذہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6438: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کتنے Full Time اور کتنے Part Time اساتذہ کام کر رہے ہیں انہیں کون سے سکیل میں ملازم رکھا گیا ہے؟

(ب) اس شعبہ کے مستقل چیئرمین کون ہیں اور انہیں یونیورسٹی کی طرف سے کیا مراعات دی جاتی ہیں ان کی ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کیا خدمات ہیں؟

(ج) مذکورہ شعبہ میں جتنے ریسرچ سکالرز کام کر رہے ہیں ان کے نام، تعلیم اور ریسرچ کی تفصیل برائے سال 08-2007 اور 2009 مہیا کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں جو اساتذہ کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Full Time اساتذہ

نام	عہدہ	گریڈ
1-پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر	ڈائریکٹر	21
2-پروفیسر ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی	پروفیسر	21
3-مسز مسرت جاوید چیمہ	سینئر ریسرچ فیلو	18
4-مسٹر عبدالمجید	-ایضاً-	18
5-مس ناہید شبیر	-ایضاً-	18
6-مسٹر جعفر ریاض کٹاریہ	ریسرچ اسسٹنٹ	16

Part time اساتذہ

نام	عہدہ
1-پروفیسر ڈاکٹر ایم ایچ بخاری	وزیٹنگ پروفیسر
2-پروفیسر ڈاکٹر خالد جاوید مخدوم	-ایضاً-
3-پروفیسر ڈاکٹر محمد احسان ملک	-ایضاً-
4-مسز شبنم ریاض	وزیٹنگ لیکچرار (ماہر ہندی زبان)
5-محمد سہیل	ریسرچ اسسٹنٹ

(ب) مذکورہ سٹڈیز سنٹر میں ایکٹنگ ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر ہیں-چونکہ وہ پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اس لئے انہیں تنخواہ ومتعلقہ مراعات پنجاب یونیورسٹی سے ملتی ہیں- البتہ اضافی ڈیوٹی الاؤنس وفاقی حکومت کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے جو کہ مبلغ -/10729 روپے ماہانہ ہے-ان کی خدمات کی تفصیل Annex C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) مذکورہ شعبہ میں کل وقتی ریسرچ سکالرز کے نام، تعلیم اور ریسرچ تفصیل برائے سال 08-2007 اور 2009 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

صوبہ کے کالجوں میں مستقل بنیادوں پر لیکچرارز بھرتی کرنے کی تفصیلات

*6602: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف کالجوں میں مختلف مضامین کی تقریباً 5000 لیکچرار کی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کی کمیٹی نے ایم اے، ایم ایس سی طلباء وطالبات کو معمولی مشاہرہ پر رکھا اور وہ بھی صرف 6 ماہ کے لئے جنہیں مارچ 2009 میں فارغ کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2009 میں ہی ایک مرتبہ پھر مذکورہ عمل دہرایا گیا مگر فنڈ نہ ہونے کا بہانہ بنا کر معمولی مشاہرہ بھی نہ دیا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت تجربہ کی بنیاد پر معمولی مشاہرہ پر تعینات افراد کو مستقل لیکچرار بھرتی کرنے کو تیار ہے تاکہ کالجوں میں لیکچرارز کی کمی کو پورا کیا جا سکے، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ بھر میں 5000 لیکچراروں کی خالی اسامیاں موجود ہیں-زنانہ / مردانہ کالجوں میں اس وقت کل 887 خالی اسامیاں ہیں جن پر بھرتی کے لئے سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے تاکہ خالی اسامیوں کو جلد از جلد مستقل بنیادوں پر پُر کیا جا سکے-

(ب) اساتذہ کی کمی کے پیش نظر سال 2008 میں آنریری ٹیچنگ اسسٹنٹ (HTA) کو مبلغ 8000/- روپے ماہانہ مشاہرہ پر بھرتی کیا گیا تاکہ ٹیچنگ سٹاف کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔یہ بھرتیاں ایک سیشن یعنی تعلیمی سال کے آغاز سے اختتام تک کے لئے تھیں۔

(ج) اساتذہ کی کمی کے پیش نظر سال 2009 میں بھی کالج ٹیچر انٹرنس کو ماہانہ 10000/- روپے مشاہرہ پر بھرتی کیا گیا ہے جن کی ملازمت تعلیمی سال کے اختتام تک جاری رہی۔

(د) گزیٹڈ سٹاف یعنی گریڈ 17 سے گریڈ 20 تک کی تمام بھرتیاں حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی کے مطابق پنجاب پبلک سروس کمیشن کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے محکمہ ہائر ایجوکیشن نے گریڈ 18، 19، 20 میں ریکروٹمنٹ کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی ہے جبکہ گریڈ 17 میں لیکچرار کی بھرتی کے لئے سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے تاکہ خالی اسامیوں کو جلد از جلد مستقل بنیادوں پر پُر کیا جا سکے۔

لاہور۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے شعبہ کمپیوٹر سائنس میں خُورد بُرد کی تفصیلات

*6603: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے شعبہ کمپیوٹر سائنس کے صدر کے خلاف 42 لاکھ روپے خُورد بُرد کا الزام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شعبہ کے صدر کے خلاف خُورد بُرد کی جانیوالی رقم کی ریکوری کی انکوائری نیب کے حوالے کی گئی تھی اور وہاں انکوائری جاری ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شعبہ کمپیوٹر سائنس کے صدر کو رقم کے خُورد بُرد کرنے پر ملازمت سے نکال دیا گیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ایک خطیر رقم خُورد بُرد کرنے والے اسی شخص کو اقرباء پروری کرتے ہوئے دوبارہ خطیر مشاہرہ پر یونیورسٹی میں غیر قانونی تعینات کر لیا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شعبہ کے صدر کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے ملازمت سے نکالنے اور اقرباء پروری کرنے والے اعلیٰ عہدے پر فائز شخص کے خلاف بھی قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے شعبہ کمپیوٹر سائنس کے صدر کا نام ڈاکٹر محمد سلیم خان ہے اوران کے خلاف خُورد بُرد کا کوئی الزام نہ ہے۔

(ب) درج بالا جواب کی روشنی میں اس حوالہ سے باقی سوالات بے معنی ہیں۔

(ج) درج بالا جواب کی روشنی میں مذکورہ سوال بے معنی ہے۔

(د) درج بالا جواب کی روشنی میں مذکورہ سوال بے معنی ہے۔

(ہ) درج بالا جواب کی روشنی میں مذکورہ سوال بے معنی ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6767: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد کب کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا؟

(ب) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کتنے ہال ہیں اور یہ کس کس کے لئے مختص ہیں؟

(د) اس میں کتنی Labs ہیں، ان Labs میں کون کون سا سامان موجود ہے اور کس کس سامان کی کمی ہے؟

(ہ) اس کالج میں کون کون سی missing facilities ہیں اور یہ کب تک فراہم کی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد 1964 میں قائم ہوا اور اس کا کل رقبہ 12 کنال ایک مرلہ اور 1.5 سرساہی ہے۔

(ب) کالج کی عمارت 42 کمروں پر مشتمل ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

کلاس رومز	22	لائبریری	01
کلرکس آفس	01	برسر آفس	01
پروفیسرز کیبن	12	اسٹیٹ آفیسر آفس	01
سپورٹس آفس	01	سٹور روم	01
کمپیوٹر لیب	02		

(ایک پرائیویٹ کمپیوٹر لیب اور ایک کالج کی کمپیوٹر لیب جو زیر تعمیر ہے)

اس کے علاوہ ایک مسجد بھی موجود ہے۔

(ج) کالج کی عمارت میں کوئی ہال موجود نہ ہے۔

(د) اس کالج میں دو کمپیوٹر Labs ہیں جن میں سے ایک پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی بنیاد قائم کی گئی ہے اور دوسری کمپیوٹر لیب پنجاب حکومت کے فراہم کردہ فنڈز سے تعمیر کی جارہی ہے۔یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی بنیاد پر قائم شدہ کمپیوٹر لیب تقریباً 6 ماہ سے بند پڑی ہوئی ہے کیونکہ مورخہ 29-05-2010 کو اس کا معاہدہ حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم سے ختم ہو چکا ہے۔جہاں تک زیر تعمیر کمپیوٹر لیب کے سامان کا تعلق ہے تو اس میں 8 بڑی میزیں، 40 کرسیاں اور 08 کمپیوٹر موجود ہیں جو بیک وقت 37 طالب علموں کو کمپیوٹر کی تعلیم دینے کے لئے کافی ہے۔

(ہ) اس کالج میں missing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	Missing facilities	نمبر شمار	Missing Facilities	نمبر شمار	Missing Facilities
1	بیت الخلا	2	بوائز ہاسٹل	3	گرلز ہاسٹل
4	ملٹی میڈیا	5	پرنٹر	6	جنریٹر
7	آڈیٹوریم	8	ٹرانسپورٹ	9	کلاس رومز
10	ایڈمن بلاک	11	لائبریری	12	اس کے علاوہ کمپیوٹر آپریٹر اور کیئر ٹیکر کی ضرورت بھی ہے۔

حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ڈائریکٹر تعلیمات فیصل آباد کو احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ اس کالج کی تمام missing facilities کے حوالے سے feasibility report تیار کی جائے تاکہ محکمہ کے قواعد وضوابط کے مطابق ضروری missing facilities جلد از جلد فراہم کی جا سکیں۔اس رپورٹ کے موصول ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد کی تفصیلات

*6768: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد میں کس کلاس تک تعلیم دی جارہی ہے؟

(ب) اس میں کلاس وار طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(ج) اس میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(د) کون کون سی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں اور یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس کالج میں صرف بی کام کی تعلیم دی جارہی ہے۔

(ب) کلاس وار طالب علموں کی تعداد بی کام پارٹ-I، 1500، بی کام پارٹ-II 1500

(ج) ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار

سکیل	منظور شدہ اسامیاں
19	05
18	16
17	13

(د)

تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	سکیل	تعداد خالی اسامیاں	خالی ہونے کی تاریخ
ایسوسی ایٹ پروفیسر	19	01	09-02-2008
ایسوسی ایٹ پرفیسر	19	01	13-08-2008
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01	21-04-2004
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01	12-01-2010
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01	02-04-2010
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01	31-05-2010
لیکچرار	17	01	01-07-2010
	ٹوٹل	07	

خالی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ریکروٹمنٹ پر پُر ہوں گی۔

ضلع رحیم یار خان، کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6855: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل کتنے گرلز و بوائز کالج ہیں ان کالجوں میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کالج وار بیان کریں؟

(ج) جن کالجوں میں مزید کمروں کی ضرورت ہے ان کی تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل آٹھ کالج ہیں ان میں چار گرلز اور چار بوائز کالج ہیں۔ ان میں سے تین کالجوں میں پوسٹ گریجویشن کی سطح تک اور باقی پانچ کالجوں میں ڈگری کی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کالج کا نام	طلبہ کی تعداد
1	گورنمنٹ خواجہ فرید پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) رحیم یار خان	2754
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (خواتین) رحیم یار خان	2782
3	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) خان پور	1346
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) خان پور	2110
5	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) صادق آباد	626
6	گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) صادق آباد	1295
7	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) لیاقت پور	471
8	گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) لیاقت پور	973

(ج) ضلع رحیم یار خان کے مندرجہ ذیل کالجز میں حکومت پنجاب، محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ضرورت کے مطابق کمروں کی کمی اور دیگر missing facilities فراہم کرنے کے لئے درج ذیل ترقیاتی منصوبے منظور کر کے رقم فراہم کر دی ہے اور ان منصوبہ جات پر کام شروع ہو چکا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کالج کا نام	تعمیراتی ادارہ	رقم برائے 2009-10	رقم برائے 2010-11
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) خان پور	(C&W)	ایک ملین (ADP)	29.511 ملین (ADP)
2	گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) صادق آباد	(C&W)	ایک ملین (ADP)	20.000 ملین (ADP)
3	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) لیاقت پور	(NLC)	9.627 ملین (پوری رقم اکٹھی فراہم کی گئی)	
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) خان پور	(NLC)	17.980 ملین (پوری رقم اکٹھی فراہم کی گئی)	
5	گورنمنٹ خواجہ فرید پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) رحیم یار خان	(NLC)	28.193 ملین (پوری رقم اکٹھی فراہم کی گئی)	

پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ہاسٹلز کے میس ملازمین کی تنخواہ اور اوقات کار سے متعلقہ مسائل

*6971: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی ہاسٹلز میں 16 گھنٹے روزانہ کام کرنے والے میس ملازمین کو صرف -/3500 روپے ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ب) مذکورہ ملازمین کو کس قاعدہ کے تحت -/3500 روپے ماہانہ اور کس قانون کے تحت 16 گھنٹے روزانہ کام لیا جاتا ہے، ان کی ہفتہ وار چھٹی نیز دیگر چھٹیوں کا شیڈول بھی بیان فرمائیں؟

(ج) اگر مذکورہ ملازمین یونیورسٹی کے باقاعدہ ملازم ہیں تو کس گریڈ میں بھرتی ہیں، اگر نہیں تو کیا ان پر لیبر قوانین لاگو نہیں ہوتے اور کیا نئی لیبر پالیسی کے تحت یونیورسٹی انہیں -/7000 روپے ماہوار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملازمین نے متعدد بار ہاسٹل کونسل انتظامیہ کے سامنے تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ پیش کیا لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی؟

(ہ) کیا یونیورسٹی مہنگائی کے اس دور میں مذکورہ ملازمین کی تنخواہ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے کہ ہاسٹلز میں کام کرنے والے اہلکاروں سے روزانہ 16 گھنٹے کام لیا جاتا ہے اور یہ بھی درست نہیں کہ ان کو صرف -/3500 روپے ماہانہ معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ہاسٹلز کے میس میں کام کرنے والے ملازمین مستقل ملازمین نہیں ہوتے ان کے اوقات کار بھی یونیورسٹی کے مستقل ملازمین کی طرح 8 گھنٹے ہی بنتے ہیں 16 گھنٹے روزانہ کام لینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہاسٹلز میں فرائض ادا کرنے والے باورچی کو مبلغ -/5500 روپے ماہانہ، چپاتی مین کو مبلغ -/5000 روپے ماہانہ اور ویٹر کو مبلغ -/4000 روپے ماہانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں ہاسٹلز کے میس ملازمین کو نہ صرف ماہانہ معقول اجرت باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے بلکہ رہنے کے لئے مکمل فری رہائش (مع بجلی، پانی، گیس وغیرہ) اور بغیر معاوضہ کھانا بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ کے اختتام پر ان کو کھانے پینے

کا سامان بھی دیا جاتا ہے اس طرح ہاسٹلز کے میس ملازمین کم از کم -/12000 روپے سے زائد تنخواہ اور مراعات حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ مذکورہ ملازمین کو صرف -/3500 روپے ماہانہ ادا کئے جاتے ہیں میس ملازمین سے روزانہ 16 گھنٹے ڈیوٹی لینے والی بات میں بھی کوئی صداقت نہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ہاسٹلز کے میس ملازمین آؤٹ سٹیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور قریباً ہر ماہ اپنے گھروں کو کم از کم 5-4 ایام کی چھٹی لے کر جاتے ہیں۔ اس طرح یہ میس ملازمین ہفتہ وار چھٹی کی بجائے ہر ماہ اکٹھی چھٹیاں لے کر اپنے گھروں کو جانا پسند کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنے اہلخانہ کو دے سکیں مزید برآں سال میں گرمیوں کی دو ماہ سے زائد چھٹیاں، سردیوں میں پندرہ ایام سے زائد، عیدالفطر، عیدالضحیٰ اور دیگر سرکاری تعطیلات میں یہ ہاسٹلز میس ملازمین مع تنخواہ چھٹیاں لے کے اپنے اہل وعیال کے ساتھ گھروں پر گزارتے ہیں۔

(ج) یہ امر حقیقی ہے کہ میس ملازمین یونیورسٹی کے باقاعدہ ملازم نہ ہیں صرف دوپہر اور رات کے کھانے کے وقت ان کو ڈیوٹی دینا ہوتی ہے جبکہ ان ملازمین کو صبح کا ناشتہ دوپہر اور شام کا کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ انہیں طلباء وطالبات سے سروس چارجز کی مد سے ادائیگی کی جاتی ہے جس کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

(د) وقت کے ساتھ ساتھ اور وسائل کے مطابق ان کی تنخواہ میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔

(ہ) یونیورسٹی ہاسٹلز کے میس میں بطور ویٹر مین، چپاتی مین اور باورچی کام کرنے والے اہلکاروں کی تنخواہ میں وقتاً فوقتاً اضافہ کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کاہنہ نو میں کلاسز کا اجراء

*7127: میاں طارق محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کاہنہ نو (لاہور) 84 دیہات کا مرکز اور تقریباً 2 لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل آبادی کا علاقہ ہے جس میں 25 کلو میٹر کی دوری تک لڑکیوں کے لئے کوئی کالج نہ ہے جس کی وجہ سے میٹرک پاس بچیوں کو مزید تعلیم کے حصول کے لئے لاہور شہر کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نوٹیفکیشن نمبری SO(Personnel)5-39/08 مورخہ 17۔ اگست 2009 کے مطابق ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے گورنمنٹ بوائز کالج کاہنہ نو کا status change کرتے ہوئے اسے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کا درجہ دے دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی بلڈنگ مکمل ہونے کے باوجود تاحال کلاسز کا اجراء نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اہلیان کاہنہ نو شدید مشکلات کا شکار ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں تو کیا حکومت اپنے جاری کردہ نوٹیفکیشن مذکورہ کے مطابق گرلز ڈگری کالج کاہنہ نو میں فی الفور کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ بات درست ہے کہ کاہنہ نو تقریباً 2 لاکھ آبادی پر مشتمل علاقہ ہے۔ تاہم یہ بات درست نہیں کہ 25 کلومیٹر کی دوری تک علاقہ میں کوئی کالج نہ ہے۔ کاہنہ نو سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واپڈا ٹاؤن لاہور، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور تقریباً 13 کلومیٹر کے فاصلے پر اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن بھی تقریباً 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے علاقہ کی بچیوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کاہنہ نو میں ایک ڈگری کالج بنا دیا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر SO(Personnel)5-39/08 مورخہ 17۔ اگست 2009 کے مطابق ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بوائز کالج کاہنہ نو کا status change کرتے ہوئے اسے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کا درجہ دے دیا۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کاہنہ نو کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ تاہم نہ تو ابھی تک اس میں بجلی کا کنکشن لگا ہے اور نہ ہی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے کالج کی عمارت باضابطہ طور پر ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالہ کی ہے جس وجہ سے ابھی تک کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔

(د) جی ہاں! حکومت فی الفور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کاہنہ نو میں کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے۔ جیسے ہی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ باضابطہ طور پر عمارت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے

حوالے کرے گا تو بغیر کسی تاخیر کے کالج کے فنڈز اور سیٹوں کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ کو درخواست S.N.E بھیج دی جائے گی اور S.N.E منظور ہوتے ہی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

پی پی۔174، میں گرلز و بوائز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*7201: رائے محمد اسلم خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں گرلز اور بوائز کالجوں کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ب) اس حلقہ میں حکومت 11-2010 میں مزید کتنے کالجوں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں اس وقت کوئی بوائز اور گرلز کالج موجود نہیں ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم کو ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس حلقہ میں مندرجہ ذیل دو کالجز کے قیام کے لئے احکامات موصول ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	حلقہ	کالج کا نام	موجودہ صورتحال
1	پی پی۔174	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز سید والا، ننکانہ صاحب	یہ کالج محکمہ اعلیٰ تعلیم کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اور اس کی منظوری DDWP لاہور نے مورخہ 28-04-2010 کو دے دی ہے اور اس سکیم کی کل لاگت 64.545 ملین روپے ہے۔
2	پی پی۔174	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بچیکی، ننکانہ صاحب	یہ کالج محکمہ اعلیٰ تعلیم کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے (Not Feasible) قرار دے دیا گیا ہے۔

اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب سے جاری کردہ تمام development directives پر مشتمل ایک سمری مورخہ 22-07-2010 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ارسال کی ہے جس میں مندرجہ بالا دونوں کالجوں کے بارے میں بھی مزید احکامات حاصل کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔یہ سمری ابھی تک محکمہ اعلیٰ تعلیم کو واپس موصول نہیں ہوئی ہے لہذا ان دونوں کالجوں کے قیام کے بارے میں مزید احکامات فی الحال مؤخر ہیں۔

خوشاب، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نوشہرہ کی تعمیر کا معاملہ

*7233: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نوشہرہ ضلع خوشاب گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی تعمیر کے احکامات صادر فرمائے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی سی او خوشاب نے اس کالج کے لئے جگہ بھی فراہم کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ این ایل سی نے اس کالج کی تعمیر کے لئے سروے بھی کیا تھا اور اس کی تعمیر کا تخمینہ لاگت بھی بنایا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس کالج کی عمارت کی تعمیر شروع نہ ہوئی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں، اس کالج کی عمارت کب تک تعمیر ہو گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نوشہرہ ضلع خوشاب کا قیام ہسپتال کی پرانی عمارت میں عمل میں لانے کے احکامات صادر فرمائے تھے۔ فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس کالج کے قیام کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کو آٹھ کنال اور اٹھارہ مرلہ پر مشتمل ایک قطعہ اراضی فراہم کیا گیا ہے تاہم اس رقبے میں سے سات کنال اور چودہ مرلہ کا انتقال محکمہ اعلیٰ تعلیم کے نام جاری کیا گیا ہے۔ فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے

(ج) یہ درست ہے کہ 2008 میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) خوشاب نے NLC کے ذریعے اس کالج کی عمارت کی تعمیر کے لئے سروے کروایا تھا اور اس کی لاگت کا تخمینہ بھی تیار کیا گیا تھا۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ NLC فیز-I کے ذریعے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے 138 منصوبوں پر کام کر رہا ہے اور مندرجہ بالا کالج کا تخمینہ فیز-II کے تحت تیار کیا گیا تھا اور اس طرح کے تخمینہ جات پورے پنجاب میں تیار کئے گئے تھے لیکن ان پر عملدرآمد نہ ہوا جس کی وجہ سے اس کالج کی تعمیر بھی NLC کے ذریعے نہیں کروائی جا سکی۔

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ضلع خوشاب نے مورخہ 09-11-10 کو محکمہ بلڈنگ سے درخواست کی کہ وہ اس کالج کی تعمیر کا تخمینہ لاگت تیار کریں اس ضمن میں محکمہ بلڈنگ نے مورخہ 10-03-08 کو ڈائریکٹر آرکیٹیکچر سرگودھا کو ایک خط تحریر کیا کہ اس منصوبے کے

نقشہ جات تیار کئے جائیں۔ فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ابھی تک محکمہ اعلیٰ تعلیم کو اس کالج کی عمارت کی تعمیر کا تخمینہ لاگت موصول نہیں ہوا۔ تاہم تخمینہ لاگت کے موصول ہونے پر اس منصوبے کا PC-1 تیار کر کے متعلقہ فورم کی منظوری کے لئے بھیج دیا جائے گا۔

سرگودھا۔ گرلز ڈگری کالجوں کے لئے بسوں کی خرید کا مسئلہ

*7247: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ، گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی اور بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ کے لئے حکومت پنجاب نے چار عدد بسوں کی خرید کے لئے فنڈز 13.722 ملین روپے کی منظوری کب دی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو بسیں 30۔ جون 2007 تک کیوں نہیں خریدی گئیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ نے اپنے Directive DS(ASSEM/09/AB-32(E) نمبر 24813/ (کے ذریعے ان بسوں کی خرید کے لئے مورخہ 25۔ اپریل 2009 کو احکامات جاری کئے تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو وزیر اعلیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ، گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی اور بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ کے لئے حکومت پنجاب نے چار عدد بسوں کی خریداری کے لئے فنڈز 13.722 ملین روپے کی منظوری مورخہ 27-02-2007 کو دی۔

(ب) ان بسوں کی خریداری کے لئے ڈی پی آئی (کالجز) نے متعلقہ پرنسپل صاحبان پر مشتمل ایک پرچیز کمیٹی تشکیل دی جس کے احکامات مورخہ 18-04-2007 کو جاری کئے گئے۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I	پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے طلباء بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا	چیئرمین
II	پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے طالبات بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا	سیکرٹری
III	انچارج پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے طالبات، 36 جنوبی ضلع سرگودھا	ممبر

اس کمیٹی کو قانون کے مطابق خریداری کے عمل کو مکمل کر کے ڈی پی آئی (کالجز) کے دفتر سے منظوری حاصل کرنے کے احکامات جاری کئے گئے۔ فنڈز کی فراہمی 01-06-2007 کو

موصول ہوئی اور وقت کی کمی کی وجہ سے بسوں کی خریداری مکمل نہ ہو سکی۔یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بسوں کی خریداری کھلے مقابلے کی بنیاد پر ٹینڈر نوٹس کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے جس کے لئے 30 دن درکار ہوتے ہیں اور چونکہ فنڈز کی فراہمی جون کے مہینے میں ہوئی اور 20۔ جون کے بعد متعلقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفسر بلوں کی وصولی بند کر دیتے ہیں اس لئے ضروری قانونی کارروائی مکمل کرنا ممکن نہیں تھا۔

(ج) جی ہاں! وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات موصول ہونے کے بعد محکمہ خزانہ کو رقم revalidate کروانے کے لئے خط تحریر کیا گیا اور محکمہ خزانہ کی طرف سے رقم کی فراہمی جون 2010 میں کی گئی اور جیسا کہ جز(ب) کے جواب میں یہ تحریر کیا گیا کہ بسوں کی خریداری کے لئے خاطر خواہ وقت درکار ہوتا ہے جو موجود نہیں تھا۔یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ رقم کی فراہمی اور اسے SAP سسٹم کے تحت آن لائن کرنا اور اس کے بعد کھلے مقابلے کے ذریعے خریداری کے عمل کو مکمل کرنے کے لئے دو سے تین ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ 2011-12 کے ترقیاتی بجٹ میں بسوں کی خریداری کے لئے GS No.65 پر provision of missing facilities کے نام پر 400.000 ملین روپے کی ایک سکیم رکھی گئی ہے۔ ضلع سرگودھا کی بسیں بھی اس میں شامل کر لی جائیں گی جو کہ 2011-12 میں فراہم کر دی جائیں گی۔

حافظ آباد۔ گرلز و بوائز کالجوں میں منظور شدہ / خالی اسامیوں کی تفصیل

*7272: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد کے گرلز اور بوائز کالجز میں لیکچرارز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی کتنی منظور شدہ اور کتنی خالی اسامیاں ہیں ہر کالج کی مضامین کے حساب سے خالی اسامیوں کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع حافظ آباد کے گرلز اور بوائز کالجز میں لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیاں اور ہر کالج کی مضامین کے حساب سے خالی اسامیوں کی تفصیل Annex C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے گورنمنٹ نے پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھیج دی ہے اور وہ ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مختلف مراحل پر کوشاں ہیں۔ جونہی پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوں گی اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

ضلع حافظ آباد۔ بوائز و گرلز کالجوں میں ایم اے کلاسز کا اجراء

*7274: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں گرلز اور بوائز کالجوں کی تعداد کیا ہے، ان کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ کالجز میں کتنے ایسے کالج ہیں جن میں ایم اے کی کلاسز نہ ہیں؟

(ج) کیا حکومت کی طرف سے ایم اے کی کلاسز شروع کرنے کے لئے کوئی معیار مقرر کیا گیا ہے اگر ہاں تو وہ کیا ہے نیز جو کالج معیار پر پورے اترتے ہیں کیا حکومت ان میں ایم اے کی کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع حافظ آباد میں گرلز اور بوائز کالجوں کی تعداد پانچ ہے۔

1- گورنمنٹ ڈگری کالج مدھریانوالہ روڈ، حافظ آباد

2- گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج برائے خواتین علی پور روڈ، حافظ آباد

3- گورنمنٹ ڈگری کالج پنڈی بھٹیاں نزد سرگودھا روڈ بائی پاس، ضلع حافظ آباد

4- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، نزد سرگودھا روڈ بائی پاس، ضلع حافظ آباد

5- گورنمنٹ گرلز انٹر کالج، جلالپور بھٹیاں نزد ماڑ کو چوک، ضلع حافظ آباد۔

(ب) حافظ آباد کے ایک کالج گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج، حافظ آباد میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے لہذا اگلے تعلیمی سال میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

(ج) جی ہاں!حکومت نے ایم اے کی کلاسز شروع کرنے کے لئے معیار مقرر کیا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مندرجہ ذیل کالجز گورنمنٹ ڈگری کالج، حافظ آباد اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین، حافظ آباد ایم اے کے مقررہ معیار پر پورا اترتے ہیں اور ان میں ایم اے بلاک مکمل ہو چکے ہیں اس لئے ان میں جلد ہی ایم اے کی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!انہوں نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی بہت عزت کرتا ہوں۔وہ بڑے شریف آدمی ہیں اور ہمیشہ ان کا role بڑا positive رہا ہے۔شاید انہیں علم نہیں کہ پیچھے کیا کارروائی ہوئی ہے؟انہوں نے آج پھر on the floor of the House یہ کہا ہے کہ وہ آدمی suspend ہوا ہے بلکہ کافی دن suspend رہا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ پیر والے دن آپ اس آدمی کے suspension order کی کاپی منگوا لیں۔اگر وہ آدمی واقعی suspend ہوا ہے تو پھر بے شک میرے خلاف تحریک استحقاق لے آئیں اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ آدمی suspend نہیں ہوا تو پھر میں اپنے اس محترم بھائی کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!اب مہربانی کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ دو منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اس حوالے سے مکمل تفصیلات حاصل کریں اور یہ information مجھ تک بھی پہنچائیں گے اور پھر House کو بھی اس بابت بتائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اس جواب سے وزیر صاحب مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ جواب آیا ہے۔اس پر انہوں نے یہ کارروائی کی تھی۔آپ بے شک ریکارڈنگ نکلوائیں یا وہاں سے ریکارڈ منگوائیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے اور منسٹر صاحب سب کچھ منگوائیں گے۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے بعد میں آپ کو آدھ گھنٹہ دیا جائے گا۔ اس وقت تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 56 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس کو پڑھا جا چکا ہے اور جواب آنا تھا۔ رانا صاحب! کیا تحریک استحقاق نمبر 56 کا جواب آ گیا ہے؟

ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر سے نامناسب روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب جو موصول ہوا ہے وہ میں معزز ایوان کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب کی بات سنیں۔ آرڈر پلیز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ایس پی صاحب نے ایس ایچ او ستوکتلہ سے دریافت کر کے اس کا جواب بھجوایا ہے کہ مورخہ 11-6-21 کو تقریباً 6 بجے شام محترمہ سیمل کامران صاحبہ ایم پی اے کا میرے موبائل پر فون آیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ایم پی اے صاحبہ نے فرمایا کہ میں اپنے ملازم کو بھجوا رہی ہوں ان سے آپ درخواست لے لیں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ آپ اسے بھجوا دیں میں تھانہ میں موجود ہوں۔ میں نے کچھ دیر انتظار کیا اسی دوران بذریعہ وائرلیس message ملا کہ ایس ایچ او ناکا پر پہنچ جائیں۔ اس حکم پر میں ناکا امیر چوک پہنچ گیا وہاں پر ایم پی اے صاحبہ کا فون آیا جس میں انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ ایس ایچ او کا یہ کہنا ہے کہ جب انہوں نے فون کیا اس وقت تو میں تھانے میں موجود تھا لیکن اس ایمرجنسی کی وجہ سے مجھے وہاں موقع پر جانا پڑا۔ جس وقت ان کا ملازم وہاں پر آیا میں تھانے

میں موجود نہیں تھا اس بات کی ان کو ناراضگی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس بات کو totally deny کیا ہے کہ میں نے کسی قسم کی کوئی بدتمیزی کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کم از کم جواب تو آیا۔ ان کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ یہ واقعہ 21 تاریخ کو ہوا ہے۔ یہ واقعہ میرے ملازم کا نہیں ہے بلکہ جس سوسائٹی میں، میں رہتی ہوں وہاں کے دو ملازمین کا معاملہ تھا۔ میرے پاس وہ application بھی موجود ہے جو 22 تاریخ کو وہاں پر وصول کرائی گئی ہے۔ جس ایس پی صاحب کے ذریعے انکوائری کی گئی ان کا ٹیلی فون نمبر 03008880575 ہے۔ 22 تاریخ کو شام کے وقت اس نمبر پر finally call کر کے میں نے ان سے درخواست کی۔ اس application میں categorically یہ لکھا ہوا ہے کہ مجھے گواہوں کی موجودگی میں جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ وہ بندہ گواہوں سمیت میرے پاس آیا، اگر میں بھی ایک پاکستانی شہری ہونے کے ناتے تھانے جاتی ہوں اور جا کر کہتی ہوں کہ مجھے فلاں بندے سے جان کا خطرہ ہے تو تھانے دار کو چاہئے کہ کم از کم میری عرضی ضرور وصول کر لے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا البتہ -/2000 روپے ضرور لے لئے لیکن اس سے اس کی application نہیں لی۔ اس نے کہا کہ مجھے میری application کی receiving دے دیں لیکن اس نے اسے refuse کر دیا۔ یہ رات کو ڈیڑھ بجے کا واقعہ ہے۔ میں نے جس دن اپنے ملازم کو بھیجنا ہو گا اس کی وصولی بھی کروالوں گی مجھے اس بات کا پتا ہے۔ رات کو ڈیڑھ بجے اس بندے نے دوبارہ مجھے فون کیا کیونکہ اسی سوسائٹی میں already تین murders ہو چکے ہیں جو ملازمین ہی نے دوسرے ملازمین کے کئے ہیں۔ اس کے بعد اس نے تھانہ ستوکتلہ میں 6- اگست کو دوبارہ application دی لیکن پیسے دینے کے باوجود یہ مسئلہ resolve نہیں ہوا۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ تھانے بھتہ خوری کا سنٹر بن چکے ہیں۔ یہاں پر لوگوں سے پیسے لئے جاتے ہیں لیکن تھانوں کا اصل کام لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا ہے وہ نہیں کیا جا رہا۔ Finally میں نے ایس پی صاحب کو 22 تاریخ کو فون کیا کیونکہ مبین بٹ صاحب نے مجھے flatly refuse کر دیا تھا اور میں on oath یہ بات کہتی ہوں۔ اس House کے کسی بھی معزز ممبر کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ ایک معمولی ایس ایچ او کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آئے جس میں ہم یہ admit کریں کہ ایس ایچ او ہماری بات نہیں سنتا۔ میں آپ کو یہاں پر یہ بھی بتا دوں کہ میری اس tenure میں پہلی Privilege Motion ہے اور میں آج تک کوئی Privilege Motion لے کر نہیں آئی۔ جب ہمارا حال یہ ہو گا کہ ہم ایک genuine بات کر رہے ہیں کسی انسان کی جان کا سوال ہے لیکن ایس ایچ او ہمارے ساتھ یہ

سلوک کر رہا ہے۔اس کی بات بھی نہیں سنی جا رہی پھر ایس ایس پی صاحب سے گزارش کرنے کے بعد وہ اس کو receiving بھی دے دیتا ہے۔اس نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں میرے پاس اس کے ثبوت بھی موجود ہیں اور میں on oath یہ بات کرتی ہوں۔ایس پی صاحب بھی on oath بات کریں کیونکہ اسی ایس پی کے کہنے پر اس بندے کو یہ receiving ملی ہے۔وہ ایس ایچ او بھی on oath آ جائے۔اس ایس ایچ او نے مجھے بہت سے لوگوں کے ذریعے contact بھی کیا اس نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ میرے گھر آنا چاہتا ہے۔میں نے کہا یہ مسئلہ کسی انسان کی جان کا ہے یہ میرے گھر کا مسئلہ نہیں ہے۔یہ مسئلہ اب چونکہ اس معزز ایوان میں ہے اس House نے decide کرنا ہے۔اس ایس ایچ او نے جو بھی بات کرنی ہے وہ وزیر قانون کے ذریعے سے کرے مجھے کسی سے کوئی settlement نہیں کرنی ہے۔میں نے ایک genuine بات کی تھی کہ ایک انسان کی جان کو خطرہ تھا۔میرے پاس تمام ثبوت موجود ہیں اور یہ میں آپ کو بھجوا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب! اس تحریک استحقاق کو pending کر لیتے ہیں اس دوران آپ ایس ایچ او کو ادھر بلوالیں، بات آمنے سامنے ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ٹھیک ہے۔آپ اسے next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک استحقاق کو next week تک pending کرتا ہوں اس دوران آپ ایس ایچ او کو بلوالیں۔اگلی تحریک استحقاق جناب شاہان ملک صاحب کی طرف سے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ اس تحریک استحقاق کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیسے کر دیں؟ میرے پاس تو ان کی طرف سے کوئی intimation نہیں آئی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! انہوں نے request کی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! بہت شکریہ۔آپ نے ہماری request مان لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 65 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

ایس ایچ او تھانہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا معزز خاتون ممبر سے تضحیک آمیز روّیہ (۔۔۔جاری)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری طرف سے جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے آپ نے اس پر جو اللہ اکبر کہا ہے تو میں اپنی اس تحریک استحقاق کو withdraw کرتی ہوں۔ رمضان کے دن تھے اور پولیس والوں نے اس کے باوجود بدتمیزی کی مگر بعد میں انہوں نے آکر معافی مانگی اور وہ اس پر شرمندہ تھے۔ میں نے ان کو معاف کیا اور چونکہ آپ نے اللہ اکبر بھی کہا ہے میں نے بھی ان کو اللہ کے واسطے معاف کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسے withdraw کرتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: دوسرا میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گی کہ پولیس کا جو روّیہ ہے وہ اس قدر بھیانک اور خوف زدہ ہو چکا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ اسے withdraw کرتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں اسے withdraw تو کرتی ہوں لیکن کل کا ایک واقعہ میں آپ کے رُوبرو پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ہے کہ پانچ ماہ کا بچہ بلک بلک کر مر گیا ہے۔ ان کے ماں باپ اور گھر کے باقی افراد کو بھی پولیس والے تھانے لے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دیا ہے۔ آخر لاوارث پنجاب میں کوئی تو پولیس کو روکے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر جب یہ معاملہ پیش ہوگا اس وقت آپ کی بات سنیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سنیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! کب تک یہ معافیاں مانگتے رہیں گے اور ہم اپنی تحاریک withdraw کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ مہربانی۔ بعد میں آپ کی بات سنیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جب آپ کی تحریک آئے گی تو پھر انشاء اللہ آپ کی بات ضرور سنیں گے۔ مہربانی۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اللہ اکبر۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک تو نہیں ہے۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 868 پڑھی جا چکی ہے اور pending ہوتی آ رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 868 کا جواب موصول ہو چکا ہے میں وہ معزز ایوان کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹہ وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر سات بجے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 868 Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لیکن یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا ہے اس لئے یہ تحریک next week تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! House میں کم از کم ایک وزیر کو تو بلا لیں۔

جناب سپیکر: وہ آ رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزراء کو یہاں پر ہونا چاہئے۔ اس ایوان کو حکومت اور اپوزیشن دونوں نے چلانا ہے۔ پہلے دو دو گھنٹے کارروائی دیر سے شروع ہو اور اس کے بعد ہم وزیر صاحب کا انتظار کریں کہ کب ان کی نظر کرم ایوان پر پڑے گی۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ وزراء کو گھنٹیاں بند ہونے پر

ایوان میں ہونا چاہئے۔ ان کو سرخاب کے پر تو نہیں لگے ہوئے کہ ہم ان کا انتظار کریں۔ ہم کسی کے ملازم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا یہ راجپوتوں کا House ہے کہ وہ ہی اس کو چلائیں گے۔ آپ تشریف فرما ہیں یا رانا ثناء اللہ خان ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں سید اور چودھری بھی ہیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! باقی وزیر بھی تو اس House کا حصہ ہیں۔ انہیں یہاں آنا چاہئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب سینئر پارلیمنٹیرین ہیں وہ تشریف لے آئے ہیں تو باقی وزراء کو بھی بلایا جائے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ none of them is present and what I should do now? میرے خیال میں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1369 حاجی محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1376 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، تحریک پیش کریں۔

لاہور کے پارکوں میں ناقص سکیورٹی انتظامات اور مضر صحت اشیائے خورد و نوش کی فروخت سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ناقص اشیائے خورد و نوش، جھولوں کی ٹکٹیں بلیک میں فروخت، شہریوں نے پارکوں میں جانا چھوڑ دیا۔ گلشن اقبال، باغ جناح، ریس کورس اور سفاری پارک سمیت متعدد پارکوں میں وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود پارکنگ فیس کی بھی وصولی۔ ناقص اشیاء کھا کر شہری بیمار ہونے لگے، انتظامیہ کو شکایت کے باوجود کوئی کارروائی نہ ہو سکی۔ ٹھیکیدار من مانیاں کرنے لگے۔ صوبائی دارالحکومت کے معروف پارکوں میں سیر و تفریح کے لئے لگائے جانے والے جھولوں کی ٹکٹیں سر عام بلیک میں فروخت، مضر صحت ناقص کھانے پینے کی اشیاء کی فروخت اور ناقص ترین سکیورٹی

انتظامات کے باعث عوام کی بڑی تعداد نے پارکوں میں جاناچھوڑ دیا۔ تفصیلات کے مطابق معروف ترین اور عوام کی سیر و تفریح کے لئے بنائے جانے والے پارکوں گلشن اقبال، باغ جناح، ریس کورس پارک میں لگے جھولوں پر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ٹکٹوں کے نرخ پر زائد رقم کی وصولی دھڑلے کے ساتھ جاری ہے۔ خاص طور پر اتوار کے دن ٹھیکیدار جھولوں کی ٹکٹ کی رقم اپنی مرضی سے لیتے ہیں۔ ٹکٹوں کی مد میں شہریوں سے زائد رقم بٹور رہے ہیں۔ شہر کے مختلف پارکوں میں لگنے والے سٹالز میں انتہائی ناقص کھانے پینے کی اشیاء سرعام فروخت ہو رہی ہیں جس سے شہری بیمار ہو رہے ہیں۔ متعدد شہریوں نے انتظامیہ کو کھانے پینے کی اشیاء کی شکایت کرنے پر انتظامیہ نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے جبکہ مذکورہ پارکوں کے پارکنگ سٹینڈ کے حوالے سے وزیر اعلیٰ نے پارکنگ فیس نہ لینے کے واضح احکامات جاری کئے ہوئے ہیں مگر اس کے باوجود بھی موٹر سائیکل -/10 روپے اور گاڑی -/20 روپے پرچی فیس وصول کی جارہی ہے۔ ذرائع کے مطابق دیگر پارکوں کی نسبت گلشن اقبال پارک میں جھولوں کی ٹکٹیں، مضر صحت کھانے پینے کی اشیاء سمیت فرضی ملازموں کی تنخواہوں میں وصولی کی جارہی ہے۔ گلشن اقبال پارک میں 19 فرضی ملازم جن کا کوئی نام ونشان ہی نہ ہے مگر ان کی تنخواہیں وصول کی جارہی ہیں جبکہ اسی گلشن اقبال پارک میں 60 سے زائد لگی ہوئی سٹریٹ لائٹس میں سے صرف 8 لائٹیں ٹھیک جبکہ 52 عرصہ دراز سے خراب ہیں جس کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ تاہم قانون کے مطابق رات 10 بجے تک پارکوں کو بند کرنے کے احکامات ہیں لیکن مذکورہ پارک میں لگے ہوئے فن لینڈ جھولے رات گئے تک چلتے رہتے ہیں اور قانون پر کسی قسم کا کوئی بھی عملدرآمد ہوتا دکھائی نہیں دیتا اور انتظامیہ کی ملی بھگت سے اس پارک میں فن لینڈ کے جھولے رات گئے تک چلتے رہنے کی وجہ سے یہاں پر موجود خواتین اور بچوں میں سکیورٹی رسک اور بے چینی پائی جارہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے ذریعے سے محرک نے مختلف شکایات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس میں ضلعی گورنمنٹ اور ڈی سی او صاحب کو یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ ان تمام چیزوں کی انکوائری کرواکر متعلقہ معاملات کو درست کروائیں اور جو لوگ اس چیز کے مرتکب ہو رہے ہیں اُن کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محرک

نے نشاندہی کر دی ہے جس پر حکومت action لے رہی ہے لہذا انہیں مزید اس تحریک کو press نہیں کرنا چاہیئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس کو مزید press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: چونکہ محترمہ اسے مزید press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1379 ایجوکیشن سے متعلقہ جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، بھٹی صاحب! اسے پڑھیں۔

گورنمنٹ پرائمری سکول شادباغ کالونی ننکانہ صاحب کی اپ گریڈیشن نہ ہونا

جناب شاہجہان احمد بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول شادباغ کالونی ننکانہ صاحب کو ایلیمنٹری لیول تک اپ گریڈ کرنے کی غرض سے ای ڈی او ننکانہ صاحب نے مراسلہ نمبر 1779 مورخہ 2010-8-9 کو متروکہ وقف املاک بورڈ کو حصول زمین کے لئے خط لکھا کہ بورڈ کی زمین جو خالی پڑی ہے وہ سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے دے دی جائے۔ اس مراسلہ کی روشنی میں متروکہ وقف املاک بورڈ نے مراسلہ نمبر ETP/NKS مورخہ 2010-8-12 کو جواب دیا کہ چونکہ ای ڈی او ایجوکیشن ننکانہ صاحب نے شادباغ کالونی ننکانہ صاحب کے گرلز سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے رقبہ کے حصول کے لئے تحریر کیا ہے اور عدالت عالیہ کی طرف سے بھی مذکورہ رقبہ کو مفاد عامہ کے لئے دینے کے احکامات ہوئے ہیں لہذا عدالت عالیہ کے فیصلہ مورخہ 2010-5-18 کے تحت رقبہ کو مفاد عامہ کو دیئے جانے کے فیصلے کے تحت اور محکمہ تعلیم ای ڈی او ایجوکیشن کی درخواست متذکرہ بالا برائے حصول اپ گریڈیشن گرلز ایلیمنٹری سکول علاقہ شادباغ کالونی ننکانہ صاحب نمبر خسرہ 28 ارین تعدادی 8 کنال 18 مرلے دیا جانا مناسب ہے۔ متروکہ وقف بورڈ لاہور نے اپنی رضامندی تحریری طور پر بھی دے دی اور ہائیکورٹ نے بھی اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے کہ:

> The suit land be utilized only for the welfare and benefit of public at larger such as construction of a Public Park, Library, School, Hospital or for any other similar purpose

اور پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے حکومت نے فنڈز بھی مختص کر دیئے ہیں اور متروکہ وقف املاک بورڈ کی جگہ پر پرائمری سکول کی بلڈنگ بنا کر اسے اپ گریڈ کرنا مقصود ہے لیکن جانے کون سے آہنی ہاتھ ہیں جس کے خوف کی وجہ سے ڈی سی او ننکانہ صاحب نے پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مختلف حیلے بہانے تلاش کر کے سکول کی اپ گریڈیشن ہونے میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ اس پر بعض ذرائع کہتے ہیں کہ ڈی سی او ننکانہ صاحب صرف اور صرف سرکاری فنڈز کو خُورد بُرد کرنے کی غرض سے سکول کی اپ گریڈیشن نہیں ہونے دے رہے جبکہ اس پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے اہل علاقہ کے مکینوں نے سر توڑ کوشش کی اور حکومت نے ان کے مطالبہ پر فنڈز بھی مہیا کئے لیکن اب ڈی سی او ننکانہ صاحب آڑے آ گئے ہیں اور اپنی من مانیاں کرنے پر اہل علاقہ کی بچیاں پرائمری سکول سے آگے کی تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گی اور صرف ڈی سی او کی اس ناجائز رکاوٹ کی وجہ سے پرائمری سکول کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ ڈی سی او ننکانہ صاحب کے اس عمل سے اہل علاقہ کے مکینوں میں سخت غم و غصہ پایا جا رہا ہے اور وہ حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ پرائمری سکول کا مختص فنڈز خُورد بُرد ہونے سے بچایا جائے اور متروکہ وقف املاک بورڈ لاہور کی جگہ پر ایلیمنٹری سکول کی بلڈنگ تعمیر کی جائے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے پر متعلقہ ڈی سی او صاحب سے جواب طلب کیا گیا ہے جو کہ ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اسے آئندہ ہفتے تک کے لئے pending فرما لیں تو جواب موصول ہونے کے بعد اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تین تحاریک التوائے کار محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہیں جو مجھے کہہ کر گئی ہیں کہ انہیں آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کر لیں اس لئے انہیں آئندہ ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 1403 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 چودھری ظہیر الدین صاحب اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

لاہور تحصیل سٹی کے سرکل میٹرنگ کے ریونیوآفیسر، گرداور اور پٹواری کے خلاف انکوائری کا مطالبہ

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ خبریں مورخہ 23۔اگست 2011 کے مطابق لاہور سٹی تحصیل کے سرکل میٹرنگ میں سابق ریونیوآفیسر گرداور اور موجودہ پٹواری نے ریکارڈ میں ٹمپرنگ کرکے صوبائی حکومت کی ملکیتی زمین کو قبضہ گروپ کے نام پر کر دیا۔ یہ ڈیل20لاکھ روپے کے عوض کی گئی۔ تفصیل کے مطابق مزنگ سرکل کی جمع بندی58-1957 کے خسرہ نمبران10182/4433رقبہ14مرلے 107فٹ میں ہیں ملکیت ہندو پراپرٹی کا اندراج تھا۔ خانہ کاشت میں آبادکاری کمشنر کا اندراج تھا۔ سابق ریونیوآفیسر ثمین جان گرداور رانا مشتاق اور پٹواری عرفان نے جمع بندیوں میں ٹمپرنگ کرکے خسرہ نمبر10182/4433 رقبہ 14 مرلے 170 فٹ کو ملکیت سنٹرل گورنمنٹ اور خانہ کاشت مقبوضہ سنٹرل گورنمنٹ کر دیا اور رشوت کے طور پر20لاکھ روپے لے کر محمد اکرم ولد محمد جمیل قوم شیخ ساکن مکان نمبر18سہگل سٹریٹ چوبرجی لاہور کے نام بروئے فرد نمبر266کے ذریعے سنٹرل گورنمنٹ کی بجائے انتقال نمبر3349(جو بوگس تھا) کا حوالہ دے کر محمد صدیق ولد نبی بخش تھانیدار کو درست کرکے برائے انتقال نمبر17399اور انتقال نمبر17399منجانب محمد شفیع ولد نواب دین بحق محمد جمیل تھانیدار کے نام 16-06-2009 کو منظور کر دیا اور انتقال پاس کر دیا۔ پٹواری عرفان ٹاپ 10 پٹواریوں میں شامل ہے اور کروڑوں کی جائیداد بنا چکا ہے اور اس پر کوئی افسر ہاتھ ڈالنے کو تیار نہیں۔ اہل علاقہ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ واقعہ کی انکوائری کرائی جائے اور مذکورہ زمین قبضہ مافیا سے واگزار کرائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے آئندہ ہفتے تک کے لئے اسے pendingفرمالیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو آئندہ ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1422 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کی ملی بھگت سے پبلک ٹرانسپورٹ میں غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی تنصیب

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 13۔ مئی 2011 روزنامہ "ڈان" میں دی گئی ایک تصویر جس میں چند معصوم طالب علم ایک بس کی چھت پر سی این جی سلنڈروں کی بہتات کے درمیان بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں، حقیقتاً ہماری بے حسی اور عدم توجہی کا زندہ ثبوت ہیں۔ پنجاب میں لاکھوں مسافر روزانہ ایسی Commercial Vehicles پر سفر کرتے ہیں جن میں غیر معیاری CNG Conversion Kits لگا کر اور ڈیزل گاڑیوں میں بنیادی alteration کے ذریعے گیس پر convert کر دی گئی ہیں۔ آئے دن ان میں لگے ہوئے غیر معیاری سلنڈروں کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں جبکہ Vehicle Examiner جو ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کا ایک حصہ ہے، ان کو بغیر فزیکل چیکنگ کئے fitness سرٹیفکیٹ چند ہزار روپے لے کر جاری کر دیتا ہے۔ محرک معزز ایوان کے سامنے ناقابل تردید حقیقت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے وہ یہ کہ جتنی بھی Commercial Vehicle Manufacturing Companies کسی بھی صورت میں مسافر گاڑیوں میں (CNG Conversion Kits) کی قطعاً اجازت نہیں دیتیں لیکن CNG گیس کے ایک طرف بے تحاشا استعمال کی وجہ سے گھریلو صارفین کو گیس نہیں مل رہی اور دوسری طرف یہ سی این جی گیس پر چلنے والی گاڑیوں کا عوام کو کرایہ وغیرہ میں کوئی رعایت نہیں مل رہی۔ اس پر معصوم مسافروں کو ان CNG Conversion کی وجہ سے مسلسل جانی و مالی نقصان کا خطرہ ہے جو کہ مسلسل جاری ہے۔ پہلے بھی 12۔ فروری 2011 کو رائے ونڈ روڈ پر جس مسافر وین میں سی این جی سلنڈر پھٹنے سے دھماکا ہوا اور موقع پر ہی تین لوگ وفات پا گئے اور 12 شدید زخمی ہوئے جن میں سے بعد میں بھی کچھ لوگ وفات پا گئے۔ یہی واقعہ چند دن پہلے راولپنڈی میں بھی ہوا ہے اور ایسے واقعات مسلسل ہو رہے ہیں مگر سیکرٹری آر ٹی اے اور نہ ہی محکمہ تحفظ ماحولیات اس سلسلہ میں عوام کے جان و مال کی حفاظت

کے لئے کچھ کر رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کہیں بھی جب تک تحریری طور پر محکمہ اجازت نہ دے آپ گاڑی کا رنگ بھی نہیں بدل سکتے لیکن یہاں پر basic alterations کی جاتی ہیں جبکہ روزانہ لوگ مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اس کا جواب دے رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا دونوں ڈیپارٹمنٹ سے جواب منگوایا گیا ہے لیکن اس وقت میرے پاس جواب نہیں ہے۔ اس کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک نمبر 1423 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ سے متوسط طبقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے جو آج معاشرے میں اور خاص طور پر لڑکیوں کے محدود وسائل رکھنے والے والدین یا لواحقین کو جس مسلسل عذاب کا سامنا ہے کے لئے فوری طور پر اقدامات نہ اٹھائے گئے تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہ کرے گا۔ جہیز کی لعنت بڑھتے بڑھتے اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اب ایک عام سے لڑکے والے لڑکی کے والدین کی مجبوری اور بے چارگی کو بے رحمانہ طریقے سے نظر انداز کرتے ہوئے کوٹھی، کار اور نقد سرمایہ طلب کر رہے ہیں۔ آج لاکھوں لڑکیوں کے سر میں محض اس انتظار میں چاندی اتر آئی ہے کہ شاید کل کوئی مسیحا بن کر ان کے گھر آئے گا لیکن حسرت و یاس میں دن رات شمع کی طرح پگھلنے والی یہ لڑکیاں جن میں قدرت نے کوئی کمی نہ رکھی آج معاشرتی ناہمواری اور بے حسی کا شکار ہیں۔ شادی کے بعد بھی بے شمار لڑکیاں تشدد کی وجہ سے محض اس واسطے موت کے گھاٹ اتر رہی ہیں کہ وہ حسب منشاء جہیز نہ لا سکیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک المیہ جو حالیہ چند سالوں میں بڑھتے بڑھتے ناسور بن چکا ہے وہ بارات کو اچھے ہوٹل یا بینکویٹ ہال میں کھانا دینا ہے جو لڑکے

والے انتہائی ڈھٹائی سے اوسطاً ایک ہزار باراتیوں کے لئے طلب فرماتے ہیں۔ یہ مسئلہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں کو بھی پوری طرح لپیٹ میں لے رہا ہے۔ کوئی مڈل کلاس بینکویٹ ہال بھی Rs. 750 per head سے کم نہیں لیتا۔ یعنی سادہ الفاظ میں 5 لاکھ روپے صرف بارات کے کھانے میں خرچ ہو رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کو لڑکی والوں سے باراتیوں کے لئے کھانا لینا قطعاً منع ہے۔ شادی بیاہ میں جس طرح رزق کا زیاں ہوتا ہے وہ بھی ایک المیہ اور مہنگائی کی بڑی وجہ ہے۔ دوسری طرف جہیز کی لعنت سے بچنے کے لئے قوانین ہونے کے باوجود ان کا شب و روز مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کسی بھی شادی میں زیادہ سے زیادہ باراتیوں کی تعداد 200 کر دی جائے۔ 200 سے زائد تمام باراتیوں پر penal excise duty جو کم از کم -/300 روپے فی کس ہو جو ہوٹل یا بینکویٹ ہال سے وصول کی جائے۔ وہ تمام رسومات جن کا اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہ ہے کو آہنی ہاتھوں سے فوری ختم کرنا از بس ضروری ہے تاکہ لڑکیوں کے والدین بھی اپنی ذمہ داریوں سے سُرخرو ہو سکیں۔ تمام مفکرین اس بات پر متفق ہیں کہ جتنا نکاح آسان کیا جائے گا اتنی ہی انشاء اللہ تعالیٰ بے راہ روی ختم ہو گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے ذریعے سے معزز محرک نے جس مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ معاشرے کا مسئلہ ہے لیکن ان چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لئے قوانین موجود ہیں۔ ان قوانین پر پوری طرح سے عملدرآمد کروایا جا رہا ہے اور نہ ہی عملدرآمد ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان قوانین پر عمل کرنے سے متعلق جو اہم چیز ہے وہ لوگوں کا aware ہونا ہے۔ کسی کے گھر میں داخل ہو کر کسی بھی ادارے، پولیس یا سکیورٹی ایجنسی کا judge کرنا بہت مشکل ہے کہ وہاں کتنے مہمان ہیں، ان کو کھانے میں کیا دیا جا رہا ہے اور جہیز میں کیا دیا جا رہا ہے؟ سوسائٹی کی اجتماعی طور پر awareness کے بغیر ان چیزوں پر کنٹرول کرنا ممکن نہیں ہے۔ میری اس سلسلے میں معزز محرک اور اس معزز ایوان سے بھی یہ درخواست ہے کہ اس سلسلے میں جو قوانین موجود ہیں ان میں وہ تمام ایسی ترامیم جن کو معاشرہ قبول بھی کرے اور جن پر implementation بھی کروائی جا سکے۔ یہ بطور پرائیویٹ ممبر بل لے کر آئیں، ہم اس کو accept کرنے اور اس پر legislation کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر اس مسئلے پر معزز ایوان بحث کر کے کوئی

Resolution یا کوئی recommendation گورنمنٹ کو دینا چاہتا ہے تو اس پر بھی گورنمنٹ عملدرآمد کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: اگر تو اس میں already law موجود ہے پھر تو میرے خیال میں اس میں کچھ نہیں ہوگا۔اس میں پھر کیا کریں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ عمل کس نے کرانا ہے؟ یہ حکومت نے کرانا ہے۔ میں نے اس میں تجویز دی ہے کہ سب سے پہلے تو باراتیوں پر پابندی لگائی جائے کہ یہ 300 سے زیادہ نہ ہوں۔ دوسری میں نے یہ تجویز دی ہے کہ ان پر penal excise duty لگائی جائے۔اس وقت عام سا شادی ہال بھی ہزار روپے فی کس سے کم پر کام نہیں کر رہا ہے۔ مڈل کلاس لوگ کہاں جائیں گے؟ میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ میں نے اسی معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ جن خواتین کی عمر 30 سال سے زیادہ ہے ان کو سرکاری ملازمتوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: بس، ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں، اگر آج میرا آٹھ مہینے کے بعد نمبر آ ہی گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب میں نے یہ تجویز دی تھی اور اسی طرح کی تجاویز دوسرے معزز ممبران بھی دے سکتے ہیں۔ یہ بہت burning issue ہے اور لوگ اس میں مقروض ہو رہے ہیں۔ میرے علم کے مطابق اس سلسلے میں قرض پر تیس چالیس فیصد تک پیسا لیا جا رہا ہے اس لئے ہمیں ان خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اس کو فی الحال pending کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1424 بھی آپ کی ہے۔ کیا آپ تھک گئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! میں تو نہیں تھکتا۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کو دومنٹ میں پڑھ دیں۔

صوبہ میں میڈیکل سٹوروں پر زائد المیعاد ادویات کی فروخت

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام شہروں کے ساتھ ساتھ لاہور میں one month expired medicines کا زبردست منافع بخش کاروبار زوروں پر ہے۔آج صورتحال یہ ہے کہ life saving drugs بھی expired ہی دستیاب ہیں اور زیادہ تر میڈیکل سٹورز expired Sangobion(syrup), Lanoxin(tablets), Zyloric (tablets) فروخت کر رہے ہیں۔ مریضوں کے ساتھ اس زیادتی کی وجہ محکمہ صحت کے پاس ماہر ڈرگ انسپکٹرز کا نہ ہونا ہے۔ یہ امر اس معزز ایوان کے لئے حیران کن ہو گا کہ آج لاہور میں صرف 9 ڈرگ انسپکٹرز ہیں جو شہر میں پھیلے ہوئے ہزاروں میڈیکل سٹورز کے نام نہاد monitor ہیں۔ لاہور کی ایک کروڑ آبادی کا کون ذمہ دار ہے؟ یہ وہ اہم سوال ہے جو محکمہ صحت کے ارباب اختیار سے پوچھا جانا چاہئے۔ کچھ میڈیکل سٹورز کے مالکان دھڑلے سے کہتے ہیں کہ بہت سی روٹین expired medicine بھی کھائی جا سکتی ہیں۔ان کے مطابق یہ منافع بخش کاروبار انتہائی safe ہے۔ میڈیکل سٹورز کے مالکان یہ ادویات ہول سیل مارکیٹ سے over & above regular commission اور 30 percent additional concession پر خریدتے ہیں۔ شہر کے تمام بڑے ہسپتالوں کے گردونواح میں یہ expired medicines کا کاروبار جاری ہے۔ ایک اور حیران کن امر یہ ہے کہ بہت سی کمپنیاں ادویات کھپت سے زیادہ بنالیتی ہیں اور مقررہ میعاد میں فروخت نہ ہونے کی وجہ سے ایسی تمام ادویات میڈیکل سٹورز کے لئے windfall profit کا باعث بن رہی ہیں لیکن مریضوں کی جیب اور صحت کی قیمت پر۔ ایک محدود اندازے کے مطابق لاہور کی ایک کروڑ آبادی کے لئے کم از کم چالیس trained ڈرگ انسپکٹرز کی فوری ضرورت ہے۔ جعلی اور expired ادویات کی زور وشور سے فروخت نہ رُکنے کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ زیادہ تر میڈیکل سٹورز کے خلاف اگر کبھی کبھار کوئی کارروائی ہوئی بھی ہے تو ڈرگ کورٹس کا کردار بھی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں آپ کی اجازت سے صرف یہ add کروں گا کہ ڈرگ کورٹس کے کردار کے بارے میں آپ بھی بہت کچھ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ عوام کی صحت کا بہت بڑا مسئلہ ہے اسے فوری ایوان میں زیر بحث لایا جائے اور اس پر مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوری اقدامات ہونا انتہائی ضروری ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس تحریک کو next week تک pending کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا، اب سب سے پہلے چودھری ظہیر الدین خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا اور ہماری Advisory Committee کے جو طے شدہ معاملات ہیں آج آپ نے پہلی دفعہ جو zero hour کے سٹائل پر مجھے موقع دیا ہے میری یہ خواہش ہوگی اور میں چاہوں گا کہ یہ آئندہ بھی چلتا رہے جس سے بہت اچھا discipline بھی display ہوگا۔ یہ بھی ہے کہ جو ہمارے پارلیمانی لیڈران ہیں وہ ہماری پارلیمانی ایڈوائزری کمیٹی کے اندر جو فیصلے ہوتے ہیں اس سے وہ اپنی پارٹیوں کو آگاہ کر دیا کریں تاکہ یہاں پر discipline کی سہولت بہتر ہو۔ میں جس issue پر بات کرنا چاہتا ہوں وہ ڈینگی بخار کے حوالے سے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ہم اس پر آرہے ہیں ابھی آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے اسی پوائنٹ آف آرڈر پر چند تجاویز دینی ہیں، میں نے کوئی negative بات نہیں کرنی اور میں نے جو تجاویز دینی ہیں اس حوالے سے بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کی اجازت دیں گے تو میں بات کرتا ہوں اور اگر اس کی اجازت نہیں دیں گے تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ اسی ٹائم پر ہی کریں تو زیادہ بہتر نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کی خبر کے مطابق ڈینگی سپرے کرنے والے عملے نے تنخواہیں نہ ملنے پر ہڑتال کی ہے اور یہ روزنامہ "پاکستان" کی آج کی خبر ہے۔ ایک اور خبر ہے کہ ضلعی انتظامیہ اور Lahore Waste Management کے آپس میں عدم تعاون کی وجہ سے بھی اس میں کچھ مسائل پیدا ہو رہے ہیں تو میں صرف یہ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا چودھری ظہیر الدین صاحب کی بات کو نوٹ فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈینگی سپرے کرنے والے عملے کو تنخواہیں نہیں ملیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جتنی بھی خبریں پڑھ رہے ہیں ساری غلط ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر صاحب بادشاہ آدمی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لکھنے والوں نے غلط لکھا ہوگا وہ تو صحیح پڑھ رہے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں روزنامہ "پاکستان" جو کہ آج کی تاریخ کا ہے اس کا صفحہ بھی بتا دیتا ہوں۔ دوسری خبر جو کہ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کے بارے میں، میں نے پڑھی ہے وہ بحوالہ "ایکسپریس اخبار" ہے وہ بھی آج کی تاریخ کی اخبار ہے۔ عرض کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم اپنی تعداد کے لحاظ سے تجاویز دے سکتے ہیں اور اگر تجاویز بھی طبع نازک گراں گزرتی ہے تو ہم لکھ کر جناب کی خدمت میں پیش کیا کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں صرف تجاویز دے رہا ہوں جو یہ ہیں کہ ایک عملے کی کمی اور ایک اور وجہ بھی ہے کہ اس دفعہ excessive rains ہوئی ہیں جس کی وجہ سے fresh water اور Marshy places بڑھی ہیں لیکن یہ ساری situation اس بات کی متقاضی ہے کہ صوبے کی governance کو ایسے حالات کے لئے ہنگامی بنیادوں پر prepare ہونا چاہئے کیونکہ اس وقت اضطراب پایا جاتا ہے تو اس حوالے سے میں دو تین تجاویز دوں گا کہ ایک تو محکمہ زراعت تمام صوبوں میں پھیلا ہوا ہے، محکمہ زراعت کے عملے کو بھی اس کے سپرے اور eradication کے لئے involve کیا جائے۔ کھلے پانیوں کی نشاندہی کی جائے جہاں پر اس لاروا کی ترویج ہو رہی ہے اور جو اضلاع بچے ہوئے ہیں وہاں پر سپرے کا انتظام کیا جائے۔ محکمہ صحت کی استعداد کار بڑھائی جائے اور وزیر صحت مقرر کیا جائے۔ میں صرف تجاویز دینا چاہتا تھا ورنہ یہ جو وباء ہے اس بارے میں جو باتیں اخباروں میں آ رہی ہیں وہ سب ہی پڑھ رہے ہیں اور میں یہاں دہرانا نہیں چاہتا۔ میں جناب کی ماتھے کی شکن اور جناب لاء منسٹر صاحب کی بھی عدم توجہی دیکھ رہا ہوں اس لئے میں نے یہ اتنی سی تجاویز دینی تھیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اب محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری پہلی گزارش اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ہے۔ ہمیں اپوزیشن میں آئے ہوئے میرے خیال میں چھ مہینے سے شاید زائد ہو چکے ہیں۔ اس دوران میں نے جتنی بھی تحاریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی ہیں۔ جناب! مجھے کوئی اس کا return، اس کی کوئی refusal اور نہ ہی اس کی acceptance کبھی receive ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے پڑھ لیا ہے آپ کی تحریک next week میں آئے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا بزنس اس طرح kill کر کے میری زبان بندی نہیں ہو پائے گی۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ میں بھی ممبر ہوں اور مجھے بھی حق حاصل ہے کہ جو مفاد عامہ کے بارے میں میری گزارشات ہیں وہ اس House کے اندر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آ رہی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! دوسری اہم بات جو آپ کے نالج میں لانی ہے وہ یہ ہے کہ کل یا پرسوں استحقاق کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے جس کے اندر میرے خلاف ایک تحریک استحقاق آئی تھی اور مجھے اس بارے میں کوئی information نہیں ملی۔ مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے بلایا اور نہ ہی مجھے اس تحریک استحقاق کی اطلاع دی گئی۔ ایک تحریک استحقاق میری بھی pending ہے جو کمیٹی کو refer ہو چکی ہے اور اس پر آج تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو یہ میری گزارش اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ہے جس کا نوٹس لینا آپ کے لئے ضروری ہے۔ اس طرح اگر ممبر کے ساتھ یہ سلوک ہوگا تو پھر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہمیں استعفیٰ دے کر گھر چلے جانا چاہئے۔ اگر ہم بات نہیں کر سکتے اور اگر مفاد عامہ کی بات نہیں ہوگی تو مجھے یہاں بیٹھ کر ٹی اے / ڈی اے لینے کا شوق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ براہ مہربانی ایسا نہ کیا جائے اور چیک کیا جائے کہ Privilege Motion پر مجھے کیوں نہیں بلایا گیا، مجھے کیوں نہیں بتایا گیا اور میری Privilege Motion take up کیوں نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ڈینگی کے بارے میں چودھری ظہیر الدین صاحب بات کر رہے تھے تو باقی بات جب بحث ہوگی تب کروں گی لیکن مجھے تکلیف بہت ہوئی ہے کہ آج کے تمام قومی اخبارات میں اور کل میں نے ٹی وی چینلز پر چیف منسٹر صاحب کو دیکھا کہ انہوں نے بہت ہلکے پھلکے انداز میں گفتگو فرمائی لیکن جہاں پر یہ اتنی serious نوعیت کا معاملہ ہے اس کا اس طرح سے مذاق اڑانا ٹھیک

نہیں ہے۔ لوگوں کے گھروں میں بچے مر رہے ہیں اور یہ کہا جاتا کہ میں کیانی صاحب سے کہوں گا کہ وہ توپیں لے کر مچھر مار لیں پنجاب حکومت سے تو مچھر نہیں مرے تو کیا کیانی صاحب کی توپیں مچھر مار سکتیں ہیں؟ اس طرح سے لوگوں کی محرومیوں کا مذاق نہ اڑایا جائے جن کے گھروں سے لاشیں اٹھ رہی ہیں تو ڈینگی کے بارے میں ان سے پوچھیں۔ اگر جنرل کیانی کی توپیں جن کو لانے کا شوق ہے تو وہ توپیں اس ملک کے اندر نہیں آئیں گی۔ آپ مہربانی کریں جو آپ کا کام ہے آپ کریں اور جنرل کیانی سے نہ کرائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے ٹائم دیا۔ حکومت کا non serious روّیہ آپ کے سامنے ہے کہ جو عارضی work charge وزیر صحت تھے وہ بھی آج یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ ابھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ فرما رہی تھیں کہ چیف منسٹر صاحب نے کل یہ کہا کہ میں کیانی صاحب کی توپیں لے کر مچھر ماروں گا۔

جناب سپیکر: مذاق میں انہوں نے بات کی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔۔۔

MR SPEAKER: No, don’t take it serious please.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس طرح اگر ہم مچھروں کو روکنے کے لئے مارشل لاء کا مطالبہ کرتے رہیں گے تو اس سے جمہوریت اور جمہوری ایوان کمزور ہوں گے۔ لوگوں کا پہلے ہی ان ایوانوں سے اعتماد اٹھ چکا ہے جب ہر گھر میں جنازہ پڑا ہوا ہے تو تب اگر ہم میڈیا کے سامنے آ کر اس قسم کا مذاق اڑائیں گے تو پھر وہ بات یاد آ جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بھی محتاط رہیں گے اور آپ بھی محتاط رہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سالا ایک مچھر آدمی کو ہیجڑا بنا دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی بہت شکریہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس موقع پر اپوزیشن اور حکومت کو متحد ہو کر ان مچھروں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان کے سامنے ہمیں گھٹنے نہیں ٹیکنے چاہئے، ہمیں کسی سے مدد

نہیں مانگنی چاہئے اور اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہئے۔یہ انتہائی شرمناک بات ہے کہ دو دن سے ٹی وی چینلز پر یہی tickers چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:اب بس کریں کسی اور کو موقع دیں اور بھی بہت tickers چلتے ہیں وہ بھی آپ سنتے ہوں گے؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ایک طرف دہشت گردوں سے لڑنے کے لئے فوج کو بلاتے ہیں اور دوسری طرف ہم مچھروں کو مارنے کے لئے فوج کو طلب کرتے ہیں،یہ پاک فوج کی تضحیک ہے اور یہ پاک فوج کی قربانیوں کا صلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔جی،ملک صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں مجھے عرض کرنے دیں۔

جناب سپیکر:جی،دوسروں کو بھی عرض کرنے دیں کیونکہ صرف آپ اکیلے کا حق تو نہیں ہے۔جی،ملک صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ہمارا خطرناک دشمن سے مقابلہ ہے ان مچھروں نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے،آج تخت لاہور کو مچھروں نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،ان کا مائیک بند کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!آپ کو یاد ہے کہ چھوٹے مچھر نے فرعون کے ناک میں دم کر دیا تھا۔ آج بھی تخت لاہور کو مچھروں سے خطرہ ہے۔خدارا!ہمیں فوج نہیں بلانی چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،ملک اختر صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!آپ کو آل پارٹیز کانفرنس بلانی چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی مہربانی۔میں آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دے رہا میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔No point of order.جی،ملک صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پیچھے ملک صاحب بیٹھے ہیں، آپ ملک تو نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ادھر بھی کوئی ٹائم دے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بھی ٹائم مانگا ہوا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر میں ایک important issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ ہنسنے کی بات ہے؟ جو آپ کر رہے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے۔ دُنیا مر رہی ہے اور آپ ہنس رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کا معاملہ 6 ماہ سے pending ہے۔ اس کا VC تعینات نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: جی، نوٹ فرمائیں!

بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں وی سی کی سیٹ کا خالی ہونا

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ ایک بہت important issue ہے کہ لوگوں کی تنخواہیں نہیں release ہوئیں۔ سینکڑوں، ہزاروں طلباء کو سرٹیفکیٹ issue نہیں ہوئے۔ ان کے admissions نہیں ہو رہے۔ جو لڑکے foreign countries میں سکالرشپ لے کر پڑھنے گئے ہوئے ہیں ان کے سکالرشپ نہیں issue ہو رہے اور ان کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ اتنا important issue ہے اور ہم اختیارات کی جنگ میں ہزاروں لوگوں کا مستقبل کیوں داؤ پر لگا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر منسٹر ایجوکیشن اپنے دفتر میں ہیں تو وہ یہ نوٹ فرمائیں ورنہ رانا صاحب آپ ان کو اس بارے میں بتائیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اگر یہ نیا VC نہیں لگا سکتے تو کم از کم جو پرانے VC ہیں ان کو ہی extension دے دی جائے تاکہ لوگوں کو جو immediate مسئلہ ہے وہ حل ہو۔ اس سے admissions late ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں VC تعینات نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو داخلے نہیں مل رہے، تنخواہیں نہیں مل رہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا معاملہ ہے اس میں پنجاب گورنمنٹ کے part پر کوئی معاملہ pending نہیں ہے۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے انتخاب کے لئے ریسرچ کمیٹی نے تین نام recommend کئے تھے۔ چیف منسٹر پنجاب نے چونکہ ملتان سے متعلق مسئلہ تھا اس لئے انہوں نے اس ریسرچ کمیٹی نے جو تین نام بھیجے تھے ان سے متعلق وزیر اعظم صاحب سے بھی مشورہ کیا اور ایک نام کو consensus کے ساتھ recommend کر دیا۔ وہ نام جب گورنر صاحب کے پاس گیا تو وہ اس نام کو لے کر بیٹھ گئے اور یہ کہنے لگے کہ یہ نام جو recommend کیا ہے یہ درست نہیں ہے دوسرا نام recommend ہونا چاہئے۔ اس بارے میں انہوں نے جو advice دی تھی، آئینی طور پر Governor is bound to act on the advice of the Chief Minister. لیکن وہ فائل لے کر بیٹھے رہے اس کے بعد آپ کے علم میں ہوگا کہ میں ایک روز گورنر House گیا تھا اور اس سلسلے میں گورنر صاحب سے ایک میٹنگ ہوئی تو وہاں پر دوسری یونیورسٹیوں کے معاملات کو بھی discuss کر کے resolve کیا گیا جس میں ایجوکیشن یونیورسٹی تھی، گورنمنٹ کالج لاہور یونیورسٹی تھی۔ اس یونیورسٹی کے بارے میں، میں نے ان سے عرض کیا کہ اس معاملے میں تو وزیر اعظم صاحب بھی on board ہیں اور جو نام recommend کیا ہے آپ اس کو بھی پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ وزیر اعظم نے مجھے تو کسی دوسرے نام کا کہا ہے۔ اس مخمصے میں گورنر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کی پسند ناپسند میں وہ معاملہ پھنسا ہوا ہے۔ ریسرچ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے لئے وائس چانسلر کا نام recommend کیا ہے اور اس فائل کو بھیجے ہوئے غالباً دو ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب یہ ان کا معاملہ ہے یہ اس کو دیکھ لیں کہ کیا اس طرح کا روّیہ کہ آپ فائل کے ساتھ اس طرح سے کریں۔ اب یہ تو کسی جگہ پر نہیں لکھا کہ گورنر صاحب فائل کو کتنے دن میں واپس بھیجیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے آفس سے متعلق اس قسم کی بات تصور ہی نہیں کی جا سکتی کہ کوئی آدمی فائل کو ہی پکڑ کر بیٹھ جائے۔ اب اگر وہ اس کو dispose of نہ کریں تو پنجاب حکومت اس معاملے میں ماسوائے request کرنے کے اور کیا کر سکتی ہے۔ اب اس میں یہ development ہوئی ہے کہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی اور ایک اور یونیورسٹی کے کسی استاد نے کوئی writ petition کی ہے۔ اب

سپریم کورٹ نے اس معاملے کو take up کیا ہے کہ گورنر فائل کو کتنے دن تک رکھ سکتا ہے اور Whether he is bound to act on the advice of the Chief Minister or not اور اس سلسلے میں 14۔ ستمبر اس کی تاریخ ہے اور میرے خیال میں یہ معاملہ once for all resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے Now it is pending at litigation.

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ بڑا important issue ہے۔ وائس چانسلر صاحب کا معاملہ اگر subjudice بھی ہو تو آپ وہاں فون کر کے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر یہ معاملہ subjudice ہو گا تو میں نہیں سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: یہ بات پھر off the record ہو گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! آپ خود یونیورسٹی میں فون کر کے پوچھیں کہ وہاں پر لوگوں کے کیا مسائل ہیں۔ وہاں پر لوگوں کے certificate sign کرنے والا بندہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ڈینگی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹائم تو آپ نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ یہ بسراء صاحب ایسے ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا انتظار کر لیں ان کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے ڈینگی کے حوالے سے بات کرنی ہے جو اس وقت نہایت serious issue ہے ---

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ہم توقع کریں گے کہ لیڈر آف دی ہاؤس خود تشریف لا کر House کو اعتماد میں لیں گے اور پنجاب کی عوام کو بھی اعتماد میں لیں گے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ضلع بہاولنگر کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو اتنی طوفانی بارشیں ہوئی ہیں اس سے بہت ساری فصلوں کا نقصان ہو چکا ہے اور ہزاروں غریبوں کے مکانات گر گئے ہیں آپ کو بھی یہ خبر میڈیا کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے ملی ہو گی۔ میری اس سلسلے میں بڑے ادب سے گزارش ہے اور وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ ضلع بہاولنگر کو فی الفور آفت زدہ علاقہ declare کیا جائے اور اس کے بعد وہاں سے information حاصل کر کے ان لوگوں کو فوری طور پر امداد فراہم کی جائے کیونکہ ان لوگوں کا وہاں پر زمیندارہ کے علاوہ کوئی اور source of income نہیں ہے۔ وہاں پر کپاس ہی main crop ہوتی ہے وہ تمام لوگوں کی تباہ و برباد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: ان کی بات کو غور سے سنا جائے serious بات ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہاں پر سنجیدگی کا ماحول ہی نہیں ہے دونوں وزیر یہاں پر بیٹھے گپیں مار رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! کہاں سن رہے ہیں، وہ پتا نہیں بیٹھے لطیفے سنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، سن رہے ہیں بلکہ سارے سن رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے نوٹس لیا۔ میں آپ سے صرف یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر لوگوں کے بچوں کا مستقبل تباہ و برباد ہو چکا ہے انہی فصلوں سے انہوں نے اپنے بچوں کو آگے پڑھانا تھا بقایا کام بھی چلانے تھے۔ ان غریبوں کے مکانات گر چکے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ علاقہ declare کیا جائے۔ میری بڑے ادب کے ساتھ آپ سے یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مال اور وزیر زراعت دونوں موجود ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! بات تو سن لی ہے بات سننے کے بعد اس پر عمل کیا ہے؟

جناب سپیکر: جب وہ wind up کریں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ کوئی سیاسی بات نہیں ہے میرا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے بلکہ ضلع بہاولنگر کے 25 لاکھ افراد کا معاملہ ہے۔ اس پر سوموار کو یہ آپ کو رپورٹ پیش کریں تاکہ ان لوگوں کا کوئی بندوبست کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف اس کے متعلق بتائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس دفعہ پہلی مرتبہ پورے پنجاب میں bumper crop تھی پنجاب میں کئی جگہ نقصانات بھی ہوئے ہیں میں خود بھی ہیڈ سلیمانکی اور گنڈا سنگھ کے علاقے میں گیا تھا۔ اس کے متعلق survey کیا جا رہا ہے اس کے بعد جو کچھ possible ہوا ان کی مدد بھی کریں گے لیکن اس کے علاوہ بھی مسائل بہت زیادہ ہیں۔ کسانوں کو کھاد نہیں ملی جو کہ فیڈرل گورنمنٹ نے دینی تھی۔ اس کے بعد کسانوں کے لئے RGST کا مسئلہ آیا جس پر جننگ فیکٹریوں نے purchase بند کر دی اس سے بھی کاشتکار کو نقصان ہوا۔ تیسری صورتحال یہ ہے کہ پچھلے سال قیمت -/6000 روپے فی من تھی اب نیچے گر کر -/2500 روپے تک آ گئی ہے۔ اب قیمت کا بھی مسئلہ ہے اور یہ سارے معاملات فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہیں۔ جہاں تک ان کے نقصانات کا معاملہ ہے اس کو پنجاب حکومت پوری طرح دیکھ رہی ہے PDMA کا ادارہ بھی اس پر بنا ہوا ہے جو کہ disaster management سے متعلق ہے وہ بھی اس کو دیکھ رہا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے خصوصی طور پر ضلع بہاولنگر کا ذکر کیا ہے اس بارے میں ان کو بتائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس سلسلے میں پہلے ہی مسلسل meetings ہو رہی ہیں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ flood کی situation کو مسلسل monitor کر رہی ہے اس کمیٹی میں تمام ڈویژنل کمشنر اور محکمہ آبپاشی، محکمہ زراعت کے لوگ اور PDMA اس میں شامل ہے۔ اس کو seriously دیکھا جا رہا ہے۔ جہاں جہاں بھی نقصانات ہوئے ہیں حکومت ان کی بھرپور مدد کرے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): سب سے پہلے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اجلاس کے پہلے ہی دن آپ کو کرسی صدارت پر متمکن ہونے کا موقع مل گیا اور میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ کے آنے سے پہلے ایک انتہائی sensitive issue وزیر قانون اور وزیر زراعت کے علم میں لایا ہوں۔ میں نے یہاں جو بات کی اور وزیر زراعت نے اس کا جواب دیا مجھے تو ان کی بات سمجھ میں ہی نہیں آئی باقی House کے ممبران کے متعلق مجھے نہیں پتا کہ ان کو سمجھ آئی ہے یا نہیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ میں نے specifically ضلع بہاولنگر کی بات کی ہے اور میں جو بھی بات کر رہا ہوں وہ with facts and figures کر رہا ہوں۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس پر ایک فلڈ کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقے میں فلڈ نہیں آیا بارشوں سے پورے ضلع بہاولنگر کی فصلیں تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ کاٹن ہماری main فصل ہے جو کہ تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ اس پر تو وزیر زراعت کو حکم یہ دینا چاہئے تھا کہ میں DCO صاحب کو direct کرتا ہوں کہ وہ اسی اجلاس کے دوران سوموار یا منگل تک اس کی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کریں اور اگر ایسا ہے تو اس کو آفت زدہ علاقہ declare کر کے ان غریب لوگوں کی امداد کی جائے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع بہاولنگر میں لوگوں کا کوئی اور source of income نہیں ہے۔ میرا تو کہنے کا مطلب یہ تھا اور اس پر انہوں نے کوئی جواب ہی نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس disaster پر ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو کہ پورے پنجاب میں نقصانات کو مسلسل monitor کرتی ہے اور جہاں تک relief کا کام ہے وہ بورڈ آف ریونیو سر انجام دیتا ہے۔ اس سلسلے میں DCO بہاولنگر اور بہاولپور سے پوچھ لیتے ہیں۔ حکومت پنجاب پہلے بھی کاشتکاروں کے معاملات میں پوری دلچسپی سے کام کر رہی ہے اور جہاں کہیں بھی نقصانات ہوئے ہیں ان کا ازالہ کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ باقی جو دوسری باتیں میں نے کی ہیں وہ بھی آپ نے سن لی ہیں۔ کھاد کے بارے میں اور cotton price مقرر کرنے کے بارے میں، میں نے عرض کر دیا ہے۔ پچھلے سال کاٹن کی قیمت -/6000 روپے فی من تھی ابھی تک اس کی قیمت مقرر نہیں ہوئی اس لئے کاٹن کے کاشتکاروں کو اس وقت یہ مسئلہ بھی درپیش ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ شیخ علاؤالدین صاحب کی ایک تحریک التوائے کار تھی اور غالباً اس کا نمبر 1424 تھا جو کہ صحت عامہ سے متعلق expired medicines کے بارے میں تھی۔ میں اس کی support میں کچھ مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے اس میں صرف expired medicines کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ اس میں veterinary medicine بھی شامل ہیں۔ شیخ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ expired medicines کی آج کل بہت بھرمار ہے۔ منافع خوروں کی اس وقت جو ادویات مارکیٹ میں بک رہی ہیں اس سے انسانی جانوں کو شدید خطرہ ہے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میری معلومات کے مطابق گھر گھر میں مشینیں لگی ہوئی ہیں جو جعلی ادویات تیار کرتی ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا اس ایوان کے معزز ممبران کو بھی یاد ہوگا کہ ایک سابقہ گورنر جناب الطاف حسین (مرحوم) جب امریکہ گئے تھے تو ان کی ادویات کے بارے میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ یہ جعلی ہیں۔ جب ایک گورنر کو جعلی ادویات مل سکتی ہیں تو عام آدمی کی دسترس میں جعلی ادویات کیسے نہیں ہوں گی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ایوان کے اندر اس تحریک پر بحث کرنے کے لئے دو گھنٹے کا وقت مخصوص کیا جائے تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے اور اس کا کوئی خاطر خواہ علاج ہو سکے۔ جعلی ادویات expired ادویات چاہے وہ انسانوں سے متعلق ہوں یا جانوروں سے متعلق ہوں اس پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر آپ کا point آ چکا ہے۔ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری ایک چھوٹی سی گزارش اور بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی بات ہو سکتی ہے۔ اب آپ دو تین باتیں تو اس میں mix نہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں جناب کا زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف آدھے منٹ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ بسراء صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور بہاولنگر کے کاشتکاروں کی بھی حمایت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جہاں کہیں بھی heavy rains سے نقصان ہوا ہے ان سب علاقوں پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں بھی آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ صرف بہاولنگر کا معاملہ نہیں ہے۔ پورے پنجاب کے اندر کپاس کی فصل بڑی اچھی تھی اور وہ ان بارشوں کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہے۔ یہی بسراء صاحب نے پوچھا تھا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟ جناب وزیر زراعت نے اس بارے میں بتانے کی بجائے یہ کہا ہے کہ اس کے علاوہ بھی بہت سارے معاملات ہیں۔ اس ملک کے اندر سب سے آسان کام یہ ہے کہ آپ اپنا کام کسی اور پر ڈال دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کھاد کا معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق تھا وہاں سے کھاد نہیں پہنچی جس کی وجہ سے کھاد کی shortage ہوئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ واقعی یہ وفاقی حکومت کا معاملہ تھا لیکن اس کی قیمت کو کس نے کنٹرول کرنا تھا؟ سوا تیرہ سو اس کی قیمت تھی مارکیٹ میں وہ اٹھارہ سو، ساڑھے اٹھارہ سو میں فروخت ہوئی ہے۔ کیا یہ پنجاب حکومت کی ذمہ داری نہیں بنتی تھی یا یہ بھی وفاقی حکومت کی ذمہ داری تھی؟ کسان نے کھاد فی بوری -/400 سے -/450 روپے مہنگی خرید کی ہے اور اس کے علاوہ اجناس کے معاملات ہیں، جیسے گندم کی قیمت حکومت نے -/950 روپے فی من مقرر کی تھی لیکن کسان سے -/800 روپے فی من کے حساب سے خریدی گئی۔ صوبے میں کسانوں پر کتنا ظلم ہے جب ان کو ان کی اجناس کی قیمت ہی پوری نہیں ملے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کھاد کے حوالے سے ہے؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی قیمت مقرر کرنا کس کی ذمہ داری بنتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت بڑھانے سے پہلے میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج امن عامہ پر بحث ہونی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! Law and Order پر بحث آج کے ایجنڈے پر ہے چونکہ یہ اجلاس اپوزیشن نے requisite کیا تھا جب گورنمنٹ نے بھی اجلاس بلانے کا ارادہ کیا تو پھر اس سلسلے میں آپ کے سیکرٹریٹ میں قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی اور ان کے

مشورے سے آج کا دن مقرر کیا۔ انہوں نے مختلف issues پر بات کرنی تھی اس لئے ان کو لاء اینڈ آرڈر کے تحت ایجنڈے پر رکھا گیا تاکہ تمام issues پر اپوزیشن بات کر سکے۔ اس سلسلے میں ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب آفیسرز گیلری میں موجود ہیں، میں بھی یہاں پر موجود ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اپوزیشن لیڈر اس وقت موجود نہیں ہیں اور اس کے علاوہ مسلم لیگ (ق) کی طرف سے چودھری ظہیر الدین صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ آج ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا اور بحث کا آغاز کرنا چاہئے تھا تاکہ ان کے ارشادات عالیہ سے ہم مستفید ہوتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ بہت important and sensitive issue ہے۔ آج پنجاب کی جو صورتحال ہے اس پر پنجاب کے تمام منتخب نمائندے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے کہ اسے آج کی بجائے Monday کو take up کر لیا جائے چونکہ آج کچھ ایسے issues تھے جس وجہ سے ہمارے دوست چلے گئے ہیں لہذا میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس بحث کو Monday والے دن تک لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! آج کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ decision properly ہوا تھا کہ یہ بحث ہونی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بسراء صاحب موجود تھے اور ان کی موجودگی میں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم نے دو تین issues پر بات کرنی تھی لیکن آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بات رکھی ہے تو میں نے کہا کہ لاء اینڈ آرڈر ایک wide aspect ہے اس میں آپ جن جن issues پر بات کرنا چاہئیں گے وہ آپ کر سکیں گے تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آج بحث کے لئے ٹائم رکھ لیں اور یہ آج ہی طے ہوا ہے، یا تو قائد حزب اختلاف کہتے کہ ہم آج available نہیں ہیں اس لئے آپ اسے کسی اور دن پر رکھ لیں۔ اگر وہ آج بحث نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں یہ ان کی صوابدید ہے لیکن اس کے لئے ٹائم اور دن یہی مقرر ہے اگر اس کے بعد Monday یا Tuesday کا دن مقرر کرنا ہے تو وہ پھر دوبارہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جائے گا اور اگر آپ کہیں گے تو ہم دوبارہ بھی دن رکھنے کو تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا ٹائم دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، بسراء صاحب! اب آپ بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ کوئی سیاسی معاملہ ہے اور نہ ہی کسی کی ذات کا معاملہ ہے بلکہ اس پر پنجاب کے دس کروڑ عوام کی بات منتخب نمائندوں نے کرنی ہے۔ آج اجلاس تین بجے شروع ہونا تھا لیکن وہ تین کی بجائے پانچ ساڑھے پانچ بجے شروع ہوا اس میں دو اڑھائی گھنٹے کی تاخیر ہو گئی۔ آپ Chair پر بیٹھے ہیں اس لئے ایڈوائزری کمیٹی میں جانے کی بجائے آپ ہی اس بارے میں فرمادیں undoubtedly میں بھی اس ایڈوائزری کمیٹی میں تھا اور یہ طے ہوا تھا لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ اسے Monday پر لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! آپ خود ان meetings میں موجود ہوتے ہیں یہ decide ہو چکا ہوا ہے۔ House چاہے لیٹ شروع ہوا ہے لیکن آپ سب لوگوں نے بیٹھ کر ہی اس کے ایجنڈے کا decision لیا تھا۔ اب اگر آپ اس بحث کو آگے لے جانا چاہتے ہیں تو Monday کو جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی اس میں بیٹھ کر بات ہو جائے گی اور اس میں جو دن رکھا جائے گا وہ بحث کے لئے مختص کر لیا جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ ہم اسی rule کے مطابق کریں گے جو precedent ہے۔ ایک احساس کی ضرورت ہے کہ House کا ٹائم پانچ گھنٹے ہے لیکن اڑھائی گھنٹے لیٹ شروع کیا جائے اور غیر ضروری کاموں پر مزید ایک گھنٹہ ضائع کر دیا جائے اور جب ٹائم ختم ہو جائے تو پھر یہ کہہ دیا جائے کہ ٹائم extend کر کے آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں۔ یہ بھی کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اب آپ اس کی justification پیش نہ کریں۔ میرے لئے دونوں sides برابر ہیں۔ آپ اسے اس طرف لے کر نہ جائیں۔ میں اس پر comment نہیں دینا چاہتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب حکومت اپوزیشن پر responsibility ڈالے گی کہ اپوزیشن اس میں non serious ہے تو میں اس میں صرف وضاحت کرنا چاہتا ہوں it's a point of clarification کہ جب آپ پانچ گھنٹوں میں سے تین گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں تو اس کی responsibility حکومت پر آتی ہے یا پھر اس House کے Custodian پر آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری بات سنیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اب یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ rules میں جو اجلاس کا پانچ گھنٹے ٹائم ہے وہ ختم ہو جائے تو پھر ہمیں یہ کہا جائے کہ اب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کی بات آ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا آپ پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کے لئے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کے لئے ہمیں خیراتی ٹائم دینا چاہتے ہیں۔ یعنی آٹھ کروڑ کی عوام کے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کے لئے ٹائم ختم ہو گیا ہے کیا اب آپ ہمیں خیرات کے طور پر آدھ گھنٹہ دینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point آ گیا ہے۔ نولاٹیا صاحب! This is no justification آپ کیا کر رہے ہیں؟ مخدوم صاحب! خلیل طاہر سندھو صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں اس لئے پہلے وہ بات کر لیں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں کوئی clarification نہیں دینا چاہتا luckily I was also in that meeting میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ اپوزیشن پر ذمہ داری ڈالی جائے یا حکومت پر ڈالی جائے بلکہ میں تو صرف ایک حقیقت بتانا چاہتا ہوں کہ دو گھنٹے ہوئے ہیں قائد حزب اختلاف اور چودھری ظہیر صاحب یہاں سے جا چکے ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ کس کا کس کے ساتھ کتنا concern ہے، لاء اینڈ آرڈر سے کیا concern ہے، دس کروڑ عوام کے ساتھ کیا concern ہے، seriousness کیا ہے اور اس پر کون بات کرنا چاہتا ہے اور کون دو گھنٹے سے جا چکا ہے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ الزام در الزام والی بات ہے۔ اگر یہ اتنا بڑا issue تھا تو کیا آج قائد ایوان اپنی سیٹ پر موجود ہیں؟ مجھے گزارش کر لینے دیں یہ لوگوں کے جان و مال کا معاملہ ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اسے issue کیوں بنایا جا رہا ہے۔ ہم اس بات پر مشکور ہیں کہ آج حکومت نے respond کیا اور متعلقہ افسران تشریف لائے یہ اچھی بات ہے۔ ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہو گیا تھا میری استدعا ہے کہ آپ اس پر خود فرما دیں کہ اگر اس پر آج بحث نہیں ہوئی تو Monday کو کر

لیں گے۔جناب! میری بات سن لیں اگر ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہو گیا تھا کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی لیکن اجلاس تاخیر سے شروع ہونے اور کچھ اور reasons کی وجہ سے آج بحث نہیں ہو سکی تو میرے خیال میں حکومت کو تو خود initiative لینا چاہئے تھا اور اس میں بڑا پن دکھانا چاہئے کہ آپ اس issue کو Monday کو لائیں تاکہ یہ issue highlight ہو اور جہاں جہاں پر خرابیاں ہیں ہم ان میں اپنا in put دیں۔ہم یہاں کس لئے آتے ہیں اور یہ اجلاس کس لئے بلایا گیا ہے اور لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اس کے لئے Monday کا فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! بات میں repetition آرہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ معاملہ یہ ہے کہ اگر قائد حزب اختلاف موجود ہوتے اور وہ یہ فرماتے کہ کیونکہ آج اجلاس تاخیر سے شروع ہوا ہے اور اب آٹھ بج گئے ہیں، اجلاس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے لہذا آپ اسے Monday کے لئے adjourn کر دیں پھر تو بات بنتی تھی لیکن وہ تو تقریباً دو گھنٹے پہلے تشریف لے جا چکے ہیں لیکن نولاٹیا صاحب نے آج ایک نئی بات بتادی کہ یہ خیراتی ٹائم ہوتا ہے حالانکہ یہاں پر اس بات کی روایت ہے کہ اجلاس سات سات، آٹھ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا ہے۔آپ اس پر ایک دن کہیں دس دن کہیں یا جتنے دن بھی کہیں ہم اس پر ٹائم رکھنے کو تیار ہیں جب بھی آپ ٹائم رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب موجود ہوں گے لیکن general discussion کے لئے دن رکھنے کا جو طریق کار آپ نے ہی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر طے کیا ہوا ہے آپ اس طریق کار کو نہ بدلیں۔جہاں تک ٹائم کی بات ہے آپ اگلے ہفتے میں جس دن کا کہیں گے ٹائم رکھ لیا جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! چار سال سے قائد ایوان نہیں آئے۔اگر آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے تو ایجنڈا آئٹم پہلے دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں کوئی بڑا issue نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ایجنڈا آئٹم دے دیتے ہیں کہ وقفہ سوالات ختم ہو گا تو تحاریک استحقاق ہوں گی پھر تحاریک التوائے کار ہوں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اب میری بات سنیں۔ معذرت کے ساتھ اگر یہ issue اتنا اہم ہوتا تو پھر یہاں پر zero hours پوائنٹ آف آرڈرز کے لئے نہ رکھا جاتا اور وہی ٹائم اس کے لئے دیا جاتا

۔ممبران نے خود zero hours رکھا اس وقت آپ سب دوستوں کی یہی sense تھی۔ مخدوم صاحب! آپ بڑی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں اب آپ فرمائیں کہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اب بات wind up کی جائے۔ میری صرف اتنی عرض ہے کہ اسی House کے precedents موجود ہیں کہ اگر کوئی business رکھا گیا ہے لیکن اس پر بحث نہیں ہو سکی تو اسے adjourn کیا گیا ہے۔ اگر یہ precedents موجود نہیں ہیں تو پھر میں بھی insist نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے اتنا بتادیں کہ کیا آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی پر عدم اعتماد کر رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس میں issue کیا ہے؟ Monday کو بیٹھیں گے، جب سارے stakeholders بیٹھے ہوں گے تو وہاں پر decision ہو جائے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تو ہم بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں یہ اتنا بڑا issue نہیں ہے۔ آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھیں گے اور ہمیشہ وہاں بیٹھ کر بات ہوتی ہے۔ جب ہم نے ایک چیز کا decision لے لیا ہوا ہے تو اس کے مطابق چلیں اس میں کیا حرج ہے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بہت لمبی بات ہو گئی ہے ہم مزید insist نہیں کرتے اور آپ کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ پیر والے دن اس معاملے کو Business Advisory Committee میں take up کر لیں اور خصوصی شفقت فرماتے ہوئے کمیٹی پیر والے دن اپنی میٹنگ میں یہ فیصلہ کر لے کہ منگل، بدھ یا جمعرات میں سے کسی ایک دن امن عامہ کی صورتحال پر بحث کی جائے گی تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس پر مزید insist نہیں کرتے تاکہ یہ معاملہ اس چیز کی بھینٹ نہ چڑھ جائے کہ ہم ایک ہی بات پر بضد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ پیر والے دن جب Business Advisory Committee میں فیصلہ ہو جائے گا کہ امن عامہ پر بحث کس دن کرنی ہے تو اسی دن یہ بحث ہو جائے گی۔ آپ سب کے علم میں یہ بات ہے کہ ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی

ہے کہ سب کو ساتھ لے کر چلیں اور House کی کارروائی کو اچھے طریقے سے چلایا جائے لہذا اس بات کا فیصلہ Business Advisory Committee میں ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: چلیں، بس ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اب یہ فیصلہ ہوا ہے کہ امن عامہ پر بحث کے لئے کوئی دن fix کرنے کے حوالے سے پیر والے دن Business Advisory Committee میں بات ہو گی۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 12۔ ستمبر 2011 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

99

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) صنعتی وتجارتی ملازمت، پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 38 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) صنعتی و تجارتی ملازمت، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ ، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

101

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

سوموار، 12 ۔ ستمبر 2011

(یوم الاثنین، 13۔ شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 6 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ
أَن يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ (45) أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ (46)
أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ (47) أَوَلَمْ يَرَوْا
إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ
سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ (48) وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (49)
يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (50)

سورۃ النّحل 45 تا 50

کیا جو لوگ بری بری چالیں چلتے ہیں اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ جائے جہاں سے ان کو خبر ہی نہ ہو (45) یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے (46) یا جب ان کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو ان کو پکڑ لے۔ بے شک تمہارا پروردگار بہت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے (47) کیا ان لوگوں نے اللہ کی مخلوقات میں سے ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں

سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) لوٹتے رہتے ہیں (یعنی) اللہ کے آگے عاجز ہو کر سجدے میں پڑے رہتے ہیں (48) اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور نہیں کرتے (49) اور اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو ان کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں (50)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل میں کسی کو اور بسایا نہ جائے گا
عِشق رسولؐ پاک بُھلایا نہ جائے گا
وہ خود ہی جان لیں گے جتایا نہ جائے گا
ہم سے تو اپنا حال سنایا نہ جائے گا
ہم کو جزا ملے گی عِشق رسولؐ کی
دوزخ کے آس پاس بھی لایا نہ جائے گا
مانے گا ان کی بات خدا حشر میں نصیر
بے مصطفیٰؐ خدا کو منایا نہ جائے گا

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں میں آپ سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس کی بات سن لیا کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ایک عورت ہونے کے ناتے، ایک پاکستانی ہونے کے ناتے اور ایک مسلمان ہونے کے ناتے اس کی اجازت چاہتی ہوں اور میں بہت مختصر بات کروں گی لیکن آپ مجھے اس کی اجازت دیں۔اگر آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے تو میں ایک مسلمان ماں، بہن اور بیٹی ہونے کے ناتے کس دروازے پر جا کر آواز بلند کروں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بات تو کر لینے دیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن سے ذرا پوچھیں کہ ہماری ایڈوائزری کمیٹی میں کیا بات ہوئی ہے اور سب نے متفقہ طور پر بات کی ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران اس میں important issues ہوتے ہیں۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف بھی میرے بھائی ہیں، اگر بہنیں چھوٹی بھی ہوں تو ماؤں کے برابر ہوتی ہیں اور میں اس پورے ایوان کی ماں کے طور پر آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں، پورے پنجاب کی ماں کے طور پر آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔اگر آپ مجھے اس موضوع پر بھی بات کرنے نہیں دیں گے اور میں بہت مختصر بات کرنا چاہتی ہوں تو پھر مجھے بہت افسوس ہے کہ میں کون سا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔اگر یہ دروازہ بھی ایک ماں کے لئے بند ہے۔

جناب سپیکر: کس نے آپ کے لئے دروازہ بند کیا ہے اور کون کر سکتا ہے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آپ بات کرنے نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں ایسا نہیں ہے، ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور

ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں ان کی بات سن لوں اور باقی تمام معزز ممبران کے لئے میں گزارش کروں گا کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کوئی محترم یا محترمہ نہ لے۔ جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ چکوال کی ایک ساڑھے چودہ سال کی بیٹی کی سات مردوں اور ایک ایم این اے صاحب نے عزت لوٹی ہے اور ساڑھے چار مہینے تک وہ مارے مارے پھرتی رہی پولیس نے اس کا کیس درج نہ کیا۔ آخر عدالت نے اس کی ساری جانچ پڑتال کرنے کے بعد کیس درج کیا۔ اس ایم این اے اور ان لوگوں کو کیوں گرفتار نہیں کیا جارہا، کیا ہم ایم این ایز اور ایم پی ایز ماؤں بہنوں کی عزت تباہ کرنے کے لئے ہیں؟ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتی لیکن پورا میڈیا جانتا ہے کہ وہ کون ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ براہ مہربانی سپیکر صاحب آپ پنجاب پولیس اور ڈی پی او چکوال کو حکم دیں کہ وہ اس معاملے کی دیکھ بھال کریں۔

جناب سپیکر: آپ کافی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں آپ یہ چیز in writing لے کر آئیں اور میرے دفتر میں اس کو جمع کروائیں اس کے بعد ہم اس کا notice لیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں آپ کے دفتر میں نوٹ کروا دیتی ہوں لیکن جب بات اتنی سی ہو ہی گئی ہے تو میں وہ نام بتا دیتی ہوں کہ وہ نام ایاز امیر صاحب کا ہے جو کہ چکوال کی بیٹیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ میں چکوال کی بیٹی اور ماں ہوں اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو کسی کا نام لینے کا نہیں کہا۔ آپ کی بہت مہربانی، آپ لکھ کر دیں۔ جی، پہلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے تشریف فرما ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! on his behalf Question No.482.

(معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

راولپنڈی چاندنی چوک مری روڈ سے صادق آباد چراہ چوک تک سڑک کی توسیع وکشادگی کا مسئلہ

*482: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چاندنی چوک مری روڈ سے صادق آباد چوک (چراہ چوک) تک سڑک کی توسیع کشادگی اور خوبصورتی کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کیا منصوبہ بنا رہی ہے؟

(ب) مذکورہ منصوبہ کب شروع ہوگا اور کب تک مکمل ہوگا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ راولپنڈی کے تحت ابھی تک چاندنی چوک مری روڈ سے صادق آباد تک سڑک کی توسیع وکشادگی اور خوبصورتی کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ب) جب بھی ایسا کوئی حکم مذکورہ منصوبہ کے متعلق حکومت کی جانب سے جاری ہوگا تو اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ذرا اپنی پارٹی سے پوچھ لیا کریں۔ آپ پوچھتے نہیں اور میرے خیال میں آپ ان کے کہنے کے مطابق چلتے بھی نہیں ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! rules کے مطابق جو بزنس اسمبلی میں آجائے تو وہ پورے ایوان کی پراپرٹی ہوتا ہے۔ جس پارٹی کے معزز ممبر نے put کیا ہو وہ اس پارٹی کی پراپرٹی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! کئی چیزیں ایسی ہیں جو بیٹھ کر ہماری کمیٹی میں طے ہوتی ہیں لیکن آپ ان کو honour نہیں کرنا چاہتے تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے آپ کی اسی بات پر ruling بھی مانگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں ruling کی بات نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! چار مہینے پہلے جناب ڈپٹی سپیکر اس کرسی پر تشریف فرما تھے تو میں نے اس بات پر ruling مانگی تھی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں مجھ سے ruling نہ لیں، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے میرے اس حق کو چیلنج کیا ہے کہ میں ضمنی سوال کر سکتا ہوں یا نہیں؟ میں اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ چار مہینے پہلے جب ڈپٹی سپیکر صاحب اس Chair پر تشریف فرما تھے تو میں نے ان سے یہ ruling مانگی تھی کہ rules and regulation کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! آپ مجھے rules and regulation کی بات کرنے دیں۔ میں نے آپ سے ایک ruling مانگی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی ruling pending ہے میں اس پر ruling بھی دے دوں گا۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں یہ صرف آپ کا ٹائم نہیں ہے۔

No, this is not only your time, it is House time also.

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز ممبر کو میڈیا میں آنے کا شوق ہے تو وہ کسی اور طرح سے آئیں. This is no way

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔ کیا ان کے پاس نولاٹیا صاحب، چودھری شوکت محمود بسراء صاحب دو ہی بندے رہ گئے ہیں۔ کیا ان کو اسمبلی کے rules اور policy کا کوئی علم نہیں ہے؟

جناب سپیکر: اس میں rules کی بات نہیں ہے۔ میں تو کمیٹی کے فیصلے کی بات کر رہا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! جس پارٹی کی طرف سے سوال آیا ہے ضمنی سوال بھی اسی کی طرف سے آئے گا۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ اپنا ضمنی سوال کریں اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں سنوں گا۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب والا! میں بھی ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بات کریں۔ آرڈر پلیز۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ جب بھی مذکورہ منصوبے کے متعلق کوئی حکم حکومت کی جانب سے جاری ہوگا تو اس پر کام شروع کر دیا جائے گا اور یہ جون 2011 کا جواب ہے۔ تین مہینوں بعد یعنی آج کے دن تک اس کی progress کیا ہے، وزیر موصوف اس بات کی بھی وضاحت کریں کہ کیا انہیں کوئی ایسا آرڈر ملا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر نے جز(ب) کا جواب مانگا ہے کہ اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جز(ب) میں جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق جیسے ہی اس کے funds issue ہوں گے تو منصوبہ جاری کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ نے سن لیا ہے؟ ویسے میں نہیں سن پایا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! چار مہینے پہلے جو جواب دیا گیا تھا آج بھی بات وہیں پر ہے کہ اگر پیسے مل گئے، اگر حکم آیا تو ہم کریں گے۔ یہ وضاحت کر دیں کہ یہ اس project کو مکمل کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جب ان کے پاس پیسے ہی نہیں ہوں گے تو وہ کہاں سے کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: سوال نمبر 924۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، فیصل آباد میں گندے پانی کے نکاس کا مسئلہ

*924: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ٹھیکری والا کی یونین کونسل نمبر 154 کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی عمارت گندے پانی میں گھری ہوئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول سے گندے پانی کے نکاس کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 154 میں واقع مندرجہ ذیل سکولز میں حالیہ بارشوں کا پانی کھڑا ہے

(1) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 76 ج ب
(2) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 70 ج ب
(3) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 74 ج ب
(4) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 70 ج ب

(ب) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 76 ج ب کی چاردیواری کے ساتھ گندے پانی کا تالاب ہے جس میں بارشوں کا پانی جمع ہو جاتا ہے لہذا متعلقہ سکول کونسلز اور یوسی ناظم سے رابطہ کر کے پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جارہا ہے۔ مزید یہ کہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن جناح ٹاؤن کو بھی درخواست کی گئی ہے کہ پانی کی نکاسی کا بندوبست کیا جائے۔ تاہم سکولوں کے کمروں اور برآمدوں میں پانی کا مسئلہ نہیں ہے اس لئے اساتذہ اور طالبات باقاعدہ سکول آرہے ہیں اور تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہ سوال 28۔ جون 2008 کو بھیجا گیا تھا اور اس کا جواب 8۔ ستمبر 2011 کو آیا ہے۔ میرے خیال میں تین سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد اس سوال کا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کے سوال کی باری آئے گی تو اسی وقت ہی آئے گا ایسے تو نہیں آجائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! جیسے آپ فرماتے ہیں ٹھیک ہے آپ سے کوئی بحث تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! تین سال گزرنے کے بعد میں سمجھتی تھی کہ اس سوال کی افادیت ختم ہو گئی ہے۔ مگر اسی سوال کے ایک جز میں جو جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کون سے جز میں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! میں جز (ب) کی بات کر رہی ہوں۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 76ج ب کی چار دیواری کے ساتھ گندے پانی کا تالاب ہے جس میں بارشوں کا پانی بھی جمع ہو جاتا ہے لہذا متعلقہ سکول کونسل یوسی ناظم سے رابطہ کر کے پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اڑھائی سال گزر گئے ہیں میرے خیال میں تو اس وقت یوسی ناظمین کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ یہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں بنتا اور پھر یہ 2011 میں جواب دیا جا رہا ہے اس میں یوسی ناظمین کہاں سے آ گئے؟ جب 2011 میں مجھے اس سوال کا جواب ملا تو میں نے بہتر سمجھا کہ اس جگہ پر جا کر visit کروں۔ جب میں پرسوں بروز ہفتہ ٹھیکری والا گئی اور سکول کا visit کیا تو مجھے انتہائی افسوس ہوا کہ جو جواب آیا ہے اس میں میرے سوال کے مطابق کوئی چیز بھی موجود نہیں تھی۔ وہ سکول صرف بارشوں کے پانی سے ہی نہیں بھرتا بلکہ پورے گاؤں کا نکاس (drain system) اس سکول کے اندر جا رہا ہے۔ سکول کی دیوار کے باہر ہی نہیں بلکہ سکول کے اندر دو کنال کی جگہ ہے جو بچیوں کا گراؤنڈ ہے وہ گندے پانی سے بھرا ہوا ہے۔ 34 کنال کا وہ سکول ہے لیکن سکول کے پاس صرف چھ کنال جگہ ہے اور باقی جگہ پر ناجائز قابضین ہیں۔ اس سکول کے چاروں طرف گاؤں کی drain آتی ہے۔ یہ تو اس سکول کی حالت زار ہے باقی اس کے علاوہ جو معاملات ہیں وہ میں دوسرے محکموں سے پوچھوں گی۔ بہر حال میں آپ کو یہ بتا رہی ہوں کہ وہاں پر پچھلے اڑھائی سال سے یونین کونسل کے ناظمین نہیں ہیں۔ محکمے نے جو جواب میرے منسٹر صاحب کو دیا ہے وہ غلط ہے اور مجھے اس سوال کا صحیح جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے اتنا لمبا ضمنی سوال کر دیا ہے وہ اب اس کا کیا جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محترمہ انجم صفدر صاحبہ نے جو سوال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی جائز بات ہے۔ اس وقت جو موجودہ پوزیشن ہے اس کے مطابق ای ڈی او محکمہ تعلیم نے اس سلسلے میں چار لاکھ روپے کے funds allocate کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کام جلد مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! سوال میرا ہے اس لئے ضمنی سوال پر پہلے میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے کہ ای ڈی او محکمہ تعلیم نے اس سلسلے میں چار لاکھ funds allocate کئے ہیں تو معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ پرسوں میری ان کے ساتھ بھی بات ہوئی تھی اور یہ جواب بھی غلط ہے۔ جناح ٹاؤن کے جو کرتا دھرتا لوگ ہیں وہاں بھی میرا رابطہ ہوا تھا کیونکہ نکاس آب اور دوسرے معاملات جناح ٹاؤن سے وابستہ ہیں۔ میرے سوال کا جواب نامکمل ہے اس سوال کا مجھے مکمل جواب چاہئے تین سال کے بعد اس سوال کا جواب آیا ہے اور بقول آپ کے کہ اس کی باری ہی اب آئی ہے تو میں اس کا آج جواب لوں گی یا پھر میرے سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ چار لاکھ روپے اس کام کے لئے ای ڈی او محکمہ تعلیم نے مختص کئے ہیں۔ اگر اس کی allocation نہیں ہو گی تو پھر ہم اس کا نوٹس لے سکیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! قابل احترام ممبر سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس مسئلے پر یہ کام کرنا چاہ رہی ہیں یہ ایک بڑا اچھا issue ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ MPAs کو جو funds ملتے ہیں اس سے ایسے issues کو resolve کریں اور اپنے funds کو وہاں پر استعمال کریں۔ اس کے علاوہ جو بات میں کر رہا ہوں اور بڑے یقین سے کہہ رہا ہوں کہ funds allocate ہو چکے ہیں۔ شکریہ

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! پچھلے اڑھائی سال سے یوسی ناظمین کہاں ہیں جو یہ پانی نکال رہے ہیں؟ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہاں پر جو بچوں کے parents ہیں انہوں نے پچھلے سال مٹی کی سوٹرالی ڈال کر بچوں کے چلنے کا راستہ ہموار کیا تھا۔ اگر ہم نے ان چیزوں کو سنجیدگی سے نہ لیا تو یہ لکھ لیں کہ لاہور کے بعد فیصل آباد کے بچے بھی ڈینگی وائرس کا شکار ہوں گے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ ہم اس کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ چار سکولوں میں پانی کھڑا ہے لیکن جز (ب) میں وہ والا جواب نہیں ہے جو جز (الف) میں پوچھا گیا ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ فیصل آباد ٹھیکری والا کی یونین کونسل نمبر 154 کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی عمارت گندے پانی میں

گھری ہوئی ہے جواب میں پہلے نمبر پر گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 76 ج ب، دوسرے پر گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 70 ج ب، اسی طرح گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 74 ج ب انہوں نے جز (ب) میں ایلیمنٹری کا جواب دیا ہے جبکہ سوال میں یہ پرائمری ہے۔ تیسرے یا چوتھے نمبر کا تو جواب ہو سکتا ہے کہ یہ کس سکول میں چار لاکھ لگائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ وہ مکمل ہو گیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: کیا مکمل ہوا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بعد میں آئے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: نہیں۔ میں پہلے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے چار لاکھ روپیہ دے دیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان چار سکولوں میں سے کس کو دیا ہے؟

جناب سپیکر: جز (ب) کے لئے دیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جز (ب) کے لئے دیا ہے لیکن یہ سوال تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جز (الف) میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ سوال pending کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 76 ج۔ب کے علاوہ کسی بھی سکول میں پانی نہیں کھڑا۔

مہر اشتیاق احمد: آپ سوال کا جز (الف) پڑھیں۔ فیصل آباد ٹھیکری والا کی یونین کونسل نمبر 154 کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی عمارت گندے پانی میں گھری ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کو یونین کونسل نمبر 154 کے بارے میں بھی بتادیں۔

مہر اشتیاق احمد: انہوں نے لکھا ہے کہ چار لاکھ روپے دیئے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کیا جائے تاکہ اس کا صحیح جواب آسکے۔

جناب سپیکر: Pending نہیں کیا جاتا۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! فیصل آباد میں صرف چار سکول نہیں بلکہ زیادہ سکولوں میں پانی کھڑا ہے۔

جناب سپیکر: اب تو بارشیں ہوئیں ہیں اور سارے پاکستان میں پانی ہے۔ میرے خیال میں اب سوال سے آگے چلتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ جز (الف) کا جواب ہی پڑھ کر سنا دیں۔ جی ہاں یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 154 میں واقع مندرجہ ذیل سکولوں میں حالیہ بارشوں کا پانی کھڑا ہے اور یہ چار سکول لکھے ہوئے ہیں لیکن جز (الف) میں گرلز پرائمری سکول کے بارے میں سوال تھا لیکن انہوں نے گرلز ایلیمنٹری سکول 76 ج ب کو پیسے دیئے ہیں۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: نماز عصر کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز عصر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 5 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: یہ سوال جناب محمد ثقلین انور سپرا صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1537 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ گڑھی شاہو بازار میں تجاوزات کا مسئلہ

*1537: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو مین بازار میں ناجائز تجاوزات کی بھرمار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گڑھی شاہو مین بازار میں ناجائز تجاوزات کی وجہ سے اکثر ٹریفک بند رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ تجاوزات کے لگانے میں سرکاری اہلکاروں سمیت مافیا بھی ملوث ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تجاوزات لگانے والوں سے محکمہ زبردستی بھتہ وصول کرتا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گڑھی شاہو میں تجاوزات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) اس سلسلے میں گزارش ہے کہ گڑھی شاہو مین بازار میں ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے سلسلہ میں ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن گاہے بگاہے آپریشن کنڈکٹ کرتی رہتی ہے علاوہ ازیں تجاوز کنندگان کو جرمانے کے ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ تاہم جیسے ہی ٹاؤن کا عملہ آپریشن کرنے کے بعد واپس جاتا ہے تو دکاندار حضرات اپنے پھٹے وغیرہ دوبارہ باہر نکال لیتے ہیں اس سلسلہ میں ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن ایک سکواڈ بنانے کا پروگرام مرتب دے رہے ہیں جس کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ آپریشن کے بعد وہاں پر فالو اپ رکھیں اور اگر کوئی شخص یا دکاندار وغیرہ دوبارہ تجاوز کرتا ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ناجائز تجاوزات کی وجہ سے ٹریفک میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تاہم اس کی ایک بڑی وجہ وہاں پر پک اپس اور تانگہ بانوں کا کھڑا ہونا بھی ہے ناجائز تجاوزات کے سلسلہ میں ٹی ایم اے گلبرگ جز (الف، ب) میں ذکر کردہ اقدامات عمل میں لا رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ تجاوزات میں سرکاری اہلکار و دیگر مافیا ملوث ہے اور نہ ہی کبھی علاقہ ہذا سے تحریری یا زبانی طور پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہے بلکہ عملہ ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن نے ماہ اکتوبر تک اس بازار میں مبلغ -/32,000 روپے کے جرمانے کے ٹکٹ جاری کئے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے جز (ج) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز (الف) میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن پورے علاقہ میں ناجائز تجاوزات کے خاتمہ کے لئے مؤثر اقدامات کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ یہ سوال میں نے دو سال پہلے کیا تھا تو کیا اب بھی وہاں پر ناجائز تجاوزات موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! موجودہ صورتحال پہلے سے بہت بہتر ہے اور اس سے پہلے بھی موجودہ حکومت نے ناجائز تجاوزات کو بڑے مؤثر طریقے سے ختم کیا ہے اور یہاں پر بھی جو ناجائز تجاوزات تھیں انہیں ختم کر دیا گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بالکل ہومیوپیتھی والا جواب دیا ہے اور ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن نے جو گولی دی تھی اس سے اس بازار کو بالکل آرام نہیں آیا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گی کہ کیا انہوں نے گڑھی شاہو کا visit کیا ہے اور گڑھی شاہو کا علاقہ کہاں موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں نے visit نہیں کیا اور محکمہ نے مجھے جو اطلاع دی ہے میں اس کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پھر یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ آج صبح بھی میرا گزر وہیں سے ہوا ہے اور اب بھی وہ تجاوزات وہیں پر موجود ہیں اور محکمہ نے بالکل غلط جواب دیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس غلط جواب پر ایکشن لیں۔

جناب سپیکر: اگر جواب غلط ہے اس کی انکوائری کرائی جائے اور غلط جواب دینے والے کے خلاف ایکشن کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس پر تو میں نے اپنی فائنل رولنگ بھی دے دی ہے۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور ضمنی سوال کسی اور سوال پر کر لینا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی وہ سوال چل رہا ہے کیونکہ ابھی آپ نے اگلے سوال کا نمبر نہیں پکارا اس لئے اس پر بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میں نے اس پر رولنگ دے دی ہے۔ ضابطے کے مطابق تو بات نہیں ہو سکتی اس لئے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ڈائریکشن دی ہے اور اسے رولنگ نہیں کہا جا سکتا۔ سپیکر کی طرف سے حکومت کو روز ڈائریکشن دی جاتی ہے اور جہاں پر کسی خامی کی نشاندہی ہوتی ہے تو ایسی ڈائریکشن دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: Chair کی طرف سے آرڈر ان کو چلا گیا ہے اور ہدایت کر دی گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا کہ رولنگ دے دی ہے تو ڈائریکشن اور رولنگ میں فرق ہے کیونکہ ڈائریکشن حکومت کو دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ ہی کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1538 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ باغبانپورہ بازار میں تجاوزات کا مسئلہ

*1538: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ باغبانپورہ مین بازار میں ناجائز تجاوزات قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مین بازار باغبانپورہ میں تجاوزات کے پیچھے ایک مافیا ہے جو یہ دکانیں اور کھوکھے لگواتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مافیا کے پیچھے سرکاری اہلکار اور افسران ہیں جن کی ملی بھگت سے یہ تجاوزات لگائی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تجاوزات کو ہٹانے اور لگانے پر باقاعدہ بھتہ وصول کیا جاتا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مین بازار باغبانپورہ میں قائم تجاوزات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ دکاندار اپنی دکانوں کے آگے ڈسپلے رکھتے ہیں اور اپنی مصنوعات کی نمائش کے لئے دکانوں کے آگے سامان وغیرہ رکھتے ہیں جو کہ عارضی نوعیت کا ہوتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ دکانیں اور کھوکھے وغیرہ نہ ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ TMA کا عملہ تہہ بازاری روزانہ کی بنیاد پر کام کرتا ہے اور عارضی طور پر لگائے ہوئے سٹال یا ڈسپلے کو اٹھا لیا جاتا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) TMA شالامار ٹاؤن تجاوزات کے خاتمہ کے لئے روزانہ کی بنیاد پر کام کرتی ہے اور ہر قسم کی تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: اس سوال کی بھی یہی پوزیشن ہے جو میں نے گڑھی شاہو سے متعلق ناجائز تجاوزات کا پوچھا تھا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا اس پر بھی گوش گزار کر دیں کہ یہاں انہوں نے کیا کیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! TMA کا عملہ تہہ بازاری روزانہ کی بنیاد پر کام کرتا ہے اور اگر کوئی عارضی طور پر سٹال یا display لگا ہوا تو اسے اٹھا لیا جاتا ہے۔ عملہ کے جانے کے بعد اگر کوئی شخص وہاں پر سٹال لگانے کی کوشش کرتا ہے تو جیسے ہی پھر کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر محکمہ نے کیا ایکشن لیا ہے اگر دوبارہ وہاں پر آ جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محکمہ کا عملہ جس وقت جاتا ہے تو وہاں پر جو بھی ناجائز تجاوزات موجود ہو تو اسے اٹھا لیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے دوبارہ گزارش ہے کہ باغبانپورہ بازار میں، ابھی ماہ رمضان کو گزرے کچھ ہی دن ہوئے ہیں تو میں پورے وثوق اور گارنٹی کے ساتھ یہ بات کہتی ہوں کہ وہاں سے اس TMA نے ساڑھے تین لاکھ روپے ان غریبوں سے کمایا ہے اور میں یہ بات بھی گارنٹی کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ ان کا محکمہ ان کے علم میں کوئی بات نہیں لاتا۔ اس حوالے سے انٹی کرپشن میں بھی درخواست دے دی گئی ہے اور آپ سے گزارش ہے کہ محکمہ کو سمجھایا جائے کہ وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان جو اس ایوان میں بات کرتے ہیں تو ان کے علم میں یہ باتیں لائیں اور ان کے علم میں یہ بات ہونی چاہئے۔ پورے کا پورا عملہ اس کرپشن میں گھرا ہوا ہے اور ابھی بھی وہاں پر ناجائز تجاوزات موجود ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی particular case ہے تو وہ بتائیں کیونکہ ایسے تو پورے کا پورا عملہ ملوث نہیں ہو سکتا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے بتا دیا ہے کہ ابھی ماہ رمضان گزرا ہے تو TOR، انسپکٹر ٹاؤن اور ایکسین اس میں ملوث پائے گئے ہیں اور اس پر 100 لوگوں نے گواہی دی ہے اسی لئے میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس معاملے کی آپ خود محکمہ سے انکوائری کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے کرپشن کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے ٹھوس اقدامات کئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں حکومت پنجاب نے دن رات کام کر کے جہاں پر بھی کرپشن ہوئی اسے ختم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ محترمہ میرے لئے بڑی قابل احترام ہیں تو اگر انہوں نے کرپشن کا کوئی عنصر دیکھا ہے یا ان کے پاس کسی کے خلاف کوئی شکایت ہے تو میں اس کے لئے فوری طور پر محکمہ کو اقدامات کی ہدایت دوں گا اور ذمہ دار کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہوگی۔

جناب سپیکر: انہوں نے TOR وغیرہ کا نام لیا ہے اس لئے آپ اس کے متعلق انکوائری کرائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ ایک precedent ہے اور presumption ہے کہ جب بھی کوئی معزز ممبر اس ایوان میں بات کرتا ہے تو اسے من وعن سچ مانا جاتا ہے۔ محترمہ نے تین آدمیوں کے متعلق الزامات بتائے تو حکومت کرپشن کے خلاف اقدامات کرے اور ہم انہیں نہیں روکتے اور وہ اس سے بھی بڑھ کر اقدامات کرے لیکن گزارش یہ ہے کہ حقائق پر پردہ نہیں ڈالنا چاہئے۔ یہ ہر ممبر کا استحقاق ہے کہ اسے صحیح جواب ملے اس لئے جب جواب صحیح نہیں ہے تو جیسے میرے بھائی نوانی صاحب نے کہا ہے کہ آپ ڈائریکشن دے رہے ہیں تو آپ یہاں کمیٹی بھی بنا سکتے ہیں اور انکوائری بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں ہر ایک کا فائدہ ہے۔ یہ آپ کی discretion ہے جو آپ مناسب سمجھیں وہ اقدام کریں مگر اقدام ضرور ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک ممبر کے استحقاق کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ہم سب کے استحقاق کا معاملہ ہے اور ہم اس پر تحریک استحقاق بھی دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: TOR کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے تو آپ اس کی مکمل طور پر محکمہ سے انکوائری کرائیں اور اس کی رپورٹ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے عرصہ دراز سے وزیر نہیں ہیں اور اس کا چارج وزیراعلیٰ کے پاس ہے اور اس وجہ سے جس طرح صوبہ پنجاب کے تمام محکموں کا بیڑا غرق ہو گیا ہے تو لوکل گورنمنٹ کا بھی اسی وجہ سے ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ کوئی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1613 ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو صفحہ نمبر 26 پر ملاحظہ کریں۔

لاہور شہر میں قبرستانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1613: میاں نصیر احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں سرکاری اراضی پر کتنے قبرستان موجود ہیں، ان کے رقبے کے حوالے سے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا حکومت لاہور میں کسی بڑے قبرستان کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کس جگہ اور کب تک اس کے لئے اراضی مختص کی جائے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) تحصیل سٹی و کینٹ ضلع لاہور کے مواضعات میں صوبائی حکومت کے رقبہ پر موجود قبرستانوں کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔

(ب) لاہور میں کسی بڑے قبرستان کو بنانے کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی واضح ہدایات نہ ہیں۔ البتہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے نظریہ ضرورت کے تحت ایک میٹنگ مورخہ 05-07-2011 زیر صدارت جناب ڈی سی او لاہور منعقد کی جس میں تمام اسسٹنٹ کمشنر صاحبان ضلع لاہور کو ہدایت کی گئی کہ وہ لاہور شہر کے چاروں اطراف نئے قبرستان بنانے کے لئے اسٹیٹ لینڈ یا پرائیویٹ لینڈ acquire کرنے کے لئے معلومات فراہم کریں۔ یہ معاملہ بوجہ سروے تا حال زیر غور ہے۔ تاہم لاہور شہر کے سب سے بڑے قبرستان میانی صاحب قبرستان فیز-II بنانے کا معاملہ بھی زیر غور ہے۔ موضع کاہنہ اور تھہ پنجو میں زمین acquire کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس کی مالیت تقریباً -/445,533,000 روپے ہے۔ زمین acquire کرنے کا معاملہ میانی صاحب قبرستان انتظامیہ کے پاس اس قدر فنڈز نہ ہونے کی بناء پر زیر التواء ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کی تاریخ وصولی یکم ستمبر 2008 اور تاریخ ترسیل 25۔ اکتوبر 2008 ہے۔ 9 تاریخ کو ہونے والے اجلاس تک اس کا جواب نہیں آیا۔ دو دن پہلے جواب دیا گیا جس پر میں

پارلیمانی سیکرٹری اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ میری گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری اس کے جز(ب) کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! جز(ب) کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جز(ب) لاہور میں کسی بڑے قبرستان کو بنانے کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی واضح ہدایات نہ ہیں۔ البتہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے نظریہ ضرورت کے تحت ایک میٹنگ مورخہ 05-07-2011 زیر صدارت جناب ڈی سی او لاہور منعقد کی جس میں تمام اسسٹنٹ کمشنر صاحبان ضلع لاہور کو ہدایت کی گئی کہ وہ لاہور شہر کے چاروں اطراف نئے قبرستان بنانے کے لئے اسٹیٹ لینڈ یا پرائیویٹ لینڈ acquire کرنے کے لئے معلومات فراہم کریں۔ یہ معاملہ بوجہ سروے تا حال زیر غور ہے۔ تاہم لاہور شہر کے سب سے بڑے قبرستان میانی صاحب قبرستان فیز-II بنانے کا معاملہ بھی زیر غور ہے۔ موضع کاہنہ اور تھہ پنجو میں زمین acquire کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس کی مالیت تقریباً -/445,533,000 روپے ہے۔ زمین acquire کرنے کا معاملہ میانی صاحب قبرستان انتظامیہ کے پاس اس قدر فنڈز نہ ہونے کی بناء پر زیر التواء ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال جو تین سال پہلے مفاد عامہ کے لئے کیا گیا تھا لاہور شہر میں آج بھی کئی ایسے علاقے ہیں جہاں پر لوگ اپنے مردوں کو امانتاً اس لئے اپنے گھروں میں دفن کرتے ہیں کہ ان کو قبرستان میں جگہ نہیں ملتی۔ سات سال پہلے ایک directive جاری ہوا تھا کہ لاہور میں قبرستان کی ضرورت ہے۔ آج تین سال کے بعد بھی اس سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ میانی صاحب قبرستان کی انتظامیہ کو کہا گیا ہے کہ وہ میانی صاحب فیز II کے لئے جگہ ڈھونڈے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا مفاد عامہ کے اس مسئلہ کو حکومت پنجاب خود تو own نہیں کر سکتی لیکن میانی صاحب قبرستان کی انتظامیہ کو یہ direction دی گئی ہے کہ وہ جگہ ڈھونڈے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میاں نصیر احمد صاحب کا سوال انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ۔۔

جناب سپیکر: یہ مسئلہ تو انتہائی اہمیت کا ہے لیکن آپ اس میں کیا فرمائیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس میں -/445,533,000 روپے سے زمین acquire کرنے کے لئے پیسے تجویز کئے گئے ہیں، جیسے ہی یہ پیسے ملیں گے تو اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔

جناب سپیکر: اس کے پیسے کیا میں نے دینے ہیں یا اس ایوان میں سے کسی نے دینے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر بتائیں، آپ اپنے محکمے سے پوچھ کر آیا کریں کہ اس میں کیا کرنا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جب پیسے ملیں گے تو زمین acquire کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: کہاں سے لائیں گے پیسے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! حکومت پنجاب سے لیں گے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے محکمے نے اس کے لئے کوئی تحرک کیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: اگر میں پوچھوں کہ آپ نے کیا کوشش کی ہے تو آپ کیا بتائیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! چونکہ یہ ضلعی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا معاملہ ہے اور اس سلسلہ میں ڈی سی او لاہور نے میٹنگ کی ہے۔ میں ان سے مزید معلومات لے کر اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ اتنا important issue ہے۔ kindly آپ جتنا جلد ہو سکے اس بارے میٹنگ کر کے اس ایوان کو رپورٹ پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ چار سال پہلے یہ 44 کروڑ روپے کی رقم ساڑھے سترہ کروڑ روپے تھی۔ یہ رقم آج ساڑھے سترہ کروڑ روپے سے بڑھ کر 44 کروڑ روپے پر اس لئے چلی گئی ہے کہ میانی صاحب کی انتظامیہ کے پاس پیسے آئے ہیں، انہوں نے جگہ خریدی ہے اور نہ ہی آئندہ ان کے پاس پیسے آنے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، میری گزارش ہے کہ اسی اجلاس کے دوران جناب پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں کہ اگر ان کے پاس کوئی حل نہیں ہے تو پھر ہم کسی دوسرے alternate حل کی طرف جائیں۔ یہ مسئلہ آج صرف لاہور شہر کا ہی نہیں بلکہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کا ہے۔ پاکستان بننے سے لے کر اب تک۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے اپنے سوال کی حد تک رہیں پھر اس کے بعد دوسری بات کریں۔ میں نے پارلیمانی سیکرٹری کو اس کے لئے کہہ دیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ نے ان کو ٹائم کون سا دیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ بہت جلد کروا کر دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جلد سے کیا مراد ہے؟ اس کے لئے کوئی ٹائم fix کر دیں۔ کتنے دنوں تک مسئلہ حل ہو جائے گا، کیا اسی session میں ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ اسی session میں کرائیں گے۔

میاں نصیر احمد: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کو اسی session میں جواب دینا ہو گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! عبدالرزاق ڈھلوں صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ اس بے چارے کا کوئی قصور نہیں ہے اِس کی تو TMO نہیں سنتا۔ جب سیکرٹری صاحبان منسٹر کی

بات نہیں سنتے تو اس بے چارے کی کون سنے گا؟ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ یہاں پر میانی صاحب قبرستان میں جگہ نہیں ہے اور لوگ اپنے گھروں میں میتوں کو دفنا رہے ہیں۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے گورنمنٹ کی جگہوں پر قبضے کرکے لوگوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: اُن کے لئے جگہ ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں، میری بات بہت important ہے، اسے سن لیا جائے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ (شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کتنا غلط behaviour ہے کہ اتنا important Question Hour ہے اور اس میں اتنا non serious behaviour ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بجائے جواب دینے کے دانت نکال رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کیا یہاں پر کوئی تھیٹر لگا ہوا ہے؟ قوم کا اتنا important time ضائع ہو رہا ہے۔ یہ ایوان ہے اور یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میری بات سنیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ ایوان کی توہین کی جا رہی ہے۔ وہ ایوان جو دس کروڑ لوگوں کا نمائندہ ہے۔ پورے پنجاب میں لوگ ڈینگی سے مر رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب اسلام آباد میں سیاست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ وہاں پر کوئی سیر کرنے نہیں گئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کے ہی کام کے لئے وہاں گئے ہیں، وہ ایسے ہی نہیں گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے، سیکرٹری صاحب جو ڈینگی سے فوت ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے۔ یہاں پر کوئی ڈینگی سے مر رہا ہے، کوئی اغواء برائے تاوان سے مر رہا ہے اور کوئی دہشت گردی میں مر رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بس، ٹھیک ہے، اس کو رہنے دیں اور اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ ہمارے وزیر اعلیٰ کے بارے میں بات کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ زرداری صاحب باہر کیوں گئے ہوئے ہیں؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: زرداری صاحب پہلے نواب شاہ میں پانی میں چلے گئے اور اب باہر کے ملک معائنہ کرانے چلے گئے ہیں۔ کیا ان کو سیلاب کا پانی لگ گیا ہے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ یہ بات اچھی نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان خاتون کا دماغی چیک اپ کرائیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ I say, order in the House, order in the House. No, please. بسراء صاحب! مہربانی فرمائیں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں کسی چیز کا solution بھی تو چاہئے۔ ہم اگر شور شرابا کر کے چلے جائیں گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے لئے کمیٹی بنا دیجئے۔

جناب سپیکر: میں نے انہیں کہہ دیا ہے اب اس پر کمیٹی نہیں بن سکتی۔ میں نے جو بات کر دی ہے وہ فائنل ہے۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔ وسیم قادر صاحب، وسیم قادر صاحب، وسیم قادر صاحب! نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ سوال کا نمبر پکاریں۔ Order please, order please.

سیدہ ماجدہ زیدی: سوال نمبر 2034 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور میں ڈینگی / ملیریا وائرس سے بچاؤ کے لئے سپرے سنٹر کے قیام کا مسئلہ

*2034: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔144 لاہور میں ملیریا اور ڈینگی بخار سپرے کے لئے کتنے سنٹرز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 لاہور میں ڈینگی بخار اور ملیریا سے بچاؤ کے لئے سپرے سنٹر نہ ہونے کی وجہ سے ملیریا اور ڈینگی وائرس تیزی سے پھیل رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی۔144 لاہور میں ملیریا اور ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے سپرے سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) پی پی۔144 کا علاقہ سات یونین کونسلز (17، 18، 34، 35، 36، 37، 38) رحمت پورہ، بیگم پورہ مادھولال حسین، محمد دین کالونی، باغبانپورہ، مسلم آباد اور سلطان محمود، شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن پر مشتمل ہے جس کے لئے دونوں ٹاؤنز کا ملیریا اور ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے سپرے سنٹر آئی ہسپتال تیزاب احاطہ میں قائم ہے۔

(ب) پی پی۔144 کے علاقہ سے سال 2009 میں صرف دو ڈینگی بخار کے کیس یونین کونسل 18 اور 36 (بیگم پورہ اور باغبانپورہ) سے رپورٹ ہوئے ہیں جن کے لئے محکمہ صحت کی پالیسی کے مطابق تمام حفاظتی اقدامات فوری طور پر کر دیئے گئے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور محکمہ پبلک ہیلتھ نے عوام الناس کی سہولت کے لئے فوری طور پر ملیریا اور ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے ایک مزید سپرے سنٹر ڈوگرائے کلاں واہگہ ٹاؤن میں مورخہ 2009-10-12 کو قائم کر دیا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ انہوں نے پی پی۔144 میں ڈینگی کے لئے سنٹر قائم کیا ہے یا نہیں؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ 2009-10-12 کو واہگہ ٹاؤن میں ایک سنٹر قائم کیا گیا تھا لیکن میں اس میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ اس سنٹر نے کیا کام کیا کیونکہ ڈینگی نے تو پورے لاہور شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے تو یہ سنٹر کیا کام کر رہے ہیں؟ اگر تین سال پہلے ڈینگی کی روک تھام کے سنٹر بنانے کی جو نشاندہی کی گئی تھی اگر ہم اس پر بھی توجہ دے لیتے اور عمل کر لیتے تو آج میرے خیال میں لاہور شہر میں ہزاروں جانیں اس طرح ضائع نہ ہو رہی ہوتیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا کیا فائدہ ہوا ہے، کتنا سپرے ہوا ہے اور سنٹر نے کیا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محکمہ ہذا نے 10-2009 سے 2011 تک تمام علاقوں میں ڈینگی وائرس کے لئے سپرے کیا ہے، اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اور مزید بھی کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وبائی امراض بالکل ختم تو نہیں ہو سکتی لیکن اس کے لئے ایک اچھی کوشش ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں باقاعدہ طور پر قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے ایک action plan terminal بھی جاری کیا ہے اس میں تمام ایم پی ایز اور افسران کی ٹیم شامل ہے اس سلسلے میں خادم اعلیٰ پنجاب نے سپرے کے کام کو ٹاؤن وار کر دیا ہے اور فوری طور پر ہر ٹاؤن میں ایک ڈی ڈی او ہیلتھ تعینات کیا ہے جس میں ہر ٹاؤن کو فوری طور پر دس دس لاکھ روپے اور ایک گاڑی کے ساتھ ایک دفتر دیا گیا ہے جو سپرے کے متعلق تمام کام کے ذمہ دار ہوں گے اور مکمل طور پر بااختیار ہوں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بالکل غلط کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی، آپ ضمنی سوال کریں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بڑا سادہ سا سوال کروں گی، میری خواہش اور گزارش ہو گی کہ اس کا to the point ویسا ہی جواب دیا جائے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ سوال 2008 کا تھا، اس کا جواب 2011 میں آیا ہے اور 2011 کے جواب کے مطابق حفاظتی اقدامات پی پی۔144 میں کر لئے گئے تھے تو اب یہ بتا دیں کہ پی پی۔144 میں اس وقت کتنے متاثرین ڈینگی موجود ہیں۔ نمبر 2 جو سپرے وہاں خریدا گیا تھا اگر وہاں پر اس سپرے سے 2008 سے 2011 تک سپرے ہوا ہے تو اس سپرے کے وہاں پر کیا اثرات نظر آئے ہیں؟ یہ تمام میڈیا کے اندر رپورٹ ہوا ہے کہ لاہور شہر کے اندر جو سپرے سیکرٹری فواد احمد فواد کی زیر نگرانی خریدا گیا وہ fake اور دو نمبر تھا۔ اس سپرے کی وجہ سے لاہور شہر میں ڈینگی کی وباء زیادہ پھیلی ہے تو مجھے یہ بتا دیں کہ اس سیکرٹری کے خلاف کیا اقدامات کئے جائیں گے اور پی پی۔144 میں اس وقت کتنے ڈینگی متاثرین موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پی پی۔144 میں کتنے ڈینگی کے مریض موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے کہ وہاں پر ابھی تک کتنے مریض سامنے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: پی پی۔144 میں اب سپرے کی کیا پوزیشن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی یہ بتا چکا ہوں کہ تمام towns میں باقاعدہ طور پر فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں، ان کو گاڑیاں دے دی گئی ہیں اور وہ اس وقت اپنا کام کر رہے ہیں۔ اس میں ہمارے ایم پی ایز اور ہمارے افسران بھی شامل ہیں اور ہم اس کو بھرپور طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سیکرٹری فواد احمد فواد نے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری فواد احمد فواد نے کیا کر دیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سیکرٹری صحت فواد احمد فواد کے دور کے اندر یہ سپرے خریدا گیا تھا جو لاہور میں کیا گیا اس سپرے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ڈینگی مچھر مرنے کے بجائے اس کی افزائش نسل میں اضافہ ہوا بلکہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ جہاں سے سپرے کر گزرتے ہیں وہاں پر ڈینگی ناچتے ہیں کہ واہ جی واہ! ہمارے لئے تو کوئی نئی تفریح کا سماں ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں آپ کی طرف سے کوئی انکوائری وغیرہ ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے محترمہ بہت قابل احترام ہیں لیکن ہر بات پر تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ سپرے بالکل ٹھیک تھا، سپرے کو استعمال کیا گیا ہے اور سپرے کی وجہ سے ہی اس کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بے جا الزامات ہیں، ان حالات میں ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے اور اس طرح کے بے جا الزامات نہیں لگانے چاہئیں۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پر ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر already Health Committee موجود ہے اور ایوان کی کمیٹی نہیں بن سکتی۔

وزیر محصولات و آبکاری (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے سوالات کے جواب میں، میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ آفتاب سلطان کی سربراہی میں ڈاکٹرز اور ٹیکنیکل لوگوں کی ایک کمیٹی چیف منسٹر صاحب نے constitute کی ہے جو یہ ساری چیزیں probe کر رہی ہے کہ آیا دوائی جعلی تھی یا ٹھیک طرح سے استعمال نہیں کی گئی یا کون کون سے لوگ اس میں involve ہیں اس کی اگلے دو تین دنوں میں رپورٹ آ جائے گی تو پھر ان کو ویسے ہی پتا چل جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ لوگ بات سنا کریں، آپ کا یہ کون سا طریقہ ہے؟ آپ لوگ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ چار خواتین اکٹھی کھڑی ہو جاتی ہیں اور کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی، کسی Rules of Business کی اور ان کو کسی اسمبلی کے قوانین کا کوئی پتا نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں موجود نہیں تھے جب اس پر ایک دن مقرر کر دیا گیا ہے اور ہم نے اس کو جمعہ کے دن رکھا ہے تو پھر بات کیوں اس طرح سے چلتی ہے اور آپ کیا کرتے ہیں؟ اگر آپ اس طرح سے کریں گے تو پھر میرے پاس نہ آیا کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کا جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سوال کا جواب دے دیا ہے بلکہ ایک منسٹر صاحب نے باقاعدہ طور پر آپ کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس پر باقاعدہ طور پر چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جو اپنا کام کر رہی ہے جو اس کا ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف ایکشن ہو گا۔ ان کو بتائیں کہ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس یہ کمیٹی کے Minutes ہیں جس کمیٹی میں چودھری شوکت محمود بسراء صاحب بھی موجود تھے۔ آپ یہ اندازہ لگا لیں کہ Minutes جاری ہونے کے ایک گھنٹہ کے اندر اندر کس طرح انہوں نے ان Minutes کا احترام کیا ہے، جس طرح ان Minutes میں جو direction تھی اور جو فیصلے ہوئے تھے ان کی کس طرح شوکت بسراء صاحب نے اور اپوزیشن کے معزز ممبران نے پاسداری کی ہے، کس طرح یہ قوم کا وقت ضائع کر رہے ہیں، کس طرح یہ قوم کا قیمتی سرمایہ ضائع کر رہے ہیں اور کس طرح یہ اپوزیشن کے ہمارے بھائی اپنے پنجاب کے عوام سے مخلص ہیں؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ کو بولنے کی اجازت کس نے دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سے یہ نظر آرہا ہے کہ یہ پنجاب کی عوام سے کتنے مخلص ہیں اور اس سے پتا چل رہا کہ یہ پنجاب کی عوام کے ساتھ کتنی محبت کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: مجھے اگلا سوال بولنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ہماری بات ہی نہیں سنی جا رہی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔ وسیم قادر صاحب تشریف نہیں رکھتے؟

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر On his behalf.2038 اس کا جواب وزیر موصوف پڑھ دیں

(معزز خاتون ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ کہہ رہی ہیں کہ جواب پڑھ دیں۔

لاہور شہر میں غیر قانونی پارکنگ سٹینڈز کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*2038: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنے پارکنگ سٹینڈز منظور شدہ ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جو پارکنگ سٹینڈز کے ٹھیکیداران گورنمنٹ کی مقرر کردہ فیس سے زیادہ ٹوکن فیس وصول کرتے ہیں، کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت ان پارکنگ سٹینڈز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو غیر قانونی ہیں، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شعبہ شہری سہولیات اور جملہ ٹاؤن ہال کے زیر انتظام پارکنگ سٹینڈ کی تعداد 362 ہے جس کی کاپی تتمہ (الف) پر لف ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ شہری سہولیات 317 پارکنگ سٹینڈ راوی ٹاؤن 4 داتا گنج بخش 18 گلبرگ ٹاؤن 17 سمن آباد 6 اور ٹوٹل پارکنگ سٹینڈ 362 ہیں۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے 362 میں سے 168 پارکنگ سٹینڈ چل رہے ہیں جن کی محکمہ کو آمدن موصول ہو رہی ہے جبکہ بقایا 194 نئے تجویز کردہ پارکنگ سٹینڈز کو قابل آمدن بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

(ب) پارکنگ سٹینڈ کے ٹھیکیداران یا ان کے نمائندے جو overcharging میں ملوث پائے جاتے ہیں ان کے خلاف لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مسلسل overcharging کی صورت میں اس کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور روزانہ کی بنیاد پر پارکنگ سٹینڈ کی چیکنگ کرتی ہے۔ اگر کوئی پارکنگ سٹینڈ غیر قانونی قائم ہو تو وہاں پر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے متعلقہ تھانے میں ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہیں۔ ایف آئی آرز کی کاپیاں (لف) ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ گاڑیوں کے لئے کتنی ٹوکن فیس مقرر ہے، موٹر سائیکل کے لئے کتنی ہے اور بڑی گاڑیوں کے لئے کتنی ہے؟

جناب سپیکر: ان کو bifurcate کر کے بتائیں کس طرح سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! کار کی فیس -/10 روپے ہے، موٹر سائیکل کی -/5 روپے اور سائیکل کی -/2 روپے ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ پورا ایوان سن رہا ہے کہیں پر بھی کار کے -/10 روپے نہیں لئے جاتے بلکہ -/20 روپے ایک گاڑی کے لئے جاتے ہیں اور لبرٹی مارکیٹ میں اس کے -/30 روپے لئے جاتے ہیں۔ Shell کا ایک پٹرول پمپ round about پر ہے اس کے ساتھ جو نیا پارکنگ سٹینڈ بنایا گیا ہے وہ باقاعدہ ٹوکن بھی جاری کرتے ہیں اس پر ایک گاڑی کے -/30 روپے لکھے ہوتے ہیں اور وہ -/30 روپے کھلم کھلا لے رہے ہیں۔ یہ میرے ساتھ اور جگہوں پر چلیں وہاں پر بھی -/30 روپے لئے جا رہے ہیں یا پھر -/20 روپے لئے جا رہے ہیں کہیں پر بھی -/10 روپے نہیں لئے جا رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں محترمہ کا بڑا احترام کرتا ہوں وہ ہماری بڑی قابل احترام ایم پی اے ہیں۔ جس سٹینڈ کا یہ ذکر کر رہی ہیں وہ لوکل گورنمنٹ کے under نہیں ہے وہ ایل ڈے اے کے under ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں تمام سٹینڈ کی بات کر رہی ہوں مجھے آج تک کوئی سٹینڈ ایسا نظر نہیں آیا جہاں پر گاڑی کے -/10 روپے لئے جا رہے ہوں ہر جگہ -/20 روپے لئے جاتے ہیں۔ ہم بھی اسی لاہور میں رہتے ہیں اور اس کے ہر علاقے میں ہم جاتے ہیں ہر جگہ گاڑی پارک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی بھی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں محترمہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ مجھے کسی ایک جگہ کی نشاندہی کر دیں جیسا کہ پہلے بھی ہمارے پاس ایف آئی آرز درج ہیں اور ہم نے ٹھیکیداروں کے ٹھیکے منسوخ کئے ہوئے ہیں ہم اسی وقت اس ٹھیکے کو بھی منسوخ کر دیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ایک انارکلی میں دوسرا شادمان میں ان کا پارکنگ سٹینڈ ہے وہاں پر بھی overcharge کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! بیٹھے بیٹھے نہ بولا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے کہیں یہ بتا دیں کہ ایل ڈی اے کے لئے گورنمنٹ نے کتنی ٹوکن فیس مختص کی ہوئی ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک پارکنگ سٹینڈ شادمان میں ہے جہاں overcharging کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ان کا سوال سننے دیں گی؟ جب آپ کی باری آئے گی پھر آپ بولیں۔ ابھی آپ کی turn نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! واضح طور پر بتایا جائے کہ لبرٹی میں جو ایل ڈی اے کے ٹھیکے ہیں ان کے لئے کتنی ٹوکن فیس مختص کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ آپ کو ایل ڈی اے کی طرف سے جواب نہیں دے رہے یہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے جہاں جہاں ٹھیکے ہیں ان کے لئے کیا فیس مختص کی گئی ہے؟ کیونکہ آپ انار کلی چلے جائیں، داتا دربار چلے جائیں یا کہیں پر بھی گاڑی پارک کر لیں، گاڑی کی ٹوکن فیس کہیں پر بھی -/10 روپے نہیں لی جاتی۔ کہیں پر بھی -/20 روپے سے کم نہیں لئے جا رہے۔ -/10 روپے کا تو کوئی chapter ہی نہیں ہے۔ -/10 روپے کو تو کوئی کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس معاملے میں اب آپ کیا جواب دیں گے؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے کہیں کہ یہ بتا دیں کہ LDA کس کے under ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ بتائیں کہ LDA لوکل گورنمنٹ کے ماتحت ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! وہ Government of the Punjab کے ماتحت ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف کو اتنا ہی نہیں پتا کہ LDA کس کے under ہے۔ وزیر موصوف سے کہیں کہ استعفیٰ دے دیں۔

جناب سپیکر: اگر ان کا استعفیٰ آ جائے گا تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا؟ آپ کو تو فائدہ نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! یہ میرے قابل احترام بھائی ہیں۔ ایل ڈی اے، لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے۔ یہ میرے بھائی جعلی ڈاکٹر ذوالفقار مرزا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے اور اس کے اپنے اختیارات ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف کو استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ autonomous ہے، آپ ان کی بات سُنیں۔ ہر بات پر کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دیں، کیا آپ خود وزیر بننا چاہتے ہیں۔ کبھی چیف منسٹر کو کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دیں، کبھی ان کو کہتے ہیں۔ کیا بات ہے آپ کی؟ relevant بات کیا کریں۔ .Be relevant please ان کی بات سُنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو اپنے محکمے کا ہی نہیں پتا۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، ان کی بات کا جواب آنے دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! وہ پھر کھڑی ہو گئی ہیں ان کو تو بٹھائیں۔ جب ہم کھڑے ہوتے ہیں تو آپ ہمیں بٹھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات کا جواب آنے دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! وہ دیکھیں وہ کھڑی ہیں ان کو بٹھائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ autonomous ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کی تنخواہیں روک دینی چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ کے بس میں ہو تو آپ تو سب کو بھوکا مار دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مہربانی کر کے پارلیمانی سیکرٹری یہ بتا دیں کہ لبرٹی مارکیٹ میں جتنے بھی سٹینڈز ہیں وہ لوکل گورنمنٹ کے under ہیں یا ایل ڈی اے کے under ہیں اور اگر وہ لوکل گورنمنٹ کے under ہیں تو کہاں پر -/10 روپے لئے جا رہے ہیں وہ جگہ مجھے بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آپ کو بتا دیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کے پاس آدھ منٹ ہے جلدی جواب دیں۔ وہ آپ سے بار بار پوچھ رہے ہیں بتائیں کہ لبرٹی مارکیٹ میں جو سٹینڈ ہیں وہ لوکل گورنمنٹ کے ہیں یا ایل ڈی اے کے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! Liberty round about پر جو کار پارکنگ بنا ہوا ہے وہ ایل ڈی اے کے under ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ ایل ڈی اے کے under ہے۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ لوکل گورنمنٹ میں گریڈ 17 اور اوپر کے تعینات آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2564: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ لوکل گورنمنٹ میں لاہور ڈویژن اور ضلع لاہور اور ساہیوال ڈویژن اور ضلع ساہیوال، اوکاڑہ اور پاکپتن میں کتنے آفیسر ز گریڈ 17 اور اوپر کے ہیں ان کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی کے ساتھ کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ کے کتنے اور کون کون سے گریڈ 17 اور اوپر کے کتنے آفیسر ز لاہور، ملتان اور ساہیوال ڈویژن میں کس گریڈ میں تعینات کب سے ہیں، ان کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں Erratic Postings ہوئی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ لاہور ڈویژن میں گریڈ 18 کے دو آفیسر اور گریڈ 17 کے 11 آفیسر ز اور ضلع لاہور میں گریڈ 17 کے دو آفیسر ز، ساہیوال ڈویژن میں گریڈ 18 کا ایک اور گریڈ 17 کے 6 آفیسر ز اور ضلع ساہیوال میں گریڈ 17 کے 3 آفیسر ز کام کر رہے ہیں جن کا نام و عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ کے گریڈ 17 اور اس سے اوپر کے تعینات آفیسر ز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا میں باقاعدہ رولز اور پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے افسران کی تعیناتی کی جاتی ہے۔

لاہور، ساہیوال، پاکپتن کی ضلعی حکومتوں میں گزٹیڈ آفیسرز کی تعیناتی کی تفصیلات

*2565: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ضلعی حکومتوں لاہور، ساہیوال اور پاکپتن میں گزٹیڈ آفیسرز کے عہدے اور نام وجگہ تعیناتی مع تاریخ کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ان اضلاع میں کون کون سی تعیناتی میرٹ سے ہٹ کر ہوئی Erratic Postings ہوئی ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں اور کب سے ہیں؟

(ج) ٹی ایم اے پاکپتن میں کون کون سے آفیسرز کب سے کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں، نام، عہدہ وتاریخ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے لاہور، ساہیوال اور پاکپتن شریف میں صرف ڈسٹرکٹ آفیسرز (کمیونٹی آرگنائزیشن) لگائے جاتے ہیں۔ اس وقت ان اضلاع میں جو آفیسر تعینات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	نام	تاریخ تعیناتی
لاہور	ذوالفقار حیدر	March,2011
ساہیوال	محمد نعیم اختر	27-07-2007
پاکپتن شریف	Vacant	23-02-2010

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ان اضلاع میں تعیناتی میرٹ پر ہوئی ہے کوئی بھی تعیناتی میرٹ سے ہٹ کر یا Erratic Posting نہیں ہوئی ہے۔

(ج)

نمبر شمار	نام آفیسر مع گریڈ	عہدہ بمعہ گریڈ پوسٹ	تاریخ تعیناتی
1۔	سردار نصیر احمد (بی ایس۔18) ایل سی ایس ایڈمن	ڈی ایم او، ٹی ایم اے پاکپتن (بی ایس۔18)	01-03-2011
2۔	ایوب نواز (بی ایس۔16) ایل سی ایس ایڈمن	تحصیل آفیسر ریگولیشن (بی ایس۔16)	24-05-2011
3۔	سعید خان (بی ایس۔16) ایل سی ایس ایڈمن	کونسل آفیسر (بی ایس۔16)	29-01-2011
4۔	عبدالحمید (بی ایس۔17) ایل سی ایس اکاؤنٹس	تحصیل آفیسر فنانس (بی ایس۔17)	03-02-2011
5۔	عبدالرزاق (بی ایس۔18) ایل سی ایس انجینئر	تحصل آفیسر (بی ایس۔18)	20-09-2010
6۔	مختار احمد (بی ایس۔17) ایل سی ایس انجینئر	اسسٹنٹ تحصل آفیسر (آئی اینڈ ایس) بی ایس۔17	12-10-2009

مدینہ کالونی باغبانپورہ لاہور میں صفائی کی تفصیلات

*2655: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مدینہ کالونی باغبانپورہ لاہور میں گندگی کے بے شمار ڈھیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہاں تعفن پھیل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی میں باقاعدہ صفائی کا کوئی بھی بندوبست نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی کے مکینوں نے متعدد بار تکلیف کے ازالے کی درخواستیں دیں مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔مذکورہ جگہ مدینہ کالونی باغبانپورہ شالامار ٹاؤن میں گندگی کے کوئی بڑے ڈھیر موجود نہ ہیں۔کچھ ڈھیر موجود تھے ان کو ایک ماہ قبل مکمل clear کروا دیا گیا ہے۔

(ب) مدینہ کالونی باغبانپورہ میں صفائی کا نظام بہترین ہے جس کے لئے محکمہ سالڈ ویسٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے 5 ملازمین رکھے ہوئے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ متذکرہ کالونی میں روزانہ یونین کونسل نمبر 36 کا سینٹری سپروائزر صفائی کروانے کا پابند ہے۔

(ج) ابھی تک اہلیان مدینہ کالونی کی طرف سے کوئی شکایت صفائی (درخواست) وصول نہ ہوئی ہے۔اگر کوئی شکایت صفائی (درخواست) وصول ہوئی تو اس پر فوری کارروائی کی جائے گی۔

لاہور۔مصری شاہ میں کباڑیوں کے گوداموں کی تفصیلات

*2656: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے گنجان آباد علاقے مصری شاہ میں کباڑیوں کے بے شمار گودام ہیں جو لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بن رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کباڑیوں کا کاروبار کرنے والے لوگوں نے محکمہ کے افسران اور ملازمین سے مل کر ناجائز تجاوزات قائم کر رکھی ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مصری شاہ لاہور میں مختلف نوعیت کے کاروبار، رہائش اور ضروریات زندگی کے معاملات جیسا کہ پبلک ٹرانسپورٹ، رکشا تانگہ کے اڈا جات کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ دستیاب ہیں۔ کباڑ کی دکانیں بھی ہیں جو کہ پرانے اور ناکارہ مال کی خرید وفروخت کا کام کر رہے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے چند کباڑیئے اپنا کاروبار کر رہے ہیں اور وہ اپنی قائم شدہ حدود میں ہیں اگر کبھی کباڑیئے ناجائز تجاوز کرتے ہیں تو TMA کا عملہ موقع سے ہٹا دیتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ چند کباڑیئے اپنی حدود میں رہ کر پرانی اور ناکارہ اشیاء کا کاروبار کر رہے ہیں تجاوزات کے حوالہ سے عرض ہے کہ TMA راوی ٹاؤن نے ایک جامع پروگرام بحوالہ ناجائز تجاوزات ترتیب دیا ہے جس کی رو سے تمام ناجائز تجاوزات کرنے والوں کے خلاف مؤثر اقدامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔

صدیق اکبر سٹریٹ نمبر 6 حاجی پارک داروغہ والا لاہور کی تعمیر کا مسئلہ

*3228: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدیق اکبر سٹریٹ نمبر 6 حاجی پارک داروغہ والا لاہور ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ب) اس گلی پر سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس گلی کو از سر نو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) متعلقہ سڑک پر سال 09۔2008 میں مبلغ پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے 300 فٹ لمبائی کا سیوریج اور پی سی سی کی سڑک تعمیر کی گئی۔

(ج) مذکورہ سڑک کا بقیہ حصہ TMA واہگہ ٹاؤن نے ایم پی اے جناب محمد نوید انجم کی نشاندہی پر حالیہ مالی سال 10۔2009 کے واہگہ ٹاؤن کے سالانہ بجٹ میں سے تخمینہ مبلغ 21.00 لاکھ روپے کی منظوری کے لئے کمشنر لاہور ڈویژن کو بھیجا ہوا ہے۔ منظوری موصول ہونے کے بعد بقیہ سڑک کا حصہ TMA واہگہ ٹاؤن تعمیر کروادے گی۔

یو سی 42 سراج پورہ واہگہ ٹاؤن لاہور میں بھینسوں کے انخلاء کا مسئلہ

*3803: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور شہر کی حدود میں بھینسوں کے رکھنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یو سی 42 سراج پورہ واہگہ ٹاؤن لاہور کے علاقہ سے لوگ بھینسیں صبح کو باہر لے جاتے ہیں اور شام 6/5 بجے کے بعد دوبارہ اس علاقہ میں لے آتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بھینسیں شام کے وقت دوبارہ واپس اس علاقہ میں آتی ہیں تو دو گھنٹے تک اس یو سی کی تمام سڑکوں پر ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے لوگوں نے متعدد دفعہ اس بارے میں متعلقہ انتظامیہ کو درخواستیں دی ہیں مگر متعلقہ انتظامیہ اور یو سی کی انتظامیہ پیسے لے کر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) ان لوگوں نے ہائیکورٹ اور سول کورٹس سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے TMA واہگہ ٹاؤن کے عملہ نے بہت سے گوالوں کو شہری حدود سے باہر نکالا اور بعض گوالوں کی FIRs تھانہ باغبانپورہ میں درج کروائیں۔

(ہ) جونہی ان گوالوں کا عدالت سے سٹے خارج ہو جائے گا ان گوالوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

یوحنا آباد لاہور میں سڑکوں کی تعمیر و سولنگ کے لئے فراہم کئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*4068: رانا آصف محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یوحنا آباد لاہور میں یکم جنوری 2009 سے آج تک سڑکوں کی تعمیر اور سولنگ لگانے کے لئے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے موقع پر کتنا کام کس کس گلی کا ہوا ہے، تفصیل گلی وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس گلی میں ترقیاتی کام کون کون سا ہو رہا ہے؟

(د) ان کاموں کی نگرانی کے لئے مامور سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جو کام ہو رہا ہے اس میں ناقص مٹیریل کی شکایات ہیں؟

(و) کیا حکومت معیاری کام کروانے اور ناقص تعمیر کردہ کام کی انکوائری کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کل -/96,87,000 روپے یکم جنوری 2009 سے اب تک مختلف یونین ناظم اور ڈسٹرکٹ ممبر کے مختص فنڈز فراہم کئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	طارق جاوید بھٹی یوسی 142	فنڈز مبلغ -/53,27,000
2	ایوب خاور گل ڈسٹرکٹ ممبر	فنڈز مبلغ -/27,99,000
3	ایوب خاور گل ڈسٹرکٹ ممبر	فنڈز مبلغ -/15,61,000

(ب) کل رقم -/92,58,949 روپے خرچ ہو چکے ہیں موقع پر تمام کام یوسی ناظم اور ڈسٹرکٹ ممبر کی مشاورت سے مکمل ہو چکے ہیں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی ڈویژن ہذا نے کوئی

سڑک اور سولنگ کا کام یوحناآباد میں نہیں کروایا بلکہ مختلف گلیوں کے پی سی سی کے کام کروائے ہیں۔ گلی وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	گلیوں کے نام	فنڈز	خرچہ
1	تعمیر مختلف گلیاں یوحناآباد فیروزپور روڈ یو سی 142	5327000/-	5316108/-
2	تعمیر روڈ کر سچئن یوحناآباد تعمیر پی سی سی گلی مین روڈ تا یوحناآباد تا سیمینار روڈ یو سی 142	2799000/-	2381841/-
3	تعمیر روڈ کر سچئن یوحناآباد تعمیر پی سی سی گلی 1,2,3 دھلو خان یوحناآباد یو سی 142	1561000/-	1561000/-

(ج) موقع پر تمام کام یو سی ناظم اور ڈسٹرکٹ ممبر کی مشاورت سے مکمل ہو چکے ہیں۔

(د) ان کاموں کی نگرانی کے لئے مندرجہ ذیل سرکاری ملازمین مامور تھے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	محمد اقبال اعوان	ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز ہائی وے سٹی ڈویژن نمبر 1، لاہور	18
2	عامر بٹ	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز ہائی وے سٹی سب ڈویژن نمبر 1، لاہور	17
3	ابرار احمد	سب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز	11
4	سید شکیل احمد	ہائی وے سٹی سب ڈویژن نمبر 1، لاہور	

(ہ) جو کام موقع پر مکمل ہو چکے ہیں اس بارے میں ناقص مٹیریل کی آج تک کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(و) موقع پر تمام کاموں پر مامور سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی معیاری کام P.W.D کے specification کے مطابق ہوئے ہیں اور کوئی ناقص مٹیریل استعمال نہ ہوا ہے۔ موقع پر اب تک تمام کام درست اور صحیح حالت میں موجود ہیں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

لاہور شہر کی حدود میں پارکنگ سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4088: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر کی حدود میں کتنے پارکنگ سٹینڈز حکومت کی جانب سے منظور شدہ ہیں یہ کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان پارکنگ سٹینڈز سے حکومت کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) ان پارکنگ سٹینڈز میں فی گاڑی، موٹر سائیکل اور سائیکل کی کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) یکم جنوری 2009 سے آج تک کس کس پارکنگ سٹینڈ کے ٹھیکیدار کے خلاف کس کس بناء پر شکایت وصول ہوئی ہے؟

(ہ) کس کس ٹھیکیدار کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا ہے اور کیا کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور (دفتر شہری سہولیات)، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن راوی ٹاؤن، داتا گنج بخش ٹاؤن گلبرگ ٹاؤن اور سمن آباد ٹاؤن کے زیر انصرام منظور شدہ 122 پارکنگ سٹینڈز ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام دفتر	تعداد	نام جگہ
1	سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ	77	برتتمہ الف
2	راوی ٹاؤن	4	ب
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	19	ج
4	گلبرگ ٹاؤن	16	د
5	سمن آباد ٹاؤن	6	"ہ" ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) پارکنگ سٹینڈز کی دوران سال 08۔2007 اور 09۔2008 ہونے والی آمدنی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام دفتر	2007_08	2008_09
1	سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ	26,391000/۔	35000000/۔
2	راوی ٹاؤن	1855000/۔	949845/۔
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	4686753/۔	3686437/۔
4	گلبرگ ٹاؤن	4319060/۔	5510000/۔
5	سمن آباد ٹاؤن	1302010/۔	1863385/۔

(ج) مذکورہ بالا پارکنگ سٹینڈز پر جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام دفتر	کار/جیپ	موٹر سائیکل/سائیکل
1	سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ	10/- روپے	5/- روپے - 1/- روپیہ
2	راوی ٹاؤن	10/- روپے	5/- روپے - 2/- روپے
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	10/- روپے	5/- روپے - 3/- روپے
4	گلبرگ ٹاؤن	10/- روپے	5/- روپے - 2/- روپے
5	سمن آباد ٹاؤن	10/- روپے	5/- روپے 2/-

روپے

(د) یکم جنوری 2009 سے آج تک درج ہونے والی شکائتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر انصرام قائم 6 پارکنگ سٹینڈز کے ٹھیکیداروں کے خلاف بوجہ اوور چارجنگ کی شکایت موصول ہوئیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1	چودھری نصر اللہ	پارکنگ سٹینڈ اندرون ضلع کچہری
2	یاسین خان	پارکنگ سٹینڈ حفیظ سنٹر گلبرگ
3	عاصم	پارکنگ سٹینڈ سیشن کورٹ
4	عمران	پارکنگ سٹینڈ صوبے خان دی مال
5	فیصل	پارکنگ سٹینڈ شالامار باغ
6	عمران	پارکنگ سٹینڈ بیرون حفیظ سنٹر گلبرگ
2	راوی ٹاؤن	پارکنگ سٹینڈ فوارہ چوک شاہ عالم مارکیٹ کے ٹھیکیدار عابد حسین ولد عبدالرشید احمد کے خلاف بوجہ اوورچارجنگ کی شکایت موصول ہوئی۔
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	ٹھیکیدار ان مسمیان ندیم اکرام ولد محمد اکرام اور محمد جاوید ولد محمد اسحاق کے خلاف اوورچارجنگ کی دو شکایات پارکنگ سٹینڈ گندہ نالا ہال روڈ اور پارکنگ سٹینڈ نیلا گنبد انارکلی موصول ہوئیں۔
4	گلبرگ ٹاؤن	پارکنگ سٹینڈ پیس لنک روڈ ماڈل ٹاؤن کے ٹھیکیدار توصیف احمد ولد مقبول احمد کے خلاف زائد وصولی کی شکایت موصول ہوئی۔
5	سمن آباد ٹاؤن	کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) جن جن ٹھیکیداروں کے خلاف جو بھی کارروائی عمل میں لائی گئی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ	سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ (دفتر شہری سہولیات) نے 4 ٹھیکیداروں کے ٹھیکہ جات منسوخ
1		کئے جن کے جز (د) بالا میں نمبر شمار 1 تا 4 میں درج ہیں جبکہ بقایا 2 ٹھیکیداروں کے خلاف تھانہ گلبرگ اور باغبانپورہ میں FIRs کٹوائی گئیں جن کے نام نمبر شمار 5 اور 6 پر درج ہیں FIRs کی کاپیاں تتمہ (ث) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
2	راوی ٹاؤن	ٹھیکیدار مسمی عابد حسین ولد رشید احمد کو فائل نوٹس کے ذریعے تنبیہ کی گئی کہ آئندہ اوورچارجنگ کی شکایت وصول ہوئی تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ٹھیکہ منسوخ کر دیا جائے گا۔
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	ٹاؤن انتظامیہ نے دو ٹھیکیداروں ندیم اکرام ولد محمد اکرام پارکنگ سٹینڈ گندہ نالا ہال روڈ کے خلاف تھانہ قلعہ گجر سنگھ اور محمد جاوید ولد محمد اسحاق پارکنگ سٹینڈ نیلا گنبد کے خلاف تھانہ انارکلی میں FIRs کٹوائیں تفصیل تتمہ (چ) اور (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4	گلبرگ ٹاؤن	پارکنگ سٹینڈ پیس لنک روڈ ماڈل ٹاؤن کے ٹھیکیدار توصیف احمد ولد مقبول احمد کے خلاف

تھانہ فیصل ٹاؤن میں ایف آئی آر کٹوائی گی تفصیل تتمہ (خ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

5	سمن آباد ٹاؤن	کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی لہذا ایکشن لینا مناسب نہ ہے۔

ڈنگہ شہر ضلع گجرات میں فائر بریگیڈ کی فراہمی کی تفصیلات

*4257: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر ضلع گجرات میں فائر بریگیڈ کی سہولت نہیں ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ شہر میں فوری طور پر فائر بریگیڈ کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔ لیکن TMA کھاریاں کی صرف ایک ہی فائر بریگیڈ ہے جو لالہ موسیٰ بلدیہ کے دفتر میں موجود ہے کیونکہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں کا سب سے بڑا شہر ہے۔ ایمرجنسی کی صورت میں یہ فائر بریگیڈ فوری طور پر پوری تحصیل میں بھیج دی جاتی ہے۔

(ب) TMA کھاریاں نے اپنے بجٹ سال 10-2009 میں ڈنگہ شہر کے لئے فائر بریگیڈ کی گاڑی کی خریداری کے لئے مبلغ -/36,00,000 روپے مختص کئے ہیں لیکن گورنمنٹ کی طرف سے پابندی کی وجہ سے ڈنگہ شہر کے لئے فائر بریگیڈ گاڑی خرید نہیں کی جا سکتی۔ تاہم اب فائر بریگیڈ مہیا کرنے کی ذمہ داری Rescue1122 کی ہے جو کہ محکمہ داخلہ کے تحت کام کرتا ہے۔

مصری شاہ لاہور گلی نمبر 14 میں غیر قانونی سپیڈ بریکر کی تفصیلات

*4267: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انتظامیہ کی لاپرواہی کے باعث مصری شاہ لاہور کی شاہراہ عزیز روڈ کی گلی نمبر 14 کے رہائشیوں نے درجنوں غیر قانونی سپیڈ بریکر بنا رکھے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مذکورہ گلی کی چوڑائی تقریباً 12 فٹ ہے اس گلی میں ایک جامع مسجد اور اسلامیہ گرلز ہائی سکول ہے۔ اس گلی میں 7 عدد سپیڈ بریکر موجود ہیں جو کہ اہلیان گلی نے اپنی مدد آپ کے تحت بنا رکھے ہیں۔

(ب) یہ سپیڈ بریکر اہلیان گلی نے روزمرہ کے حادثات سے بچنے کے لئے بنائے ہیں تاہم اگر ایوان حکم فرمائے تو یہ سپیڈ بریکر ختم کر دیئے جائیں گے۔

لاہور۔ کیمیکل سے بنے مشروبات کی فروخت کی تفصیلات

*4348: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کیمونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے متعدد مقامات پر کیمیکل سے بنے مشروبات فروخت ہو رہے ہیں؟

(ب) اگر متعلقہ انتظامیہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پیور فوڈ رولز 2007 کے مطابق مشروبات درج ذیل اقسام میں تقسیم کئے گئے ہیں:

(i) قدرتی جیسے مختلف اقسام کے پھلوں کے خالص جوس وغیرہ جو 100 فیصد خالص ہوتے ہیں اور ان میں کسی بھی قسم کے کیمیکل شامل نہ ہوتے ہیں۔

(ii) فروٹ جوس ڈرنکس جن میں پھلوں کے جوس کی کافی مقدار کے علاوہ مختلف اجازت شدہ (permissible) کیمیکلز شامل ہوتے ہیں۔

(iii) فروٹ بیوریج / فروٹ ڈرنک / فروٹ کرش ایسے مشروبات ہیں جن میں فروٹ جوس کی خفیف مقدار کے علاوہ مختلف کیمیکل شامل ہوتے ہیں۔

(iv) کاربونیٹڈ واٹر جیسے کوکا کولا، پیپسی کولا، مرنڈا وغیرہ جو تمام تر اجازت شدہ (permissible) کیمیکلز سے تیار کئے جاتے ہیں۔

(v) مختلف اقسام کے شربت جن میں چینی، رنگ اور مختلف کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

مشروبات کے مندرجہ بالا تجزیے سے یہ بات عیاں ہے کہ سوائے خالص جوسز کے ہر قسم کے مشروبات کی تیاری میں مختلف اقسام کے اجازت شدہ (permissible) کیمیکلز جیسے سوڈیم، میگنیشیم، لیتھیم، کیلشیم کے نمکیات، مختلف قسم کے ذائقہ دینے والے کمپاؤنڈ (flavoring compound)، کاربن ڈائی آکسائیڈ، چینی (sugar)، مختلف قسم کے اجازت شدہ رنگ (permissible colours) وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فوڈ کے قوانین کا بنیادی مقصد انسانی خوراک میں ملاوٹ کے رجحان کا تدارک اور عوام الناس کو ملاوٹ سے پاک خوراک کا حصول حتمی بنانا ہے جبکہ لاہور کی حد تک یہ تمام عمل فوڈ ڈیپارٹمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے فرائض میں شامل ہے جو ہمہ وقت اپنے فرائض تندہی سے سرانجام دے رہا ہے۔

پچھلے چھ ماہ کی رپورٹ (مئی تا اکتوبر 2009) کی رپورٹ کے مطابق مشروبات کے 1351 عدد نمونہ جات برائے تجزیہ حاصل کئے گئے جن میں سے 685 عدد نمونہ جات مختلف وجوہات کی بناء پر فیل ہوگئے جن کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ مشروبات کے نمونہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ جوسز (pre-packed) کے 215 عدد نمونہ جات حاصل کئے گئے جن میں سے 141 عدد نمونہ جات مختلف وجوہات کی بناء پر فیل ہوگئے۔
2۔ مشروبات (انٹرنیشنل برانڈ، جیسے کوکا کولا پیپسی وغیرہ) کے 336 عدد نمونہ جات میں سے 215 عدد نمونہ جات مختلف وجوہات کی بناء پر فیل ہوئے۔
3۔ دیسی مشروبات جیسے لیمن سوڈا وغیرہ کے 14 عدد نمونہ جات حاصل کئے گئے جو تمام مختلف وجوہات کی بناء پر فیل ہوگئے۔
4۔ شربت کے 7 عدد نمونہ جات میں سے 1 عدد نمونہ فیل ہوگیا۔

پچھلے چھ ماہ کے دوران جعلی اور غیر معیاری مشروبات کی پڑتال کے سلسلے میں 48 عدد ریڈ کی گئیں جن میں موقع پر تقریباً -/38,000 ہزار جعلی اور غیر معیاری انٹرنیشنل برانڈ

اور دوسرے مشروبات کی بوتلیں قبضے میں لے کر ملاوٹ کنندگان کے چالان برائے سماعت عدالت میں پیش کئے گئے۔

(ب) تفصیلی جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

حافظ آباد-فائر بریگیڈ کی گاڑیاں و دیگر تفصیلات

*4372: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فائر بریگیڈ حافظ آباد کے پاس اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں ان میں کتنی ٹھیک حالت میں ہیں اور یہ کس ماڈل کی ہیں نیز آئندہ اس میں اضافے کے لئے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے اگر ہاں تو اس کے لئے کتنا بجٹ مخصوص کیا گیا ہے؟

(ب) اس وقت عملہ کی تعداد کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ حافظ آباد کے پاس اس وقت ایک گاڑی ہے جو کہ تسلی بخش حالت میں ہے اور اس کا ماڈل 1979 ہے آئندہ اس میں اضافہ کے لئے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے اور نہ ہی بجٹ میں کوئی رقم مخصوص کی گئی ہے۔

(ب) اس وقت عملہ کی تعداد 9 ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب، چک نمبر 5/61 میں سولنگ کی تفصیلات

*4381: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ اگست، ستمبر 2009 کے دوران چک نمبر 5/61 تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب میں سولنگ لگایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سولنگ ٹکڑوں کی صورت میں من پسند اور منظور نظر لوگوں کے گھروں کے سامنے لگایا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سولنگ میں ناقص مٹیریل یعنی دوئم اور سوئم اینٹ لگائی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ سولنگ 10 فٹ کی بجائے 8 فٹ لگایا گیا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ٹکڑوں کی صورت میں لگایا گیا سولنگ اکھاڑ کر ایک طرف سے لگانے اور صحیح مٹیریل لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ 09-2008 میں چک نمبر 5/61 تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب میں نالیاں سولنگ لگوایا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سولنگ نقشہ کے مطابق مختلف گلیوں میں موقع پر لگوایا گیا ہے منظور نظر لوگوں کا کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) موقع پر اول درجہ کی اینٹ لگائی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ کی طرف سے دس فٹ (چوڑائی) سولنگ لگوانے کی کوئی ہدایت نہ ہے estimate کے مطابق آٹھ فٹ (چوڑائی) سولنگ لگوایا گیا ہے۔

(ہ) موقع پر نقشہ کے مطابق سولنگ لگوایا گیا ہے اور اس پر صحیح مٹیریل استعمال کیا گیا ہے۔

سیالکوٹ دوبرجی ملیاں سے لے کر چائنا چوک پسرور روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*4425: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ دوبرجی ملیاں سے لے کر چائنا چوک پسرور روڈ عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سیالکوٹ دوبرجی ملیاں سے لے کر چائنا چوک پسرور روڈ عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) سڑک ہذا مورخہ 30-01-2010 کو ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی میٹنگ میں منظور ہو چکی ہے یہ سڑک سیالکوٹ سٹی پیکج کے تحت بنائی جارہی ہے اس کی کل لاگت 49.780 ملین روپے ہے۔ سڑک کی کل لمبائی 4.50 کلومیٹر ہے۔ مذکورہ بالا کام بھلی اینڈ سنز ٹھیکیدار کو الاٹ ہو چکا ہے اور اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

ہندل روڈ نواں پنڈ آرائیاں سیالکوٹ کی تعمیر کی تفصیلات

*4426: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ہندل روڈ نواں پنڈ آرائیاں سیالکوٹ سے ہندل تک 5 سال قبل سے بن رہی ہے، یہ کب تک مکمل ہو جائے گی، اتنی تاخیر کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

اس سڑک کی تعمیر تقریباً ½3 سال قبل شروع ہوئی تھی اس کی لمبائی 3.80 کلومیٹر ہے باقی سڑک پر کام مکمل ہے صرف 1.21 کلومیٹر لمبائی میں تارکول ڈالنی باقی ہے۔ سڑک کی تکمیل میں تاخیر کی وجہ ٹھیکیدار کا فوت ہو جانا اور فنڈز کی باقاعدہ دستیابی نہ ہونا ہے۔ جتنے فنڈز میسر آتے گئے اتنا کام ہوتا گیا اب یہ سکیم unfunded ہے۔ جب فنڈز دستیاب ہوں گے باقی کام مکمل کروا دیا جائے گا۔

علی پور شہر ضلع مظفر گڑھ میں سیوریج بچھانے کی تفصیلات

*4446: جناب شہزاد رسول خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) علی پور شہر (ضلع مظفر گڑھ) میں سیوریج بچھانے کا منصوبہ کتنی لاگت کا ہے اور اس پر کب سے کام شروع ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کس ٹھیکیدار سے مکمل کروایا جارہا ہے اس کا نام اور اس کا اس فیلڈ میں تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا؟

(د) یہ منصوبہ کتنے سال تک کارآمد ہو گا؟

(ہ) اس وقت اس منصوبہ میں جو پائپ بچھائے جا رہے ہیں ان کا سائز اور حکومت کا منظور شدہ سائز بھی بتائیں؟

(و) اس منصوبہ کے دوران جو سڑکیں پائپ بچھانے کے لئے کاٹی جا رہی ہیں ان کو کب تک مکمل کیا جائے گا نیز اس کو مکمل کرنا کس کی ذمہ داری ہوگی؟

(ز) 20۔اکتوبر 2009 تک اس منصوبہ کا موقع پر کتنا کام ہوا، اور کتنی رقم خرچ ہوئی، اس کی تفصیل بیان کریں کیا حکومت اس کام کے معیار سے مطمئن ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) منصوبہ کی کل لاگت 29.535 ملین روپے تھی۔ اس منصوبہ پر 15-09-2007 سے کام شروع ہوا تفصیل (تتمہ الف،ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم پراجیکٹ کوآرڈینیشن آفس لاہور نے تخمینہ لاگت کو revised کیا اور مجاز اتھارٹی نے اپنے مراسلہ نمبر (SO(FP)LG/5-5/07(P-I مورخہ 26-12-2009 کو مبلغ 42.335 ملین روپے کی منظوری دی جو کہ (تتمہ ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) یہ منصوبہ میسرز عبدالمجید خان سٹھاری، اور JV نیازی اینڈ کو سے مکمل کروایا جا رہا ہے عبدالمجید خان سٹھاری پاکستان انجینئرنگ کونسل اسلام آباد C-2/758 رجسٹریشن نمبر کا حامل ٹھیکیدار ہے۔ میسرز نیازی اینڈ کو بھی پاکستان انجینئرنگ کونسل اسلام آباد رجسٹریشن نمبر C-5/7636 کا حامل ٹھیکیدار ہے رجسٹریشن کی کاپیاں (تتمہ د،ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ان ٹھیکیداران کی اس Joint venture کو ایشیائی ترقیاتی بنک کے ہیڈ آفس فلپائن (منیلا) نے بھی منظور کیا ہوا ہے۔

(ج) منصوبہ ہذا فنڈز کی عدم دستیابی کیوجہ سے زیر تکمیل ہے اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن علی پور کے حوالے نہ ہوا ہے۔

(د) یہ منصوبہ 2025 تک کارآمد ہوگا۔

(ہ) اس منصوبہ میں "21 انچ، "18 انچ، "15 انچ اور "12 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھائے گئے ہیں۔ پراجیکٹ کوآرڈینیشن آفس لاہور اور ایشیائی ترقیاتی بنک کے مقرر کردہ کنسلٹنٹ (جرز انجینئرنگ H-124 ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر نگرانی تخمینہ، تصریحات کے مطابق

ایشیائی ترقیاتی بنک کے ہیڈ آفس (منیلا) فلپائن سے منظور شدہ ہیں۔ اس منصوبہ کی نگرانی TMA علی پور کے ٹیکنیکل افسران، ایشیائی ترقیاتی بنک اور JERS کے انجینئرز کرتے ہیں، اخبار اشتہار بابت ٹینڈرز (تتمہ و) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

(و) اس منصوبہ کی تعمیر کے دوران جو سڑکیں کاٹی جا رہی ہیں ان کی بحالی کا کام موجود منظور شدہ تخمینہ میں شامل نہ ہے۔

(ز) 20۔ اکتوبر 2009 تک موقع پر 96 فیصد کام مکمل ہے۔ جبکہ ٹھیکیدار کو صرف 68.19 فیصد ادائیگی کی جا چکی ہے۔

لاہور، گلبرگ II ملی روڈ کی تفصیلات

*4472: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلبرگ۔II، یو سی۔95 ملی روڈ لاہور کے دونوں اطراف پر رہائشی کوٹھیاں ہیں؟

(ب) کیا یہ سڑک کمرشل بھی ہے یا نہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گلبرگ۔II، یو سی۔95 ملی روڈ کے دونوں اطراف پر رہائشی کوٹھیاں ہیں مگر بعض لوگوں نے سکول و دفتر بھی قائم کر رکھے ہیں۔

(ب) یہ سڑک کمرشل نہ ہے۔

موبائل فون ٹاورز رہائشی علاقوں سے باہر شفٹ کرنے کی تفصیلات

*4479: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2007 میں صوبہ پنجاب میں موبائل فون ٹاورز کی تعداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(ب) کیا تمام ٹاورز حکومت کی پالیسی، قانون اور شرائط کے مطابق نصب ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رہائشی کالونیوں اور گھروں کی چھتوں پر انسٹال کئے گئے شعاع افشانی سے انسانی صحت پر مضر اثرات پڑ رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے کہ مذکورہ ٹاورز اور انٹینے کمپنیاں رہائشی بستیوں سے shift کر کے کھلے میدانوں اور اوپن ایریا میں انسٹال کریں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

مختلف ڈی سی اواور تحصیل ایڈمنسٹریشن سے موصولہ رپورٹ کے مطابق

(الف) برائے سال 2007 میں صوبہ پنجاب میں تقریباً موبائل فون ٹاورز BST 3383 موجود تھے اب ان کی تعداد 6296 ہو چکی ہے۔ تفصیل (الف) پر لف ہے۔

(ب) جی ہاں تقریبا تمام ٹاورز حکومت کی پالیسی اور اصول و ضوابط کے مطابق منظور ہوئے ہیں، ماسوائے ضلع چنیوٹ میں 19 ٹاورز، مرید کے میں 5 ٹاورز، سیالکوٹ میں 3 ٹاورز اور گوجرانوالہ میں 57 ٹاورز خلاف نصب ہیں۔ باقی تمام ٹاورز حکومت کی پالیسی اور بائے لاز کے مطابق ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) پر لف ہے۔

(ج) تمام اضلاع میں ٹاورز رہائشی کالونیوں میں نصب میں تاہم گھروں کی چھتوں پر کوئی ٹاور نصب نہ ہے اور شعاع افشانی سے انسانی صحت پر مضر اثرات پڑتے ہیں لیکن اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔ تفصیل تتمہ (ج) پر لف ہے۔

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کی آمدنی واخراجات کی تفصیلات

*4526: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کی مالی سال 06-2005 سے مالی سال 09-2008 تک سال وار آمدنی کتنی ہوئی اور یہ کن کن مدات سے حاصل ہوئی؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں اخراجات کتنے ہوئے، سال وار تفصیل دیں اور یہ کس کس مد میں خرچ ہوئے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا عرصہ کے اخراجات، آمدنی سے زیادہ ہیں تو یہ کہاں سے پورے ہوئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کو مالی سال 06۔2005 سے مالی سال 09۔2008 تک سال وار آمدنی کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

مدوار آمدن	2005۔06	2006۔07	2007۔08	2008۔09
مقامی حکومت کی آمدن	37.836	44.533	41.299	19.281
پراونشل فانس کمیشن ایوارڈ	2032.887	2089.896	2419.662	2515.149
ضمنی گرانٹس منجانب فانس	1428.895	1412.384	1520.361	1618.211
ڈیپارٹمنٹ لاہور برائے ترقیاتی منصوبہ جات ومتفرق اخراجات				

(ب) اخراجات کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے۔

مدوار اخراجات	2005۔06	2006۔07	2007۔08	2008۔09
عملہ تنخواہ سائزاخراجات تمام محکمہ جات ضلعی حکومت	1818.205	2167.846	2373.217	2871.822
ترقیاتی اخراجات	1145.664	1345.129	2034.366	1467.421

(ج) ضلعی حکومت کے اخراجات بجٹ سے زائد نہ ہوئے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی تفصیلات

*4582: رانا آصف محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی، ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) اس ضلع میں سال 10-2009 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر ومرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) اس ضلع میں کون کون سی سڑک مرمت طلب ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 08۔2007 کے دوران 582.404 ملین روپے اور سال 09۔2008 کے دوران 104.832 ملین روپے کی رقوم سڑکوں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئیں ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) سال 10۔2009 کے دوران سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے لئے 154.945 ملین روپے کی رقم release کی گئی جس میں سے اب تک 7.812 ملین روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری ہے تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں 150 سڑکیں مرمت طلب ہیں جن کا تخمینہ لاگت 101.465 ملین روپے ہے۔ مرمت طلب سڑکوں کے نام اور ان کے تخمینہ لاگت کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹی ایم اے بھلوال فائر بریگیڈ کی گاڑیوں و ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4660: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے بھلوال کے پاس فائر بریگیڈ کی کتنی گاڑیاں ہیں اور کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کس کس ماڈل کی ہیں اور ان میں کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی ناکارہ ہیں؟

(ج) ان گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر سال 09۔2008 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(د) اس وقت اس ادارے میں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ٹی ایم اے کو فائر بریگیڈ کے لئے مزید گاڑیاں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایم اے بھلوال کے پاس فائر بریگیڈ کی دو گاڑیاں ہیں اور 11 ملازم کام کر رہے ہیں۔ (ہیڈ فائر مین ایک عدد ڈرائیور مستقل دو عدد، ڈرائیور عارضی ایک عدد بطور فائر مین کام کر رہا ہے، مستقل فائر مین پانچ عدد، عارضی فائر مین دو عدد)

(ب) ایک عدد فورڈ 1211۔D ماڈل 79۔78 ایک عدد بیڈ فورڈ 91۔90 چالو حالت میں ہیں مگر مرمت طلب ہیں۔

(ج) گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر دوران سال 09۔2008 مبلغ -/591,435 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(د) فائر بریگیڈ کے شعبہ میں دو عدد ڈرائیور کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ہ) اب فائر بریگیڈ کا کام Rescue Service1122 کو سونپ دیا گیا ہے اس لئے اب TMA کو نئی گاڑیاں خریدنے کی اجازت نہ ہے اب یہ کام 1122 کے ذمہ ہے۔

گوجرانوالہ، ٹریفک سگنل لگانے کی تفصیلات

*4705: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے گوجرانوالہ صوبہ کا تیسرا بڑا شہر ہے مگر اس شہر کے کسی چوک یا مین سڑک پر ٹریفک سگنل نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت اس شہر کے ہر اہم پوائنٹ پر ٹریفک سگنل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کے کسی بھی چوک یا مین سڑک پر ٹریفک سگنل نہ ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس ضمن میں گوجرانوالہ کی مختلف سڑکوں پر رواں مالی سال 10-2009 میں ایڈوانسڈ ٹریفک سگنل نصب کرنے کا منصوبہ شروع کیا ہے جس کا تخمینہ لاگت -/1,98,13,000 روپے مختص کیا گیا ہے۔

قصبہ میانی تحصیل بھلوال، سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*4717: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصبہ میانی تحصیل بھلوال میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کس کس سڑک کو پختہ کیا گیا ہے، اس سڑک کا نام لمبائی اور چوڑائی مع تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی تعمیر پر کب کام شروع ہوا اور کب ختم ہونا تھا، نیز ان کی مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) کن کن منصوبہ جات کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کی شکایات موصول ہوئیں اس پر کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بھلوال قصبہ میانی ٹاؤن میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بھلوال نے جنوری2008 سے لے کر آج تک کوئی سڑک نہ بنائی ہے۔

(ب) Nil

(ج) Nil

سمن آباد ٹاؤن لاہور۔یو سیز کی تعداد اور ٹیکس وصولی کی تفصیل

*4745: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سمن آباد ٹاؤن کے تحت کتنی یونین کونسلیں ہیں ان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سمن آباد ٹاؤن دکانداروں، کارخانہ داروں، چھوٹے ہوٹل مالکان سے کارپوریشن ٹیکس وصول کرتا ہے بتایا جائے کہ کس قانون کے تحت کتنا کتنا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سمن آباد ٹاؤن مجموعی طور پر19یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔

1	ابوبکر صدیق کالونی	(یونین کونسل84)
2	شام نگر	(یونین کونسل87)
3	گلگشت کالونی	(یونین کونسل88)
4	گلشن راوی	(یونین کونسل89)
5	بابو صابو	(یونین کونسل90)
6	رضوان پارک	(یونین کونسل91)
7	سوڈیوال	(یونین کونسل92)
8	بہاولپور ہاؤس	(یونین کونسل93)
9	اچھرہ	(یونین کونسل100)
10	نیو سمن آباد	(یونین کونسل101)
11	شاہ کمال	(یونین کونسل102)
12	پکی ٹھٹھی	(یونین کونسل103)
13	کشمیر بلاک	(یونین کونسل104)
14	نواں کوٹ	(یونین کونسل105)
15	سمن آباد	(یونین کونسل106)
16	رحمان پورہ	(یونین کونسل107)

17	گلشن اقبال	(یونین کونسل 108)
18	سکندر بلاک	(یونین کونسل 109)
19	مسلم ٹاؤن	(یونین کونسل 115)

(ب) درست ہے ٹی ایم اے سمن آباد ٹاؤن نے سیکنڈ شیڈول پارٹ۔IV زیر دفعہ A-67 اور 116 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں دیئے گئے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ٹاؤن کے دائرہ اختیار میں آنے والی items پر بعد از منظوری بذریعہ نوٹیفکیشن حکومت پنجاب ٹیکس / فیس ہائے وصول کر رہی ہے۔ کاپی منظور شدہ شیڈول لائسنس فیس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کی تفصیلات

*4747: **محترمہ سیمل کامران**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا صوبائی دارالحکومت میں تجاوزات ختم کرنے کی کوئی مہم چلائی گئی اگر ہاں تو کب اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟

(ب) کیا حکومت گھروں کے باہر باڑیں و دیگر ناجائز تجاوزات کے ذریعے سڑکوں پر قابض لوگوں سے سڑکات واگزار کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی دارالحکومت میں تجاوزات کے خاتمے کے لئے مہم چلائی گئی جس کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ راوی ٹاؤن: TMA راوی ٹاؤن روزانہ کی بنیادوں پر سڑکوں اور گلیوں میں قائم کردہ عارضی اور مستقل تجاوزات کو بذریعہ عملہ تہہ بازاری موقع سے ہٹاتا ہے اور اٹھائے گئے سامان تجاوزات کو TMA کے سٹور میں جمع کروا دیا جاتا ہے جس سے بہت حد تک تجاوزات ختم ہو گئی ہیں۔

2۔ شالامار ٹاؤن: سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ایک مہم برخلاف قبضہ گروپ و تجاوز کنندگان کے خلاف مورخہ 2011-3-11 سے شروع کی تھی جس میں تمام ٹاؤنز نے اپنے علاقہ جات میں بھرپور طریقہ سے آپریشن کلین اپ کیا جس میں TMA شالامار ٹاؤن نے اپنے زیر کنٹرول علاقہ میں تقریباً تمام مین روڈ اور بازاروں کو تجاوزات سے کلیئر کیا اور ہیوی

مشینری کی مدد سے پختہ تجاوزات کو گرادیا گیا۔ بل بورڈ، سائن بورڈز، ہولڈنگ بورڈز کو ختم کردیا گیا۔

3۔ واہگہ ٹاؤن: ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن ہر ماہ پورے مہینے تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے شیڈول جاری کرتی ہے جس کے تحت ٹاؤن انتظامیہ تجاوزات کے خلاف تسلسل کے ساتھ آپریشن کرتی ہے مورخہ 2010-3-2تا2010-4-30کے دوران ناجائز تجاوزات کے خلاف جو آپریشن کلین اپ کیا گیا اس آپریشن کے دوران 8 تھڑے دو شیڈ گرائے گئے اور 144 دکانوں سے سیڑھیاں اٹھائی گئیں علاقہ جات کی جلو موڑ سے واہگہ، چونگی سے داروغہ والا، صوا روڈ سے سلامت پورہ سرتاج مل نصیر آباد سے سراج پورہ داروغہ والا بند روڈ بسی روڈ بسی موڑ سے شریف پورہ، مغل پورہ روڈ گل بہار ٹاؤن سے دوبئی پارک اور داروغہ والا سک نہر جی ٹی روڈ۔

4۔ عزیز بھٹی ٹاؤن: ٹی ایم اے عزیز بھٹی ٹاؤن نے ایڈمنسٹریٹر صاحب کے حکم پر مورخہ 2010-3- 17تا 2010-3-20 مصطفیٰ آباد میں تجاوزات کے خلاف کیمپ لگایا اور تجاوزات ختم کروائی گئیں۔ اسی طرح ضرار شہید روڈ پر بھی کیمپ لگایا گیا جہاں تجاوزات ختم کروائی گئیں ۔ لال پل غازی آباد میں بھی تجاوزات کے خلاف ریڈ کی اور تجاوزات ختم کروائیں۔

5۔ داتا گنج بخش ٹاؤن: ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن، داتا گنج بخش ٹاؤن، لاہور روزانہ کی بنیاد پر ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن کر رہی ہے جس میں انار کلی کباڑی مارکیٹ ، موہنی روڈ ، اسلام پورہ، بلال گنج اور نیلا گنبد ، لکشمی چوک ، فیروز پور روڈ ، مزنگ ، مال روڈ ، لٹن روڈ ، میو ہسپتال، پیر مکی، اردو بازار اور ملحقہ علاقوں میں تجاوزات کے خلاف آپریشن جاری ہے اور اس ضمن میں فیروز پور روڈ اور لکشمی چوک میں کیمپ لگا دیئے گئے ہیں تاکہ داتا گنج بخش ٹاؤن کی حدود سے تجاوزات کا مکمل خاتمہ کیا جا سکے اور دوبارہ تجاوزات نہ ہو سکیں۔

6۔ گلبرگ ٹاؤن: حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کے ایریا میں روزانہ کی بنیادوں پر تجاوزات کے خلاف دن اور رات کے وقت خصوصی آپریشن جاری ہے۔

7۔ سمن آباد ٹاؤن: ٹاؤن میونسپل انتظامیہ سمن آباد ٹاؤن بلا تفریق تجاوزات ختم کرنے کے لئے گاہے بگاہے آپریشن کلین اپ کرتی رہتی ہے جس کے ذریعے تجاوز کنندگان کا نہ صرف تجاوز شدہ سامان اٹھایا جاتا ہے بلکہ ان کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مہم کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے مارکیٹ کے نمائندہ تنظیموں کے ذریعے دکانداروں اور تجاوز کنندگان کو بذریعہ نوٹس اور گفت وشنید از خود تجاوزات مقررہ مدت میں ختم کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ مقررہ مدت ختم ہونے پر آپریشن کلین اپ کر کے تجاوز کنندگان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اسکے

علاوہ سمن آباد ٹاؤن میں عوام کی جانب سے موصول ہونے والی شکایات بابت تجاوزات پر فوری عملدرآمد کروایا جاتا ہے اور تجاوزات کو ہٹایا جاتا ہے۔ نیز ناجائز تجاوزات کے دوبارہ پھیلاؤ کو روکنے کے لئے follow up ایکشن کیا جاتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ٹاؤن میونسپل انتظامیہ سمن آباد ٹاؤن نے حال ہی میں ضلعی انتظامیہ کی ہدایات پر ایک ایکشن پلان برائے خاتمہ تجاوزات تیار کیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انٹی انکروچمنٹ اسکواڈ سمن آباد ٹاؤن کی حدود سے (یونین کونسل وار) ناجائز تجاوزات کا خاتمہ کر رہا ہے۔

8- اقبال ٹاؤن: ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور روزانہ کی بنیاد پر تجاوزات کے خلاف آپریشن کر رہی ہے اور عارضی تجاوزات کا خاتمہ کر کے سامان گرفت میں لے کر داخل سٹور کیا جاتا ہے۔

9- نشتر ٹاؤن: لاہور سدھار پروگرام حکومت کی ہدایت پر ناجائز تجاوزات کے خلاف مہم جاری ہے۔ لاہور فیروزپور روڈ قینچی تا چونگی امر سدھو کو ناجائز تجاوزات سے پاک کر دیا گیا ہے۔

(ب) گھروں کے باہر باڑ اور دیگر تجاوزات کو ہٹانے کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے۔

1- راوی ٹاؤن: گھروں کے باہر خوبصورتی کے لئے بنائی گئی گرین بیلٹ اور اس کے گرد باڑوں کو نہیں ہٹایا جاتا اور اگر کسی نے باڑ لگا کر تجاوز کرتے ہوئے سڑک کے رقبہ پر قبضہ کیا ہو تو اس کو صاف کروا دیا جاتا ہے۔

2- شالامار ٹاؤن: اپریشن کلین اپ کے بعد تا حال follow up جاری ہے جو کہ دوبارہ تجاوزات قائم نہ ہونے میں مددگار ہے۔

3- واہگہ ٹاؤن: ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کی انتظامیہ گھروں کے باہر ناجائز تعمیر شدہ باڑیں و دیگر تجاوزات شیڈول کے مطابق ختم کرتی رہتی ہے۔

4- عزیز بھٹی ٹاؤن: ٹی ایم اے نے گھروں کے باہر اور سڑکوں سے ہر قسم کی تجاوزات ختم کروانے کے لئے شکایت سیل بھی بنا رکھا ہے اور اس کے تحت ایسی شکایات پر روزانہ کی بنیاد پر کارروائی ہو رہی ہے اور عوام کی شکایات دور ہو رہی ہیں اور لوگ حکومت کے اس احسن اقدام پر خوش ہیں۔

5- داتا گنج بخش ٹاؤن: ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن، داتا گنج بخش ٹاؤن، لاہور کی حدود میں گھروں کے آگے کسی بھی قسم کی ناجائز تجاوزات موجود ہوں تو ان کے خلاف فوراً ایکشن لیتا ہے۔

6- گلبرگ ٹاؤن: انتظامیہ ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن ہر قسم کی تجاوزات کے خلاف ایکشن لے رہی ہے۔

7۔ سمن آباد ٹاؤن: ٹی ایم اے سمن آباد ٹاؤن تجاوز کنندگان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتی ہے اور اس سلسلہ میں حکومت کی جانب سے موصول شدہ ہدایات پر من وعن عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

8۔ اقبال ٹاؤن: ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور کو جو بھی شکایت موصول ہوتی ہے اس پر کارروائی کر کے تجاوزات کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔

9۔ نشتر ٹاؤن: حدود نشتر ٹاؤن میں گھروں / سڑکوں پر اگر ناجائز باڑوں سے تجاوزات کر رکھی ہوں اور ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ ہوں تو باڑیں ہٹا دی جاتی ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ ان نالائقوں کو بٹھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں میں نے ان کو floor دیا ہے۔ آپ کی مہربانی مجھے مجبور نہ کریں۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ آپ کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ ہمیں بھی اجازت دیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کو اجازت نہیں ہے۔ جی، شوکت بسراء صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں، اتنا important اور sensitive matter جو کہ گزشتہ سترہ دنوں سے چل رہا ہے کیا بہتر ہوتا کہ آج قائد ایوان یہاں تشریف لاتے۔ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر صاحب جو کہ پہلے شہید ہو چکے ہیں ان کے صاحبزادے شہباز تاثیر صاحب کے اغواء کے متعلق بات ہو رہی ہے آج کیا اچھا ہوتا کہ خود قائد ایوان آتے اور ایوان کو اس بات پر اعتماد میں لیتے۔ میری گزارش سن لیں میں عرض کر دیتا ہوں یہ بہت sensitive matter ہے ہمیں اس پر بات کرنے دیجئے اگر آج شہباز تاثیر محفوظ نہیں ہے تو آپ Custodian of the House ہیں میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ محفوظ ہیں، قائد حزب اختلاف محفوظ ہیں اور نہ لاء منسٹر محفوظ ہے۔ شہباز تاثیر کو اغواء ہوئے سترہ دن ہو گئے ہیں میری عرض یہ ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب خود یہاں پر تشریف لاتے اور بتاتے کہ آخر وہ کیا وجوہات ہیں کہ اغواء کے فوری بعد پندرہ منٹ کے اندر جب وائرلیس چل گئی لاہور کو block کر دیا گیا، آخر وہ بھی کسی ماں کا بیٹا ہے، وہ بھی کسی بہن کا بھائی ہے اور وہ بھی کسی کا لخت جگر ہے۔ اگر آج حمزہ شہباز شریف اغواء ہوا ہوتا تو میں دیکھتا کہ یہاں کا آئی

جی بچتا اور نہ یہاں کا ڈی آئی جی بچتا- آج لاہور اور پنجاب کے اندر صف ماتم بچھی ہوتی- یہاں پر اگر پرچہ نہیں دیا جاتا تو ایس پی کو معطل کر دیا جاتا ہے- آٹھ انوسٹی گیشن ٹیمیں بنائی گئی ہیں لیکن سترہ دن گزرنے کے باوجود ان انوسٹی گیشن ٹیموں نے---

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!---

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ بیٹھ جائیں- جو لاشوں کی سیاست کرتا ہے، جو اغواء کی سیاست کرتا ہے ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں وہ ہمارا بھائی ہے جو کسی کا لخت جگر ہے---

جناب سپیکر: آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے عرض کرنے دیں-

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میری بات سنیں- یہ rules آپ نے بنائے ہیں ذرا ان کے مطابق مہربانی کریں- آپ یہ پڑھیں گے تو پھر اس کا جواب آ جائے گا-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے عرض کر لینے دیجئے میں rules کے مطابق چلوں گا- اگر جان کی امان پاؤں تو انہیں کہیں کہ بیٹھ جائیں تو میں عرض کر لوں چونکہ یہ بڑا important matter ہے یہ سیاست مت چمکائیں-

جناب سپیکر: آپ پڑھیں گے تو جواب آئے گا-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ مجھے پڑھنے دیں گے تو میں پڑھوں گا- وہ تو اس پر بھی سیاست چمکا رہی ہیں-

جناب سپیکر: مہربانی کریں- محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے- آرڈر پلیز! Order in the House. Order in the House. جی، بسراء صاحب! آپ پڑھیں-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں اور آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس issue پر ایوان کو in order کر دیجئے-

جناب سپیکر: آپ in order رہیں گے تو ایوان بھی in order ہو گا-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ انتہائی sensitive معاملہ ہے چونکہ آج پنجاب ڈاکوؤں کے حوالے ہے، سکہ شاہی میں بھی وہ[***] نہیں ہوتا تھا جو آج ہے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ خود[***] ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کرا دیئے ہیں آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔انہیں بات کرنے دیں۔ انہوں نے تو ایسا کرنا ہوتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کب کہا ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے اغواء کیا ہے۔ میری بات تو سن لیں۔صرف میں نے نہیں بلکہ ہمارے کچھ اور ساتھیوں نے بھی Call Attention Notice جمع کروایا تھا وہ آج لگ گیا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ دیکھ لیں کہ اس کے لئے پندرہ منٹ ہوتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج time limit نہ رکھیں۔

جناب سپیکر: یہ time limit میں نے رکھنی ہے؟ یہ آپ کے قواعد ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

لاہور سابق گورنر پنجاب کے بیٹے کا اغواء و دیگر تفصیلات

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک مؤقر روز نامہ مورخہ 27۔اگست 2011 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں گلبرگ کے علاقے حسین چوک کے قریب سے مسلح افراد نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے بیٹے شہباز تاثیر کو اغواء کر لیا؟

جناب سپیکر: بڑے بیٹے کہنا بھول گئے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابق گورنر سلمان تاثیر کے بڑے بیٹے شہباز تاثیر کو اپنی پرائیویٹ گاڑی مرسڈیز نمبری IZT-1 پر جاتے ہوئے ایک لینڈکروزر اور موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم افراد نے اغواء کر لیا اور ڈیفنس کے علاقے میں روپوش ہو گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اغواء کار ملزم لیپ ٹاپ، دو فون اور مغوی کے ڈرائیور فواد کو تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد وہاں چھوڑ کر فرار ہو گئے جس کی فوری اطلاع ڈرائیور نے ایمرجنسی 15 پر کال کر کے پولیس کو دی؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملزمان کو گرفتار کر کے بے نقاب اور مغوی کو جلد از جلد بازیاب کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قبل اس کے کہ لاء منسٹر صاحب جواب دیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے آوازیں rules permit نہیں کرتے)

جناب سپیکر: جی، ان کو بول لینے دیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے آج سے سات آٹھ دن پہلے یہ مطالبہ کیا تھا کہ سابق گورنر سلمان تاثیر صاحب کے بیٹے کے بارے میں جواب کے لئے اگر وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لائیں تو ان کی مہربانی ہو گی لیکن ہمیں انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اگرچہ وزیر اعلیٰ اور سابق گورنر کے درمیان کچھ اختلافات تھے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی حد تک ہوں گے لیکن ان کی حد تک نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر اختلافات تھے تو ان کو ختم کر کے آج بڑے پن کا مظاہرہ کرتے، میں وزیر اعلیٰ کے مسلم لیگ (ن) کے ساتھیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا کو حاضر ناظر کر کے سوچیں کہ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کو آنا چاہئے تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ اگر آپ نے باتیں کرنی ہیں تو باہر جا کر کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی طرف سے ہے اس کا جواب درج ذیل ہے۔

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ علاقہ تھانہ گلبرگ حسین چوک سے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے بیٹے شہباز تاثیر کو نامعلوم اشخاص نے اغواء کیا جس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 1036 مورخہ 26-08-2011 بجرم 365ت پ تھانہ گلبرگ درج ہو کر تفتیش جاری ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) اس مقدمے کے ملزمان نامعلوم ہیں جن کی تلاش اور مغوی کی بازیابی کے لئے ڈی آئی جی انوسٹی گیشن لاہور علی عامر ملک کی سربراہی میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی ہے جو اس سلسلے میں تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس مقدمے کی تفتیش کرنے اور اسے resolve کرنے کی انتھک کوشش کر رہی ہے۔ اسی ضمن میں ایک JIT(Joint Investigation Team) جس میں پنجاب پولیس کے علاوہ پنجاب کی Intelligence Agencies کے افسران اور وفاقی سطح پر leading Agency جو کہ counter terrorism سے متعلق معاملات کو deal کرتی ہے وہ بھی اس Joint Investigation Team کو lead کر رہی ہے۔ یہ Joint Investigation Team اس معاملے کو resolve کرنے کی بھرپور انداز سے کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ تفتیش کے عمل میں کئے جانے والے مؤثر اقدامات سے متعلق تاثیر فیملی کو پوری طرح سے آگاہ رکھا جا رہا ہے۔ وہ پوری طرح سے on board ہیں۔ اس حوالے سے اب تک کی investigation میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اسے فی الحال public کرنا اس مقدمے کی تفتیش کو damage کر سکتا ہے اس لئے ان تفصیلات کو public نہیں کیا جا رہا لیکن تاثیر فیملی کو اس سلسلے میں پوری طرح سے آگاہ رکھا جا رہا ہے اور انہیں اس موجودہ process of investigation پر پوری طرح سے اعتماد ہے۔

جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے جو point raise کیا ہے اس حوالے سے عرض کروں گا کہ ابھی تک اس case میں investigation process کے بارے میں ان الفاظ سے زیادہ کوئی چیز بیان نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس وقت investigation in progress ہے اور جب تک

investigation تک معزی کی زندگی کو محفوظ نہیں بنالیا جاتا اور اسے بازیاب نہیں کرالیا جاتا اُس وقت تک investigation میں ہونے والی progress یا اس میں جو links develop ہوئے ہیں ان سے متعلق کوئی بات نہیں کی جا سکتی اس لئے محترم قائد ایوان، وزیر اعلیٰ پنجاب کا اس مرحلے پر آ کر اس سے زیادہ اظہار خیال کرنا ممکن نہیں تھا۔ حکومت کی پوری commitment ہے اور Joint Investigation Team میں جو لوگ اس وقت کام کر رہے ہیں وہ پوری تندہی سے اس case کو resolve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ case resolve ہوگا اور معزی شہباز تاثیر برآمد ہوں گے۔ جب یہ case workout ہو جائے گا تو یقیناً قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف خود یہاں پر آ کر پورے ایوان کو اعتماد میں لیں گے اور اس کی تفصیلات سے بھی آگاہ کریں گے۔ میں اپنے محترم بھائی قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاست میں اختلاف ہوتا ہے۔ سلمان تاثیر صاحب سے ہمارا سیاسی اختلاف تھا لیکن اس کے علاوہ ہمارا ان کے ساتھ قطعی طور پر کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ سلمان تاثیر صاحب کے قتل کی اس معزز ایوان میں مذمت کی گئی اور یہاں سے قرارداد پیش ہوئی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہ خیال کرنا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب یا کسی اور کے ذہن میں ان سے متعلق کسی قسم کی کوئی مخاصمت ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ سیاسی طور پر ہمارا ان کے ساتھ اختلاف تھا لیکن وہ اس پنجاب اور پاکستان کے ایک معزز و محترم شہری تھے۔ ان کے ساتھ جو incident ہوا اس کی بھی ہم نے مذمت کی اور اس کا مقدمہ اس وقت زیر سماعت ہے۔ اسی طرح شہباز تاثیر کے اغواء کے معاملے میں میاں شہباز شریف صاحب خود ذاتی طور پر اس Joint Investigation Team کی meetings لے رہے ہیں اور اس کو پوری طرح سے ذاتی طور پر monitor کر رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس case کو بہت جلد workout کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی دے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ میں وزیر قانون کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس case کا ایک background ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس پر سیاست کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے اور law کے مطابق میں اس پر ضمنی سوال کر سکتا ہوں۔ That is my right.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شہباز تاثیر صاحب کے اغواء کا ایک background ہے۔وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ان کے گھر والوں کو on board رکھا جا رہا ہے اور ان کو تفتیش کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔آج پنجاب کا بچہ بچہ اور پاکستان پیپلز پارٹی کا ہر ممبران کا گھر والا ہے۔ہم یہاں ان کے وارث کھڑے ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ Joint Investigation Team بنائی گئی ہے۔چلیں انہیں مجھ پر اعتماد نہیں، ایوان پر اعتماد نہیں لیکن کم از کم قائد حزب اختلاف کو تو اس case کی تفتیش سے آگاہ کرتے۔آج سترہ دن گزر گئے ہیں کیا قائد حزب اختلاف کو on board لیا گیا، کیا قائد حزب اختلاف کو بتایا گیا کہ اب تک یہ investigation ہوئی ہے اور اس case میں ہماری یہ progress ہے؟

جناب سپیکر: شوکت بسراء صاحب! آپ میری بات سن لیں۔میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس case کے بارے میں قائد حزب اختلاف سے ضرور رابطہ کریں لیکن جن باتوں سے اس case کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو آپ مہربانی فرما کر ان سے گریز کریں۔وہ صرف سلمان تاثیر کا بیٹا نہیں ہے بلکہ وہ سب کے لئے قابل احترام ہے اور اس بچے کے لئے ہمارے دل میں بہت ہمدردی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر وہ سب کے لئے قابل احترام ہوتا تو آج وہ اپنی ماں کے پاس ہوتا۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں وزیر قانون پر اعتماد نہیں۔[******]

جناب سپیکر: شوکت بسراء صاحب! آپ غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں اور غلط الزامات لگا رہے ہیں۔میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس وزیر قانون کی موجودگی میں شہباز تاثیر کی برآمدگی ممکن نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ہم ایسی irrelevant گفتگو نہیں سن سکتے۔ان کو ایسی گفتگو سے منع کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر مجھے اپنی بات عرض کر لینے دیں کہ ان کے ساتھ چیف منسٹر صاحب کی ذاتی رنجش تھی اور یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ وزیر قانون نے سلمان تاثیر صاحب کے خلاف بیانات دیئے تھے اور اس کے بعد وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس وزیر قانون پر پنجاب کے عوام کو اعتماد ہے، دوسری سیاسی پارٹیوں کو اعتماد ہے اور نہ ہی ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اعتماد نہیں ہو گا لیکن باقی سب کو ان پر اعتماد ہے۔ اگر آپ کو اعتماد نہیں ہے تو نہ سہی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال پوچھ لینے دیں تو اس کے بعد میں بیٹھ جاؤں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ شوکت بسراء صاحب کو ضمنی سوال پوچھ لینے دیں کیونکہ یہ ان کا right ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے کچھ حقائق بتا لینے دیں، میرا مائیک کھول دیں۔ یہ کسی کی جان کا مسئلہ ہے اس لئے مجھے بات کرنے دی جائے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! بسراء صاحب نے ہمارے وزیر قانون کی توہین کی ہے اس لئے ہم ان کی ایسی باتیں نہیں سننا چاہتے۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ پہلے ہی کارروائی سے حذف کرا دیئے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، بسراء صاحب! آپ اپنا سوال کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر میں کل تک اغواء نہ کرا یا دیا جاؤں تو صرف تین سوال پوچھوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے ہی کسی سے بات کی ہو گی کہ ایسے کر لو۔ اگر آپ نے پہلے ہی کسی کو ایسا کرنے کا کہہ دیا ہو گا تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جولائی 2011 تک پنجاب کے اندر 6 ہزار لوگ قتل ہو چکے ہیں اور تقریباً 3 ہزار خواتین کی آبروریزی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شوکت بسراء صاحب! اگر آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق کوئی سوال دریافت کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔ آپ relevant رہ کر بات کریں۔ آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لاء منسٹر یہ بتانا پسند کریں گے کہ شہباز تاثیر کو کب تک برآمد کروالیا جائے گا کیونکہ ہمیں اس [****] وزیر قانون سے امید تو نہیں ہے لیکن ہمیں بتادیں کہ ---

جناب سپیکر: وزیر قانون اس ایوان کے معزز ممبر ہیں تو آپ یہ بات کیسے کر رہے ہیں؟ میرے لئے جتنے معزز آپ ہیں اُتنے ہی وہ معزز ہیں۔ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون ہمیں بتادیں کہ شہباز تاثیر کو کب تک اُن کے گھر والوں کے حوالے کر دیا جائے گا اور اُس کی ماں کو اُن کا لختِ جگر مل جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شوکت بسراء صاحب نے میری ذات کے حوالے سے جو بات کی ہے۔ (شیم، شیم)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن کا اپنا ظرف ہے اور میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔ جہاں تک انہوں نے مغوی شہباز تاثیر کی بازیابی سے متعلق بات کی ہے تو میں نے پہلے بھی جیسے عرض کیا ہے کہ انتہائی دیانتدار اور efficient officers اس معاملہ کو investigate کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کیس جلد workout ہو جائے گا۔ بسراء صاحب نے شہباز تاثیر کی بازیابی کے حوالے سے جس دن تک کی بات ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر یہ رحمٰن ملک سے پوچھ کر مجھے بتادیں کہ شہباز بھٹی کے قاتل کس دن تک پکڑے جائیں گے تو پھر میں بھی ان کو شہباز تاثیر کی بازیابی کا دن بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اب بس کریں کیونکہ آپ کے ضمنی سوال کا جواب آگیا ہے۔ آرڈر پلیز، اُن کو بات کرنے دیں کیونکہ یہ اُن کا حق ہے۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس چونکہ حزب اختلاف کی طرف سے ہے تو میں اس پر بات کرنے کی آپ کو کیسے اجازت دے دوں؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ rules کو بھی follow نہیں کرتیں۔ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے اس لئے میں یہ بات نہیں مانوں گا۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر قانون اس معزز ایوان کو یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون اس اغواء میں شامل تو نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ Order please. Order please. جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی شوکت بسراء صاحب نے جو سوال کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ انہیں بھائی نہ کہیں بلکہ معزز ممبر کہیں۔ آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر شوکت بسراء صاحب نے سوال کیا ہے کہ کیا میں یا وزیر اعلیٰ اس جرم میں شامل تو نہیں ہیں؟ میں اس معزز ایوان میں اپنی بے گناہی کا اُنہیں یقین دلاتا ہوں اور اُن سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ بے نظیر کے قتل میں آصف زرداری کی بے گناہی کا بھی یقین دلائیں۔ (قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "بی بی! ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں نے اُنہیں floor دیا ہے اور آپ ان کو بار بار interrupt کر رہے ہیں۔ اُنہیں بات کرنے دیں کیونکہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس اُن کی طرف سے ہے اس لئے اُنہیں اس کا جواب لینے دیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ہمارے وزیر قانون کی سنجیدگی کا اندازہ لگا لیجئے کیونکہ اس وقت ایک جان کا مسئلہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آج رانا ثناء اللہ صاحب کا بیٹا اغواء ہوا ہوتا اور میں دیکھتا کہ یہ اس طرح non-serious باتیں کرتے۔ (قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "بی بی! ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! یہ مجھے عرض کرنے دیں۔ اُن کو بٹھائیں تو میں پھر بات کرتا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "بی بی! ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR. SPEAKER: Order please. Order please. Order please.

دیکھیں، میری بات غور سے سُنیں۔ جو صاحب اس معزز ایوان میں موجود نہیں ہیں اُن کے بارے میں کسی قسم کے کوئی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خاتون ممبر محترمہ ساجدہ میر تلخ کلامی کرتی ہوئی
اپنی سیٹ چھوڑ کر حزب اقتدار کی معزز خاتون ممبر ڈاکٹر غزالہ رضا رانا کی طرف بڑھیں تو
چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) اُنہیں واپس لے کر آئے)

Order please. Order please. Order please. جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس وقت اس معزز ایوان میں ایک انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ زیر بحث ہے اور اس مسئلہ پر وزیر قانون کی طرف سے دیئے جانے والے جوابات پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ جس معزز ممبر نے یہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اُس کا اور وزیر قانون کا اس مسئلہ پر بات کرنے کا حق ہے لیکن اس انتہائی سنگین مسئلہ پر جو غیر سنجیدگی میاں محمد شہباز شریف صاحب نے دکھائی، اُسی طرح کی غیر سنجیدگی مسلم لیگ (ن) کے ممبران کی طرف سے دکھائی جا رہی ہے اس لئے ہم ان کے روّیہ کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: جی، نمازِ مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر
7:00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ وزیر قانون صاحب! اس کا نمبر 56 ہے۔ کیا محکمہ کی طرف سے اس کا جواب آ چکا ہے؟

ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب تو غالباً میں نے last time پڑھ دیا تھا۔ متعلقہ پولیس آفیسر نے اس میں deny کیا ہے آپ نے فرمایا تھا کہ اس معاملے کو resolve کروا دیا جائے۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں تو اس معاملے کو resolve کرنے کے لئے effort کر لیتا ہوں اور اگر یہ چاہتی ہیں کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ محترم وزیر قانون صاحب جب اس تحریک کا جواب دے رہے تھے تو میں نے ان کو بتایا تھا کہ میں نے اس کو فون کیا کہ یہ بندہ تمہارے پاس آ رہا ہے جو کہ ایس ایچ او نے کہا ہے کہ میرا نوکر تھا۔ Let us suppose کہ اگر میرے نوکر کو بھی کسی سے جان کی دھمکی ملی ہے تو وہ کہاں جائے گا؟ Obviously وہ تھانے ہی جائے گا۔ اگر میں تھانے جاتی ہوں میں ایک عام پاکستانی شہری ہوں اور میں تھانے میں جا کر یہ کہتی ہوں کہ میری یہ complaint ہے اور مجھے اس کی receiving دے دیں تو اس receiving کو دینے میں اسے کیا قباحت ہے لیکن وہ دو تین دن اس کو رکھ کر بیٹھا رہا۔ ڈیڑھ ہزار روپیہ بھی ایک انسان سے لے رہا ہے بات patch up کرانے کی نہیں ہے بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا آپ attitude دیکھیں کہ جن سے لوگ انصاف expect کرتے ہیں ان کا یہ حال ہے۔ ہمیں بھی اگر کوئی threat آئے تو ہم بھی تھانے ہی جائیں گے اور پولیس کی help ہی لیں گے۔ پولیس اگر بھتے بھی لے رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

محترمہ سیمل کامران: فرمائیں!

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! کل کا ٹائم ان کے ساتھ fix کریں ان کو یہاں پر بلائیں محترمہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھیں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر محترمہ یہ چاہتی ہیں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ

جناب سپیکر: ملک صاحب کی تحریک استحقاق بھی pending ہے اور اس کا نمبر ہے 64۔ یہ پڑھی جا چکی ہے یا نہیں؟

جناب شاہان ملک: جناب والا! یہ نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پڑھیں۔

ایس ایچ او تھانہ کلر کہار (چکوال) کا معزز ممبر اسمبلی کا فون نہ سننا اور تضحیک آمیز روّیہ اپنانا

جناب شاہان ملک: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔ جون 2011 کو صبح 5 بجے نامعلوم افراد ہاتھوں میں خنجر اور پستول لہراتے ہوئے میرے کزن کے گھر واقع کلر کہار ضلع چکوال میں داخل ہوئے اور انہوں نے گھر کے تمام افراد کو گن پوائنٹ پر یرغمال بنائے رکھا اور ان پر تشدد کیا۔ تمام گھر کی تلاشی لے کر نقد رقم اور دیگر اشیاء لوٹنے کے بعد انہوں نے میرے کزن کو اغواء کر لیا۔ اس سارے وقوعہ کی اطلاع تھانہ کلر کہار کی گئی جس پر تھانہ کلر کہار نے ایف آئی آر درج نہ کی۔ میں نے متعلقہ تھانہ بذریعہ فون رجوع کیا تو انہوں نے ایف آئی آر درج کرنے کی یقین دہانی کروا دی۔ اس کے باوجود لیت ولعل سے کام لیا گیا اور پھر دس روز گزرنے کے بعد مورخہ 22۔ جون 2011 کو تھانہ کلر کہار میں دفعہ 392 لگا کر ایف آئی آر درج کر دی۔ میں نے مورخہ 28۔ جون 2011 کو اس تھانے کلر کہار کے انسپکٹر ملک احسان اللہ کو فون کیا اور ان سے کہا کہ ایف آئی آر میں صرف ایک دفعہ درج ہے جبکہ ملزمان نے گھر میں داخل ہو کر ڈکیتی کی، گھر والوں کو یرغمال بنایا، تشدد کیا، اور ناجائز اسلحہ لہرایا۔ ان کی تمام دفعات شامل نہ کی ہیں، یہ سن کر موصوف ایس ایچ او سیخ پا ہو گیا، آپے سے باہر ہو کر تلخ لہجہ اپنایا اور فون پر مسلسل توہین آمیز روّیہ اختیار کئے رکھا۔ اس کے ساتھ ہی موصوف ایس ایچ او نے فون بند کر دیا، میں نے متعدد مرتبہ فون کئے لیکن ایس ایچ او نے میرا فون نہ اٹھایا۔ اس کے بعد میں نے اس کو ایس ایم ایس بھی کیا۔ موصوف ایس ایچ او کا فون نہ سننا توہین آمیز روّیہ اختیار کرنا، اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا نمبر 64 ہے۔ کیا اس کا جواب آپ کے پاس آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق ملک محمد عباس راں صاحب کی طرف سے ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ میری تحریک کو منگل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ اس کو منگل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 67 ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

ڈی پی او مظفر گڑھ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

مہر ارشاد احمد خان سیال: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے ایس ایچ او، رنگپور ضلع مظفر گڑھ کو مقدمہ نمبر 11/85 اور مقدمہ نمبر 11/61 کے سلسلہ میں بات کی تو ایس ایچ او نے کہا کہ ان مقدمات میں ڈی پی او کے بھائی راؤ شبیر کی مداخلت ہے اور میں ڈی پی او کے حکم پر ہی عمل کر رہا ہوں۔ مزید برآں میں نے ایک بندے کی سفارش کی تو ایس ایچ او نے یکطرفہ دفعہ 151/107 کی کارروائی کرتے ہوئے اسے بند کر دیا۔ میں ایس ایچ او، رنگ پور کی شکایت کرنے کے لئے مورخہ 2011-08-8 کو بوقت 12 بجے ڈی پی او آفس گیا۔ اس کو سلام کیا لیکن اس نے میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ اپنے کاموں اور ٹیلی فون پر مصروف رہا۔ میں وہاں پر ایک گھنٹہ تک انتظار کرتا رہا لیکن اس نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی آخر میں اس نے مظفر گڑھ کے چار پانچ ڈی ایس پی بلا لئے اور ان سے گپ شپ شروع کر دی۔ اس وقت میں نے ان سے کہا کہ جناب میری بھی بات سن لیں میں اتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں کیا مجھ سے کوئی ناراضگی ہے؟ اس نے کہا جی بتائیں، میں نے کہا ایک مقدمے میں سیشن کورٹ نے پرچے کے آرڈر کئے ہیں ایس پی انوسٹی گیشن نے بھی رپورٹ دی ہے کہ پرچہ درج کیا جائے لیکن اس میں آپ کا بھائی راؤ شبیر جو ٹھیکیداری کا کام کرتے ہیں وہ مداخلت کر رہا ہے جس وجہ سے ایس ایچ او پرچہ درج نہیں کر رہا۔ اس پر ڈی پی او نے کہا جب آپ کو پتا ہے کہ میں اپنے بھائی کی وجہ سے مجبور ہوں تو آپ میرے پاس کیا لینے آئے ہیں اور آپ میرے آفس میں کیوں آئے ہیں۔ آپ میرے آفس مت آیا کریں جو مرضی کر لیں یہ پرچہ درج نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کہ

آپ یہ غلط کر رہے ہیں میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور جائز کام کے سلسلہ میں آپ کے آفس آیا ہوں۔ اگر آپ اس طرح کا روّیہ رکھیں گے تو میں آپ کے خلاف تحریک استحقاق بھی دے سکتا ہوں جس پر ڈی پی او موصوف نے تمام DSPs اور اپنے ماتحت ملازمین کے سامنے مجھے کہا کہ میں نے استحقاق کمیٹی بھی دیکھی ہوئی ہے اور اسمبلی بھی، آپ جو نہیں کر سکتے وہ بھی کر لیں مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں۔ ایک طرف تو ڈی پی او نے اپنے فرائض سے لاپروائی کرتے ہوئے اپنے اختیارات کو غلط استعمال کیا ہے دوسرا اس کا منتخب عوامی نمائندے کے ساتھ اس طرح کا روّیہ انتہائی نامناسب اور ہتک آمیز ہے۔ اس نے پورے ضلع میں یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ عوامی نمائندوں کی میرے سامنے کیا وقعت ہے۔ ڈی پی او کے اس روّیہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں نے اخبار کے ذریعے پڑھا ہے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں "خبریں" اخبار کے main page پر یہ خبر لگی ہوئی تھی کہ ڈی پی او مظفر گڑھ راؤ منیر ضیاء کو لاہور میں ایک چوک پر ناکہ پر ناکے والوں نے روکا تو مخصوص حالت میں تھا اس نے ناکے والے ملازمین کے ساتھ گالم گلوچ کی اور ناکے والوں نے وہاں اس کی چھترول کی۔ یہ خبر کہ مدہوش تھا، ٹن تھا آئی جی تک گئی اور اس کی باقاعدہ انکوائری چل رہی ہے۔ اس کے علاوہ یہ جب سیالکوٹ میں تعینات رہا تو وہاں ایک تاجر کی بیوہ سے جعلی نکاح نامہ تیار کر کے بیوہ کی ایک ارب روپے کی جائیداد ہتھیا لی اس کا وہ کیس بھی NAB میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ جب یہ فیصل آباد میں تھا تو اپنی ماتحت ملازمہ سے ناجائز تعلقات بنانے کی کوشش کی۔ وہ کیس بھی آئی جی تک آیا، اس کے علاوہ جب یہ راولپنڈی میں اے ایس پی تعینات تھا وہاں پر اس کی چھترول ایک اے ایس آئی نے کی۔ ایسے نیب زدہ، اخلاقی مجرم اور شرابی جس کو رمضان شریف کا ہوش بھی نہ ہو ایسے شخص کو مظفر گڑھ میں جو 35 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے وہاں پر شخص لگا دیا گیا ہے جسے عوامی نمائندوں کے ساتھ بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ اس نے دراصل میری بے عزتی نہیں کی بلکہ پورے ایوان کی بے عزتی کی ہے، اس نے پنجاب اسمبلی کی بے عزتی کی ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو میں نے پڑھا ہے یہ حقیقت ہے اور سچ ہے۔ مجھے اس ایوان سے انصاف کی توقع ہے اور یہاں سے مجھے انصاف ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس لئے اس کا جواب آنے تک اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ کی اجازت کے بغیر میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر: آج پھر تحاریک التوائے کار کو take up نہ کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: وہ بھی take up کرنی ہیں لیکن ایک بات میں نے آپ کے علم میں لانی ہے کہ خدا کی قسم ہماری اس Privileges Committee سے زیادہ یونین کونسلوں کی مصالحتی کمیٹیاں بھی اچھی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! تحاریک استحقاق کو Privileges Committee کے سپرد کرنے کے بعد لوگوں کی عزت کا جو بیڑا غرق ہوتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو پوری Privileges Committee کی رپورٹ اس ایوان میں لے آئیں کہ انہوں نے اس میں کسی ممبر کو shelter دیا یا اس کی respect کا خیال کیا۔ ہوتا کیا ہے؟ DPO آیا DSP آیا، SHO آیا اور وہاں پر مصالحت شروع ہو گئی کہ اس کو معاف کر دو۔ اس کو یہ کر دو۔ خدا کی قسم ممبر صحیح کہتے ہیں کہ لوگ ان کے فون نہیں سننا چاہتے۔ اگر ذاتی مہربانی کی وجہ سے کسی کا کوئی کام کر دے تو اور بات ہے ورنہ میں آپ کو آج یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے خود اس Privileges Committee کا حال نہ دیکھا تو حالت خراب ہو جائے گی۔ استحقاق کمیٹی میں ان لوگوں کو مت بھیجیں وہاں ذلالت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ کیا آپ مجھے زیادہ سنائیں گی؟ میں نے ان کی بات سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چیئرمین صاحب point of personal explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ کی اسمبلی نے مجھے چیئرمین بنایا ہے میں آپ کی اجازت سے شیخ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

معزز ممبران: سپیکر کھولیں۔

ملک محمد وارث کلو: سپیکر کھلا ہے۔

جناب سپیکر: کون کھلا ہے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مائیک کھلا ہے۔

جناب سپیکر: لاؤڈ سپیکر، مائیک۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! Sorry شیخ صاحب میرے محترم بھائی ہیں انہوں نے بجا فرمایا ہے یہ ان کی observation ہو گی لیکن میں پوری ضمانت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ہم نے کبھی وہاں لوگوں کی صلح کرانے کی کوشش نہیں کی۔ اگر باہر جا کر صلح ہوتی ہے اور آ کر اسمبلی میں ہمیں بتا دیا جاتا ہے تو اس سے ہمارا کوئی concern نہیں ہے۔ آپ ریکارڈ نکال لیں کہ جو افسران واقعی گناہ گار تھے ہم نے انہیں سزائیں دی ہیں لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ جو افسر گناہ گار نہ ہو تو ہم زبردستی کسی افسر کو سزا دیں یہ کمیٹی میں کبھی نہیں ہوا۔ آج تک کمیٹی سے کوئی ایک mover بھی ناراض نہیں ہوا بلکہ سارے مطمئن ہیں۔ شیخ صاحب بطور mover ایک تحریک استحقاق میں ہمارے پاس آئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: میں آپ کے پاس کبھی بھی نہیں آنا چاہتا۔

ملک محمد وارث کلو: آپ نے بات کر لی ہے اب آپ چپ کر کے سنیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج آپ یہ بھی رولنگ دیں کہ انہوں نے ہماری ایک معزز ممبر کے خلاف تحریک استحقاق دی ہے۔ یہاں ایک نیا trend آیا ہے کہ یہاں ممبران نے ممبران کے خلاف

تحاریک استحقاق دینا شروع کر دی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لئے دونوں معزز ممبران ہیں، ہماری کمیٹی کے لئے دونوں معزز ممبران ہیں، جس معزز ممبر کے خلاف آئی ہے وہ بھی اور جو move کر رہا ہے وہ بھی۔ میں اس سلسلے میں آپ کی بھی رہنمائی چاہوں گا کہ آپ بھی کچھ بتا دیں۔ جہاں تک شیخ صاحب کی بات ہے انہوں نے آج تک کبھی ایک تحریک استحقاق بھی نہیں دی۔ شیخ صاحب پورے ایوان کے Custodian نہیں ہیں بلکہ آپ ایوان کے Custodian ہیں۔ شیخ صاحب پورے ایوان کو یرغمال مت بنایا کریں۔ شیخ صاحب کی عادت ہے کہ یہ پورے ایوان کو یرغمال بناتے ہیں یہ ایسے سمجھتے ہیں کہ اس اسمبلی میں صرف شیخ صاحب کیلئے آئے ہیں۔ میں ان سے بات نہیں کرتا لیکن آپ انہیں بتا دیں کہ کوئی ایک معزز ممبر بھی لے آئیں جو اس کمیٹی سے dissatisfy ہے وہ ادھر آ کر جو کہے گا ہم redress کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز ممبر نے میری تحریک استحقاق کا حوالہ دیا ہے، میری تحریک یہ ہے کہ اس معزز ایوان کی dignity کو لاء منسٹر نے ignore کیا ہے اور اگر لاء منسٹر کسی supreme institution of the Punjab کو degrade کرے تو میں حق رکھتا ہوں کہ میں لاء منسٹر کے خلاف تحریک استحقاق دوں۔ اگر ایوان کے اندر معزز ممبر لاء منسٹر کے خلاف تحریک استحقاق دیتا ہے تو میں ہزاروں precedents دکھاؤں گا جو 1947 سے لے کر آج تک پیش کی گئی ہیں، میں انڈیا پارلیمنٹ کا حوالہ دوں گا جو ہماری [*****] ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی [*****] ہے؟ No ان الفاظ کو کارروائی میں شامل نہ کیا جائے۔ یہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔ [*****] نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ [*****] ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ میری بات کو bulldoze نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: آپ بھی استحقاق کمیٹی لائیں ہم آپ کی بھی سنیں گے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Britain Parliament ہمارے اس ایوان کی mother Parliament ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی وسائل واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو انڈیا کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔ میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں Don't worry

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر میں یہ rules اور precedents سے ثابت نہ کروں تو میں اس ایوان سے resign کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: precedent کی بات اور ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ مجھے interrupt کیوں کرتے ہیں۔ یہ حوالے سے بات کریں اور میں precedent لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! precedent کی بات اور ہوتی ہے لیکن آپ نے جو [*****] کے الفاظ کہے ہیں وہ ہماری [*****] نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: precedents موجود ہیں، سپیکر کی رولنگز موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ precedent دے سکتے ہیں لیکن آپ نے جو [*****] کے الفاظ کہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کے خلاف میری تحریک استحقاق pending پڑی ہوئی ہے کلو صاحب یہ بتائیں کہ انہوں نے اس کی پیشی کیوں نہیں لگائی؟

جناب سپیکر: یہاں مجھے وہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب final ہو گی تب پوچھوں گا۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں گے؟ میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ bulldoze کر رہے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں بلڈوزر والا ڈرائیور نہیں ہوں۔ آپ کی ہر بات ہی bulldoze ہو جاتی ہے۔ آپ ہر بات پر bulldoze کی بات کرتے ہیں۔ Don't comment like this. In future be careful. I say be careful جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ ذرا غصے میں ہیں۔

جناب سپیکر: میں غصے میں نہیں ہوں لیکن میں اصلیت کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کا مطلب یہ ہے کہ جو precedents دیئے جاتے ہیں یا ہمارا جو British system رہا ہے، پنجاب اسمبلی اور یونین اسمبلی اکٹھے رہے ہیں اس حوالے سے definitely ان کے پاس precedent ہو گا۔

جناب سپیکر: میں نے precedents کی بات کر دی ہے۔ precedents تو آنے چاہئیں آبھی جاتے ہیں بعض اوقات انہیں قبول کر لیا جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں بھی کیا جاتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! معزز ممبر نے question of privilege raise کیا ہے میں نے اس سلسلے میں کہنا ہے کہ ہمیں اس صورت میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے چونکہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں رپورٹ منگوانا یا نہ منگوانا بعد کی بات ہے۔ وزیر قانون اسے oppose کریں یا not oppose کریں اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس کے لئے جو سات دن کا ٹائم دیا گیا ہے وہ ہمیں acceptable نہیں ہے لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس میں intervene کریں چونکہ یہ ممبر کی عزت کا مسئلہ ہے وہاں سات دنوں میں تو ان کے حلقے میں پورے تھانوں میں پرچے درج ہو جائیں گے تاکہ یہ تحریک واپس لیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس پر جو آرڈر ہو چکا ہے وہ ٹھیک ہے آپ مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک فقرہ بولنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی وارث کلو صاحب نے آج ایک بات کہی ہے۔ آپ نے یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی تھی اور اس بارے میں چیئرمین مجلس استحقاقات نے اپنا ایک point of view دے دیا ہے۔ انہوں نے ایک ایسے واقعے سے متعلق اپنا view دیا ہے کہ جس کو پوری دنیا نے دیکھا ہوا ہے اور اس حوالے سے کسی evidence کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ذرا ان کا view سنیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا میں ایک ممبر کے خلاف دوسرے ممبر کی تحریک استحقاق کو سنوں کیا وہ ایسا کہنے کا اختیار

رکھتے ہیں ؟اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ biased ہیں۔اب وہ میری تحریک استحقاق کو سننے کے حق دار نہیں ہیں۔انہوں نے ابھی پورے ایوان کے سامنے یہ کہہ دیا ہے کہ میں ایک ممبر کے خلاف دوسرے ممبر کی تحریک استحقاق کیسے سنوں ؟اب بات ختم ہو گئی اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو آپ خود سنیں یا پھر کوئی ایسا شخص سنے کہ جس نے اپنا view نہ دیا ہوا چونکہ وارث کلو صاحب نے اس حوالے سے اپنا view دے دیا ہے اور یہ اس بارے میں تعصب رکھتے ہیں اس لئے میں نہیں چاہوں گا کہ اب وہ میری تحریک استحقاق کو سنیں۔الحمد للہ میں نے کبھی تحریک استحقاق نہیں دی۔ پچھلی اسمبلی کے آخری دو سالوں اور موجودہ اسمبلی کے ساڑھے تین سالوں کے دوران میں نے کبھی کوئی تحریک استحقاق move نہیں کی ہے۔آپ خود قانون جانتے ہیں اور آپ ایک اچھے وکیل بھی ہیں اس لئے میری بات پر توجہ دیں۔جب وارث کلو صاحب خود اس بارے میں اپنا point of view دے چکے ہیں تو پھر یہ میری تحریک استحقاق کو نہیں سن سکتے۔

جناب سپیکر: جی، میں خود اس معاملے کو دیکھوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے بھی اسی حوالے سے ایک گزارش کرنی ہے۔ مجھے بات کر لینے دیں پھر دونوں باتوں کا جواب اکٹھا ہی آ جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ جتنی بھی اسمبلی کی کمیٹیاں ہیں ان تمام کے چیئرمین صاحبان کے ساتھ میری ایک میٹنگ کرائی جائے۔ میں ان سب سے اب تک کی progress لینا چاہوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے آج بات کرنے کا موقع دیا اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ میں آج آپ کو بتا دوں کہ آپ کی طرف سے جو دوسری کمیٹیاں بنائی گئیں ہیں وہ بھی کوئی خاص کام نہیں کر رہیں۔مثلاً پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی اور پچھلے آٹھ مہینوں میں اس کا صرف ایک اجلاس ہوا ہے۔یہ کمیٹیاں عوامی مفاد کا کوئی کام نہیں کر رہیں۔آپ کمیٹی بنا دیتے ہیں لیکن وہاں پر عوام کے مفاد کا کوئی کام نہیں ہوتا۔کالجوں کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی میں نے تفصیل مانگی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کافی بات ہو چکی ہے اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں نے سیکرٹری اسمبلی کو ہدایت کر دی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا issue بھی اسی سے related ہے۔ابھی یہاں پر کہا گیا کہ ممبرز ایک دوسرے کے خلاف تحریک استحقاق دے رہے ہیں۔ میری بھی ایک تحریک استحقاق وزیر قانون کے خلاف pending ہے اور اس کی آج تک باری نہیں آ سکی۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق کس کے خلاف ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق وزیر قانون کے خلاف ہے جنہوں نے ایوان سے باہر بات کی تھی اور میں نے اس پر تحریک استحقاق دی تھی۔(ن) لیگ کی خواتین نے میرے خلاف جو تحریک استحقاق دی ہوئی ہے اس کی میٹنگ مجھے بلائے بغیر بلا لیتے ہیں۔ مجھے بلائے بغیر صرف (ن) لیگ کی خواتین کو بٹھا کر میٹنگ کیسے کی جا سکتی ہے؟ میرا point of view نہیں لیا جا رہا ہے اور نہ ہی مجھے اس میٹنگ کے بارے میں کچھ بتایا جا رہا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جو تحریک استحقاق کمیٹی کو پہلے refer ہوتی ہے اس کی میٹنگ پہلے fix ہونی چاہئے اور جو بعد میں آتی ہے اس کی میٹنگ بعد میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تمام حضرات میرے لئے بڑے ہی معزز ہیں اور میں آپ سے پُرزور appeal کرتا ہوں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی precedent موجود نہیں کہ اس ایوان کے کسی معزز ممبر کے خلاف دوسرا معزز ممبر تحریک استحقاق دے۔ میرے خیال میں یہ آپ کی اپنی بے عزتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ساتھ یہ انصاف نہیں ہو رہا۔اس قسم کی باتوں سے گریز کیا کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ اس ایوان کی توہین ہے۔

جناب سپیکر: معلوم نہیں کہ وہ تحریک استحقاق کیسے کمیٹی کو refer ہو گئی ہے مجھے سمجھ نہیں آئی۔ بہر حال اب اس کو مجلس استحقاقات دیکھ لے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ رانا صاحب تحریک التوائے کار نمبر 868/11 ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ہائیکورٹ دوسری ہائیکورٹ کو writ جاری نہیں کرتی حالانکہ legally اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے

لیکن as a matter of policy ان کے احترام کے لئے ایسا نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اگر اس ایوان کا کوئی ممبر کسی دوسرے ممبر کے خلاف تحریک استحقاق دے تو اس کو entertain نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میری معلومات کے مطابق یہ مہربانی وزیر قانون صاحب نے کرائی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا بہر حال جو کچھ ہو گیا اب اس کو چھوڑیں۔ اس کا فیصلہ اب مجلس استحقاقات کرلے گی۔ محمد اشرف خان سوہنا صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ تحریک پہلے پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے وائس چانسلر کے بیٹے کو ایم بی بی ایس کے امتحان میں ناجائز طریقے سے پاس کروانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 868 ہے جو کہ اشرف خان سوہنا صاحب کی طرف سے دی گئی ہے۔ محکمہ کی طرف سے اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محمد امتیاز مبشر پروفیسر حسین مبشر کے سات بچوں میں سے سب سے چھوٹے ہیں۔ امتیاز مبشر نے 2004 میں merit پر واہ میڈیکل کالج واہ کینٹ میں داخلہ لیا جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے ساتھ الحاق شدہ ہے۔ امتیاز مبشر نے یہ داخلہ قطعی طور پر اپنے اے لیول اور انٹری ٹیسٹ کے نمبروں کی بنیاد پر merit پر حاصل کیا اور اس میں پروفیسر مبشر سمیت کسی دوسرے شخص کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ میڈیکل کالج میں کسی بھی طالب علم کی حاضریاں یا کلاس ٹیسٹوں میں اس کی کارکردگی خالصتاً اس کالج کا اندرونی معاملہ ہوتا ہے البتہ یونیورسٹی امتحانات کے لئے کالج انتظامیہ کو اپنے ہر طالب علم کے داخلہ فارم میں اس بات کی تصدیق کرنا ہوتی ہے کہ اس طالب علم نے کالج میں متعلقہ تعلیمی سال کے دوران کم از کم دو تہائی لیکچرز attend کئے ہیں اور کلاس ٹیسٹ میں بھی اس کی کارکردگی اطمینان بخش رہی ہے۔ محمد امتیاز مبشر کے پانچوں سالوں کے داخلہ فارموں کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ انہوں نے نہ صرف دو تہائی لیکچرز attend کئے بلکہ اندرونی امتحانات میں بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ تمام فارم کالج کے پرنسپل کی جانب سے تصدیق شدہ ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو محمد امتیاز مبشر کی کم حاضریوں یا کلاس ٹیسٹوں میں خراب کارکردگی کے حوالے سے کالج انتظامیہ کی جانب سے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! یہ بات قابل ذکر ہے کہ واہ میڈیکل کالج انتظامی و انضباطی امور میں بہت سخت مشہور ہے۔ یہ کالج پاکستان آرمی کا ایک ذیلی ادارہ ہے جسے پاکستان آرڈیننس فیکٹریز کا بورڈ چلاتا ہے۔ یہ بورڈ اعلیٰ فوجی افسروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کالج کا نظام بالکل شفاف ہے اور کسی بھی طالب علم کے ساتھ امتیازی سلوک کا کوئی امکان ہی نہیں ہے اگر امتیاز مبشر نے خراب کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہوتا تو کالج نے اس کے خلاف کوئی نہ کوئی انضباطی کارروائی ضرور کرنی تھی تاہم ریکارڈ سے پتا چلتا ہے کہ متعلقہ طالب علم کے خلاف اس قسم کی کوئی کارروائی کبھی بھی عمل میں لائی گئی اور نہ ہی اسے کوئی تنبیہہ کی گئی۔ یہ امر کہ 2008 میں اس حوالے سے ایک گمنام خط وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو لکھا گیا تھا جس میں اسی قسم کے الزامات عائد کئے گئے تھے۔ رپورٹر نے بھی اپنی خبر میں اسی خط کا حوالہ دیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے اُس وقت اس معاملے کی انکوائری کرائی گئی تھی جس سے یہ الزام بے بنیاد اور غلط ثابت ہوا تھا۔ یہ بتانا بھی مناسب ہو گا کہ اس رپورٹر نے 25۔ مارچ 2011 کو امتیاز مبشر کے حوالے سے ایک اور خبر شائع کی کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے طالب علم ہذا کی registration منسوخ کر دی ہے۔ یہ خبر بھی غلط اور بے بنیاد ہے۔ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی جانب سے اس کی تردید جاری کی گئی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں rule-86 کے تحت اس میں مزید بات کرنے کا موقع تو نہیں ہوتا۔ آپ ذرا rule-86 پڑھ لیں اور اس کے مطابق پھر دیکھ لیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں کچھ عرض کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! یہ معاملہ وائس چانسلر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ایک ذاتی عمل کے متعلق ہے اور اس کا جواب بھی انہی کی طرف سے آیا ہے۔ وہ اپنے جواب میں کہتے ہیں کہ اُس طالب علم کے خلاف میڈیکل کالج نے کبھی کوئی disciplinary action نہیں لیا اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو کبھی بھی اُس کی کم حاضریوں اور send up امتحان میں فیل ہونے کے متعلق نہیں لکھا۔

جناب سپیکر! یہ 20 کے قریب خطوط کی attested copies ہیں جو اُس میڈیکل کالج کے پرنسپل نے وائس چانسلر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو لکھے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر مذکورہ خطوط کی کاپیاں ہاتھ میں پکڑ کر معزز ایوان میں لہراتے رہے)

اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ ایک وائس چانسلر کے اپنے بیٹے کے متعلق حقائق چھپانے کی رپورٹ کو اہمیت دیں گے یا ایک ممبر اسمبلی کی بات کو اہمیت دیں گے۔ ٹی وی چینلز پر یہ خبر discuss ہونے کے بعد میں اس خبر کی بے قاعدگی کی ownership لے رہا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ میں ذاتی طور پر مطمئن ہوں کہ وائس چانسلر نے اپنے بیٹے کے لئے یہ بے قاعدگی کی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھئے کہ اس میڈیکل کالج کی طرف سے لکھے گئے 20 خطوط میرے پاس ہیں اور حکومت کے پاس صرف اس وائس چانسلر کا اپنا جواب ہے۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بڑے اداروں کے اندر ہونے والی بے قاعدگیوں اور لاقانونیت پر آج چیف منسٹر صاحب نے جو بیان دیا ہے کہ ساڑھے تین سال کے بعد اسمبلیوں اور اداروں کی کارکردگی دیکھ کر پاکستان کے لوگ جمہوریت سے مایوس ہو کر ڈکٹیٹر شپ کو دیکھنے کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس اسمبلی کے اندر بدعنوانی کا ایک کیس لے کر آیا ہوں اور میں اس میں سب سے زیادہ اپنے آپ کو اور اپنے مستقبل کو خطرے میں ڈال رہا ہوں کہ اگر میں اتنی بڑی بات ثابت نہ کر سکا اور آپ کو مطمئن نہ کر سکا تو میرے پاس مستقبل کے اندر ایسے موضوع پر stand لینے کا margin ختم ہو جائے گا۔ میں آپ سے عرض کروں کہ آج اگر آپ میرے مطالبہ کی طرف توجہ نہیں دیتے تو یقین کیجئے کہ آپ اسمبلی کی طاقت کو کم کریں گے۔ آپ اس طرح سے حکومت کو تحفظ دیں گے اور جمہوریت کو کمزور کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں جمہوریت ہوں، میں کرپشن کے خلاف evidence لے کر آیا ہوں اور میں اپنے مستقبل کو داؤ پر لگا رہا ہوں کہ اگر میں آج یہ واقعہ ثابت نہ کر سکا تو میرے پاس یہاں پر کھڑے ہو کر سچ کی طاقت ختم ہو جائے گی اور اس کی choice آپ کے پاس ہے۔ اگر اس موضوع پر کل کوئی شخص ہائیکورٹ میں جائے اور ہائیکورٹ اُس پر فیصلہ کرے تو جب میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس پر فیصلہ کریں۔ یہاں پر بڑے پڑھے لکھے ڈاکٹرز اور وکلاء لوگ بیٹھے ہیں ان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیں اور ہماری حوصلہ افزائی کریں کہ اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے ہم جو کوششیں کر رہے ہیں اُن کوششوں کو آپ کی support حاصل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور عرض کروں۔ میں نے یہاں پر عرض کیا تھا کہ ہم واٹر فلٹریشن پلانٹ کا 4۔ارب روپیہ خرچ نہیں کر سکے۔ رانا ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس میں کرپشن کی ہے۔ آپ نے اُس پر کمیٹی بنا دی، چھ مہینے ہو گئے، سات مہینے ہو گئے لیکن اُس کمیٹی کی ایک میٹنگ نہیں ہو سکی۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ حکومت کرپشن کو کنٹرول کرنے اور محکموں کے اندر بے قاعدگیاں ہونے پر کتنی سنجیدہ ہے۔ میں آج آپ سے اسمبلی کی طاقت تسلیم کروانے کے لئے گوش گزار ہوں اور آج میں آپ سے سیاست کے اندر ایک بڑا فیصلہ کروانے کا متمنی ہوں کہ یہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ اداروں کے سر براہ اپنے بچوں کے لئے کیا فیصلہ کرتے ہیں اور دوسروں کے بچوں کے لئے کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ میڈیکل کالجوں کے ایک سو کے قریب بچے ہائیکورٹ میں گئے کہ ہماری 75 فیصد حاضریاں کم ہیں ہمیں امتحان میں بیٹھنے کا موقع دیا جائے۔ ہائیکورٹ نے کہا کہ ہم رولز کے خلاف کسی کو کوئی relief نہیں دے سکتے لیکن ایک وائس چانسلر نے اپنے بیٹے کو relief دیا اور آپ یقین کیجئے کہ بے قاعدگی کے اتنے واضح کیس پر اگر یہ اسمبلی آپ کے ذریعے سے فیصلہ نہیں لیتی تو یقین کیجئے کہ مجھے بڑا بزدل ہو کر یہاں بیٹھنا پڑے گا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ پھر مجھے بھی چیف منسٹر صاحب کے اس بیان کی support کرنی پڑے گی کہ ادارے کمزور ہو گئے ہیں اور لوگ آمریت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پنجاب کے اس سپریم ادارے کے پاس وقت بھی ہے، صلاحیت بھی ہے اور طاقت بھی ہے کہ پنجاب کے اندر ہونے والی بے قاعدگیوں کو وہ کنٹرول کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! اُن کے پاس اس بارے میں کافی ثبوت ہیں تو آپ ان کو کیا سمجھیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک ایسے ادارے کے بارے میں ثبوت پیش کئے ہیں جس کو واہ آرڈیننس فیکٹریز کا بورڈ چلا رہا ہے یعنی واہ آرڈیننس فیکٹریز ایک بہت بڑا انٹرپرائز ہے اور جو بورڈ اتنے بڑے انٹرپرائزز کو چلا رہا ہے وہ بورڈ اس میڈیکل کالج کو چلا رہا ہے۔ محترم اشرف سوہنا صاحب کا الزام یہ نہیں ہے کہ اس سٹوڈنٹ کو میرٹ پر داخلہ نہیں دیا گیا، اُس سٹوڈنٹ نے اے لیول کرنے کے بعد انٹری ٹیسٹ دیا اور میرٹ پر اُس ادارے میں داخلہ لیا۔ داخلہ لینے کے بعد وہ سٹوڈنٹ اپنا امتحان دے کر اور ڈاکٹر بن کر وہاں سے فارغ التحصیل ہو چکا ہے۔ ان کا الزام یہ بھی نہیں ہے کہ وہ اس قابل نہیں تھا اور اُس نے صحیح کامیابی حاصل نہیں کی۔ ان کا الزام یہ ہے کہ اُس کی حاضریاں پوری نہیں تھیں۔ اب اُس سٹوڈنٹ کی حاضریاں پوری نہ ہونے کا ثبوت اُس ادارے کا سر براہ دے گا کیونکہ یہ اُس سر براہ کی responsibility ہے۔ آپ فرض کریں کہ ایک سٹوڈنٹ اپنا امتحان پاس

کر کے اپنی practical field میں آ چکا ہے اور اگر آج یہ بات ثابت بھی ہوتی ہے کہ اس کی حاضریاں کم تھیں اور اُسے امتحان کی اجازت دی گئی تو اُس کا کیا impact ہو گا؟ بات یہ ہے کہ آپ اُس کے دیئے ہوئے امتحان کو dispute ہی نہیں کر رہے تو آپ اُس کو کس طرح سے effect کریں گے تو اب ان کے پاس جن لیٹرز کی کاپیاں ہیں، اب پتا نہیں کہ یہ کاپیاں کسی نے فرضی بنائی ہیں، ان کی کیا پوزیشن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ ان خطوط کی تصدیق کرالیں، اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جس ادارے کے اوپر الزام لگایا ہے اُس ادارے کا authentic جواب میرے پاس ہے تو مجھے ان سے ان خطوط کی فوٹو کاپیاں لے کر تصدیق کروانے کی کیا ضرورت ہے؟ یعنی یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے اگر ان کا کوئی ذاتی معاملہ ہے تو اُس معاملہ کو کسی اور جگہ لے جا کر settle کریں کیونکہ یہ معزز ایوان اس معاملے کے لئے نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ ایسے بات بڑھا رہے ہیں کہ میں کرپشن کے خلاف بات کرنا چاہتا ہوں۔ بھئی! جہاں پر کرپشن ہے وہاں پر تو آپ روز سجدہ ریز ہوتے ہیں، جس کرپشن نے اس ملک کا بیڑا غرق کر دیا ہے، جس کرپشن نے اس ملک کے اداروں اور اس ملک کو ڈبو دیا ہے یہ وہاں پر جا کر سجدے کرتے ہیں۔ یہ کس کرپشن کی بات کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راناصاحب! Please cool down یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ باہر جا کر جو مرضی کر سکتے ہیں۔ ادھر یہ بات نہیں چلے گی۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں یہ خواہش ہی کرتا مر جاؤں گا کہ کبھی اللہ تعالیٰ رانا ثناء اللہ صاحب کو بھی آداب مجلس سکھا دے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس بچے کو میرٹ سے ہٹ کر داخلہ دیا گیا تھا۔ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ راناصاحب کبھی ذاتیات سے باہر نکل آئیں اور issues پر بات کریں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ level ہی نہیں کہ میں کسی کے ساتھ ذاتیات پر اتر آؤں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے منصب عطا کیا ہے اس لئے میں ایسا کیوں کروں گا؟

جناب سپیکر: آپ سب کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں آپ سے کہتا ہوں کہ راناصاحب خود اس معاملے میں personal نہ ہوں۔ آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنا دیں اور اس کو وقت دے دیں کہ پندرہ بیس دن کے اندر وہ فیصلہ کرے تو ساری چیزیں سامنے آ جائیں گی۔ اس کے علاوہ دوسری choice یہ ہے کہ میں اپنی

پارٹی سے اس issue پر اجازت لوں کہ جوڈیشل کمیشن بنایا جائے اور پھر میں چیئرنگ کراس پر بیٹھ کر مرنے تک بھوک ہڑتال کا اعلان کروں کہ جب تک اس issue کو پنجاب اسمبلی، پنجاب حکومت اور ہائیکورٹ طے نہیں کرتی میں اس کے خلاف وہاں بیٹھا رہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معاملے میں ذاتی حوالہ نہیں دینا چاہتا لیکن مجھے بڑی حیرانگی ہوئی ہے کہ اشرف سوہنا صاحب اس معاملے پر مرنے مارنے پر تُلے ہوئے ہیں، مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے جو دوسرا حل اپنے لئے تجویز کیا ہے آپ ان کو اس پر عمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ میں ایسی بات نہیں چاہتا۔ میں اس کو فی الحال pending کرتا ہوں۔ میں، رانا صاحب اور سوہنا صاحب اکٹھے بیٹھیں گے اور اس معاملے کو settle کرنے کے بعد فیصلہ دیا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اشرف سوہنا صاحب نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات کو چھوڑیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری رانا ثناء اللہ صاحب کے لئے دعا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس پر بات سنوں گا اور نہ کرنے دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اُدھر سے اٹھا کر اِدھر لائے تاکہ ان کی خوبصورت شخصیت جیسی تھی ویسے ہی خوبصورت رہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ اب لاء منسٹر صاحب The Punjab Industrial & Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 38 of 2011) ایوان میں پیش کریں گے۔ جی، راناصاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) صنعتی و تجارتی ملازمت پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I move to introduce the Punjab Industrial & Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011.

جناب شہریار علی خان: جناب سپیکر! کورم نہ ہے۔

جناب سپیکر: اب put question ہو چکا ہے۔ آپ پہلے point out کرتے تو ٹھیک تھا۔

The Punjab Industrial & Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule (95) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources for report up to 31st October 2011.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو put question سے پہلے point out کرنا چاہئے تھا۔ اب اجلاس کل مورخہ 13۔ ستمبر 2011 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

189

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13- ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمے کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض ومقاصد پر ایک Micro-Credit-Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں

2. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچائتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلوں / پنچائتوں / غیر رسمی نظام انصاف کو قانونی فریم ورک کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی فریم ورک میں لا کر اس پنچائتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچائتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائیت آئین کی پابند ہو اور ان کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔

3. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ یوٹیلٹی سٹور کی طرز پر پنجاب حکومت بھی متوسط طبقہ کو

سستی اور معیاری اشیاء کی فراہمی کی غرض سے فیئر پرائس شاپس قائم کرے۔

190

4. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ دیہی علاقوں اور شہروں سے دور مقامات پر ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کا خدمات دینے سے احتزار سے صحت کی سہولیات کا میسر نہ آنا ایک المیہ ہے۔ اس صورتحال سے عطائی اور غیر مستند حکیم غریب لوگوں کا استحصال کر رہے ہیں اور ان کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ چونکہ مسئلہ کے عملی حل کی ضرورت ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایم بی بی ایس کے دو یا تین سالہ Condensed Course کا اجراء کرے اور کامیاب طلباء کو جونیئر ڈاکٹر یا Associate خدمات Doctor کا نام دیا جائے۔ خواہشمند طلباء کو داخلہ اس شرط پر دیا جائے کہ وہ کم از کم دس سال تک رورل ایریاز میں خدمات سرانجام دینے کا بونڈ دینے کو تیار ہیں۔

5. جناب طاہر اقبال چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء کو بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔

191

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

منگل 13۔ستمبر 2011

(یوم الثلاثہ،14۔شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ
اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾

سورة إبراهيم35 تا36

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے)امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ (35)اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے(36)

وماعلينا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لَمْ یَاتِ نَظِیرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دو سرا جانا
اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طغےٰ من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا
انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال اور کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On her behalf سوال نمبر 4031۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ہربنس پورہ لاہور، سول سروسز اکیڈمی کی اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*4031: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہربنس پورہ لاہور میں سول سروسز اکیڈمی کی کل کتنی اراضی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس زمین پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے، کیا حکومت اس کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ریونیو ریکارڈ کے مطابق بروئے انتقال نمبر 7596 مورخہ 11-06-1990 تبدیل حقوق ملکیت، رقبہ تعدادی 426 کنال کھاتہ نمبر 968، کھتونی نمبران 1700، 1731، 1665، 1658، 1125، 2027، 1836، 1732 واقع موضع ہربنس پورہ سنٹرل گورنمنٹ بحق سول سروسز اکیڈمی پنجاب منظور ہوا لہذا سول سروسز اکیڈمی کی کل اراضی 426 کنال ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مطابق موقع رقبہ تعدادی 426 کنال میں سے رقبہ تعدادی 173 کنال 2 مرلے پر قدیم آبادی ڈیرہ حکیماں موجود ہے۔یہ آبادی انتقال مذکورہ بالا منظور ہونے سے پہلے کی ہے تقریباً رقبہ تعدادی 74 کنال پر ناجائز چار دیواری ہائے تعمیر شدہ ہے۔باقی ماندہ رقبہ 178 کنال 18 مرلے کاشتہ زرعی ہے جس پر مختلف لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔رقبہ ہذا کا کیس لاہور ہائیکورٹ لاہور میں زیر سماعت ہے۔بعد از فیصلہ عدالت محکمہ مال رقبہ مندرجہ بالا کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ کافی زیادہ اراضی پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے جس کا کیس ہائیکورٹ میں چل رہا ہے۔ میں اس وقت یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کورٹ میں کیس کب سے ہے اور اس وقت اس کا status کیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی latest position بھی same ہے۔ اس کیس میں 16-10-2006 کے لئے نوٹس جاری ہوا تھا اور ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ نے اس میں status-co دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیس عدالت میں ہے اس لئے ہمیں اس پر مزید بات نہیں کرنی چاہئے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال شہزاد رسول خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On his behalf سوال نمبر 4453۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب شہزاد رسول خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ڈی ڈی او (سی) مظفر گڑھ کے پاس اشتمال کے زیر سماعت مقدمات و دیگر تفصیلات

*4453: جناب شہزاد رسول خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈی ڈی او (سی) مظفر گڑھ اس پوسٹ پر کب سے کام کر رہا ہے؟

(ب) اس کا اس جگہ تعیناتی کے دوران کتنی دفعہ تبادلہ ہوا ہے ہر دفعہ تبادلہ روکنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) آفیسر مذکورہ نے تحصیل علی پور کے اشتمال کے کتنے فیصلے کئے ہیں؟

(د) آفیسر موصوف کے پاس تحصیل علی پور کے اشتمال کے کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(ہ) کیا آفیسر موصوف نے اپنی تعیناتی کے دوران اشتمال کا کوئی موضع clear کیا ہے تو اس موضع کا نام بتائیں؟

(و) آفیسر موصوف تحصیل علی پور میں ایک ماہ کے دوران کتنے visit کرتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ مورخہ 2007-08-01 سے تاحال کام کر رہے ہیں۔

(ب) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کا تبادلہ ایک مرتبہ ہوا تھا جو کہ مقامی منتخب نمائندگان کی درخواست پر منسوخ ہو گیا تھا۔

(ج) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کی عرصہ تعیناتی کے دوران تحصیل علی پور میں کل 79 مقدمات زیر سماعت تھے جن میں سے 22 مقدمات کے فیصلے کئے جا چکے ہیں۔ باقی زیر سماعت ہیں۔

(د) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ تحصیل علی پور میں 57 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ہ) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ تحصیل علی پور میں 12 مواضعات زیر اشتمال ہیں جن میں سے زیادہ تر اعلیٰ عدالتوں کے حکم سے نظر ثانی شدہ ہیں جو کہ مختلف مراحل پر ہیں موضع فتح پور جنوبی اور موضع نواں ڈیرہ کے خلاف عدالت عالیہ ہائیکورٹ نے حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے جبکہ موضع لنگر واہ، موضع سلطان پور، موضع مراد پور جنوبی، موضع گھلواں اول / دوم زیر تقسیم ہیں۔ موضع ڈمر والا کنفرم ہو کر مثل حقیت زیر تیاری ہے۔ موضع لنگر واہ، موضع بیٹ دیوان، موضع نواں ڈیرہ، دریائی مواضعات ہیں جن کی وجہ سے تقسیم اشتمال متاثر ہو رہی ہے۔ زیر اشتمال مواضعات کا فیلڈ ورک اور پراگرس عملہ فیلڈ اور آفیسر اشتمال کی قانونی ذمہ داری ہے۔ چونکہ بوجہ کمی عملہ فیلڈ و دیگر وجوہات کام کی رفتار نسبتاً سست ہے۔ آفیسر اشتمال علی پور کی سیٹ اکثر خالی رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ موجودہ آفیسر اشتمال کو بھی بحکم BOR پنجاب تبدیل کر دیا گیا تھا اب دوبارہ ٹرانسفر ہو کر آئے ہیں۔ تاہم زیر دستخطی نے افسر اشتمال علی پور و عملہ فیلڈ کو ہدایت کی ہے کہ وہ بمطابق ٹارگٹ کام اشتمال مکمل کریں۔ موضع لنگر واہ اور موضع پھلن مورخہ 2009-12-31 تک کنفرم ہو جائیں گے۔

(و) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ پروگرام کے مطابق DDO اشتمال عدالتی و دیگر انتظامی امور پڑتال ریکارڈ اشتمال و میٹنگ ہمراہ فیلڈ اسٹاف مہینے میں تقریباً دو، تین مرتبہ تحصیل علی پور کا دورہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! وصولی جواب کی تاریخ 18۔جنوری 2010 ہے۔ میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مذکورہ بالا ڈی ڈی او کیا ابھی تک ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟ جب جواب دیا گیا تھا تو لکھا گیا تھا کہ 79 مقدمات میں سے انہوں نے 22 مقدمات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہی ڈی ڈی او (آر) ہیں یا کوئی اور ہیں تو اب تک کتنے مقدمات نبٹائے جا چکے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 57 out of جو ہے تو ان فیصلہ شدہ کیسوں کی تعداد 46 ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! 57 ہے یا 79 ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب یہ تعداد 46 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کا تبادلہ ایک مرتبہ ہوا جو کہ مقامی منتخب نمائندوں کی درخواست پر منسوخ کیا گیا" تو میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ تبادلہ کب ہوا تھا اور کون سے عوامی نمائندے اس تبادلے میں شامل تھے؟

جناب سپیکر: پھر پردہ نشینوں کے نام سامنے آئیں گے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ناصر محمود خان صاحب وہاں پر ڈی ڈی او کلکٹر (اشتمال) مظفر گڑھ جو کہ 07-08-01 سے وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ عوامی شکایات کے پیش نظر ان کا تبادلہ ہوا تھا۔ اس کے بعد مقامی عوامی نمائندوں کی مداخلت سے تبادلہ کینسل ہوا۔ 10-04-24 کو اس کا دوبارہ تبادلہ کیا گیا جس کے خلاف موصوف عدالت عالیہ میں چلے گئے جہاں رٹ نمبری 3882/2010 کے تحت انہوں نے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جس کی بنیاد پر وہاں till today موجود ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتیں dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: on her behalf Question No. 6073 اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-فوج کے زیر استعمال رقبہ سے متعلقہ تفصیل

*6073: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھنگالی لاہور میں 13000 ایکڑ رقبہ فوج کے زیر استعمال ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقبے کو فوج فصل کاشت کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف فارمز کے طور پر استعمال کرتی ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں 2345 ایکڑ رقبے پر فوج نے اپنا ملٹری فارم بنایا ہوا ہے ؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) موضع رکھ بھنگالی میں رقبہ تعدادی 22173 کنال 15 مرلے ملٹری ڈیری فارم کے زیر استعمال ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ اس رقبہ کو ملٹری ڈیری فارم ڈیپارٹمنٹ رقبہ خود کاشت کرتی ہے اور کچھ رقبہ مختلف مزارعان کو برائے کاشت دیا ہوا ہے۔

(ج) درست ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فوج کے زیر استعمال رقبہ جسے وہ کاشت کرتی ہے تو کیا محکمہ مال و کالونیز کا رقبہ ہے، اسے کن شرائط پر فوج کو دیا گیا ہے اور کیا اس طرح رقبہ کسی ڈیپارٹمنٹ کو کاشت کرنے کے لئے دیا جا سکتا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کا ملکیتی رقبہ ہے اور یہ بالکل nominal سی قیمت پر مختلف اداروں کو دیا جاتا ہے جن میں آرمی بھی ملکی دفاع کے حوالے سے ایک ادارہ ہے۔ یہ تو صرف لاہور کا ذکر ہے اس کے علاوہ بھی انہیں مختلف purposes جن میں defence purpose بھی ہے اور ڈیری فارمنگ بھی یہاں پر قائم کیا ہوا ہے تو اس مقصد کے لئے بھی موضع رکھ بھنگالی میں رقبہ تعداد 22173 کنال 15 مرلے ملٹری ڈیری فارم کے زیر استعمال ہے اور اسی طرح سے اوکاڑہ میں بھی کافی بڑا رقبہ انہیں دیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں لکھا گیا ہے کہ کچھ رقبہ مختلف ـ +مزارعین کو بھی دیا گیا ہے یعنی پرائیویٹ لوگوں کو دیا گیا ہے تو کیا پرائیویٹ لوگوں کو دینے والے رقبے کے rates زیادہ ہوتے ہیں اور سرکاری تنظیموں کو دیئے جانے والے رقبے کے rates کم ہوتے ہیں تو کیا اس میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی طریق کار کے مطابق سب کو دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو رقبہ کسی ادارے یا مزارع کے پاس گزشتہ 30 سال سے ہے تو یقیناً اُس کا rate وہ تو نہیں ہو گا جو آج سے دو سال پہلے کا ہے۔ مختلف مزارعین اور مختلف اداروں کے لئے مختلف اوقات میں مختلف rate ہوتا ہے لیکن یہ بالکل nominal ہوتا ہے لیکن یہ رقبہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہی رہتا ہے اور یہ صرف ایک لیز کی شکل ہوتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لیز لینڈ کو sublet کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو نہیں ہے کیوں جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کروں گا کہ لیز کی شرائط پر منحصر ہے۔ لیز document جو sign ہوتا ہے اگر اس میں ہی یہ اختیار لیز لینے والے کو دے دیا جائے تو then he can sublet

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے sublet کیا ہوا ہے تو کیا اس particular case میں انہیں اس کی اجازت ہے اور کیا انہوں نے شرائط کے مطابق ایسا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً انہوں نے شرائط کے مطابق ہی sublet کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6393 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔پٹواریوں کے ذاتی سٹاف اور فیس کی زائد وصولی کا مسئلہ

*6393: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری فرد انتقال وراثت وغیرہ کی فیس مقرر کردہ فیس سے زائد وصول کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواری اپنے دفاتر سے اکثر غائب رہتے ہیں اور انہوں نے اپنے طور پر پرائیویٹ کلرک رکھ کر سرکاری ریکارڈ ان کے سپرد کر رکھا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواریوں نے خالی فرد اور پر فارموں پر دستخط کر کے مذکورہ ملازموں کے حوالے کئے ہوئے ہیں جو من مرضی کی فیس وصول کر کے انہیں مکمل کر کے سائلین کو دیتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرد پر صرف پٹواری کے دستخط ہونا لازمی ہیں؟

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور کے پٹواریوں کے ذاتی ملازم رکھنے سرکاری ریکارڈ ان کے قبضے میں دینا اور منہ مانگی فیس وصول کرنے والوں کے خلاف حکومت کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں۔بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار کرائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ البتہ بعض اوقات مقدمات کے سلسلے میں پٹواری عدالتی اوقات میں عدالتوں میں ہوتے ہیں اس کے بعد پٹوار خانے جاتے ہیں۔جہاں تک کلرک کا تعلق ہے قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(ج) یہ درست نہیں۔ قانون کے مطابق پٹواری فرد اپنی تحریر سے جاری کرتا ہے پر فارمے کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) فرد پر لینڈ ریکارڈ مینوئل کے تحت پٹواری دستخط ثبت کرتا ہے، اب موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مقامی افسران نے گرداور اور تحصیلدار کو بھی دستخط کرنے کی ہدایت فرما رکھی ہے۔

(ہ) جہاں تک لاہور کے پٹواریوں کے ذاتی ملازم رکھنے، سرکاری ریکارڈ قبضے میں دینے اور منہ مانگی فیس وصول کرنے کا تعلق ہے اس کی وضاحت بالترتیب جز (ب، ج) میں کر دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر موصوف سے ایک درخواست کرنا چاہوں گی کہ اس سوال کے جز (الف) اور اس کے جواب کی بھی پہلی سطر پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! "یہ درست نہیں، بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار کرائی جاتی ہے"۔ محترمہ اس سوال کے ذریعے سے جو بات کرنا چاہتی ہیں یا ریکارڈ پر لانا چاہتی ہیں تو ان کا سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری فرد انتقال وراثت وغیرہ کی فیس مقرر کردہ فیس سے زائد وصول کرتے ہیں"؟ اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ پٹواری کلچر کیا ہے اور تھانہ کلچر کیا ہے اور یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: قانون کے مطابق یہی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، ہم میں سے یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبرز پٹواریوں کے حالات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ کیا وصول کرتے ہیں اور کیا آگے جمع کراتے ہیں اور تھانہ کلچر سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے لیکن اس حوالے سے کافی مشکلات اور complications ہیں جن پر کام ہو رہا ہے اور اگر آنے والے دو تین سالوں تک بھی یہ معاملہ حل ہو جائے تو تب ہی جا کر پٹوار کلچر سے جان چھوٹ سکتی ہے ورنہ ٹھیک ہے انہوں نے کہا ہے کہ کیا وہ زائد فیس وصول کرتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب بھی آپ دیکھ لیں کہ وہ بڑا ٹیکنیکل ہے کہ "مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار

کرائی جاتی ہے۔"پٹواری سے متعلق محکمہ نے بھی لکھ کر نہیں بھیجا کہ وہ مقرر کردہ فیس لیتا ہے یا اس سے زائد لیتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بڑی مشکور ہوں لاء منسٹر صاحب کی کہ انہوں نے ایک سچا اور کھرا جواب دیا لیکن میرا سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری زائد فیس وصول کرتے ہیں"تو محکمہ نے بہت categorically لکھا ہے کہ "یہ درست نہیں ہے"۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جسے آپ، میں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ جن کا زمیندارہ سے تعلق ہے، ہم سے بہتر اس چیز کو کوئی نہیں جانتا کہ اکثر لوگوں کو ایک فرد لینے کے لئے اپنے جانور بیچنے پڑتے ہیں اور جب معزز وزیر اعلیٰ صاحب I am not talking about میاں محمد شہباز شریف particular کوئی بھی وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے کر جاتے ہیں یا وزیر اعظم صاحب تشریف لے کر جاتے ہیں تو ڈی سی او صاحب کن لوگوں کو احکامات جاری کرتے ہیں؟ وہ سارے خرچے کون برداشت کرتا ہے پھر الیکشن کے وقت سیاسی جماعتوں کے جلسے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بالکل غلط ہے۔

محترمہ سیمل کامران: وہ سارے خرچے ایک پانچویں سکیل کا ملازم برداشت کرتا ہے۔یہاں پر محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ سراسر غلط ہے اور یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں لیکن میری یہ humble سی submission ہے کہ کب تک یہ محکمے اس ایوان کے ساتھ اور اس ایوان کے لوگوں کے ساتھ اسی طرح ٹیکنیکل words کے ذریعے کھیلتے رہیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے ایک صحیح جواب دے دیا لیکن ڈیپارٹمنٹ نے جو لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ اس پر ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کیا کارروائی ہو گی اس بارے میں categorically مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: کوئی particular case آئے گا تو وہ اس پر action کریں گے۔جی، رانا صاحب! ان کو ذرا بتا دیں اور ان کو satisfy کریں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ جب کوئی سرکاری کام ہوتا ہے تو اوپر سے پٹواریوں کو کہا جاتا ہے کہ آپ اس ڈیوٹی کو بجا لائیں۔اسے آپ ایک بہانہ سمجھ لیں یا

excuse سمجھ لیں جو پٹواری صاحبان پیش کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ ہمیں اوپر سے کہا جاتا ہے۔ ہم نے فلاں انتظام بھی کرنا ہوتا ہے، فلاں انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کسی کے visit کو manage کرنے میں اتنا خرچ نہیں ہوتا اور اس کے لئے گورنمنٹ کے علیحدہ فنڈز بھی ہوتے ہیں۔ یہ پٹواری صاحبان کی طرف سے صرف lame excuse ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ پٹواری صاحبان لاہور میں ایک ایک فرد کے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو صرف پٹواری کہہ دیں، صاحبان چھوڑ دیں۔ مہربانی کریں، وہ صاحبان نہیں ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا اپنا ایک تقدس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پٹواریوں میں کچھ اچھے بھی ہوں۔ ہم A to Z کسی کو condemn نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اللہ کرے اچھے ہوں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اربن سنٹرز ہیں اور یہ آپ کے علم میں بھی ہے کہ وہاں پر ایک ایک فرد کے دس دس لاکھ روپے لئے جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک آدمی بیٹھا رشوت لے رہا ہے تو رشوت دینے والا بھی تو اپنا کوئی نہ کوئی معاملہ چھپانے یا بڑھانے کے لئے اتنی بڑی رقم دے رہا ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہ discretion ختم ہو جائے۔ پٹواری کے پاس یہ اختیار رہے کہ وہ کسی کی زمین کو بڑھا سکے یا کم کر سکے اور نہ کسی اور کے پاس یہ اختیار رہے کہ وہ پٹواری کو راضی کر کے اپنے اثاثوں میں اضافہ کر سکے۔ اس کا حل یہی ہے کہ یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے۔ اس کے لئے ورلڈ بنک کے تعاون سے گورنمنٹ بڑی تیزی سے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کے جواب سے مطمئن ہوں کیونکہ انہوں نے وہی بات کی ہے جو زمینی حقائق کے مطابق ہے لیکن محکمے کی جانب سے جو سارے issue کو بالکل deny کیا گیا ہے اس بارے میں، میں نے پوچھا تھا کہ غلط جواب آنے پر ان کے خلاف کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: اس کے خلاف ایسے نہیں ہوتا، بس چھوڑیں۔ جی، میاں نصیر احمد!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب میں نے اگلے سوال کے لئے پکار دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ایک ٹیکنیکل سا سوال ہے اس سے ماحول میں کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر ہم اس کو سوال کے طور پر نہیں لیتے اس کو پوائنٹ آف آرڈر شمار کر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر سے گزارش یہ تھی کہ انہوں نے جو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی بات کی ہے یہ issue پچھلے دور حکومت میں بھی چار پانچ سال تک چلتا رہا۔ اس حکومت کو بھی چار سال ہو گئے ہیں۔ یہ اتنا مشکل پراجیکٹ نہیں ہے کہ اس کے software development کے لئے دس سال لگ جائیں۔ اس میں حکومت کا IT ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا ہے یا اس کو آگے sub contract کیا ہوا ہے؟ یہ دس سال کا منصوبہ بالکل نہیں ہے۔ یہ بہت ضروری ہے اس لئے یہ بتادیں کہ اب تک یہ کہاں تک پہنچے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس یہ پیپر ہے جس میں اس پراجیکٹ کی تفصیلات اور complications کا ذکر ہے۔ یہ پیپر میں جناب محسن لغاری صاحب کو دے دیتا ہوں وہ اس کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ لغاری صاحب سے ذرا مشورہ بھی کر لیں وہ بڑے expert ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اسی لئے کہا ہے کہ میں ان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔؟ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6504 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بورے والا محکمہ مال کے ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*6504: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ مال کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟
(ج) اس تحصیل میں کتنے پٹوار حلقہ جات ہیں، پٹوار حلقہ جات کے آفس کہاں کہاں ہیں؟
(د) اس تحصیل میں کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں؟
(ہ) پٹواریوں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟
(و) کن کن پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟
(ز) کن کن پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا چارج ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل بورے والا میں جتنے ملازمین کام کر رہے ہیں:۔ 127

تحصیلدار (1)، نائب تحصیلدار (4)، قانونگو (9)، پٹواریان (76)

اسسٹنٹ (1)، سینئر کلرک (3)، جونیئر کلرک (10)، نائب قاصد (18)، ڈرائیور (2)، مالی (3)

(ب)

نام عہدہ	گریڈ	خالی اسامیاں	عرصہ
نائب تحصیلدار	14	2	3سال
سٹینو گرافر	12	1	4ماہ
پٹواریان	9	12	8سال
نائب قاصد	1	9	5سال
مالی	1	3	5سال

(ج) کل پٹوار سرکل تحصیل ہذا 88 ہیں پٹوار سرکل کے آفس اپنے اپنے سرکل میں ہیں۔
(د) اس تحصیل میں کل تعدادی 76 پٹواری کام کر رہے ہیں۔
(ہ) پٹواریوں کی 12 اسامیاں خالی ہیں۔
(و) اس وقت تحصیل ہذا کے پٹواریوں کے خلاف کوئی انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔
(ز) جن پٹواریان کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام پٹواری	نام پٹوار سرکل
1	لیاقت علی پٹواری	357/EB
2	عابد حسین پٹواری	223/EB
3	شوکت علی پٹواری	445/EB
4	عبدالخالق پٹواری	193/EB
5	رحمت علی پٹواری	152/EB

6	ریاست علی پٹواری	451/EB
7	انور محمود پٹواری	291/EB
8	ظفر اقبال پٹواری	287/EB
9	محمد اسماعیل پٹواری	102/EB
10	لیاقت علی پٹواری	311/EB
11	عزیز الرحمن پٹواری	485/EB
12	محمد انور زلفی پٹواری	گھرانہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ کل پٹوار سرکل تحصیل ہذا 88 ہیں پٹوار سرکل کے آفس اپنے اپنے سرکل میں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت کتنے پٹوار سرکل آفس پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ 88 پٹوار سرکل میں سے کتنے پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سردار خالد سلیم صاحب نے جو سوال کیا ہے اس سوال میں جز(الف) سے (ز) تک کسی پٹوار سرکل پر ناجائز قبضے سے متعلق تو کوئی بات نہیں پوچھی گئی۔ جو جواب میرے پاس ہے اس کے مطابق کسی پٹوار سرکل پر ناجائز قبضے کی اطلاع نہیں ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق اس وقت آدھے سے زیادہ پٹوار سرکل آفس پر ناجائز قابضین قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ محکمہ مال نے آدھے سے زیادہ یا تو اپنے نام پر الاٹ کروالئے ہیں یا اپنے رشتہ داروں کے نام پر الاٹ کروالئے ہیں۔ انہوں نے تو یہاں تعداد لکھی ہے کہ 76 پٹواری کام کر رہے ہیں جبکہ اصل میں وہاں پر 85 پٹواری تنخواہیں لے رہے ہیں اور تمام کے تمام پٹواری بورے والا شہر میں مختلف محلوں میں اپنے اپنے دفتر بنائے ہوئے ہیں۔ کسی پٹواری کا کسی پٹوار سرکل آفس پر کوئی لینا دینا ہے اور نہ ہی وہ وہاں پر بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سردار صاحب نے جو بات کی ہے یقیناً اُن کا حلقہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات کو ہمیں prima facie رد کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سیکرٹری بورڈ آف ریونیو یہاں آفیسر ز گیلری میں موجود ہیں اور انہوں نے بھی سردار صاحب کی بات سن لی ہے۔ میں سیکرٹری صاحب کو specifically کہوں گا کہ وہ within a week اس سارے معاملے کی

انکوائری کر کے رپورٹ پیش کریں اور اس رپورٹ کی کاپی میں سردار صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی سردار صاحب آپ کا ہی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اگلا سوال نمبر 6505 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بورے والا- محکمہ مال کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*6505: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والا میں محکمہ مال کی کتنی اراضی کس کس موضع میں ہے؟

(ب) کتنی غیر آباد اور کتنی اراضی آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی ٹھیکہ / پٹا / لیز پر دی گئی ہے اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) یہ قبضہ کب سے ہے اور اس کے خلاف محکمہ نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(و) اس اراضی کو کب تک واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کل اراضی 1363A-03K-06M ہے تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) کل آباد اراضی 1310A-03K-19M جبکہ 52A-07k-07M غیر آباد اراضی ہے-

(ج) کل اراضی 983A-06K-13M لیز پر دی گئی ہے جس کی سالانہ آمدن مبلغ -/1,99,96,830 روپے متوقع ہے- فہرست تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) 375A-04K-06M رقبہ زیر قبضہ ہے- تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ہ) محکمہ ان کے خلاف بھرپور اقدامات کر رہا ہے-

(و) جلد یہ اراضی سرکار واگزار کرالی جائیگی-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں محکمے نے لکھا ہے کہ 375A-04K-06M رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اس رقبہ کو واگزار کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اس کی تفصیل بتادیں اور جن ناجائز قابضین کو تاوان یا penalty ڈالی گئی ہے اس کی کتنی رقم وصول کر کے خزانہ میں جمع کرائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں جو جواب دیا گیا ہے اور اس کی جو present position ہے کہ 375A-04K-06M جگہ اس وقت ناجائز قبضے میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پر سے قبضہ ابھی ختم نہیں کرایا جا سکا۔ اس پر بڑے بھرپور طریقے سے کام کیا گیا ہے اور پورے پنجاب میں تقریباً 45 ہزار 196 ایکڑ سرکاری اراضی جس کی مالیت 49۔ ارب روپے بنتی ہے وہ واگزار کروائی گئی ہے اور اسے مفاد عامہ کے منصوبوں یا open auction میں ڈال دیا گیا ہے۔ جب process مکمل ہو گا تو اس کے مطابق جگہ نیلام ہو جائے گی اور یہ رقم قومی خزانے میں جمع ہو جائے گی۔ اس جگہ پر جو لوگ ناجائز قابض ہیں ان سے متعلق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب اس پر گورنمنٹ نے ایک پالیسی جاری کی ہے کہ جو لوگ ناجائز قابض ہیں اگر وہ اس کے مطابق اپنے آپ کو regularize کر لیں تو انہیں یہ جگہ پانچ سال اور دو سال کے لئے دوبارہ دی جا سکتی ہے۔ پورے پنجاب میں پانچ سالہ لیز کی مد میں تقریباً 23 کروڑ اور دو سالہ لیز کی مد میں 22 کروڑ روپے recover کئے گئے ہیں۔ صرف بورے والا تحصیل کی آمدن 84 لاکھ 48 ہزار 375 روپے ہے۔ اس کام پر گورنمنٹ پوری توجہ دے رہی ہے اور انشاء اللہ with the passage of time یا تو سارے لوگ اپنے آپ کو اس ambit میں لے آئیں گے اور regularize کروالیں گے یا پھر یہ زمین واگزار کروالی جائے گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جتنی رقم انہوں نے بتائی ہے یہ تو دوبارہ ڈی ڈی او (آر) نے موقع پر جا کر auction کی ہے۔ یہ وہ رقم بتائی ہے جو 375 ایکڑ کے بارے میں، میں نے mention کی جس پر ناجائز قبضہ ہے اس میں سے کتنی رقم وصول کی ہے، کتنا تاوان ڈالا گیا ہے اور کتنی رقم جمع کروائی ہے تو اس کی مجھے ذرا علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: انہوں نے 84 لاکھ 48 ہزار روپے بتا تو دیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وہ 375 ایکڑ کے متعلقہ ہے یا باقی جو زمینیں auction کی گئی ہیں اس کا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً جس رقبہ کے متعلق جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پر ناجائز قبضہ ہے تو اگر اس میں فیس جمع کروا دیں تو پھر وہ ناجائز قبضہ نہ رہا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال جز (د) سے ہے کہ کیا منسٹر صاحب مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ واگزار کرانے کے لئے وہ کوئی specific time دے سکتے ہیں کہ کتنے عرصہ میں یہ 375 ایکڑ زمین پر قبضہ ختم کروا لیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ کوشش کی جائے گی کہ within next three month میں ہو جائے چونکہ بورے والا میں 375 ایکڑ اراضی کافی بڑا رقبہ ہے اس پر progress کی جائے اور اس کا قبضہ واگزار کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6541 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سودی کاروبار کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6541: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سودی کاروبار کرنے والے لوگوں کو لائسنس جاری کرتی ہے اگر ایسا ہے تو یہ لائسنس جاری کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے، کس قانون کے تحت یہ لائسنس جاری کئے گئے ہیں اور کن شرائط پر؟

(ب) اس سلسلہ میں لاہور میں کتنے لوگوں کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں ان کی تفصیل کیا ہے نیز ان میں پٹھانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ لائسنسوں کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سودی کاروبار کی ممانعت کا ایکٹ 2007 مورخہ 12۔ جون 2007 کو پنجاب اسمبلی نے پاس کیا تھا مابعد 28۔ جون 2007 کو گورنر پنجاب نے بطور قانون توثیق کی۔ دفعہ 3 ایکٹ 2007 میں تحریر ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوئی بھی شخص انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنے آپ کو سودی کاروبار میں ملوث نہ کرے گا۔ زیر بحث ایکٹ کی موجودگی میں کسی بھی شخص کو لائسنس جاری نہ کیا جا رہا ہے۔ ایکٹ 2007 جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں ملاحظہ ہو۔

(ج) جز (الف) میں ملاحظہ ہو۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی جا رہی تو میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ کیا قانون پاس ہونے کے بعد سود کا کاروبار رک چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سود پر پیسے دینے کا جو کاروبار ہے اس کی نوعیت change ہو گئی ہے۔ جب یہ ایکٹ 2007 پاس ہوا تھا یعنی پہلے یہ تھا کہ لوگوں کے پاس لائسنس بھی تھے، کچھ لوگ لائسنس کے بغیر ہی سر عام یہ کاروبار کرتے تھے اور انہیں کوئی پوچھنے اور روکنے والا نہیں تھا۔ اب اس کے بعد یہ ہوا کہ جب قانونی طور پر لائسنس نہیں رہا یا کسی کو اجازت نہیں دی جا رہی تو اب ان سود خوروں نے ایک نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے کہ جس کسی کو پیسے دینے ہوتے ہیں اس کی پراپرٹی کا اقرار نامہ لکھوا لیتے ہیں یعنی اس کا مکان اگر دس لاکھ روپے کا ہے اور اس کو یہ دو لاکھ روپیہ دے رہے ہیں تو یہ اس کا مکان 8 لاکھ میں ہو گا تو اس کو 2 لاکھ روپے بیعانہ دے کر اس کا اقرار نامہ تحریر کروا لیں گے یا پھر چیک لے لیں گے اس طرح سے استحصال ہو رہا ہے لیکن اس کی

لوگوں میں awareness پیدا کی جائے تاکہ اس قسم کے جال میں پھنسیں اور نہ ہی اس طرح سے ان لوگوں کا کاروبار چلے لیکن کسی کو لائسنس جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کو کوئی کاروبار کے طور پر اپنا سکتا ہے اور کر سکتا ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! یہ ایکٹ 2007 میں پاس ہوا، اس میں 1960 کا Ordinance repeal کیا تھا اور Revenue Department نے on the record مانا تھا کہ ایک لائسنس بھی issue نہیں ہوا تو 1960 onward جتنے بھی سود کے کاروبار کرنے والے ہیں ان کو ایک بھی لائسنس جاری نہیں ہوا لیکن یہ کاروبار 2007 تک ہوتا رہا۔ آپ نے جو اس ایکٹ کے تحت اس سود خوری کے خلاف کمیٹی بنائی تھی۔ ہم نے پچھلے دو مہینے میں پندرہ ایف آئی آر درج کرائیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ کی توجہ چاہوں گی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ان کی بات سنیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ہم نے ان victims کے خلاف ایک ثبوت کے ساتھ وہ ایف آئی آر درج کروائی ہوئی تھیں اور آئی جی صاحب نے بہت مدد کی لیکن جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم گرفتاری نہیں کرپاتے، even جہاں پر ثبوت مہیا کر دیئے گئے ہیں، جہاں پر victims نے وہ contracts بھی دکھا دیئے کہ یہ 10 لاکھ پر اڑھائی لاکھ روپے سود دینے کے باوجود ان کی جان نہیں چھوٹی وہ لسٹ بھی کمیٹی کے پاس ہے وہ جو تمام بڑے لاہور کے money lenders ہیں وہ اتنا بڑا مافیا ہے کہ میں آپ اور لاء منسٹر صاحب سے مدد مانگتی ہوں کہ کیا ثبوت اور ایف آئی آر درج کرانے کے باوجود ہم ان money lenders اور اس مافیا پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I must acknowledge کہ یہ Bill جو اس معزز ایوان سے 2007 میں پاس ہوا تھا۔ اس میں محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ اور محترم محسن خان لغاری صاحب کی بڑی effort تھی وہ اسے Private Members Bill کے طور پر لائے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب اس کے بعد میرا خیال ہے کہ کوئی چھ ماہ پہلے اجلاس میں انہوں نے یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ اس طرح سے اس کی violation ہو رہی ہے اس میں مجھے یاد پڑتا ہے کہ شاید آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی کے ذمہ لگایا تھا کہ اس میں ایک awareness campaign بھی چلائی جائے۔ دوسرا یہ کہ اس قسم کے جو prominent cases ہیں ان کو پکڑ کر ان میں سے لوگوں کو سزا دلائی جائے تاکہ دوسروں کو اس بارے کچھ احساس ہو یا خوف ہو۔ اس کمیٹی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس میں کوئی دوبارہ پیشرفت نہیں ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کو activate کیا جائے۔ معزز ایوان کی کمیٹی اس بات کو ensure کرے کہ اس معاملے میں لوگوں کو aware بھی کیا جائے اور جو prominent cases ہیں ان میں لوگوں کو سزا ملے تاکہ اس قانون کا خوف ایسے لوگوں کے دلوں میں جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ، رانا صاحب! اصل بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیس بھی رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آتی۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے بھی وہی کہا ہے کہ وہ کمیٹی جو اس معزز ایوان کی بنائی گئی تھی اگر وہ ان معاملات کو monitor کرے اور گورنمنٹ کی اس سلسلے میں مدد کرے کہ جو cases ہیں ان میں اگر کوئی گرفتاری نہیں ہو رہی تو اس چیز کو expedite کرایا جائے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کمیٹی بنی تھی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کمیٹی کا حصہ میں بھی ہوں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے اس میں رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کمیٹی نے ہی پرچے کٹوائے ہیں، کمیٹی ہی یہ سب کچھ کروا رہی ہے لیکن ہم گرفتاری نہیں کروا سکے جیسا کہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ نے ابھی کہا ہے۔ قصور میں بھی ابھی ایک واقعہ ہوا ہے اور میں نے ایف آئی آر حمیرا اویس شاہد کے ساتھ مل کر کٹوائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جی، بالکل لیکن گرفتاری نہیں ہو رہی۔ آپ Custodian of the House ہیں آپ اس پر کوئی ruling دیجئے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو FIRs درج کرائی ہیں ان کی کاپی مجھے بھی دیں تو میں پھر اس کا کوئی سد باب کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس میں awareness پیدا کی جائے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ جو سود کا کاروبار کرتے ہیں، وہ لوگ جو پیسے لیتے ہیں اور دیتے ہیں اور پولیس بھی ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ آیا کہ لاء منسٹر صاحب! ایک قانون بن چکا ہے پولیس کے پاس کون سا ایسا اختیار ہے کہ ایک دو کو ہتھکڑی لگے۔ لاہور میں ایسے لوگ ہیں، آپ سبزی منڈی اور اکبری منڈی جا کر دیکھیں کہ کئی لوگ اپنے گھروں اور دکانوں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ لاہور کا بھی اندازہ لگا لیں تو آپ کے سامنے ہزاروں کیس آجائیں گے لیکن لاء منسٹر صاحب نے پولیس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان کو awareness کیسے دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پابند ہیں پولیس پہلے ہی ایسے کیسوں میں notice لینے کی پابند ہے۔ جی، اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایسی بہت ساری کمپنیاں بھی ہیں جو لوگوں کو service charges کے نام پر پیسے دیتی ہیں اور ان سے سود وصول کرتی ہیں ان میں کشف، اخوت اور ایسے بہت سارے نام ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کو writing میں لائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! kindly Committee اس پر بھی غور کرے۔

جناب سپیکر: جی، کمیٹی اس پر بھی غور کرے گی۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب۔۔۔ نہیں ہیں۔ ان کا سوال نمبر 6547 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 6725 On his behalf Question No. اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*6725: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹا / لیز / ٹھیکہ پر دی گئی ہے، کتنی خالی پڑی ہے؟

(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان سے اراضی واگزار کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 12696A-0K-19M مختلف محکمہ جات کی اراضی ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے قطعات کی شکل میں ہے اور اکثر مواضعات میں شامل ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی لیز پالیسی کے مطابق جو صوبائی حکومت کا رقبہ Compact Block کی شکل میں رقبہ زیر کاشت تھا۔ان کی لیز ہائے کا پراسس زیر کار در ضلع ہے۔جہاں تک محکمہ کی لیز کا تعلق ہے۔ہر محکمہ اپنے ملکیتی رقبہ کو خود لیز مینجمنٹ کا بااختیار ہے۔

(ج) چونکہ صوبائی حکومت کے رقبہ کی لیز کا عمل زیر کار ہے۔لیز پراسس مکمل ہونے پر گورنمنٹ کو آمدن کا تخمینہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں صوبائی حکومت / مختلف محکمہ جات کا 992A-6K-5M زیر قبضہ ناجائز قابضین ہیں۔جو رقبہ بلا litigation اور زیر کاشت اور بلاک ہائے کی شکل میں تھا۔اس پر گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق لیز کا عمل زیر کار ہے۔اس رقبہ میں سے litigation کی بابت بھی انفارمیشن موصول ہوئی ہے۔باقی ماندہ رقبہ ناجائز قابضین سے واگزاری کا عمل زیر کار ہے۔ فہرست ناجائز قابضین مرتب شدہ کی از سر نو جدید پڑتال کا عمل جاری ہے۔جلد ہی اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

(ہ) بیشتر رقبہ کی بابت مقدمات مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔باقی ماندہ ناجائز قابضین کے خلاف واگزاری کے لئے تحریک جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اراضی لیز پاپٹا پر دی گئی ہے یہ کن لوگوں کو دی گئی ہے، کیاان میں سرکاری ملازمین اور فوجی افسران شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو زمین آرمی کو دی جاتی ہے تو اس میں پھر بعد میں ان کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ کس کو الاٹ کریں۔ وہ مختلف خدمات کے صلہ میں مختلف افسران کو مختلف عرصہ کے لئے پانچ، دس یا بیس سالہ عرصہ کے لئے زمین الاٹ کرتے ہیں۔اس کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر موجود ہے۔ محترمہ اس میں سے دیکھ سکتی ہیں کہ کن لوگوں کو اور کتنے کتنے عرصہ کے لئے زمین الاٹ کی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس میں دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ واگزاری کا عمل زیر کار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کب سے زیر کار ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کا عمل تو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس سلسلے میں پچھلے تین سالوں میں کافی توجہ بھی دی گئی ہے اور جس طرح سے میں نے کہا کہ 49۔ارب کے قریب۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔اس وقت جو موجود تھے انہوں نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال بھی راناصاحب کا ہے۔ راناآصف محمود صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جی، میں آ گیا ہوں۔ میرا سوال نمبر 6838 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل جڑانوالہ کو ضلع کا درجہ دینے کی تفصیلات

*6838: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ کی انتظامی حیثیت تبدیل کرتے ہوئے اس کے بڑے دیہاتوں کھرڑیانوالہ اور ملکوآنا کو جڑانوالہ سے علیحدہ کر کے فیصل آباد کا حصہ بنایا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ ضلع بنائے جانے کے میرٹ پر پورا اترتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل جڑانوالہ کو فیصل آباد کے ساتھ ملانے کی بجائے ضلع کا درجہ دینے پر غور کر رہی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل جڑانوالہ کی انتظامی حیثیت تبدیل کئے جانے یا اس کے علاقوں کو فیصل آباد میں شامل کئے جانے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) تحصیل جڑانوالہ کو ضلع بنائے جانے کی کوئی تجویز فی الوقت حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔ اگر اس طرح کی کوئی تجویز پیش کی گئی تو علاقے کے معاشی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اور عوامی نمائندگان کی رائے عوامی نمائندگی کے اداروں مثلاً ضلع کونسل / تحصیل کونسل وغیرہ کی منظور شدہ قراردادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

(ج) جزہائے بالا کے جوابات کے پیش نظر جزو ہذا متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پنجاب کے اندر اس وقت تحصیل جڑانوالہ سے بڑی تحصیل موجود ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! سوال میں تو یہ بات شامل نہیں تھی لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں یا میرے علم میں ہے کہ واقعی جڑانوالہ ایک بہت بڑی تحصیل ہے اور شاید اس سے بڑی تحصیل پنجاب میں نہ ہو۔

چودھری ظہیر الدین خان: وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ میرا سوال irrelevant تھا تو میں اس میں relevancy پیدا کرنے کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا

گیا ہے اور وہ اس تحصیل سے بہت چھوٹی تھی۔ جڑانوالہ سے متعلق حکومت کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ کیا اس کا accept merit کرنے کے بعد حکومت کا اپنے tenure کے دوران اس کو ضلع کا درجہ دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جو جز (ب) ہے اس میں یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ فی الوقت یہ حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔ اگر اس طرح کی کوئی تجویز پیش کی گئی تو علاقے کے معاشی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اور عوامی نمائندگان کی رائے، عوامی نمائندگی کے اداروں کی رائے سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ چنیوٹ بھی جب ضلع بنا ہے تو چودھری صاحب کے علم میں یہ بات ہو گی کہ وہاں کے عوامی نمائندوں کی اس سلسلے میں کافی struggle تھی، انہوں نے اس بارے میں کافی کام کیا۔ جڑانوالہ کے جو عوامی نمائندے ہیں جن میں چودھری صاحب بھی شامل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): ان کا تو یہ سوال پہلی مرتبہ آیا ہے ان کی طرف سے تو اس قسم کی کوئی تجویز آئی ہے اور نہ ہی کبھی کوئی مطالبہ آیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! یہ بجا ہے کہ میری طرف سے کبھی کوئی تجویز نہیں آئی لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے کبھی اس کا تحرک ہوا ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! local level پر اس کا تحرک رہا ہے۔ پچھلی حکومت میں یہ منصوبہ drop ہو گیا تھا۔ اب میں اس جواب کے بعد کہ اس پر کسی قسم کی کوئی قرارداد یا تحرک نہیں ہے۔ میں on the floor of the House اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنی طرف سے اس کی قرارداد پیش کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اس بارے میں وہ قرارداد پیش کریں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس قرارداد کے ساتھ ایک statement of

reasons بھی لگائیں اور اس میں یہ جواب دیں کہ پچھلے پانچ سالوں میں جب چودھری صاحب سیاہ و سفید کے مالک تھے تو اس وقت انہوں نے جڑانوالہ کو ضلع کا درجہ کیوں نہیں دیا؟

جناب سپیکر: چلیں! جب کوئی اچھی یاد آ جائے تو بہتر ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): اس وقت ضلع کا درجہ کیوں نہیں دیا؟ جڑانوالہ تحصیل اس وقت بھی سب سے بڑی تحصیل تھی اور اس کی اُس وقت بھی آبادی اتنی ہی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں کوئی بات نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ پچھلی حکومت میں ہماری تجویز مستحسن انجام تک نہیں پہنچ پائی تھی۔ ہمارا صوبہ سب سے بڑا صوبہ، سب سے پرانا صوبہ اور بڑا صوبہ رہے گا اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ چنیوٹ بھی پہلے ہمارے دور میں ضلع نہیں تھا لیکن اب بن گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی قرارداد میں اس کی reasoning بھی دوں گا اور یہاں پر اپنی short statement میں verbally عرض کروں گا۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میری پہلے اس سلسلے میں observation ہے اس کے بعد ضمنی سوال ہے۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ پہلے کبھی اس point کو agitate نہیں کیا گیا۔ میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہوں گا کہ 05-2001 کے دوران ٹی ایم اے کی طرف سے باقاعدہ قرارداد پاس کر کے گورنمنٹ کو پیش کی گئی تھی کہ تحصیل جڑانوالہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے اس لئے اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ عوام اس پر agitate کریں یا کوئی جلوس نکالیں۔ چنیوٹ کو بھی اسی طریقے سے ضلع بنایا گیا وہاں پر جلوس نکلے، ہڑتالیں ہوئیں اور روڈ بلاک ہوئے۔ حکومت اس بات کا کیوں انتظار کر رہی ہے؟ حکومت اس سلسلے میں کوئی میرٹ پالیسی کیوں نہیں بناتی کہ اگر کوئی علاقہ اس criteria پر پہنچ گیا ہے تو خود بخود upgrade ہو جائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے initiate کیا جانا چاہئے اور اس وقت پھر تجاویز لینی چاہئیں کہ آپ اس بات پر رضامند ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ الٹی گنگا کیوں بہہ رہی ہے کہ پہلے عوام agitate کریں، مطالبہ کریں پھر ضلع بنایا جائے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی پالیسیاں مرتب کرے کہ جب کوئی علاقہ ایک

criteria پر پورا اُتر جائے تو اس کو خود بخود upgrade کر دیا جائے۔ کیا حکومت کوئی ایسی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ایک شعر تو ہے مگر اب مجھے وہ پوری طرح سے یاد نہیں آرہا۔

وہی مدعی وہی قاتل وہی منصف
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

بہر حال آپ تینوں حضرات ہی تشریف فرما ہیں تو اس سلسلے میں کوئی بہتری کی سوچیں۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرے سوال کا تو جواب آیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جواب میں نے دے دیا ہے بس اب چھوڑ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میری سمجھ کمزور ہے، شعر کی ویسے بھی مجھے سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! بتا دیں ان کو اب کیا کریں یہ تو پوچھ کے ہٹیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ کیا حکومت اس بارے میں policy decision کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ اس میں کوئی harm نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی پالیسی بن جائے۔ اس policy guidance کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان سے زیادہ بہتر ادارہ کون سا ہے۔ یہاں پر debate کی جائے اور اس کے بعد کوئی criteria recommend کیا جائے تو گورنمنٹ یقیناً اُس پر عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں اس کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے ایک احسن تجویز آئی ہے۔ اگلا تحرک شاید میرے دوست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب کی طرف سے ہی ہو جائے اور میں اس میں بطور debater حصہ لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، انہیں گلہ ہے آپ سے کہ آپ نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے تو ٹی ایم اے کی طرف سے منظور کرا کے بھیجا تھا۔ جی، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ اس سلسلے میں سوال ملاحظہ کریں کہ مائزہ حمید صاحبہ نے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 6848 On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع رحیم یار خان، سرکاری اراضی کی تفصیلات

*6848: **محترمہ مائزہ حمید**: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل سرکاری اراضی 20340 ایکڑ اور 8 مرلہ ہے۔

تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

تحصیل رحیم یار خان	16938A-1K-0M
تحصیل خانپور	31A-1K-17M
تحصیل صادق آباد	988 A- 0 K-0M
تحصیل لیاقت پور	2382 A- 5 K-11M

تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 12265 ایکڑ اراضی سرکار 228 مستحق افراد/خاندانوں کو پانچ سالہ لیز پر نیلام کی گئی ہے اس سے سالانہ کرایہ کی مد میں 3,38,22,146/- روپے وصول ہوئے ہیں جو خزانہ سرکار

میں جمع ہو چکے ہیں-ایک سالہ عارضی کاشت سکیم کے تحت سال 2010 میں کوئی الاٹمنٹ ہوئی کیونکہ ممنوعہ زون رقبہ سرکار موجود ہی نہ تھا-اس کے علاوہ 3381 ایکڑ سرکاری اراضی 236 زرعی گریجویٹس کو مبلغ-/500 روپے فی ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہے-اس مد میں-/1048818 روپے وصول ہوئے ہیں جو کہ خزانہ سرکار میں جمع کرائے جا چکے ہیں- موجودہ 5 سالہ لیز سکیم اور زرعی گریجویٹس سکیم کی کارروائی مکمل ہونے پر ٹھیکیداران سے مزید رقم کرایہ کی مد میں وصول ہو گی-

(ج) 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے-

(د) ضلع ہذا کی تحصیل رحیم یار خان میں 8416 کنال اراضی پر ناجائز قابضین عرصہ دراز سے رہائشی مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر ہیں-برائے ملاحظہ جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

تحصیل خان پور میں 176 کنال پر پاکستان رینجرز کا قبضہ ہے-ان ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی ضابطہ زیر دفعہ 34/32 کالونی ایکٹ 1912 کی جا رہی ہے-اس قدر کثیر تعداد میں رہائشی بستیوں کے مکینوں کو بے دخل نہ کیا جا سکتا ہے-فوری بے دخلی کی صورت میں Law & Order کا مسئلہ پیش آ سکتا ہے تاہم مرحلہ وار سرکاری اراضی آپریشن کے ذریعے خالی کروائی جا رہی ہے-

(ہ) حکومت پنجاب کی پالیسی مجریہ 2010 کے تحت جس ناجائز قابض کے پاس دو فصلوں کی ناجائز کاشت تھی اور وہ اسی علاقے کا رہائشی تھا جہاں زمین واقع تھی اس کو نیلام عام میں بولی کا پہلا حق دیا گیا ہے اس طرح سرکاری اراضی تقسیم کی جا رہی ہے اور بقایا رقبہ پر کارروائی کی جا رہی ہے-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): بنجر اراضی کتنی خالی اور کس کس جگہ پر پڑی ہے-اس کا جواب ملاحظہ کریں کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز-Order in the House جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کا جواب دیا گیا ہے کہ 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے- سوال تھا کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے-اب ہم اس کو کیا تصور کریں کہ 2232 ایکڑ کہاں پر کس جگہ پر ہے-رحیم یار خان کی چار تحصیلیں ہیں---

جناب سپیکر: جو انہوں نے پوچھا ہوگا وہ بتا دیا گیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ملاحظہ کریں کہ یہ ضلع رحیم یار خان میں ہے اور یہاں 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے۔ یہ زمین کہاں پر ہے، کس تحصیل میں ہے اور کس موضع میں ہے لاء منسٹر صاحب مجھے اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کے لئے کیا کریں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب میں موجود ہے کہ 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے اگر معزز ممبر اس کی تفصیل چاہتے ہیں کہ یہ کس کس موضع میں ہے تو میں ان کو تفصیل لے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی تسلی کرائیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ موضع وار تفصیل چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب غلط ہے۔ انہوں نے بڑا simple کہہ دیا ہے۔ آپ سوال دیکھ لیں کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے۔ وہ تو آ گیا کہ 2232 ایکڑ زمین ہے مگر اگلے حصے کا جواب نہیں آیا کہ کس کس جگہ پر پڑی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جواب آ گیا ہے لہذا اب آپ ہی فرما دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب بتا دیں گے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ سوال ہوتا کہ کتنی اراضی خالی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا سوال کو پڑھ لیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال یہی ہے کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے۔ اگر تو سوال یہ ہوتا کہ کس کس موضع میں پڑی ہے تو پھر جواب میں موضع جات کے نمبر دے دیئے جاتے۔ یہ 2232 ایکڑ اراضی ضلع رحیم یار خان کی حدود میں ہی خالی پڑی ہے لیکن اگر یہ تحصیل اور موضع وار تفصیل چاہتے ہیں تو وہ ان کو فراہم کر دی جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو پورے معاملے کا پتا نہیں ہے چونکہ وہ on board نہیں ہیں اس لئے اب صرف وضاحت دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تفصیل آپ کو بھیج دی ہے۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہی تو میں کہنے لگا ہوں۔ میرے بڑے ہی معصوم لاء منسٹر صاحب کو یہ بھی نہیں پتا کہ اس کا جواب آ گیا ہے اس کی تفصیل آ گئی ہے وہ میرے پاس ہے لیکن ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ ان کا ہی دیا ہوا جواب ہے۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں۔ یہ among the minister and the department coordination ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کہاں کھڑا ہے اور وزیر صاحب کہاں کھڑے ہیں؟ اس لئے اب یہ خود غور فرمائیں اور روشنی ڈال دیں کہ اب میں کیا کہوں چونکہ تفصیل تو میرے پاس پڑی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ باقی جس جس آدمی کے پاس جتنی جتنی زمین ہے کسی کے پاس چار ایکڑ ہے، کسی کے پاس دس ایکڑ ہے اس کی پوری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6849 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس زیر التواء کیسز کی تفصیلات

*6849: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس اس وقت کل کتنے کیسز زیر کارروائی ہیں؟

(ب) کتنے کیسز کب سے اور کس کس بناء پر زیر التواء ہیں اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) زیر التواء کیسز کو کب تک نمٹا دیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) 280 کیسز زیر کارروائی ہیں۔

(ب)

i) عدالت ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) رحیم یار خان میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات مال واشتمال کیسز کی سماعت کی جاتی ہے۔زیر کارروائی کیسز بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو پا رہے ہیں۔

ii) مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔

iii) زیر سماعت 280 کیسز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ابتدائی سماعت	56
طلبی مدعاعلیہان	89
بحث	135

(ج) زیر سماعت کیسز میں سب سے زیادہ اہمیت اور ترجیح پرانے کیسز کو نمٹانے میں دی جاتی ہے مابعد نئے کیسز کو مرحلہ وار سماعت کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔تاہم زیر سماعت کیسز کو کوشش کرکے جلد از جلد نمٹایا جائے گا۔اس کے لئے وکلاء صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنا اپنا مؤقف بصورت تحریری بحث ریکارڈ پر لائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ جات کو ممکن بنایا جائے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال تھا کہ کتنے کیس زیر سماعت ہیں تو اس کا جواب آیا کہ 280 کیس زیر سماعت ہیں اور یہ جواب 6۔دسمبر 2010 کو آیا ہے لہذا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی latest position بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کو کیسز کی latest position بتائیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی latest تفصیل بھی اسی طرح سے ہے کہ 280 کیسز ہی زیر سماعت ہیں۔

جناب سپیکر: جی، 280 کیسز ہی زیر سماعت ہیں۔آپ کا پھر ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، یہ کیسز ای ڈی او (آر) کے پاس زیر سماعت ہیں ابھی تک ان کا فیصلہ کیوں نہیں ہو سکا؟

جناب سپیکر:Court کا process ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس process میں نئے کیسز بھی داخل ہوتے رہتے ہیں اور پھر وہ سماعت میں dispose of بھی ہوتے رہتے ہیں۔انہوں نے جو سوال پوچھا تھا اس میں ابتدائی سماعت، طلبی اور بحث کی stages پر جو کیس ہیں ان کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آج آپ بھی آ جائیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا اس وقت یہ کیسز ای ڈی او(آر) کے پاس موجود ہیں اور ان کی سماعت جاری ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً یہ کیسز ای ڈی او کی عدالت میں زیر سماعت ہوں گے لیکن جس تاریخ کو اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق ہی information دی جا سکتی ہے باقی as it is today اس کے متعلق تو بات نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ اب ای ڈی او کی سیٹ کمشنر اور ایڈیشنل کمشنر میں convert ہو گئی ہے تو یقیناً یہ کیس متعلقہ عہدے کو جس عہدے نے succeed کیا ہے وہاں منتقل ہو کر زیر سماعت ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی سے ہیں اور فیصلہ ہوا ہوا ہے کہ جس پارٹی کے ممبر کا سوال ہو گا اس کی غیر موجودگی میں اسی پارٹی کے ممبران سوال دریافت کریں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پہلے سے کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! right تو میرا بنتا ہے لیکن میں یہ right ان کو دیتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6911 ہے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور-میانی صاحب قبرستان کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6911: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں موجود میانی صاحب قبرستان کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں قبضہ مافیا نے متعدد جگہ پر قبضہ کر کے وہاں پر مختلف لوگوں کو دکانیں کرایہ پر دے رکھی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) میانی صاحب کا کل رقبہ 1206 کنال 68 مربع فٹ ہے۔

(ب) میانی صاحب قبرستان میں جو دکانات ہیں وہ میانی صاحب قبرستان کی ملکیت ہیں اور ماہانہ فیس تہہ بازاری کے تحت لوگوں کو دی گئی ہیں۔ جن کا کرایہ / فیس تہہ بازاری میانی صاحب کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ کسی بھی قبضہ مافیا کے پاس کوئی دکان نہ ہے جو اس نے کرایہ پر دی ہوئی ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: میری استدعا ہے کہ اس سوال کے جز(ب) کا جواب منسٹر صاحب پڑھ کر سنادیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال نمبر 6911 کے جز(ب) کا جواب اس طرح ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں جو دکانات ہیں وہ میانی صاحب قبرستان کی ملکیت ہیں اور ماہانہ فیس تہہ بازاری کے تحت لوگوں کو دی گئی ہیں، جن کا کرایہ / فیس تہہ بازاری میانی صاحب کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ کسی بھی قبضہ مافیا کے پاس کوئی دکان نہ ہے جو اس نے کرایہ پر دی ہوئی ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دکانوں کے کرائے کی مد سے کتنی رقم میانی صاحب قبرستان کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ دکانوں کا کتنا کرایہ میانی صاحب قبرستان کے اکاؤنٹ میں جمع کرایا جاتا ہے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ Kindly order اپنی سیٹ پر ہو جائیں۔

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل دکانوں کی تعداد 22 ہے اور ان کا ماہانہ کرایہ تقریباً 54 ہزار کے لگ بھگ ہے اس میں چھ دکانوں پر سول کورٹ میں کیسز چل رہے ہیں اسی طرح

37 پھٹہ جات ہیں جہاں لوگ پھول وغیرہ لے کر بیٹھے ہوتے ہیں ان کی ماہانہ آمدنی 48 ہزار روپے ہے اس طرح اس مد میں ٹوٹل ایک لاکھ 24 ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میانی صاحب قبرستان مختلف حصوں میں تقسیم ہے راستے میں ایک روڈ بھی نکلتا ہے، اگر اتنے پیسے قبرستان کے اکاؤنٹ میں اس کمیٹی کے پاس جاتے ہیں تو کیا آپ نے قبرستان کی حالت دیکھی ہے؟ وہاں کسی کو دفن کرنے کے لئے جائیں تو وہاں ایک قبر پکی کروانے کے لئے ڈی سی او صاحب نے پچاس ہزار روپے فیس مقرر کی ہوئی ہے لیکن قبرستان کا سائز تو پھر بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ آپ ہر مہینے جا کر دیکھیں تو قبرستان کا سائز کم ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ وہاں 37 دکانیں ہیں لیکن میں نے count کیا ہے وہاں سو زیادہ دکانیں ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو محکمے کا دیا ہوا جواب ہی آپ کو بتانا ہے۔ منسٹر صاحب! اس معاملے کی ذرا تسلی کرا دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ presumption ہے کہ ان کے subordinates انہیں صحیح بتائیں اگر وہ غلط بتائیں تو پھر آپ direction دیں یا منسٹر صاحب اس کی انکوائری کریں۔ جیسے یہ محترمہ کہہ رہی ہیں میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس ایوان میں ایک ممبر کا استحقاق ہے محترمہ نے کہا ہے کہ یہ دکانیں سو سے زیادہ ہیں لہذا آپ اس کی انکوائری کرا لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کہا ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں سو سے زیادہ دُکانیں ہیں۔ منسٹر صاحب کا فرمان ہے کہ وہاں پر 30 یا 37 کے قریب دُکانیں ہیں۔ محترمہ منسٹر صاحب کے جواب کو challenge کر رہی ہیں۔ presumption یہ ہے کہ محکمہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا، حقائق کے اوپر بات کرے گا اور سچ بتائے گا۔ تو اس لئے اس معاملے کو probe کیا جانا اب ضروری ہو گیا ہے اور اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے پنجاب ہاؤس کے حوالے سے بننے والی کمیٹی میں مجھے ممبر نامزد کیا تھا مگر آج چار مہینے ہو گئے ہیں لیکن اس بابت کچھ نہیں ہو سکا۔ اس وقت رانوں کی حکومت ہے سپیکر رانا، ڈپٹی سپیکر

رانا، وزیر قانون رانا اور چودھری ظہیر الدین بھی رانا ہیں تو اس لئے ہمارے اوپر بھی کچھ ترس کر لیا کریں۔ کہا جاتا ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whip. If he uses the whip he is not a king then he is "Sais"

وہ گھوڑوں کو سُدھارنے والا سائیس ہے۔ چار مہینے ہو گئے ہیں اور آپ اب دیکھ لیں کہ آپ کی بات میں کیا وزن ہے؟ آج تک پنجاب ہاؤس والے معاملے کا کچھ بھی نہیں ہوا اگر اس کا کوئی حل نہیں نکلنا تو پھر اس کمیٹی کو ختم کر دیں اور کہہ دیں کہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایسی باتوں سے آپ کی credibility in doubt آ رہی ہے، وہ بہت low ہو رہی ہے اور ہمیں آپ سے یہ توقع نہیں ہے۔ آپ جیسے smart and energetic آدمی کے الفاظ میں اتنی جرأت اور قوت نہ ہو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، وزیر قانون صاحب! اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مزنگ چونگی اور فتح شیر روڈ سے آپ دُکانوں کو count کرنا شروع کریں تو یہ سو سے بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ یہ غلط جواب دیا گیا ہے لہذا اس پر کمیٹی بنائی جائے۔ جن لوگوں نے ناجائز قبضے کئے ہوئے ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ایوان سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ on the floor of the House جو بات کرتے ہیں وہ باقاعدہ ریکارڈ ہوتی ہے اور اس کو pursue بھی کیا جاتا ہے۔ اب آپ کی بات آ چکی ہے اس پر وزیر قانون کا جواب سُن لیتے ہیں اور اس کے بعد اس کا فیصلہ کر لیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے محکمہ سے جو تفصیلی جواب حاصل کیا ہے اس کے مطابق تو انہوں نے categorically کہا ہے کہ وہاں پر 22 دکانیں اور 37 کے قریب پھٹہ جات ہیں کہ جہاں پر لوگ پھول وغیرہ لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں کو ملا کر یہ تعداد تقریباً 60 کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا کہنا ہے کہ وہاں پر سو کے قریب دکانیں ہیں۔ میں ذاتی طور پر وہاں پر صرف ایک مرتبہ معزز ممبر خواجہ عمران نذیر کے والد صاحب کے جنازے پر گیا تھا۔ میری observation تو نہیں ہے لیکن اگر محترمہ فرماتی ہیں تو اس کو چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جب ایوان کے اندر ایک سوال آتا ہے تو وہ پھر ایوان کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس بارے میں mover کے ساتھ ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ کمیٹی وہاں پر جا کر visit کر کے اپنی رپورٹ مرتب کرے اور ایوان کو inform کرے گی۔ اس کے اُوپر اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہو گا تو اس پر فوری طور پر کارروائی کی جائے گی۔ اس کمیٹی میں محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کیونکہ ان کا سوال ہے، ساجدہ میر صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور رانا ارشد صاحب شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی کل تک ایوان کو apprise کرے گی۔ اگر محکمہ کا جواب غلط ہوا تو پھر کل کی sitting میں ہی ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: بہت بہت شکریہ۔ پنجاب ہاؤس کے معاملے کا بھی کچھ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پنجاب ہاؤس کے معاملے کا بھی اسی طرح فیصلہ ہو گا آپ بے فکر رہیں۔ اب اگلا سوال محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 7022 (معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں، سرکاری اراضی کی تفصیلات

*7022: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چونیاں میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کل اراضی 31192K-0M ہے موضع وار تفصیل برفلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چونیاں میں رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت تعدادی 2664K-12M پٹا پر حکومت کی عارضی کاشت سکیم کے تحت دیا گیا ہے جس کی سالانہ آمدنی مبلغ -/3891500 روپے ہے تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل اراضی خالی اور بنجر برفلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خالی اراضی	2685k–4M
بنجر اراضی	10100K–0M

(د) تفصیل ناجائز قابضین برفلیگ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زرعی رقبہ	14950K–15M
رہائشی رقبہ	791K–9M

(ہ) سرکاری اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کروائی جارہی ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق پٹا / لیز پر حکومت کی حالیہ پالیسی کے مطابق بے زمین کاشتکاروں کو دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے ہے کہ جن لوگوں کو یہ اراضی دی گئی ہے اس کی leasing authority کون ہے اور یہ اراضی کیسے lease ہو رہی ہے، ایک تو یہ بتایا جائے کہ اس کو lease کون کر رہا ہے اور دوسرا یہ بھی بتایا جائے کہ کیا یہ سالانہ، پانچ سالہ یا 33 سالہ lease ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بنیادی طور پر اس کی leasing authority تو بورڈ آف ریونیو ہے اور بورڈ آف ریونیو کے نیچے ڈویژن اور ضلع کی سطح پر آفیسرز ہوتے ہیں جو کہ ان lease documents کو sign کرتے ہیں۔ موجودہ پالیسی کے تحت پانچ اور دو سال کے لئے یہ زمین lease پر

دی جاتی ہے لیکن یہ extendable ہوتی ہے اس لئے وہاں پر لوگ کافی عرصہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب کے علم میں ہوگا کہ وہاں پر لوگ بیس بیس، تیس تیس سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤلدین: جناب سپیکر! کچھ علاقہ تو ایسا ہے کہ جو حکومت نے recently auction کیا ہے اور اگر اس کی valuation دیکھی جائے تو حکومت کو valuation کے لحاظ سے اتنی income نہیں ہو رہی۔ دوسرا اس میں جو بنجر زمین بتائی گئی ہے وہ بھی بہت costly ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان بنجر زمینوں پر جو تجاوزات ہیں اور وہاں پر دن رات کمرشل اور نان کمرشل construction ہو رہی ہے کیا حکومت اس کی روک تھام کے لئے کوئی steps لینا چاہتی ہے؟ میں اس بارے میں personally بھی دلچسپی لے رہا ہوں لیکن محکمہ ریونیو کے عملے کے ساتھ مل ملا کر وہاں پر دن رات construction کا کام ہو رہا ہے۔ وہاں پر کیتن کلاں اور واں کھارا کے علاقے انتہائی زرخیز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب کے ساتھ ناجائز قابضین کی ایک فہرست دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے وہ دیکھی ہے۔ ابھی تین منٹ پہلے یہ فہرست مہیا کی گئی ہے۔ یہ فہرست محرک کو دی جانی چاہئے تھی لیکن ان کو نہیں دی گئی۔ اب میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس زمین کی income حکومت کو پوری نہیں مل رہی اور دوسرا یہاں پر جو بنجر زمین ظاہر کی گئی ہے اصل میں وہ بہت زیادہ income land ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات فرمائی ہے یقیناً درست ہے کیونکہ یہ ان کا حلقہ ہے اور وہاں پر روز ان کا آنا جانا ہے۔ یقیناً ان ناجائز قابضین نے وہاں پر کچھ construction بھی کی ہوگی۔ بہر حال میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پچھلے تین سالوں کے دوران تقریباً 46 ہزار ایکڑ جگہ ناجائز قابضین سے واگزار کرائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب خود اس کو head کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے۔ شیخ صاحب نے جن علاقوں کا ذکر کیا ہے میں ان کے بارے میں بورڈ آف ریونیو سے کہوں گا کہ وہ ان علاقوں میں اپنی proceedings کو مزید بہتر کریں۔ وہاں پر ناجائز قابضین یا تو اپنے آپ کو regularize کرائیں یا پھر ان سے یہ زمین واگزار کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چنیوٹ کی تین یونین کونسلز کو ضلع جھنگ میں شامل کرنے کی تفصیلات

*4400: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کی تین یونین کونسلز کو ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا ہے؟

(ب) ضلع جھنگ میں شامل کی گئی تین یونین کونسلز کون کون سی ہیں، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع جھنگ میں شامل کی گئی یونین کونسلز کو کس اتھارٹی نے چنیوٹ سے نکال کر اس ضلع میں شامل کیا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل لالیاں، ضلع چنیوٹ کی دو یونین کونسل نمبرز 9&10 اور تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کے چار مواضعات چک نمبرز (JB)228، 246، 227، 226 کو بروئے نوٹیفکیشن مورخہ 19-08-2009 ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مسمی رائے منیر ظفر کی رٹ پٹیشن پر عدالت عالیہ لاہور نے مذکورہ نوٹیفکیشن کو بروئے حکم 23-11-2009 کالعدم قرار دے دیا اور عدالت عالیہ کے حکم کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہی منظوری سے ان مواضعات کو دوبارہ ضلع چنیوٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا مواضعات کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے چنیوٹ سے نکال کر ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا اور بعد ازاں عدالت عالیہ کے حکم کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہی منظوری سے ان مواضعات کو دوبارہ ضلع چنیوٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

بھلوال میں سرکاری اراضی و دیگر تفصیلات

*5156: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل بھلوال میں سرکاری اراضی 6954 کنال 17 مرلے ہے موضع وار تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل بھلوال میں سال 2010 تک کسی کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر سرکاری اراضی نہ دی گئی ہے تاہم حکومت پنجاب نے مورخہ 13 جنوری کو پٹا سکیم جاری کر دی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

(ج) 902 کنال 3 مرلے سرکاری اراضی خالی اور بنجر پڑی ہوئی ہے۔

(د) تحصیل بھلوال میں 5062 کنال 14 مرلے سرکاری اراضی پر مختلف لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے نام اور ولدیت جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) نئی سکیم مجریہ 13۔ جنوری 2010 کے تحت ناجائز قابضین کو بولی میں حصہ لینے کی اجازت ہے اس طرح وہ پچھلی رقم ادا کر کے پٹادار بن سکتے ہیں۔

نیا ضلع بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6404: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں نیا ضلع بنانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا مستقبل قریب میں صوبہ پنجاب میں کوئی نیا ضلع بنانے کا منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے؟

(ج) کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر لاہور کو independent ضلع بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں نیا ضلع بنانے کے لئے اس علاقے کے معاشی، معاشرتی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عوامی نمائندگان کی رائے اور عوامی نمائندگی کے اداروں مثلاً ضلع کونسل / تحصیل کونسل وغیرہ کی منظور شدہ قراردادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی حدود کے تعین کے بعد وزیراعلیٰ کی منظوری سے محکمہ مال نئے ضلع کے قیام کا نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے۔

(ب) فی الوقت پنجاب میں کوئی نیا ضلع بنانے کی تجویز حکومت پنجاب محکمہ مال کے عملاً زیر غور نہ ہے۔

(ج) دوسرے اضلاع کی طرح لاہور بھی پہلے سے ہی ایک independent ضلع ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ رجسٹری فیس کی مد میں آمدنی کی تفصیلات

*6547: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں 09-2008 اور 10-2009 کے دوران رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی شرح کیا تھی اور کس قانون کے تحت وصول کی گئی اور شرح مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں 09-2008 اور 10-2009 کے دوران 28,83,53,076 آمدن ہوئی ہے۔

2008-09	157640330
2009-10 (اپریل 2010 تک)	130712746
میزان	288353076

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی وصولی شرح جائیداد کی مالیت کا ایک فیصد ہے۔

رجسٹریشن فیس بمطابق قانون

Section78 of the Registration Act, 1908(XVI of 1998) read with section 21 of the general Clauses Act, 1878 Government of Punjab.

کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، پٹوار حلقوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6726: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پٹوار حلقوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس ضلع میں پٹواری کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی پڑی ہیں؟

(ج) خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کتنے پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا اضافی چارج ہے؟

(ہ) کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پٹوار حلقوں کی کل تعداد 304 ہے۔

(ب) اس ضلع میں پٹواری کی منظور شدہ اسامیاں مع نائب دفاتر قانونگو پرگنہ محرران NTO برانچ 322 ہیں، ان میں سے 36 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ج) خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی وجہ گورنمنٹ کی طرف سے عائد شدہ پابندی ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں 32 پٹواریوں کے پاس اضافی چارج ہے۔

(ہ) 10 پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری ہو رہی ہے جس میں لاپرواہی، غفلت، حکم عدولی وغیرہ کے الزامات ہیں۔

صوبہ میں پٹواریوں کی بھرتی پر پابندی کی تفصیلات

*7081: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پٹواری کی بھرتی پر پابندی عائد ہے یہ پابندی کب سے عائد ہے تاریخ و سال بتایا جائے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں پٹواری کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بھرتی پر عائد پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔حکومت پنجاب (S&GAD) کی چٹھی نمبری: SOR-IV(S&GAD)10-7/2010 مورخہ 12-05-2010 کی رو سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے سکیل 6 تا 15 کی نئی بھرتیوں پر پابندی عائد ہے۔تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد 1383 ہے۔ (تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) جز ہذا کا تعلق براہ راست محکمہ سروسز سے ہے۔اس وقت صوبہ بھر میں نئی بھرتیوں پر پابندی ہے جیسے ہی چیف منسٹر صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب بھرتیوں پر سے پابندی ختم کریں گے تب نئی بھرتیاں شروع کر دی جائیں گی۔اس سلسلہ میں مزید وضاحت عرض ہے کہ آخری بھرتیاں سال 2006 میں ہوئی تھیں موجودہ دور حکومت میں 22-04-2008 سے لے کر اب تک کوئی نئی بھرتیاں نہیں ہوئی ہیں۔

صوبہ میں نائب تحصیلدار کی بھرتی پر پابندی کی تفصیلات

*7083: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں نائب تحصیلدار کی بھرتی پر پابندی عائد ہے یہ پابندی کب سے عائد ہے تاریخ و سال بتایا جائے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں نائب تحصیلدار کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بھرتی پر پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں گریڈ 11 اور اس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں جس پر پابندی نہ ہے بورڈ آف ریونیو پہلے ہی 138 نائب تحصیلدار بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کر چکا ہے اور اب بھی صوبہ بھر کے اضلاع کو اس ضمن میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ ان کے پاس جو اسامیاں (Class(A نائب تحصیلدار کی خالی ہیں وہ بورڈ آف ریونیو کو بھجوائی جائیں تاکہ ان پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی کی جا سکے۔

(ب) اس وقت پنجاب میں نائب تحصیلدار کی 66 عدد اسامیاں خالی ہیں جن میں سے 31 عدد براہ راست بھرتی کوٹا کی ہیں اور 35 عدد بی کلاس پروموشن کوٹا کی ہیں۔

(ج) نائب تحصیلدار کی بھرتی پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔

ضلع خانیوال، محکمہ کی اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*7111: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم مئی 2008 سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنی اراضی کن کن افراد کو الاٹ کی گئی ان کے نام، پتاجات اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ اراضی کن کن شرائط پر الاٹ کی گئی اور کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(ج) یہ اراضی الاٹ کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں اگر ہاں تو یہ درخواستیں کب طلب کی گئیں؟

(د) کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں اور کس کس کو زمین الاٹ ہوئی اور کتنے لوگوں کو زمین الاٹ نہیں ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں تعینات کتنے محکمہ مال کے ملازمین / افسران نے اس عرصہ کے دوران زمین الاٹ کروائی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) کیا حکومت نے ڈی سی او یا اس کے کسی عزیز کو بھی زمین الاٹ کی ہے اگر ہاں تو کس کس جگہ کس کس سکیم کے تحت کتنی اراضی الاٹ ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم مئی 2008 سے دسمبر 2009 تک اراضی عارضی کاشت سکیم میں الاٹ نہ کی گئی۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کے نوٹیفکیشن سال 2010 کے مطابق ضلع خانیوال میں درج ذیل الاٹمنٹ کی گئی۔

1۔	عارضی کاشت سکیم برائے 5 سال	181=
2۔	عارضی کاشت سکیم برائے 1 سال	102=
3۔	زرعی گریجویٹس سکیم	22=
	کل الاٹمنٹ	305=

آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت کل 61 افراد کو رقبہ سرکار الاٹ کیا گیا یہ الاٹمنٹ MFRO ملتان کی سفارش پر کی گئی۔

(ب) مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب درج ذیل ہدایات کے تحت مستحق افراد کو الاٹمنٹ کی گئی۔

1۔ ایسے افراد جن کا ملکیتی رقبہ 14 ایکڑ سے کم تھا۔

2۔ ایسے افراد جن کی چک ہذا میں کاشت موجود تھی۔

3۔ ایسے افراد جو کہ چک / ریونیو حلقہ کے رہائشی تھے۔ ایک خاندان کو ایک ہی لاٹ دی گئی۔

4۔ یہ الاٹمنٹ عارضی کاشت سکیم، گریجویٹ سکیم اور آرمی ویلفیئر کے تحت الاٹ کی گئی۔

(ج) گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق عارضی کاشت اور گریجویٹ سکیم کے تحت درخواست ہائے مورخہ یکم فروری 2010 سے طلب کی گئیں۔

(د) ضلع خانیوال میں کل عارضی کاشت سکیم کے تحت 3095 درخواست ہائے جمع کروائی گئیں جبکہ گریجویٹ سکیم کے تحت جمع کروائی گئی درخواست ہائے کی تعداد 437 تھی۔ ان میں سے کل 305 افراد کو رقبہ سرکاری کی الاٹمنٹ مطابق قواعد بورڈ آف ریونیو کی گئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 3227 افراد کو الاٹمنٹ نہ کی گئی۔

(ہ) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کسی بھی سرکاری ملازم یا افسر کو کوئی سرکاری رقبہ کسی سکیم میں نہ الاٹ کیا گیا۔

(و) حکومت نے ڈی سی او یا ان کے کسی عزیز کو کوئی الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

لاہور۔بورڈآف ریونیو کے پاس گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7161: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بورڈآف ریونیو پنجاب لاہور کے پاس گاڑیوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں،ان کے نمبرز اور ماڈلز کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا گاڑیاں گورنمنٹ کے قانون / پالیسی کے تحت مجاز افسران کو الاٹ کی جاتی ہیں؟

(ج) کیا قانون کے مطابق BS-17 کے افسران کو گاڑیاں الاٹ کی جاتی ہیں؟

(د) جنرل ڈیوٹی پر کتنی گاڑیاں مامور ہیں؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) بورڈآف ریونیو پنجاب لاہور میں افسران کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد 27 ہے۔نمبرز اور ماڈل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گاڑیاں گورنمنٹ کے قانون / پالیسی کے تحت مجاز افسران کو ہی الاٹ کی جاتی ہیں۔

(ج) قانون کے مطابق BS-17 کے افسران کو گاڑیاں الاٹ نہیں کی جاتیں۔

(د) جنرل ڈیوٹی پر صرف تین گاڑیاں مامور ہیں۔

ضلع حافظ آباد۔اراضی کی تفصیلات

*7163: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں (متروکہ) و نزول اراضی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ہر کیٹیگری میں کتنی کتنی اراضی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں متروکہ اراضی ہے جبکہ نزول اراضی نہ ہے۔

(ب) ضلع حافظ آباد میں متروکہ اراضی 4467 کنال اور 05 مرلہ ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی، کاشتکاروں کو زمین تقسیم کرنے کی تفصیلات

*7164: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 1999 سے آج تک ضلع وہاڑی میں حکومت نے کل کتنی زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی؟

(ب) مذکورہ زمین کن کن علاقوں میں کب کس کے حکم سے تقسیم کی گئی؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 1999 سے آج تک کل اراضی بقدر 1355 ایکڑ 02 کنال 13 مرلہ ضلع وہاڑی میں کاشتکاروں کو تقسیم کی گئی۔

(ب) اس کی بابت تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب میں سید والا بڑا گھر کے نام سے تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کی تفصیلات

*7196: رائے محمد اسلم خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب کتنی تحصیلوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شاہکوٹ اور تحصیل سانگلہ ہل میں یونین کونسلز کی تعداد دس دس ہے اور تحصیل ننکانہ صاحب 37 یونین کونسلز پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا حکومت تحصیل ننکانہ صاحب جو اتنی بڑی تحصیل ہے اس میں سید والا بڑا گھر کے نام سے نیا تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب تین تحصیلوں شاہکوٹ، سانگلہ ہل اور ننکانہ صاحب پر مشتمل ہے۔

(ب) تحصیل شاہ کوٹ 09، تحصیل سانگلہ ہل 11 اور تحصیل ننکانہ صاحب 37 یونین کونسلز پر مشتمل ہے۔

(ج) موجودہ سیلابی نقصانات، عوامی بحالی کے اقدامات اور معاشی حالات کی بناء پر نئے تحصیل ہیڈ کوارٹر کی سر دست کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب میں اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

سال 2000 تا 2010، صحافیوں کو الاٹ کردہ پلاٹس سے متعلقہ تفصیلات

*7266: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صحافیوں کو 2000 سے 2010 کے دوران پلاٹ الاٹ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران صحافیوں کے لئے ہاؤسنگ کالونی بھی بنائی گئی؟

(ج) اگر جوابات اثبات میں ہیں تو مذکورہ عرصہ کے دوران جن صحافیوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے اور ان سے جو معاوضہ حاصل کیا گیا، مکمل تفصیل سے جواب ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب حکومت بورڈ آف ریونیو پنجاب نے ایسی کوئی الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

(ب) موضع ہربنس پورہ میں بروئے انتقال نمبر 2228 بحکم جناب ایڈیشنل سیکرٹری کالونی بورڈ آف ریونیو پنجاب تبدیلی حقوق قبضہ رقبہ تعدادی 952 کنال 15 مرلہ برائے تعمیر صحافی کالونی درج ہے کہ 26-09-2005 کو منظور ہوا اور موقع پر صحافی کالونی موجود ہے۔

(ج) اس کی تفصیل بھی صحافی فاؤنڈیشن سے لی جانی مناسب ہے ریونیو ریکارڈ میں تحصیل کینٹ / ہربنس پورہ میں کوئی اندراج نہ ہے۔

ضلع خانیوال، منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7425: رانا بابر حسین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال میں ای ڈی او (ریونیو) کے تحت کل منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پر ہیں اور کتنی کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس وقت ان ملازمین میں سے کس کس کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(د) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اس ضلع میں مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر سزا ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع خانیوال میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ/سکیل	تعداد منظور شدہ اسامی
1	سپرنٹنڈنٹ	16	3
2	نائب تحصیلدار	14	16
3	پی اے	15	6
4	ایچ وی سی	15	2
5	سٹینوگرافر	12	19
6	کمپیوٹر آپریٹر	12	6
7	اسسٹنٹ/ہیڈ کلرک	14	18
8	سینئر کلرک	9	23
9	جونیئر کلرک	7	94
10	سٹور کیپر	5	4
11	ٹیلی فون آپریٹر	5	7
12	ڈرائیور	4	24
13	دفتری	2	4
14	نائب قاصد	1	149
15	ڈاک رنر	1	4
16	درجہ چہارم	1	50
17	قانونگو	11	26
18	پٹواری	9	234
میزان			689

(ب) تفصیلات بابت تعینات شدہ اہلکاران اور خالی اسامیاں حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ/سکیل	تعینات شدہ	خالی اسامی
1	سپرنٹنڈنٹ	16	3	0
2	نائب تحصیلدار	14	13	3
3	پی اے	15	2	4
4	ایچ وی سی	15	2	0
5	اسسٹنٹ/ہیڈ کلرک	14	18	0
6	سٹینوگرافر	12	1	18
7	سینئر کلرک	9	23	0

8	جونیئر کلرک	7	94	0
9	سٹور کیپر	5	0	4
10	ٹیلی فون آپریٹر	5	0	7
11	ڈرائیور	4	15	9
12	دفتری	2	1	3
13	نائب قاصد	1	132	17
14	ڈاک رنر	1	2	2
15	درجہ چہارم	1	34	16
16	قانونگو	11	21	5
17	پٹواری	9	200	34
	میزان		561	128

(ج) آٹھ پٹواریوں کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی چل رہی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملازم جس کے خلاف انکوائری زیر سماعت ہے۔
1	طاہر حمید بابر جونیئر کلرک ڈی او (آر) آفس خانیوال کے خلاف بوگس نقل جاری کرنے کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
2	محمد ایاز پٹواری ڈی ٹی او (آر) آفس خانیوال کے خلاف رشوت کے الزام میں محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔
3	شاہد یوسف پٹواری ڈی ٹی او (آر) آفس میاں چنوں کے خلاف ریکارڈ میں ردوبدل کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
4	ملک محمد اکرم پٹواری ڈی ڈی او (آر) آفس میاں چنوں کے خلاف ریکارڈ میں ردوبدل کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
5	محمد عارف پٹواری ڈی ڈی او (آر) آفس کبیر والہ کے خلاف ٹی ایم اے فیس جمع نہ کروانے اور بوگس انتقال درج کرنے کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
6	اطہر عباس زیدی نائب تحصیلدار، محمد شفیق قانونگو اور محمد ضیغم پٹواری ڈی ڈی او (آر) آفس میاں چنوں کے خلاف سانحہ بم دھماکا چک نمبر L-15/129 میاں چنوں غلط سروے رپورٹ مرتب کرنے کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
7	محمد رمضان سٹینو گرافر ڈی ڈی او (آر) آفس خانیوال کے خلاف غیر حاضری کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
8	بدر دین نائب تحصیلدار/NTO کے خلاف نااہلی کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔

(د) ضلع ہذا میں66ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے مختلف جگہوں پر تعینات ہیں۔

(ہ) سات ملازمین کو مختلف الزامات میں سزا دی گئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملازم
1	واجد علی پٹواری ڈی ڈی او(آر) آفس میاں چنوں کو ریکارڈ میں ردوبدل کرنے کی بناء پر ملازمت سے برطرف کیا گیا۔
2	صادق محمد پٹواری کو ڈی ڈی او(آر) آفس کبیر والہ کے ریکارڈ میں ردوبدل کی بناء پر دو سال ضبطی سروس کی سزا ہوئی۔
3	سرفراز پٹواری کو ڈی ڈی او(آر) آفس کبیر والہ سے غیر حاضری کی بناء پر دو سال ضبطی سروس کی سزا ہوئی۔
4	احمد شکیل جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو کرپشن کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی۔
5	اکبر علی لودھی جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو نااہلی کی بناء پر پانچ سال سروس ضبط کرنے کی سزا ہوئی۔
6	محمد منشاء قادری جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو کرپشن کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی
7	محمد الیاس جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو غیر حاضری کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی

موروثی مزارعین کے نوٹیفکیشن سے متعلقہ تفصیلات

*7430: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں موروثی مزارعین کا نوٹیفکیشن کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے، اسے کب اور کتنے عرصہ بعد جاری کیا جاتا ہے اور آخری دفعہ مذکورہ نوٹیفکیشن کب جاری ہوا؟

(ب) کیا مذکورہ نوٹیفکیشن میں توسیع ہوتی ہے، اگر ہاں تو کیوں اور کون کرتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں موروثی مزارعین کو مالکانہ حقوق دینے کی غرض سے پنجاب ٹیننسی ایکٹ 1887 میں سال1952 میں ترمیم کر کے دفعہ 114 کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت بعض قسم کے موروثی مزارعین کو بلا معاوضہ مالکانہ حقوق دیئے گئے لیکن جو مزارعین لگان بصورت نقدی یا بصورت نقدی و بٹائی دیتے تھے صوبائی حکومت کی طرف سے وضع ہونے والے قواعد کے تحت مقرر شدہ معاوضہ مقررہ مدت کے اندر ادا کر کے مالکانہ حقوق حاصل کر سکتے تھے، دفعہ 114 مذکور کے تحت صوبائی حکومت نے1953 میں قواعد وضع کئے جن کے تحت

موروثی مزارعین نے مقرر کردہ معاوضہ کی رقم دو سال کے اندر ادا کرنی تھی لیکن بہت سے موروثی مزارعین مقررہ میعاد کے اندر معاوضہ جمع نہ کرا سکے، حکومت نے مقررہ میعاد میں توسیع کی جس کی قانونی حیثیت مشکوک ہونے کی وجہ سے ہنگامی قانون پنجاب مزارعین (توثیق و توسیع میعاد برائے ادائیگی معاوضہ) 1969 نافذ ہوا۔اس ہنگامی قانون میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی رہی اور برائے ادائیگی معاوضہ مدت میں آخری توسیع بذریعہ قانون نمبر XII مجریہ 10۔نومبر 1992 کو 31۔دسمبر 1996 تک توسیع کی گئی۔

(ب) عدالت عظمیٰ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے سرحد ٹیننسی ایکٹ 1950 کی دفعہ 4 اور قواعد سرحد ٹیننسی (لینڈلارڈ کے لئے معاوضہ کی قائمی) 1981 (جو کہ پنجاب میں لاگو قانون کی طرز پر تھے) ان کو اس بناء پر غیر اسلامی قرار دیا کہ قرآن و سنت کی روشنی میں جو شخص کسی مردہ زمین کو اپنی محنت اور خرچ سے آباد کرے وہ اس کا مالک ہے۔عدالت عظمیٰ کا متعلقہ حکم 1989 SCMR 2012(1) میں شائع ہوا۔عدالت عظمیٰ نے نظر ثانی کی درخواست پر اپنے فیصلہ جو کہ PLD 1991 SC 760 میں رپورٹ ہوا میں پنجاب ٹیننسی ایکٹ 1887 کی دفعات 5 تا 11 کا جائزہ لیا اور یہ وضاحت کی کہ جن لوگوں کو سرحد ٹیننسی ایکٹ میں موروثی کاشتکار کہا گیا قانون ہی کی رو سے وہ مختلف ہو سکتے ہیں۔بے شک ان میں سے بیشتر قسمیں ایسی ہی ہیں جن کو شرعاً زمین کا مالک نہیں کہا جا سکتا لہذا اصل مالکوں کی مرضی کے بغیر انہیں معاوضہ کے ساتھ یا بلا معاوضہ زمینوں کا مالک قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن کچھ قسمیں ایسی بھی ہیں جن کو بلا معاوضہ مالک قرار دینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی شرعی قباحت نہیں ہے بلکہ یہ کہ ان کا شرعی حق ہے اور ان کے اس حق کے قانونی اعتراف کے لئے کوئی معاوضہ طلب کرنا قرآن و سنت کے احکام کے خلاف ہے۔عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کی روشنی میں حکومت پنجاب ضروری قانون سازی پر غور کر رہی ہے۔

صوبہ میں اراضی کے مالکانہ حقوق دینے کی تفصیلات

*7533: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

یکم جنوری 2007 سے 2009 تک صوبے کن کن اضلاع میں کل کتنے افراد کو کل کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے، زمین و پلاٹ کن مقاصد کے تحت الاٹ کئے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

یکم جنوری 2007 سے 2009 تک صوبہ میں مالکانہ حقوق پر دی گئی اراضی کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ مال میں بھرتی کی تفصیلات

*7534: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع چنیوٹ میں سال 2008 سے اب تک گریڈ ایک تا 16 کے کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام گریڈ اور عہدہ جات سے آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

ضلع چنیوٹ میں مورخہ 07-04-2010 کو مختلف اسامیوں کی بھرتی عمل میں لائی گئی مگر بھرتی کے جملہ قواعد و ضوابط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ بھرتی منسوخ کر دی گئی جو کہ فی الوقت برائے حتمی فیصلہ لاہور ہائیکورٹ لاہور زیر التواء ہے۔

صوبہ میں سیلاب کی وجہ سے متاثر ہونے والے اضلاع کی تفصیلات

*7572: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے کون کونسے اضلاع متاثر ہوئے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ہر ضلع میں کتنے دیہات اور شہر متاثر ہوئے ہیں؟

(ج) ہر ضلع میں کتنے ایکڑ پر فصلیں متاثر ہوئی ہیں؟

(د) ہر ضلع میں حکومت نے سیلاب اور بارشوں کے متاثرین کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے گیارہ اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ راجن پور، ڈیرہ غازیخان، مظفر گڑھ، لیہ، رحیم یار خان، میانوالی، خوشاب، بھکر، جھنگ، ملتان، سرگودھا۔

(ب) کل دیہات 2079 متاثر ہوئے ہیں اور ان کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ راجن پور	421 دیہات
2۔ ڈیرہ غازی خان	141 دیہات
3۔ مظفر گڑھ	589 دیہات
4۔ لیہ	122 دیہات
5۔ رحیم یار خان	134 دیہات
6۔ میانوالی	132 دیہات
7۔ خوشاب	39 دیہات
8۔ بھکر	58 دیہات
9۔ جھنگ	322 دیہات
10۔ ملتان	61 دیہات
11۔ سرگودھا	60 دیہات

(ج) متاثرہ اضلاع میں تقریباً 17 لاکھ 12 ہزار ایکڑ پر فصلیں جن میں کپاس، چارا، چنے، گنا اور چاول شامل ہیں تباہ ہوئیں۔

(د)

(I) متاثرین کو وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑے وغیرہ فراہم کئے ہیں۔

(ii) متاثرین کو طبی سہولیات موقع پر فراہم کی گئیں۔

(iii) فوت شدگان کے لواحقین کو تین لاکھ روپے فی کس کے حساب سے ادائیگی کی گئی ہے۔

(iv) متاثرین کی بحالی کے لئے وطن کارڈ کے ذریعے بیس ہزار روپے فی خاندان کے حساب سے ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(v) متاثرہ کسان جن کی ملکیت پچیس ایکڑ تک ہے کو پچاس کلو گرام گندم کا بیج اور ایک بیگ یوریا کھاد فی ایکڑ کے حساب سے مفت فراہم کیا جا رہا ہے۔

(vi) متاثرین کی رہائش کے لئے ماڈل ویلیج تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

(vii) ونٹر پلان کے تحت 7 لاکھ کمبل و رضائیاں متاثرین سیلاب میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔

فیصل آباد چک نمبر 156 تحصیل جھمرہ میں سرکاری زمین و ناجائز قابضین کی تفصیلات

*7621: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر 156 ر-ب تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی سرکاری زمین کتنی ہے؟

(ب) کتنی زمین ایسی ہے جن پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) جن لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کے نام وپتاجات اور یہ کب سے قابض ہیں؟

(د) جو لوگ سرکاری زمین پر ناجائز قابض ہیں ان سے قبضہ چھڑوانے کے لئے کوئی کارروائی کی گئی اگر ہاں تو کون کون سے افسران واہلکاران مذکورہ کارروائی میں شامل تھے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ چک کی سرکاری زمین ناجائز قابضین سے واگزار کرواکے غریب لوگوں کو 5 مرلہ سکیم کے تحت الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال وکالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) کل رقبہ سرکار 1456 کنال ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

بقایا سرکار	1176K-18M
ریزرو چراگاہ	307K-04M
نیلام شدہ	1148K-16M
غیر نیلام شدہ	28K-02M
مقبوضہ محکمہ تعلیم	51K-00M
محکمہ صحت	16K-14M
مقبوضہ اہل اسلام غیر ممکن قبرستان	75K-19M
مقبوضہ باشندگان دیہہ کچی آبادی	17K-00M
7 مرلہ جناح آبادی سکیم	43K-15M
خالی باقبضہ	63K-18M
غیر ممکن مکانات ناجائز قبضہ	38K-18M

(ب) کل اراضی ناجائز قبضہ 38K-18M

(ج) فہرست ناجائز قابضین مع نام وپتاجات اور جب سے قابض ہیں کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رقبہ از قسم چراگاہ ہے جو کہ ریزرو برائے آبادی دیہہ ہوتا ہے رقبہ مذکورہ آبادی دیہہ کے ملحقہ ہے ناجائز قابضین عرصہ دراز سے پختہ مکانات تعمیر کرکے بیٹھے ہیں اور رقبہ مذکورہ کو اضافی آبادی دیہہ منظور کروانا چاہتے ہیں جس وجہ سے کارروائی نہ ہو سکی۔تاہم ناجائز قابضین کے

خلاف برائے کارروائی زیر دفعہ 34/32 کالونی ایکٹ کرنے کے لئے نوٹس برائے سماعت جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ہ) مطابق ہدایت نئی پالیسی حکومت پنجاب قبضہ جات واگزار کروا کر 5 مرلہ سکیم کے تحت غریب لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے جا سکتے ہیں جو کہ متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

ضلع چنیوٹ میں پٹوار حلقوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*7653: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں پٹواریوں کے کل کتنے حلقے ہیں؟

(ب) کتنے حلقوں میں پٹواری متعین ہیں اور کتنے حلقے خالی پڑے ہوئے ہیں؟

(ج) خالی حلقوں میں حکومت کب تک مستقل پٹواری مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ضلع کے کتنے ایسے پٹواری ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع چنیوٹ میں پٹواریان کے کل حلقہ جات 125 ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں 101 حلقہ جات پر پٹواری متعین ہیں اور 24 حلقہ جات خالی ہیں۔

(ج) فی الحال حکومت پنجاب S&GAD کی طرف سے بھرتی پر پابندی عائد ہے لہذا حکومت کی طرف سے پابندی اٹھنے کے بعد پٹواریان کی خالی اسامیوں پر بھرتی کی جائے گی۔

(د) ضلع ہذا میں 41 پٹواریان عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، قواعد کے برعکس تعینات پٹواریوں کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*7674: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کی پالیسی کے مطابق پٹواری کی کسی مقام / موضع میں تعیناتی کا زیادہ سے زیادہ عرصہ کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں اکثر پٹواری محکمانہ پالیسی کے برعکس کافی عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) پورے ضلع میں کتنے پٹواری حضرات ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں ان کے نام، موضع تعیناتی کے ساتھ تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(د) حکومت ان پٹواریوں کو رولز کے تحت فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جو تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ کی پالیسی کے مطابق پٹواری کی موضع میں تعیناتی کا عرصہ تین سال ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔بہر حال کافی پٹواریان کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور باقی زیر تجویز ہیں۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں 83 پٹواری ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں، ان کے نام، موضع تعیناتی کی تفصیل تحصیل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت کی ہدایات کے مطابق تین سال سے زائد ایک ہی حلقہ میں تعینات پٹواریان میں سے کافی پٹواریان کا تبادلہ کر دیا گیا ہے جو رہ گئے ہیں ان کا تبادلہ بھی زیر غور ہے۔

ضلع گجرات میں سیٹلمنٹ اراضی کے کام کی ابتداء ودیگر تفصیلات

*7737: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں سیٹلمنٹ اراضی کا کام کب شروع ہوا اور کب مکمل ہونا تھا، اس کا کل تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سیٹلمنٹ اراضی کا کام کتنے موضع جات کا ہونا ہے؟

(ج) اب تک کتنے موضع جات کی سیٹلمنٹ ہو چکی ہے اور اس پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں؟

(د) پورے ضلع کی سیٹلمنٹ اراضی کا کام کب مکمل ہو گا؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گجرات میں اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام نومبر 2004 میں شروع ہوا اور مطابق شیڈول 2013-14 میں ختم ہو جائے گا۔سال 04-2003 سے لے کر 15۔فروری 2011 تک تقریباً -/6,54,95,435 روپے تک اخراجات ہو چکے ہیں۔

(ب) ضلع گجرات میں 1084 موضعات کا کام بندوبست کیا جانا ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں 543 مواضعات کا کام بندوبست مکمل ہو کر مسل حقیت داخل دفتر تحصیل کروادی گئی ہیں۔تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل گجرات	540	275	265	50.92%
تحصیل کھاریاں	433	203	230	46.88%

تحصیل سرائے عالمگیر	111	65	46	58.55%
کل میزان	1084	543	541	50.09%

15- فروری 2011 تک کام بندوبست پر تقریباً -/65495435 روپے اخراجات ہو چکے ہیں۔جس میں سے افسران وعملہ کی تنخواہیں اور Contingency Bills بھی شامل ہیں۔

(د) مطابق شیڈول ضلع گجرات میں سال 14-2013 تک کام بندوبست مکمل ہو جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 66 ملک محمد عباس راں صاحب کی طرف سے ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈی ایس پی دہلی گیٹ (ملتان) کے معزز ممبر کے خلاف الزامات

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔اگست 2011 بوقت 00-6 بجے شام میں سابق گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی کی برسی میں شمولیت کے لئے جا رہا تھا کہ جب میری جیپ قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں داخل ہوئی تو آگے پولیس نے barrier لگایا ہوا تھا جس کے آگے دو وارڈن کھڑے تھے اور ڈی ایس پی دہلی گیٹ سعادت اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔انہوں نے میری گاڑی کو روکا میں نے اپنا تعارف کروایا مگر ڈی ایس پی نے کہا کہ آپ گاڑی واپس لے جائیں۔آپ آگے پیدل جا سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ درگاہ کے سامنے جو گاڑیاں پارک ہوئی ہیں اگر یہ گاڑیاں وہاں پارک ہو سکتی ہیں تو میری گاڑی بھی وہاں پر پارک ہو سکتی ہے اور وہاں پر کافی جگہ بھی ہے مگر ڈی ایس پی مذکور بضد رہا اور مجھے اس نے روکے رکھا میں نے دوبارہ ڈی ایس پی سے کہا کہ درگاہ حضرت ذکریا صاحب کو ایک ایم پی اے سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ ڈی ایس پی نے میری گاڑی زبردستی واپس کروائی وہاں پر میرے حلقہ کے لوگ بھی موجود تھے اس نے میرے ساتھ بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور میرے خلاف مختلف قسم کے من گھڑت الزامات لگائے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ میرے خلاف من گھڑت الزامات لگا رہے ہیں اس پر وہ مزید سیخ پا ہو گیا اور میرے خلاف بولتا رہا۔ میں نے اس کے اس رویہ کے خلاف سی پی او ملتان اور آر پی او ملتان کو بھی شکایت کی مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ڈی ایس پی مذکورہ نے میرے

خلاف جو من گھڑت الزامات اور دیگر غلط زبان استعمال کی ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ سے اپنی مختصر گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں جو تحریک استحاق پیش کی ہے اس طرح کے واقعات ہمارے ساتھ اکثر و بیشتر رونما ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنی ان تمام باتوں کو یہاں پر اسمبلی میں لے کر آئیں اور اپنی Privilege Motions move کرتے رہیں تو میرے خیال میں شاید اسمبلی کا کام بھی رُک جائے۔ میری گزارش ہے کہ اس اسمبلی کا ممبر ہونے کے بعد عزت کروانے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ بندہ وزیراعلیٰ ہو، وہ بندہ سپیکر ہو، وہ منسٹر ہو یا وہ اپوزیشن لیڈر ہو؟ کیا ایک ممبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ پنجاب حکومت کے زیرانتظام ادارے کم از کم ہماری عزت تو کریں اگر وہ ہمارے جائز مسائل حل نہیں کرتے تو کیا ہمیں اُن سے اپنی عزت کروانے کا حق ہے؟ میرے ساتھ جو تین چار واقعات پیش آئے ہیں میں وہ آپ کو بتا دیتا ہوں۔ میں ایک دن اسلام آباد سے واپس آتے ہوئے اپنی گاڑی پر ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے گزر رہا تھا تو وہاں پر Entry of Lahore کے نام پر ایک ناکا ہے۔ صبح 5 بجے کا ٹائم تھا اور میرے ساتھ میرا ڈرائیور تھا، میری گاڑی کو سپاہی نے روکا اور گاڑی کے آگے ایم پی اے کی پلیٹ دیکھ کر کہا "او! تہاڈے دوواں چوں ایم پی اے کہڑا اے؟" میں یہ حقیقت بتا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ جناب! میں ایم پی اے ہوں۔ اُس نے کہا "تیرا ناں کیہہ اے؟" میں نے کہا، "جی، محمد عباس۔" او توں کتھوں ایم پی اے ایں؟" میں نے کہا، "ملتان سے ایم پی اے ہوں۔" اُس نے کہا، "کتھوں آ ریا ایں؟" میں نے کہا، "جی، اسلام آباد سے آ رہا ہوں۔" پھر وہ کہتا ہے، "کتھے جانا ای؟" میں نے کہا، "سر، لاہور جانا ہے، جا سکتا ہوں؟" تو اُس نے کہا، "چلو جاؤ۔" یہ واقعہ آج سے ایک سال پہلے کا ہے۔ میں اس واقعہ پر تحریک استحقاق نہیں لے کر آیا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم کس کس کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آئیں گے؟

جناب سپیکر! میں ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں کہ میں ملتان سے آ رہا تھا اور میرا گھر جوڈیشل کالونی لاہور میں ہے تو اُسی ٹھوکر نیاز بیگ ناکا پر مجھے روکا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا بیٹھا ہوا تھا جو لاء گریجویٹ ہے۔ شاید آپ اُسے جانتے ہوں وہ آپ سے کافی مانوس ہے۔ تو مجھے سپاہی نے کہا کہ گاڑی search کروائیں۔ میں چونکہ اپنی حیثیت جانتا تھا تو میں خاموشی سے بیٹھا رہا۔ میرا بیٹا چونکہ نوجوان تھا، نیا خون تھا، لاء گریجویٹ بھی تھا تو اُس نے کہا کہ ایم پی اے صاحب ہیں۔ سپاہی نے کہا، "میں نے آپ

کو کہا ہے کہ گاڑی search کروائیں اور یہ بھی بتائیں کہ ایم پی اے کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے؟" تو میرے بیٹے نے کہا کہ "بھئی! آپ کو بتا دیا ہے کہ ایم پی اے ہیں، آپ اُن کا کارڈ چیک کر لیں اور آپ جو اسلحہ کی بات کر رہے ہیں تو لائسنسی اسلحہ کوئی بھی بندہ خواہ وہ ایم پی اے ہو یا ایم پی اے نہ ہو وہ اپنی گاڑی میں اپنی self protection کے لئے لے کر جا سکتا ہے۔ جب سپاہی نے دیکھا کہ یہ ایم پی اے تو نہیں بولتا لیکن یہ لڑکا بولنے والا ہے تو اُس نے سوچا کہ جان بچائیں تو کہنے لگا، اچھا چلو، جاؤ جاؤ۔ ہم وہاں سے چلے گئے تو میرے بیٹے نے مجھے کہا کہ آپ اپنا تعارف کیوں نہیں کرواتے؟ میں نے کہا، بیٹا! آپ نیا خون ہو، ابھی آپ کو پتا نہیں ہے۔ میں نے کئی مرتبہ تعارف کروایا ہے اور میں تعارف کروانے کے بعد بے عزت ہوا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تعارف کے بغیر میری بے عزتی کر لیں تاکہ ان کو پتا ہی نہ چلے کہ یہ ایم پی اے ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک دن ایس ایس پی (آپریشن) لاہور کو ملنے کے لئے گیا تو آگے پولیس کا سپاہی کھڑا تھا۔ میں نے اُسے اپنا تعارف کروایا کہ جی مجھے ایس ایس پی (آپریشن) لاہور سے ملنا ہے۔ اُس نے کہا کہ گاڑی وہاں روڈ کے اوپر پارک کر دیں۔ میں نے کہا کہ آئی جی کے دفتر میں بھی ایم پی ایز کی گاڑی اندر جاتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے آپ کو کہا نہیں کہ آپ گاڑی وہاں پر پارک کر دیں۔ میں نے اُسی میں اپنی بھلائی سمجھی اور مزید بحث نہ کی۔ میرے سامنے اے ایس آئی اور سب انسپکٹر اپنی پرائیویٹ گاڑیوں میں باوردی اندر جا رہے تھے لیکن ایک ایم پی اے کی گاڑی کو باہر پارک کروا دیا۔ میں نے سوچا کہ عزت بچاؤ، بجائے اس کے کہ کچھ لوگ اکٹھے ہو جائیں اور اُن کو پتا چلے کہ ایک ایم پی اے کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ایک دفعہ میرے حلقہ سے کچھ دوست آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے واہگہ بارڈر پر پریڈ دیکھنی ہے۔ میں نے کہا کہ چلتے ہیں آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ ہم وہاں پہنچے تو واہگہ بارڈر سے کافی پیچھے رینجرز کا جوان کھڑا تھا۔ میں نے اُسے اپنا تعارف کروایا۔ پہلے تو اُسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ ایم پی اے کیا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ ایم پی کے کیا ہو؟ میں نے کہا کہ ایم پی تو ملٹری پولیس ہوتی ہے، میں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب ہوں، آپ میرا کارڈ بھی دیکھ سکتے ہیں میرے ساتھ میرے دوست ہیں اور میں نے ان کو پریڈ دکھلانی ہے۔ اُس نے کہا کہ گاڑی اُدھر پارک کر دیں اور آگے پیدل جائیں۔ وہاں سے آگے تقریباً آدھے کلو میٹر کا سفر تھا۔ میں نے کہا کہ یہ گاڑیاں تو جا رہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ وہ گاڑیاں ہیں جن کو allow کیا ہوا ہے جبکہ آپ کو اجازت نہیں ہے۔ یقین جانیں کہ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ میرے

ساتھ حلقے کے بندے تھے اگر میں اکیلا ہوتا تو خیر تھی کیونکہ اب ہم بے عزتی پروف اور use to ہو چکے ہیں۔ میں گاڑی پارک کر کے اُن دوستوں کو لے کر گیا، انہیں پریڈ دکھلائی تو مجھے انہوں نے بار بار کہا کہ یار! آپ ایم پی اے ہو، آپ اسمبلی میں نہیں بولتے کہ اُس نے آپ کے ساتھ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے ساتھ اس سے بھی زیادہ کچھ ہوتا ہے اور یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا تو اب ہمیں بے عزت ہونے کی عادت پڑ گئی ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اب اس بات کو حلقے میں زیادہ مشتہر نہ کرنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! میرا خیال ہے کہ ایم پی ایز کی کافی تعریف ہو گئی ہے تو اب ہم لاء منسٹر سے جواب سُن لیتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری دو اور گزارشات ہیں آپ وہ سُن لیں۔ میرا حوصلہ دیکھیں کہ میں ایسی چیزوں کو چار سال سے برداشت کر رہا ہوں۔ میں ایک دفعہ فورٹریس سٹیڈیم cross کر کے سی ایم ایچ جا رہا تھا وہاں پر آرمی کی چیک پوسٹ ہے انہوں نے مجھے روکا تو میں نے آرمی کے جوان کو اپنا تعارف کروایا، اُس نے کہا کہ آپ نے میری بات نہیں سُنی کہ گاڑی اُدھر لگا دیں اور چیک کروائیں۔ میں نے کہا، جی میری کیا مجال ہے۔ میں نے گاڑی لگائی تو پولیس کا بندہ آیا تو میں نے اُس سپاہی کو بتایا کہ یار! میں ایم پی اے ہوں، غلطی سے سی ایم ایچ جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا کہ یار! پہلے بتا دینا تھا اب تو ہم چیک ہی کر چکے ہیں۔ میں نے کہا، میرے پاس کون سی توپ تھی یا میں کوئی اُسامہ بن لادن کا ساتھی ہوں کہ میں پکڑا جاؤں گا۔ خیر میں سی ایم ایچ گیا تو وہاں پر بھی انہوں نے کہا کہ ایم پی اے کی گاڑی کو سی ایم ایچ داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جبکہ وہاں سے عام گاڑیاں اندر جا رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ مریض ہیں تو ہم آپ کو wheel chair سے لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ آپ کی مہربانی ہے اور میں نے کہا کہ میں بے عزت ضرور ہوتا ہوں لیکن میں معذور نہیں ہوں۔

جناب سپیکر! میں کل اپنے ڈی ایس پی سرکل کو ملنے کے لئے گیا اور اُس کا اردلی پچھلے دس سال سے وہاں پر تعینات ہے اور وہ مجھے بڑی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ میں ایم پی اے ہوں۔ اُس اردلی نے آگے ہاتھ کر کے مجھے روک کر کہا کہ نئے ڈی ایس پی صاحب تشریف لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا، جی فرمائیے۔ اُس نے کہا کہ جی، اندر بتانا پڑے گا کہ آپ آئے ہیں۔ مجھے شروع شروع میں تو غصہ بھی آتا تھا اور میں تڑی بھی لگا دیتا تھا کہ میں ایم پی اے ہوں، اب تو خیر عادت پڑ گئی ہے اس لئے میں اردلی کی بات سُن کر خاموش ہو گیا۔ اردلی نے دروازہ کھول کر کہا کہ عباس راں، ایم پی اے آیا ہے تو ڈی ایس پی نے کہا کہ آنے دو۔ میں اندر گیا تو ڈی ایس پی صاحب اکیلے بیٹھے تھے وہاں پر کوئی میٹنگ نہیں تھی۔ مجھے اُس

ڈی ایس پی کے خلاف بھی کوئی تحریک استحقاق پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو بتا رہا ہوں کہ اُس نے اردلی کو یہ بتایا ہوا ہے کہ جو بھی آئے، خواہ وہ ایم پی اے ہو، ایم این اے ہو، سینیٹر ہو، اُس کو روکو، مجھے بتادو اور پھر اُس کو اندر آنے دو۔

جناب سپیکر! یہ میری چند ایک گزارشات ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سارے واقعات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی ممبر کی توہین ہوتی ہے تو وہ کسی ایک ممبر کی توہین نہیں ہوتی۔ ہم جب اتحادی تھے اُس وقت بھی ہمارے ساتھ یہی روّیہ ہوتا تھا اور اب اپوزیشن میں ہیں تو پھر بھی ویسا ہی روّیہ ہے۔ اگر کسی ممبر کی بے عزتی ہوتی ہے تو کل کو آپ بھی اس کرسی سے نیچے آ جائیں گے اور آپ بھی ہماری طرح ممبر ہوں گے اور اگر آپ کے ساتھ یہی روّیہ ہو تو کیا آپ کو تکلیف نہیں ہو گی؟ اس ایوان کا جو Custodian ہے اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس ایوان کی عزت اور احترام کا خیال رکھے اور وہ تب ہی ہو گا جب ہماری عزت اور احترام کا خیال رکھا جائے گا۔

جناب والا! یہ ممبران اسمبلی جو 2008 کے انتخابات میں منتخب ہو کر آئے ہیں ان میں سے پھر سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور منسٹرز بنے ہیں۔ میری وزیر قانون صاحب کی خدمت میں بھی دست بدستہ گزارش ہے میں خدارا کسی پر تنقید نہیں کر رہا۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کر رہا جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ میں نے تو اپنی توہین کے واقعات آپ کو بتائے ہیں اور میری میڈیا والوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ ان واقعات کو میرے نام کے ساتھ نہ چھاپیں کہ میں نے شہرت کے لئے ایسا کہا ہے۔ وہ یہ بتائیں کہ ایک ممبر نے اپنی توہین کے بارے میں یہ کچھ بتایا ہے اور باقی ممبران خاموش ہیں جنہوں نے چھپایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ وضاحت چاہتا ہوں جیسا کہ میرے بھائی معزز ممبر عباس راں صاحب نے فرمایا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا ایم پی اے کی گاڑی کو search کرنے کا ایک کانسٹیبل یا ڈی ایس پی کو اختیار ہے۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہمیں جو گرین کارڈ دیا گیا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ Not as individual بلکہ as the member of the organ of this democratic institution. یہ ٹھیک ہے کہ میں انفرادی طور پر ایک worker بھی ہو سکتا ہوں یا مزدور بھی ہو سکتا ہوں مگر اس ایوان کا ممبر ہونے کے

ساتھ یہ گرین کارڈ یا اسمبلی کارڈ جو ہمیں دیا جاتا ہے اس کا مقصد کیا ہوتا ہے، ہمارا order of precedent کیا ہے؟ order of precedent کے تحت کوئی بھی ممبر above the level of secretary ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی منسٹر بنتا ہے وہ پہلے ممبر ہوتا ہے اور وزیر اعلیٰ بھی پہلے ممبر ہوا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ ممبران اسمبلی کا استحقاق ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا point of view آگیا ہے۔ آپ بڑے محترم ہیں۔ میں پہلے لاء منسٹر صاحب کو سن لوں اس کے بعد میں اپنے views دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے views میں ان points کی وضاحت چاہوں گا کہ ایک ممبر کی گاڑی کو کس طریقے سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں اکثر دیکھتے ہیں کہ چیف منسٹر آتے ہیں تو سب انسپکٹر تو اندر جا رہا ہے اور ممبر کو کہتے ہیں کہ باہر کھڑے ہو جاؤ۔ وزیر اعظم آتا ہے تو سب انسپکٹر یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو تو اجازت ہے کہ وہ اندر جا رہے ہیں ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ باہر رکیں۔ اس ایوان کے ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ non prohibited bore نہیں بلکہ prohibited bore کا اسلحہ بغیر لائسنس کے رکھ سکتا ہے، بغیر لائسنس کے اسلحہ خرید سکتا ہے اور جب وہ ممبر نہ رہے تو چھ مہینے کے اندر اسے لائسنس لینا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے استحقاقات ہیں اور اگر ان کی صحیح طریقے سے protection نہ ہو تو پھر ان استحقاقات کو ختم کر دیا جائے۔ آخر ہمیں استحقاقات دینے کا مقصد کیا ہے؟ جب استحقاق دیتے ہیں تو irrespectively یہاں کوئی discrimination نہیں ہے چاہے کوئی اپوزیشن سے ممبر ہے یا حکومتی ممبر ہے۔ آپ بھی 2002 کی اسمبلی میں ہمارے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھتے تھے۔ میرا point یہ ہے کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم اپنی گاڑی search کرنے دیتے ہیں تاکہ ہماری لاعلمی کی وجہ سے کوئی نیچے بم نہ لگا دے ورنہ یہ ہمارا استحقاق ہے کہ وہ ہمیں search نہیں کر سکتے۔ میں اپنے استحقاق کی protection چاہتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے میری لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ یہ general instructions دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق ہے۔ اس پر معزز ممبر جو محرک ہوتے ہیں ان کو short statement کی اجازت ہوتی ہے۔ ہم جب rules کی بات کرتے ہیں تو ہمیں اس پر چلنا بھی چاہئے۔ ہم اس معاملے پر تھوڑی دیر بعد point of orders لے لیں گے لیکن میں پہلے لاء منسٹر صاحب کے views لینا چاہتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ تحریک استحقاق پر ضرور لاء منسٹر کو سنیں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب استحقاق کی بات کر رہے تھے۔ ہمیں استحقاق نہیں چاہئے بلکہ آج اس ایوان میں کوئی ممبر استحقاق کی بات نہیں کرتا ہم ممبران کو عام شہری کی طرح اگر deal کر لیا جائے تو میں اس کے لئے بھی آپ کو مبارکباد پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! شاہ صاحب نے اتنی لمبی تقریر فرمادی کہ ہمارا یہ استحقاق ہے، ہمارا یہ حق ہے تو ہم قطعاً اپنا حق نہیں مانگتے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میں نے پورے ساڑھے تین سال میں اپنی گاڑی پر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ نہیں لگائی۔ میرے ڈرائیور اور گن مین کہتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ ایم پی اے کی نمبر پلیٹ نہ لگا کر زیادہ بہتر رہو گے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگانے کے بغیر زیادہ معزز بھی ہوں اور میری بات سنی بھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میں کہیں بھی اپنے آپ کو ایم پی اے نہیں بتاتا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ اس ایوان میں ہمارے ایک ساتھی رہے ہیں جن کا نام رضوان گل ہے۔ وہ بد قسمتی سے اس وقت اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں سرگودھا میں ایک واقعہ ہوا، میں آپ کو اس بات پر چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ کوئی ایجنسی لگادیں کہ جو واقعہ ہوا ہے اگر اس میں رضوان گل ملوث ہے تو ہم تمام ایوان یہ recommend کریں گے کہ اس کو بڑھ چڑھ کر سزا ملنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صرف اس لئے اس کو انصاف نہیں مل رہا کہ وہ سابقہ ممبر ہے اور مسلم لیگ (ن) کا ممبر ہے۔ آج میں آپ سے یہ اپیل کرتا ہوں اور یہاں معزز ممبر عبدالرزاق ڈھلوں صاحب بھی بیٹھے ہیں جن کا تعلق سرگودھا سٹی سے ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ حلفاً اس ایوان میں کہہ دیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ان کو اس واقعہ کا علم بھی ہوگا اور اصل حقائق کا بھی علم ہوگا۔ اگر وہ حلفاً ایوان میں کہہ دیں کہ رضوان گل کی ایماء پر وہ وقوعہ ہوا اور وہ موقع پر موجود تھا تو پھر اگر کسی آدمی کو سزا کم ملتی ہے تو اس کو دس گنا زیادہ سزا دی جائے۔ ان کو انصاف اس لئے نہیں مل رہا کہ وہ سابقہ ممبر ہے۔ اس نے خود کہا تھا کہ میں پیش ہونے کے لئے تیار ہوں لیکن میری اطلاع کے مطابق ان کے گھر میں پولیس بغیر وارنٹ کے داخل ہوئی اور عبدالرزاق ڈھلوں بھی وہاں موجود تھا۔ پولیس اس کے گھر میں داخل ہوئی ہے اور اسے گرفتار کیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں میں پولیس داخل ہوتی ہے جو ڈکیت ہوتے ہیں یا پولیس کو یہ خطرہ ہوتا ہے کہ یہ آدمی بھاگ جائے گا۔ میرے بھائی راں صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کی

تائید یہاں بیٹھے تمام ممبران کر رہے تھے کہ ہمارے ساتھ روزانہ یہ ہوتا ہے ہم اس کو mind ہی نہیں کرتے کہ یہ کوئی بات ہے۔ میرے بھائی شیخ صاحب نے کل کمیٹیوں کی بات کی اور میرے بھائی ملک وارث کلو نے کہا کہ نہیں جناب میرے پاس اختیار ہے۔یہاں Privileges Committee کے ممبران بیٹھے ہیں ان کے سامنے افسران نے کہا ہے کہ تسی جو کرنا اے کر لو اسی جارے آں۔25 سال میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ Privileges Committee کے ممبران کے سامنے کوئی افسر یہ کہے کہ تسی جو کرنا اے کر لو۔ اِس دور سے پہلے جب کسی کے خلاف کوئی Privilege Motion کسی Privileges Committee میں جاتی تھی تو ان کی رات کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں اور اب تو کسی کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔اگر آپ نے اس بات پر غور نہ کیا اور آپ نے مسکرا دیا تو یقین کریں یہ حالات اور مخدوش ہو جائیں گے۔ میں آج بھی ان ممبران سے کہتا ہوں کہ جو ملکی حالات ہیں، کوئی ممبر اپنی گاڑی search کرنے سے روکے اور نہ mind کرے کیونکہ یہ حالات اور وقت کی ضرورت ہے لیکن انتظامیہ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ جس بد تمیزی سے وہ بات کرتے ہیں ہمیں اب اس کا افسوس نہیں ہوتا کیونکہ ہم use to ہو گئے ہیں لیکن اتنا تو ہو کہ جب ہم گرین کارڈ دکھائیں اور انہیں بتائیں کہ ہم ممبر ہیں تو وہ ایک طریقے اور سلیقے سے search ضرور کریں۔ اگر کوئی میری گاڑی کو search نہیں کرتا تو میں بلا کر کہتا ہوں کہ آپ اسے search کریں کیونکہ پھر آپ کو اس طرح کی عادت پڑ جائے گی کہ گاڑی کی search نہ کریں۔آپ search کریں اور search ضرور کرنا چاہئے اور میں تمام ممبران سے request کروں گا کہ کوئی ممبر search کرنے پر mind نہ کرے بلکہ خود کہیں کہ ہماری گاڑی کو search کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مخالف یا کوئی دہشت گرد تنظیم ان کے ساتھ کوئی بھی کھیل کھیل سکتی ہے۔آپ سے یہ request کرتے ہیں کہ سرگودھا کے معاملے میں ہمیں کوئی favour اور کوئی رعایت نہیں چاہئے لیکن جو ہمارا حق اور میرٹ ہے ہمیں وہ آپ دلوا دیں۔ ہمیں آپ سے کوئی رعایت کی امید بھی نہیں ہے اور ہم آپ سے تقاضا بھی نہیں کرتے لیکن on merit جو میرا حق ہے کہ انصاف ہمیں دلا دیں کیونکہ ہمیں انصاف نہیں ملتا جس پر ہم آپ کے مشکور ہوں گے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بہت سے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے لاء منسٹر صاحب پہلے اس کا جواب دے دیں پھر ممبران کو وقت دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرگودھا سے متعلق جو بات ہوئی ہے اور جیسا آپ نے بھی کہا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو dispose of کر دیا جائے تو اس کے بعد اگر کوئی اور دوست بھی بات کرنا چاہے تو اس کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ جو بات ملک محمد عباس راں صاحب نے کی ہے یقیناً انہوں نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے تو ہمارے معاشرے میں رویّوں کا problem ہے جو کہ ہر جگہ پر موجود ہے۔ تھانہ میں جائیں وہاں پر بھی ہے، کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں چلے جائیں وہاں پر بھی ہے اور بہت اعلیٰ level پر بیٹھے ہوئے یعنی ڈیپارٹمنٹ کو head کرنے والے سیکرٹری سطح پر بھی رویّوں کا problem ہے اور بعض جگہ پر ہم میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ اگر ہم اپنے حلقوں میں جائیں اور اپنے ووٹرز کے پاس جائیں تو ہمیں بھی یہ بات وہاں پر سننے کو ملتی ہے کہ ہم آپ کے office گئے تھے اور وہاں پر ہمیں proper deal نہیں کیا گیا۔ بہر حال یہ رویّوں کا problem ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے true prospect میں دیکھنا چاہئے اور اسی میں بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے میڈیا کے صحافی بھائیوں سے راں صاحب کے خیالات کو endorse کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کروں گا کہ میڈیا میں تو اس قسم کا تاثر بعض اوقات ملتا ہے کہ ایک ایم پی اے ہونا بالکل ہر چیز سے بالا تر ہے اور وہ بہت ہی strong چیز ہے حالانکہ ان معاملات کا ذکر اور بھی بہت سے دوستوں نے کیا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معاشرے کا حصہ ہیں اور ہمارے ساتھ بھی باقی لوگوں کے ساتھ ہونے والے سلوک یا اس سے کم و بیش تھوڑے سے فرق کے ساتھ ہمیں بھی وہی چیزیں face کرنا پڑتی ہیں۔ میں راں صاحب کی ان باتوں کو اس سے زیادہ اور appreciate نہیں کرنا چاہتا کہ میں آپ سے request کروں کہ ان کی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور اس کے بعد جو بات چل رہی تھی اس پر پہلے عبدالرزاق ڈھلوں صاحب بات کریں گے پھر ثناء اللہ مستی خیل صاحب اور ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ بات کریں گی۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی نوانی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اس گاؤں کی وکلاء برادری اور رضوان گل کی برادری کے کچھ لوگوں کا اختلاف تھا۔ پہلے وکلاء برادری نے فائر کیا جس سے ایک آدمی کا بازو ضائع ہو چکا ہے اور ملزم بھی کم از کم 20 دن تک پولیس نے نہیں پکڑا اس لئے کہ وہ ایک وکیل تھا۔

اس کے بعد جب یہ لڑائی ہوئی تو اس میں رضوان گل، ان کے سسر اور ان کے ٹکٹ ہولڈر بھائی تبریز گل بھی شامل نہیں تھے۔ اس لڑائی میں بڑے بھرپور طریقے سے وکلاء نے pressure ڈال کر اس پوری فیملی کو شامل کیا اور جب میں نے آر پی او اور ڈی پی او صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں دو شخص مطلوب ہیں جنہیں پیش کر دیا جائے۔ مطلوب اشخاص کو پیش کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ دو لوگ اور ہیں جو اس وقوعہ میں شامل ہیں جنہیں پیش کیا جائے۔ 7۔ ستمبر کو جب رانا ثناء اللہ صاحب سرگودھا گئے تو ان کی واپسی کے بعد میں ان کے گھر چلا گیا اور دونوں ملزموں کے بارے میں ان سے بات کی۔ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے میں گیا اور میری ایس ایچ او سے بات ہوگئی کہ 10:00 بجے ہم آپ کو دونوں ملزم پیش کر دیں گے۔ 9:00 بجے میں ان کے ڈرائنگ روم سے نکل کر اپنی گاڑی کے پاس کھڑا ہوں کہ 6/7 گاڑیاں جس کی supervision وہاں کے اے ایس پی (انویسٹی گیشن) سرفراز ورک کر رہے تھے، ان کے ساتھ ایس ایچ او تھانہ سٹی قیصر اور ایس ایچ او تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن شبر یز گجر پوری گارد کو لے کر گیٹ پر آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں رضوان گل چاہئے جسے ہم نے گرفتار کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کو چاہئے تو میں انہیں بلوا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہمیں فوری چاہئے اور حکم یہ دیا کہ فوری طور پر گھر کو search کرو۔ ایس ایچ او انسپکٹر قیصر ان کے گھر میں ڈرائنگ روم کی طرف سے گھس گیا جس کے ساتھ کئی پولیس اہلکار تھے جو رضوان گل کو گھر کے اندر سے گرفتار کر کے backside کے گیٹ سے لے کر آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ بے قصور ہیں اور آپ انہیں investigate کر لیں اس کے بعد جو مرضی فیصلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی، ہمیں افسران کا حکم ہے اور ہم یہ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک تو سابقہ ممبر پنجاب اسمبلی کو ناجائز طریقے سے گرفتار کیا گیا یا جو بھی طریق کار اختیار کیا گیا اس پر مجھے انتہائی افسوس ہے لیکن سب سے زیادہ اگر میں اپنے آپ پر افسوس کروں کہ میں وہاں پر پولیس کی رضامندی سے گیا اور ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے موجود تھا اور اس وقت میری جتنی تذلیل ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ تذلیل کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں اور میں آپ اور پوری اسمبلی کے سامنے یہ حلف اٹھاتا ہوں کہ رضوان گل اس پورے وقوعے میں موجود نہیں تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں پولیس کے اس act کی جتنی بھی مذمت کروں کم ہے اور میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جس بھونڈے انداز میں حلقہ کی ایک منتخب آواز رہنے والے اور اس گھر میں بیٹھی ہوئی ایک elected voice کی موجودگی میں پولیس نے جو شرمناک act کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا condemnable ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ میرے بڑے بھائی سعید اکبر اور ڈھلوں صاحب نے جو عرض کیا ہے تو کیا وہ "را" یا" موساد" کا ایجنٹ تھا یا وہ دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث تھا؟ دو پارٹیوں کی چپقلش میں لڑائی ہوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا point of view یعنی basic چیز تو آ گئی اب اس میں مزید کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر دیں کیونکہ ابھی ایوان کا بزنس بھی کافی ہے اور وقت کم ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ان تمام پولیس ملازمین کو فوری طور پر معطل کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ آپ چونکہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے وکیل بھی ہیں تو یہ کہاں لکھا ہوا کہ گرفتار کریں؟ آپ ان کی investigation کریں اور ان کی گرفتاری کو مؤخر کریں۔ ہاں اگر وہ guilty ہو تو اسے سزا دیں۔ یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ بغیر وارنٹ کے گھر جائیں اور ریڈ کریں۔ اگر ہم نے پولیس کے اس شرمناک فعل کے خلاف یہ act نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر کوئی بھی محفوظ نہیں ہوگا اور پھر پنجاب کو پولیس کے حوالے کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! جو میرے بھائی نے کہا ہے میں اس کو پورا endorse کرتی ہوں اور میں اس میں add up کرنا چاہتی ہوں۔ پولیس کے اعلیٰ افسران ایم پی ایز کے ٹیلیفون بھی attend نہیں کرتے۔ نہ صرف یہ کہ وہ ٹیلیفون attend نہیں کرتے بلکہ ان کے ٹیلیفون آپریٹرز بھی انتہائی بدتمیزی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ آئی جی پنجاب کے آفس میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، ڈی آئی جی راولپنڈی ڈویژن کے آفس میں بھی ایسا ہوتا ہے اور آر پی او کے آفس میں بھی ایسا ہوتا ہے حالانکہ آر پی او صاحب جب خود لائن پر آئیں تو عزت اور تمیز سے بات کرتے ہیں لیکن ان کے ٹیلیفون آپریٹروں

کو شاید یہ ہدایت ہے کہ ایم پی ایز کے ٹیلیفون کو نہ ملایا جائے۔ براہِ مہربانی اس کو بھی آپ take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! تقریر تو مجھے بھی آتی ہے پر میں نہیں کرتا۔ ہمیشہ کم بولتا ہوں اور to the point بولتا ہوں اس توقع کے ساتھ کہ Chair مجھے اجازت دیتی رہے۔ میں بلاوجہ ایوان کا وقت ضائع نہیں کرتا بلکہ ہم تو آپ کے ماتھے کی تیوری دیکھ کر بھی بیٹھ جاتے ہیں، آپ کا حکم تو ایک طرف رہا۔ ہمیں اس قدر Chair کا ادب، عزت اور احترام ہے۔ ابھی میرے معزز دوست نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس پر بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، ہم تو عزت سادات بچائے پھرتے ہیں۔ اس پر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں جو مرحوم جناب حضرت غالب دہلوی کا ہے۔

پہلے تو آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

جناب سپیکر! اب تو ہم عادی ہو گئے ہیں۔ یہ شعر آپ کی توسط سے سب نے سن لیا ہے میں اس کو ایک بار پھر پڑھ دیتا ہوں شاید دوستوں نے نہ سنا ہو۔

پہلے تو آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

ہم لوگ تو اب عادی ہو گئے ہیں۔ جو سلوک ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اس کے ہم عادی ہو گئے ہیں اور اب ہم عزت سادات بچائے پھرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! دو دن پہلے کی بات ہے کہ گلشن راوی میں ایک شادی تھی۔ میں رات کے ٹائم جا رہی تھی، میرے ساتھ ڈرائیور، گھر کا گارڈ تھا اور میں گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھی۔ مجھے پولیس والے نے روکا۔ میری ہمیشہ سے عادت ہے کہ جب بھی مجھے کوئی روکے تو میں بڑے احترام اور عزت کے ساتھ گاڑی چیک کراتی ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ہمارا ملک حالت جنگ میں ہے۔ کہیں اسی آڑ میں کوئی غلط واقعہ نہ کر جائے۔ میں ان چیزوں کو بہت مدنظر رکھتی ہوں اور ایک ایم پی اے ہونے کے ناتے میرا فرض بھی ہے کہ میں ان تمام چیزوں کا احترام کروں۔ یہ واقعہ ٹھوکر نیاز بیگ پر پیش آیا۔

میں نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور کہا کہ آپ گاڑی چیک کر لیں، یہ میرا گارڈ ہے، یہ میری گاڑی ہے اور میں ایم پی اے ہوں۔ اُس نے بہت غصے سے مجھے کہا کہ آپ کہاں کی ایم پی اے ہیں؟ میں نے کہا کہ میری بات سنیں! میں ایم پی اے ہوں، میں اپنا کارڈ اور اسلحہ لائسنس بھی دکھا دیتی ہوں اور میں شادی میں جا رہی ہوں۔ آپ مجھے چیک کر سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ "پہلے تُسی دسو کہ تسی کتھوں دی ایم پی اے او؟" پھر میں نے کہا کہ میں تہانوں دساں کہ میں کتھوں دی ایم پی اے آں؟" کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک female بیٹھی ہے اور وہ خود چیک بھی کرا رہی ہے تو کیا وہ female شکل سے دہشت گرد لگتی ہے؟ اگر میں شکل سے دہشت گرد لگتی تھی تو پھر ٹھیک ہے وہ مجھے کہتے۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پولیس کا ساتھ دیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پنجاب یا جو بھی ریاستیں ہیں وہ ان پولیس والوں کی ورکشاپس کرائیں جہاں ان کو تربیت دی جائے کہ لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے؟ چاہے وہ سویلین ہوں، بیوروکریٹس ہوں یا ایم پی اے ہوں۔ یہ ذمہ داری حکومت پنجاب پر آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب علی حیدر نور خان نیازی!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمارے بھائی سعید اکبر خان، عبدالرزاق ڈھلوں صاحب اور مستی خیل صاحب نے بات کی ہے۔ جو سرگودھا میں ہمارے سابقہ ممبر رضوان گل کے ساتھ واقعہ پیش آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت شرمناک واقعہ ہے اور ہم اسے condemn کرتے ہیں۔ میرے صرف ایک دو سوالات ہیں۔ اس طرح کی لڑائیاں پورے پاکستان میں ہوتی ہیں اور اس طرح کے کیس بھی پورے صوبے اور پورے پاکستان میں ہوتے ہیں۔ ایک ایف آئی آر ہوئی، ہمیں اعتراض اس روّیے پر ہے جو روّیہ وہاں کی پولیس کی طرف سے اختیار کیا گیا۔ ہمارے ایک معزز ممبر کی موجودگی میں بغیر کسی search warrant کے، بغیر کسی اجازت کے، قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ڈھلوں صاحب کی موجودگی میں پولیس ان کی تذلیل کرتی ہوئی سابقہ معزز ممبر کے گھر میں گھسی۔ وہاں پولیس نے چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا، انہیں arrest کیا اور انہیں تھانے لے کر گئے۔ Arrest تو ہر روز ہزاروں لوگ ہوتے ہیں۔ ہمیں پھر اعتراض اس روّیے پر ہے جو روّیہ وہاں کی پولیس نے اختیار کیا ہوا ہے اور اس تھانے میں ایسا لگتا ہے جیسے کوئی کرفیو لگا ہوا ہے۔ باہر دور دور تک یہ محسوس ہوتا ہے جیسے وہاں کوئی بہت بڑا دہشت گرد گرفتار ہو چکا ہے جس سے ملاقات بند ہے۔ اس تھانے کے اندر کسی کو داخل ہونے دیا جا رہا ہے اور نہ ہی کسی کو ملنے دیا جا رہا ہے۔ ہمارے بہت سے ساتھی وہاں ملنے گئے لیکن ان ایم پی ایز کو تھانے میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ

آپ فوری طور پر اس ایوان کی دو تین رکنی کمیٹی تشکیل دیں جو اس بات کو probe کرے کہ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب جو ہمارے sitting member ہیں وہ اس جگہ موجود تھے، وہ وہاں ملزموں کو پیش کروانے گئے ہوئے تھے اور ملزم خود پیش ہو رہے تھے۔ 302 کے کیس ہوتے ہیں، بہت بڑے بڑے کیس ہوتے ہیں اور جس وقت ہم پولیس کو بتا دیں کہ آپ اس وقت آکر ملزموں کو لے جائیں تو ایک understanding سے ملزم پیش ہو جاتے ہیں۔ جب ملزم پیش کرائے جا رہے تھے، ہمارے ایم پی اے عبدالرزاق ڈھلوں صاحب وہاں موجود تھے تو پھر ایسی کون سی ایمر جنسی تھی؟ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا ہم کوئی علیحدہ مخلوق ہیں، کیا ہم اس ملک کے شہری نہیں ہیں اور ہماری کوئی عزت نہیں ہے؟ میں لاء منسٹر صاحب سے فوری طور پر مطالبہ کرتا ہوں کہ پولیس کی طرف سے وہاں رضوان گل کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، کیا پولیس کے اپنے ذاتی grudges ہیں جو وہ نکالنا چاہ رہے ہیں؟ رضوان گل arrest ہو چکے ہیں لیکن جو دوسرے لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہی سلوک ان کے ساتھ کیا جائے۔ وہاں پر جو کرفیو کا سماں ہے اسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔ اس ایوان کی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں اپوزیشن ممبران بھی شامل ہوں اور گورنمنٹ کے ممبران بھی شامل ہوں۔ پولیس نے وہاں جو عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے ساتھ بدتمیزی کی ہے، ان کی تذلیل کی ہے اس بارے میں اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں اور ان پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی سعید اکبر صاحب نے بات کی ہے کہ Privileges Committee کے سامنے ایک افسر نے کہا ہے کہ جو کچھ میرا کرنا ہے کر لیں۔ چونکہ اس پر توجہ نہیں ہوئی اس لئے میں آپ کی توجہ اس بات پر بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کا بھی حل ہونا چاہئے اور اس کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اِس آفیسر کے خلاف جو آپ مناسب سمجھیں اقدام ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات اس سارے ماحول سے ہٹ کر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ابھی نہ کریں، بعد میں کر لینا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے کہنا یہ ہے کہ آپ نے جو ٹائم ٹیبل circulate کیا ہے کہ کس کس دن کون سے محکمے کے سوال و جواب ہوں گے۔ ہمیں اس کی دو لسٹیں موصول ہوئی ہیں ایک تو گھر پہنچی اور دوسری یہاں ملی ہے لیکن اس میں کہیں پر بھی محکمہ صحت کے سوالات کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ میری آپ سے التماس ہے کہ یہ انتہائی اہم محکمہ ہے اس کو 25 دن کے اجلاس میں ignore نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ! میں نے جو نام لکھ لئے ہیں وہی بات کریں گے اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کریں گے۔ اس کے بعد لاء منسٹر صاحب respond کریں گے کیونکہ ہم نے ایوان کا کام بھی چلانا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ڈھلوں صاحب نے بات کی اور رضوان گل صاحب کا معاملہ سامنے آیا۔ یہ انتہائی شرمناک واقعہ ہے۔ دوسرے دوستوں کی طرح میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری چیز کے ذمہ دار ہم لوگ ہیں۔ ہم خود یہ سب کچھ کرواتے ہیں جب ایک ممبر کمیٹی کے سامنے بیٹھ کر ایک سرکاری ملازم یہ کہہ رہا ہو کہ [***] اور ہم اس کا کچھ نہ کر سکیں اور پھر اس کو ہمارے ہی دوست کہیں کہ اس کو معاف کر دو، اس سے صلح کر لو اور پھر اس کو لاء منسٹر صاحب کے چیمبرز میں بیٹھ کر اور اس کی بات کروا کر اور مفاہمت کر کے انہیں فارغ کر دیا جائے یا ہر واقعہ پر جب کوئی انکوائری نہیں ہوئی، کوئی کچھ نہیں ہوا اور ہمارے چیف منسٹر صاحب کہیں کہ اس کو گرفتار کر کے جیل بھیج دو تو میرا یہ نہیں خیال کہ ہم ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کر سکتے ہیں ہم تو ان لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ جب کوئی بے گناہ چاہے وہ مسلم لیگ (ن) کا ہو یا چاہے پیپلز پارٹی کا ہو۔ میں پارٹیوں سے ہٹ کر عرض کر رہا ہوں جب ہمارا چیف منسٹر کہے گا کہ اسے اٹھا کر lock up میں بند کر دو اور کسی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے یہ تو ہر روز ہوتا رہے گا۔ اگر ہم پولیس کے خلاف مدعی بن کر جاتے ہیں تو ہماری شنوائی نہیں ہوتی۔ ان کا ایک ایس پی رینک کا آدمی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اپنے Constable کے خلاف پرچہ نہیں دے سکتا جب تک کوئی انکوائری نہیں ہو گی اس کے خلاف محکمانہ کارروائی نہیں ہو گی۔ اس وقت جب ہم ایوان میں اپنا معاملہ لے آتے ہیں تو ہمارے ایوان میں بھی معاملہ کمیٹی کو سپرد کرنے کے لئے چار سیشن گزر جاتے ہیں اور وہ noting پڑی رہتی ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب نہیں آیا اور کچھ نہیں ہوا۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 292 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ہمیں چاہئے کہ آج کے اس واقعہ کو مثال بنا دیں۔ پنجاب کے یہ بیوروکریٹس ڈینگی مچھر کی مانند ہیں، یہ بیوروکریٹس کی طبیعت کا مچھر ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ فجر سے لے کر سات بجے تک کاٹتا ہے، شام کو یہ مغرب کے ٹائم کاٹتا ہے اور غریب عوام کا خون نچوڑتا ہے اسی طرح یہ افسر دفتروں میں بیٹھی ہوئی کالی بھیڑیں جو ہمارے پاس کئے ہوئے بجٹ سے تنخواہیں وصول کرتے ہیں جن کی بیگمات ہمارے خون پسینے کی کمائی سے جا کر سرکاری گاڑیوں میں shopping کرتی ہیں۔ یہ ہم پر حکمران نامزد ہوئے ہوئے ہیں یہ ملازم ہیں جب تک انہیں ان کی اوقات نہیں بتائی جائے گی، جب تک انہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم دو ٹکے کے ملازم ہو۔ اس وقت تک ہمارے privileges breach ہوتے رہیں گے اور شرفاء کی پگڑیاں اچھلتی رہیں گی۔

جناب سپیکر! یہ انہیں کبھی اپوزیشن کے روپ میں اپنے حکمران کو خوش کرنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھلواتے ہیں ہم انہیں خوش کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ آج انہیں فلاں جیل میں بھیج دو، آج اس کو فلاں چکی بندی کر دو اور ہم جب کرسیوں پر بیٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اس ایکٹ کو سراہتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! wind up کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج حکومتی ایوانوں میں بیٹھنے والوں اور حکومت کے حصہ داروں کے ساتھ جب یہ ہو رہا ہے تو آپ سوچیں جہاں یہ اپوزیشن کے ایم پی ایز ہیں ان کے خلاف ان کالی بھیڑوں کا کیا رویہ ہو گا اس پر سخت اقدامات کئے جائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ذرا تشریف رکھیں میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر اس وقت privilege کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو وزیر قانون بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں ایک چیز اپنے نالج میں اضافہ کرنے کے لئے پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں خدانخواستہ فوج کے کسی کیپٹن یا میجر کا نام نہیں لوں گی۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ سڑکوں پر ناکے لگا کر جو ملٹری پولیس کے بندے کھڑے ہوتے ہیں یہ کس کے ماتحت ہیں آیا ہمارا استحقاق ان کی نظر میں کوئی value رکھتا ہے یا نہیں، قانون اس حوالے سے کیا کہتا ہے؟ مجھے دو تین بڑے تلخ تجربات ہوئے ہیں،

رمضان شریف میں کالا شاکاکو سے ہماری گاڑی افطاری کے ٹائم موٹروے پر چڑھی تو وہاں پر افطاری کی وجہ سے کوئی بندہ اپنی سیٹ پر نہیں تھا اور ہمیں کالا شاکاکو سے کارڈ نہیں ملا جب ہم ٹول پلازہ پر آئے تو انہوں نے کارڈ مانگا تو ہم نے کہا پیچھے کوئی بندہ نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی آپ کو ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہم قصوروار نہیں ہیں قصوروار تو وہ لوگ ہیں جو وہاں ڈیوٹی پر موجود نہیں ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا آپ کو ہزار روپیہ ہر قیمت پر دینا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور میں اس چیز کی خود تصدیق کرتی ہوں کہ وہاں پر کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ ایم پی اے ہوں گی تو اپنے گھر میں ہوں گی میں ملڑی کا بندہ ہوں اور میں کسی سے نہیں ڈرتا، آپ نے اپنا رعب ڈالنا ہے تو کسی اور پر ڈالیں میرے نزدیک کسی ایم پی اے کی کوئی value نہیں ہے۔ اب مجھے اس چیز کا جواب چاہئے کہ ایک ملڑی پولیس کا Constable ہے اور اگر آپ cantonment areas یا Fortress Stadium میں چلے جائیں۔ یہ دو سال قبل کا واقعہ ہے اور اس وقت میں نے نئی گاڑی لی ہوئی تھی اس کی نمبر پلیٹ بن رہی تھی اور میں نے گتے پر نمبر لکھ کر لگا دیا۔ اس نے مجھے cantonment میں اندر نہیں جانے دیا۔ میں نے کہا کہ یہ میرا کارڈ ہے، میں ایم پی اے ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں criminal نہیں ہوں وہ وہاں پر میرے ساتھ اکڑ گیا اور کہتا ہے میں ملڑی پولیس کا بندہ ہوں آپ بگاڑیں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی میں نے تیرا کیا بگاڑنا ہے میں تو تجھ سے ڈر کر التجا کر رہی ہوں کہ مجھے جانے دیں تو اس نے نہیں جانے دیا۔ آپ یقین کریں کہ ہمیں پھر دوسرے گیٹ پر جا کر منت کرنی پڑی تب انہوں نے ہماری منت سن لی اور ہمیں اندر جانے دیا ورنہ یہ حال ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ملڑی پولیس والے کی نظر میں ہمارے ایم پی اے کا کیا استحقاق ہے، وہ کس کے ماتحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا point آ گیا ہے۔ طاہر احمد سندھو صاحب! اس کے بعد لاء منسٹر صاحب آپ نے اس پر respond کرنا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! جس طرح یہ معزز ممبران بات کر رہے ہیں، رضوان گل والا جو معاملہ ہے اس کے متعلق میں نہایت احترام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ breach of privilege کا کیس نہیں ہے۔ مہربانی کر کے ذرا House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کسی نے کوئی بات کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں یہاں پر serious issue discuss ہو رہا ہے اس کو ذرا سن لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک breach of privilege ہے اور ایک crime ہے تو اس کیس میں پولیس on the pretext of investigation and arrest of the accused who was really innocent. مجھے بھی پتا ہے اور سارے سرگودھا کو بھی پتا ہے کہ رضوان گل موقع پر موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ بتادیں کہ کس قانون کے تحت اس کے گھر میں پولیس داخل ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ تو already بات آچکی ہوئی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ایک منٹ میری گزارش سن لیں کہ matter یہ نہیں ہے اور میرا مؤقف یہ ہے کہ چونکہ پولیس نے violation of law کی ہے اور یہ simple breach of privilege نہیں ہے۔ ان کے خلاف 154 کے تحت کیس رجسٹر ڈ ہونا چاہئے۔ پہلے کیس رجسٹرڈ ہو، اسی طرح ان کو پکڑیں اور اس کے بعد پتا چلے کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں نہایت احترام سے کہہ دوں، یہ میرے بھائی own کریں گے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے اپنے چار سال میں ایک غلط کام کا سوچا بھی ہو، ایک غلط کام کہا ہو۔ میرے منہ پر کوئی بتادے کسی پولیس افسر آئی جی، چیف سیکرٹری اور کسی سے پوچھ لیں۔ میں خدا کی قسم اتنی لمبی لسٹ دے سکتا ہوں کہ جس طرح پولیس لوگوں کے حقوق کے ساتھ کھیل رہی ہے شرم کی بات ہے۔ میں عید کی چھٹیوں میں آر پی او کو بار بار فون کرتا رہا کہ دیکھیں یہ دہشت گردی کا کیس ہے اور میرے چک 6 میں واقعہ ہوا ہے۔ گاؤں کے اندر لوگوں نے گولیاں مار مار کر کچھ نہیں چھوڑا تو آج وہ ملزم پکڑ رہے ہیں کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں ہے یقین کریں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں، کیا یہ پولیس، کیا یہ بیورو کریسی عوام کے خادم ہیں؟ خدا کی قسم وہ حکمران ہیں اور ہم خادم ہیں اور حقیقی معنوں میں ہم خادم ہیں۔ صبح سے شام تک ہم خدمت کرتے ہیں کیا یہ حالات ہیں کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو "ڈی پی او" سرگودھا ہے اور مجھے بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس کو قائد محترم نے 14۔ اگست کو انعام دیا ہے۔ اس کا کردار دیکھیں تو پھر آپ کو پتا چلے کہ وہ کیا کیا کر رہا ہے، مجھ سے کسی نے پوچھا کہ ڈی پی او کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یار بات تو یہ ہے کہ یا تو یہ ہیرو ہے یا بہت بڑا فنکار ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ فنکار ہی ثابت ہوا ہے۔ اب تک اس کا جو کردار ہے وہ آرٹسٹ کا ہی ہے اور ڈی پی او کا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک issue ہے اس پر بات کر کے ختم کریں پھر response بھی آنا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اسے بھی سن لیتے ہیں دیکھیں ہم بھی ادھر آئے ہیں اور اپنے دل کی بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو موقع دیا ہے لیکن ذرا مختصر کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج جس طرح میری بہن آمنہ الفت کہہ رہی تھیں یا دیگر معزز ممبران کہہ رہے تھے۔ بات یہ ہے کہ ایک ایم پی اے اور ایم این اے کی پگڑی اچھالنا تو ہیر وازم ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں نے کبھی تعارف ہی نہیں کرایا کہ میں ایم پی اے ہوں اس لئے کہ ایم پی اے بتا دیا تو وہ کوشش کریں گے کچھ نہ کچھ نکل ہی آئے۔ حالات بڑے سنگین ہیں محترم وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں سرگودھا کا خصوصی طور پر نوٹس لیا جائے اور چک 6 جنوبی کے متعلق میں نے وزیر قانون کی خدمت میں جو عرض کیا ہے اس کا خصوصی طور پر نوٹس لیا جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! اس سلسلے میں، میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں نے دوستوں سے گزارش کی ہے کہ اب اس پر بات نہ کی جائے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے اس مسئلے پر ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح تو ایجنڈا مکمل نہیں ہو گا۔ راجہ صاحب میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! آپ مجھے ایک منٹ دے دیں میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! آپ کی مہربانی ہو گی مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! بہت مہربانی۔ آج فریاد کا ایک سلسلہ یہاں سے چلا اس کونے تک گیا وہاں سے پھر واپس یہاں تک آیا۔ کیا میں اور آپ بھی کبھی رضوان گل تھے، اس ایوان کے ممبر تھے اپوزیشن میں تھے، جیتے یا ہارے اس سسٹم کا حصہ تھے۔ جو لوگ اس معزز ایوان میں پہنچتے ہیں وہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کا اعتماد لے کر پہنچتے ہیں۔ اگر دو گواہ ہوں تو اس آدمی کو سزائے موت ہو جاتی ہے۔ جس آدمی کے پیچھے اڑھائی تین لاکھ کا حلقہ ہو اور چالیس پچاس ہزار لوگوں کی back ہو، ووٹ ہو، اعتماد ہو تو اسے اس ملک کے کچھ اداروں کے لوگ ذلیل و رُسوا کریں تو یہ اس ملک کے آئین کی توہین ہے۔ اس صوبے میں بسنے والے عوام کی بھی توہین ہے۔ وہ میرے اور آپ کے ساتھ زیادتی نہیں ہے کسی ایم پی اے کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس حلقے کے عوام سے ہوتی ہے، اس صوبے کے عوام سے ہوتی ہے، اس ملک کے عوام سے ہوتی ہے۔ اس قانون کے ہوتے ہوئے میرے بھائی رانا ثناء اللہ خان کے ساتھ جو ظلم اور زیادتیاں ماضی میں ہوئیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان کے بطور وزیر قانون ہوتے ہوئے اس ایوان کے ساتھ بھی وہی ظلم دھرائے جائیں جو ان کے ساتھ ہوتے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس وقت تو آپ نہیں بولے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! سیاست میں ایسے وقت آتے رہتے ہیں۔ کبھی حکومت اور کبھی اپوزیشن لیکن اس ایوان کے ممبران کا تقدس اور اس ایوان کے ممبران کا استحقاق اس بات کا متقاضی ہے کہ ہمیں ہمارا وہ جائز مقام جو آپ نے نہیں ہمارے حلقے کے عوام نے ہمیں دیا ہے وہ ہمارا حق ہے اور وہ ہمیں دیا جائے۔ میری تمام ایوان کے معزز ممبران سے استدعا ہے کہ مشترکہ طور پر قرارداد منظور کی جائے اور یہ قرارداد تمام ضابطوں، rules کو معطل کرکے پاس کی جائے۔ Custodian of as a the House آپ سے بھی یہ appeal ہے کہ ہمیں ہمارا وہ حق، استحقاق دیا جائے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور اس کی on the floor of the House assurance دیں اور اس سسٹم کو اتنا

speedy کیا جائے کہ ہمیں بعد میں session کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو ملک محمد عباس راں صاحب نے پیش کی اور اس کے بعد باقی دوستوں نے جو اظہار خیال کیا۔ اس کے متعلق تو میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں اسے contradict کرتا ہوں اور نہ ہی میں اس کو oppose کرتا ہوں اسی لئے ملک عباس راں صاحب کی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ میں اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی بھی آپ ہی کی کمیٹی ہے اس میں تمام پارٹیوں کے لوگ موجود ہیں۔ وہ جو بھی اس سلسلے میں recommend کرے گی، جو بھی اس سلسلے میں directions دے گی اس کے مطابق گورنمنٹ عمل کرے گی۔ اب یہاں سرگودھا کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کن بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صرف معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سرگودھا میں ایک واقعہ ہوا اس واقعہ میں ایک وکیل کو چوک میں چند نامعلوم، "جو بعد میں انہوں نے نامزد کیا" افراد نے اس کو ہنٹروں سے اس طرح مارا پیٹا کہ اس کے کپڑے بھی اتار دیئے، اسے چوک میں بے عزت کیا اور اس کے بعد اس کا منہ کالا کیا۔ یہ واقعہ بہت سے لوگوں نے دیکھا کیونکہ چوک کا واقعہ تھا اور اس پر پورے شہر میں اور خاص طور پر Bar میں ایک اس قسم کے اشتعال کی صورتحال پھیلی کہ انہوں نے جو درخواست دی اس درخواست کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے۔ میں اپنے طور پر assess کر رہا ہوں کہ شاید انتظامیہ کے لئے اس وقت انتظار کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس کے بعد پھر انہوں نے جن لوگوں کو بعد میں نامزد کیا معلوم نہیں ان میں سے کون آدمی بے گناہ ہے، کون گنہگار ہے لیکن بدقسمتی سے اس وقوعہ کو lead کرنے والا جو فرد ہے، جس نے اس پورے واقعہ میں یعنی اس وکیل کو مارنے، اسے ننگا کرنے اور اس کا منہ کالا کرنے میں کردار ادا کیا وہ محترم رضوان گل صاحب کے حقیقی brother in law ہیں۔ اس کے ساتھ جو دو افراد اور تھے ان کا بھی ان کے ساتھ بہت قریبی تعلق بتایا جا رہا ہے۔ اس معاملے کو اور زیادہ aggravate اس بات نے کیا کہ رضوان گل صاحب کے خلاف جو fake Degree والا کیس چل رہا ہے اس میں یہ موصوف وکیل جن کو مارا گیا ہے یہ اس میں وکیل ہیں۔ ان ساری چیزوں نے اس بات کو اس طرح سے aggravate کیا کہ عوام میں اشتعال آیا۔ وہاں پر انتظامیہ کی بھی یہ مجبوری بنی کہ مقدمہ درج کیا جائے اور لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔ بہرحال اس کے

بعد میرے معزز بھائی ڈھلوں صاحب اور دوسرے دوستوں نے وزیراعلیٰ سے ملاقات کی جس میں انہوں نے کہا کہ اس مقدمے میں غلط لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے رضوان گل صاحب موقع پر موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر! اس معاملے کی ایک اعلیٰ سطح پر انکوائری کرائی گئی ہے اس میں جو لوگ گنہگار ہیں ان کا ہی چالان کیا جا رہا ہے۔ باقی تمام افراد جس میں تبریز گل، رضوان گل صاحب کے سسر، ان کے ایک اور عزیز ہیں جن کو انہوں نے نامزد کر دیا تھا۔ آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کے ساتھ جب زیادتی ہوتی ہے یا کوئی cause arise ہوتا ہے تو یہ پھر اس کی صوابدید ہوتی ہے کہ وہ درخواست میں کس کس کا نام لکھ دے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ تین آدمی گنہگار ہیں تو اس کے ساتھ سات بے گناہ بھی لکھ دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال اس وقت انہوں نے درخواست میں جو لکھا سو لکھا۔ بعد میں یہ لوگ بے گناہ پائے گئے جن میں تبریز گل صاحب، ان کے سسر جن کا نام غالباً سجاد گل صاحب ہے اس کے علاوہ جاوید گل صاحب، اسی طرح سے ایک ان کے غالباً بھتیجے بھی شامل ہیں۔ یعنی ایف آئی آر میں سے نامزد ملزمان میں سے تقریباً چار لوگ بے گناہ پائے گئے ان کو بے گناہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک انہوں نے یہ allege کیا تھا کہ موقع پر جب یہ عمل ہو رہا تھا تو وہاں پر ہوائی فائرنگ کی گئی اور اس کی وجہ سے ATA-7 کا اطلاق بھی ہوا تھا لیکن بعد میں یہ ثابت ہوا کہ اس واقعہ کے وقوعہ پر فائرنگ نہیں ہوئی بلکہ جو لوگ پکڑے ہوئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے فائرنگ کی لیکن اس عمل کے دوران جب یہ ہو رہا تھا اس وقت نہیں کی بلکہ جب ہم ڈیرے پر چلے گئے تو وہاں پر فائرنگ کی۔ اب ATA-7 کو بھی حذف کیا جا رہا ہے۔ اس طرح سے اس کیس کو مکمل تفتیش کے ساتھ میرٹ پر یکسو کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری یہ بات کہ رضوان گل صاحب کو ان کے گھر کے اندر داخل ہو کر گرفتار کیا گیا اور humiliate کیا گیا۔ کل یہ دوست مجھے بھی ملے تھے اور اس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی تو انہوں نے علیحدہ سے ایک دیانتدار آفیسر کو اس بات کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کو اور ان بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس میں ڈی پی او، ڈی ایس پی یا ایس ایچ او کا قانون سے تجاوز پایا گیا یا قصور پایا گیا تو قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مختلف ممبران نے مختلف انداز میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے اس کے متعلق بھی وضاحت یہ فرما دیں۔ وزیر قانون صاحب صرف ایک واقعہ کو لے کر بیٹھ

گئے ہیں اس کی تو وضاحت ہو گئی ہے۔ استحقاق کمیٹی کے سامنے ایک افسر نے کہا ہے کہ جو کچھ میرا کرنا ہے کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کی طرف بھی آتا ہوں وہ already کہہ چکے ہیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: اس کے علاوہ point of privilege کی بھی وضاحت ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ عباس راں صاحب نے جو مختلف events کی series بیان کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی غلط نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، ایک دو اور دوستوں نے بھی بات کی ہے ان کی بات بھی درست ہو گی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ Privilege Motion استحقاق کمیٹی کو refer ہو گئی ہے، Privileges Committee اس بارے میں کوئی ضابطہ اخلاق، کوئی direction یعنی وہ جو بھی فیصلہ کریں کہ یہ یہ قانون سازی ہونی چاہئے اور حکومت کو یہ direction جانی چاہئے میں نے اس سلسلے میں پہلے یقین دلایا ہے کہ اس پر حکومت عمل کرے گی۔ جس واقعہ کا ذکر شاہ صاحب کر رہے ہیں کہ کسی آفیسر نے مجلس استحقاقات کے سامنے آکر کہا کہ کر لیں جو میرا کرنا ہے۔ اگر تو مجلس استحقاقات نے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر یہ refer کیا ہے کہ فلاں آفیسر نے یہ کہا ہے اور اس کے خلاف action لیا جائے۔ اگر تو یہ reference بھیجا ہے اور action نہیں ہوا تو آپ مجھے آج ہی اس reference کی کاپی دے دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ within twenty four hours اس آفیسر کے خلاف کارروائی ہو گی اور اگر ایسا نہیں ہوا تو جب تک مجلس استحقاقات کوئی reference نہیں بھیجے گی اور ایوان اسے opt نہیں کرے گا تو پھر اس پر کس طرح کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے بغیر کارروائی ہو گی تو وہ بعد میں stuck down ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے۔ شاہ صاحب اور مستی خیل صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں اور ذرا میری عرض سن لیں۔ آج اس ایوان کے اندر جو points raise کئے گئے میں اس سلسلے میں پہلے تو Privileges Committee کے حوالے سے بات کروں گا کہ جیسے لاء منسٹر نے کہا کہ کسی آفیسر نے آکر Privileges Committee کے سامنے یہ بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں on the floor of the House آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں، سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب Privileges

Committee کو بلائیں گے اور بیٹھ کر ان سے بات کریں گے اگر اس طرح کا کوئی incident ہوا ہے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ being Custodian of the House میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک دیانتدار افسر انکوائری کرے گا لیکن میری نظر میں اس ایوان سے زیادہ دیانت دار کوئی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس معزز ایوان کے موجودہ اور ماضی میں جو ممبران رہے ہیں ہر ایک کا ایک privilege ہے چونکہ وہ عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں، جمہوریت کی اصل روح بھی یہی ہے کہ اس mandate کا احترام کیا جائے۔ جس طرح ہمارے معزز ممبر ڈھلوں صاحب نے کھڑے ہو کر on oath کہا تھا کہ وہ وہاں موجود تھے اور وہاں پر جو کچھ ہوا وہ انکوائری ضرور ہو گی لیکن اس انکوائری کے اندر ہمارے معزز ممبران بھی موجود ہوں گے اور ان کے سامنے یہ انکوائری ہو گی اور اس کی جو رپورٹ آئے گی اس پر کارروائی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ جن ممبران کو نامزد فرمانا چاہتے ہیں میں آپ کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان تمام ممبران کو اس انکوائری میں associate کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جونہی آج کے دن کا ایجنڈا مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد میں، سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی چونکہ آج یہاں پر breech of privilege کی جو بھی بات ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے اندر ہمیں انتظامیہ کے ساتھ خود تعاون کرنا چاہئے اور ہمیں role model بننا ہے تاکہ عوام ہمیں دیکھ کر search کرائیں لیکن اس کے اندر عزت برقرار رہنی چاہئے۔ میں سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب سے بھی request کروں گا کہ ہم اجلاس کے بعد بیٹھ کر پورے ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں یا تو ہمارا privilege ختم کر دیا جائے یا پھر اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
ہم آج ہی بیٹھ کر اس پر کمیٹی بنادیں گے اور اس بارے میں کل تک ایوان کو apprise کریں گے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس Chair پر آپ کی موجودگی میں ہمیں جس چیز کی توقع تھی اور تمام ممبران جس بات کا تقاضا اور توقع کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو گا اور ہماری صحیح بات کو تسلیم کیا جائے گا۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے بحیثیت Custodian of the House وہ حق

ادا کیا۔میں اپنے تمام معزز ممبران کی طرف سے تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں اور لاء منسٹر صاحب کا بھی کہ جو جائز بات تھی جو right تھا انہوں نے اسے protect کیا اور اسے honour کیا ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ:The core of my heart ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔respect دو قسم کی ہوتی ہے ایک demand respect ہوتی ہے جو اپنے آفیسر اپنے subordinate سے ایک command respect ہے آج آپ نے اپنے act سے وہ بات ثابت کر دی کہ you command the respect ہم آپ کی دل سے respect کرتے ہیں and you have proved that you really deserve to be the Custodian of this House. اس لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ اور ہم آپ کے ہوتے ہوئے یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے کہ یا تو ہمارے استحقاق ختم کر دیئے جائیں یا ان پر عملدرآمد کیا جائے۔میں پھر آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ last مقرر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔آپ نے جو notice لیا ہے ہم آپ سے یہی توقع کرتے تھے کہ آپ Custodian ہیں اور اسی طرح مہربانی کریں گے۔آپ نے فرمایا کہ role model بننے کے لئے، ہم role model بننے کے لئے تیار ہیں، ڈگیاں اور بونٹ خراب ہو چکے ہیں وہ اب بند نہیں ہوتے بلکہ کھلے ہی رہ جاتے ہیں اس سے زیادہ role model بننے کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے سپرنگ نئے ڈلوائیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں اسی میں ایک بات add کروں گا۔ ہم دفاتر میں جاتے ہیں تو اتنے زور سے ڈگیاں اور بونٹ بند کرتے ہیں کہ بندہ ڈر جاتا ہے کہ دھماکا ہو گیا ہے۔ میری ایک استدعا ہے کہ اگر ایم پی اے خود گاڑی میں موجود ہو تو اس کو اس سے استثنیٰ دلوائیں، کارڈ دکھا دیں یا کوئی اس طرح کا معاملہ ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو کمیٹی بیٹھے گی وہ اسی پر سارا کچھ دیکھ لے گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس میں ایک چیز add کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی ایم پی اے کی گاڑی میں کوئی دھماکا نہیں ہوا، کوئی مواد carry نہیں ہوا لہذا اسے بے عزت کرنے کا جو طریقہ ہے یہ بند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے دیکھتے ہیں۔ جی راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دوں گا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پورے tenure میں بہت سارے ایسے واقعات ہیں جہاں پر آپ نے بڑا اصولی stand لیا اور پورا ایوان آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ یقیناً آج کے فیصلے کے مطابق جب کمیٹی بنے گی تو صورتحال بہتر ہو گی لیکن میری ایک گزارش ہے کہ یہ ہوتا کیوں ہے؟ کسی بھی پارٹی کا ایم پی اے ہو اس کے ساتھ یہ افسران یہ روّیہ کیوں اختیار کرتے ہیں؟ بنک میں جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا کریڈٹ کارڈ نہیں بن سکتا، اگر آپ ایم پی اے ہیں تو آپ کا loan نہیں ہو سکتا اور انتظامی افسران ایم پی اے حضرات کی insult کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جب وہ چائے پر بیٹھتے ہیں تو ذکر کرتے ہیں کہ آج فلاں ایم پی اے آیا تھا اور میں نے اس کی کافی insult کی ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایم پی اے صاحبان سے روّیہ ہے۔ آپ نے کمیٹی تشکیل دی جس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے روّیے کی وجہ سے آج پورا ایوان رو رہا ہے۔ یہاں تو منسٹر کی بھی کوئی بات نہیں سنتا، ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے، میں ان کی ٹیم کا حصہ رہا ہوں میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک ڈاکٹر توقیر جس کے بارے میں کمیشن نے فیصلہ دیا ہوا ہے کہ یہ خواجہ شریف کے قتل کی جو جعلی سازش ہوئی تھی یہ اس کا پورا ذمہ دار ہے لیکن کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ لاء منسٹر صاحب جتنے بھی طاقتور ہوں لیکن اس کے سامنے سب بے بس ہیں۔ اگر اس ایوان کا کورم پورا کرنا ہو تو اسے ایوان میں آنا پڑتا ہے تب کورم

پورا ہوتا ہے۔ میں اس issue کو سیاسی نہیں بنانا چاہتا وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری اپیل ہے کہ خدا کے لئے چاہے اپوزیشن ہے یا حکومتی ممبران ہم سب عزت دار لوگ ہیں، خدا نخواستہ، خدا نخواستہ یہاں پر کوئی بھی ایسا شخص نہیں، میرا یہ یقین ہے کہ یہاں پر کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جو کسی قسم کے غلط کام میں ملوث ہو۔ ہم عزت کے لئے سیاست کرتے ہیں۔ یہاں پر سارے عزت دار لوگ ہیں، اپنے حلقوں سے الیکشن جیت کر آئے ہیں اور اپنے علاقوں میں ان کے نام ہیں۔ ان کے نام کی وجہ سے لوگ احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر ایسے معزز حضرات بھی ہیں جو کہ تین تین، چار چار مرتبہ الیکشن جیت چکے ہیں تو ایسے معزز لوگوں کے ساتھ افسران کی طرف سے اس طرح کا غیر مناسب روّیہ روا رکھنے کی بنیادی وجہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس ایوان پر رحم کریں اور اپنے ان بھائیوں اور team کو عزت دیں۔ کل سابق گورنر سلمان تاثیر کے بیٹے کے اغواء کا issue تھا اور ہم نے اس حوالے سے وزیر اعلیٰ سے ایک appeal کی تھی اور appeal کرنا تو کوئی جرم نہیں ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی تھی کہ آپ خود ایوان میں آ کر اس حوالے سے جواب دیں لیکن وہ نہیں آئے۔ ہر چیز میں ضد اور غرور وزیر اعلیٰ پنجاب کو زیب نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایوان سے گزارش ہو گی کہ یہاں پر ہم ممبران کے استحقاق کی بات کر رہے ہیں اور جب ممبران کی بات کرتے ہیں تو وہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے ممبر نہیں ہوتے بلکہ وہ اس مقدس ایوان کے ممبر ہوتے ہیں۔ ہم اس issue کو سیاسی رنگ نہ دیں بلکہ اس معاملے کو اسی spirit میں لے کر آگے چلیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر ایک بہترین اور اچھے ماحول میں بات ہوئی جس کو دونوں طرف کے ممبران نے endorse کیا اور اس کو آپ نے بھی honour کیا اور میں نے بھی اس کی respect کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے محترم بھائی قائد حزب اختلاف چونکہ پوری طرح سے اس بات سے آگاہ نہیں تھے اس لئے انہوں نے پھر وہی بات کی ہے جو کہ وہ اکثر اوقات کرتے رہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ضروری نہیں سمجھتا کہ محترم قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب ان جیسی بات سے دیا جائے بلکہ میں ایک انتہائی اچھی بات اس معزز

ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ہفتے صدر پاکستان مسلم لیگ(ن) میاں محمد نواز شریف صاحب ایک وفد کے ساتھ جس میں، میں بھی شامل تھا سندھ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر انہوں نے نواب شاہ، ٹنڈو الہ یار اور دوسرے علاقوں میں سیلاب و بارشوں سے متاثرہ علاقوں کا visit کیا۔ وہاں پر جا کر وہ لوگوں سے خود ملے اور جس تباہی کا الفاظ میں بیان کیا جانا مشکل ہے اس کا انہوں نے خود جا کر جائزہ لیا۔ پنجاب میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت ہے تو اس کے متعلق بھی انہوں نے ہدایات فرمائی ہیں اور آج میاں محمد نواز شریف صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تمام لوگوں کی مشاورت سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام منسٹرز، معاون خصوصی، مشیر، پارلیمانی سیکرٹریز اور تمام ایم پی اے صاحبان سیلاب و بارش سے متاثرہ سندھ کے بھائیوں کی خدمت کے لئے اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ donate کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پولینڈ کے سفیر His Excellency Dr Andrzej Ananicz تشریف لائے ہیں اور ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے desk بجا کر معزز مہمان کو welcome کیا)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں پر ممبران کے استحقاق کے حوالے سے بات ہو رہی تھی وہ بات تو ختم ہو گئی لیکن الحمدللہ ایک بات clear ہو گئی کہ میں کل جو بات ایوان کے علم میں لایا تھا وہ صحیح تھی۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو کسی نے جھوٹا کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، نہیں۔ یہ آپ کی مہربانی ہے لیکن وہ تمام ایوان کا معاملہ تھا جو آج اتفاق سے دوبارہ take up ہوا ہے اور وہ بات آج confirm ہوئی ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صحیح تھا۔ اب بات یہ ہے کہ میرے بھائی راجہ ریاض صاحب واقعی ایک سیاسی ورکر ہیں، واقعی ہم سیاست میں ان سے بہت پیچھے ہیں کم از کم میں بہت پیچھے ہوں لیکن وہ اکثر وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب کی وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ پرانی دوستی بھی ہے۔

شیخ علاؤالدین: آج چونکہ ایوان کا ماحول بہتر ہے اس لئے میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنے لگا ہوں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نماز ظہر کے لئے 30 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 50 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جو صاحبان باہر لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ذرا جلدی جلدی اندر آ جائیں تاکہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! کنڈرحم شاہ نزد سید والا میں دریائے راوی کا کٹاؤ جاری تھا۔ دس پندرہ دن سے وہاں دریا نے کافی تباہی مچائی ہوئی تھی۔ آج مجھے اطلاع آئی ہے کہ جو بند بنایا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ kindly آپ حکومت سے کہیں کہ اس پر زیادہ توجہ دیں اور اس کی انکوائری بھی کی جائے کہ جو بند بنایا گیا تھا وہ کیوں ٹوٹ گیا، کیا وہ ناقص مٹیریل سے بنایا گیا تھا؟

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ کچھ لکھ کر لائیں، کوئی تحریک دیں اور کوئی طریق کار اپنائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے کل ایک سوال اٹھایا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ آپ لکھ کر دے دیں۔ میں نے اسی وقت آپ کو بھی لکھ کر دیا اور ایک تحریک لکھ کر سیکرٹری صاحب کو بھی دے دی۔ وہ تحریک کب پیش ہو جائے گی کیونکہ وہ بہت اہم ہے؟ اس پر ہمارے پورے ضلع کی خواتین نظر رکھے

ہوئے ہیں۔ چاہے وہ ہماری پارٹی کی ہیں یا مخالف پارٹی کی ہیں تمام خواتین کی نظر اس اسمبلی اور آپ پر ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک اپنی باری پر آئے گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اتنا important matter بھی اپنی باری پر آئے گا؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ یہ سارے important matters ہوتے ہیں آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ تحریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کیا جائے میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(e) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ صوبے میں صحت خاص طور پر ڈینگی مچھر کے حوالے سے، امن عامہ کی صورتحال، قیمتوں میں اضافہ اور زراعت پر بحث کے لئے بالترتیب 16،19،23 اور 26۔ ستمبر 2011 کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

1۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1428 ہے۔

2۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ قمر عامر چودھری اور انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1444/11 ہے۔

3۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے تحریک التوائے کار 1446/11 ہے۔

4۔ چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر 1460/11 ہے۔

5۔ چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1469/11 ہے۔

6۔ محترمہ ساجدہ میر کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1478/11 ہے۔

اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے، یہ pending کی گئی تھی اور اس کا نمبر 880/11 ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل ہیڈ برج کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔ ہیڈ برج بالمقابل ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کی تعمیر کا منصوبہ جس کا تخمینہ لاگت 5.548 ملین روپے تھا مورخہ 13-9-2007 کو منظور ہوا۔ اس منصوبہ کے لئے مختص فنڈز EXN Highway سرگودھا نے XEN Provincial Machinery Maintenance Division Lahore کو منتقل کر دیئے جس میں مندرجہ بالا فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہیڈ برج کی تعمیر کے لئے مطلوبہ مٹیریل کی سپلائی کا کام مورخہ 12-08-08 کو مکمل کر لیا۔ تاہم یہ سامان مکینیکل ورکشاپ میں موجود رہا اور اس ضمن میں کوئی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے۔ اس برج کا سامان تعمیر کے لئے مطلوبہ جگہ منتقل کر دیا گیا ہے اور منصوبہ کو جلد از جلد مکمل کر دیا جائے گا۔ تاہم منصوبہ کی تکمیل کی تاخیر میں کوتاہی کے ضمن میں متعلقہ چیف انجینئر کو ہدایت کی گئی ہے کہ معاملے کا تفصیلی جائزہ لے کر ذمہ دار افسران کا تعین کر کے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: اب حکومت کی طرف سے مؤقف آگیا ہے اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر بحث نہیں ہو گی کیونکہ انہوں نے یقین دہانی کرا دی اور وہ اس پر کارروائی بھی کریں گے۔ یہ عرصہ چھ سال سے اسی طرح pending پڑا ہے اور سامان تیار ہے مگر اس کو لگایا نہیں جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ جلد کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چونکہ لاء منسٹر نے یقین دہانی کرائی ہے اگر انہوں نے یہ نہ کیا تو پھر میں آپ کے نوٹس میں دوبارہ لاؤں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شاہجہان احمد بھٹی کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا نمبر 1379 ہے۔

گورنمنٹ پرائمری سکول شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب کی اپ گریڈیشن نہ ہونا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب کو ایلیمنٹری کا درجہ دینے کے لئے بحوالہ لیٹر نمبر DOP(1-4/15) مورخہ 10-01-14 ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ننکانہ صاحب کی طرف سے administrative approval جاری کی گئی۔ سکول کا کل رقبہ ایک کنال دس مرلہ ہے۔ رقبہ کم ہونے کی وجہ سے مراسلہ نمبر 1779 مورخہ 10-08-09 کے تحت محکمہ اوقاف کو جگہ کے لئے ایک لیٹر بھیجا گیا جس کا جواب موصول نہ ہوا اس لئے مراسلہ نمبر 2079 مورخہ 10-05-06 کے تحت ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ کو لیٹر لکھا گیا کہ درجہ مڈل کی بلڈنگ سکول کی چار دیواری کے اندر ہی تعمیر کر دی جائے۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے بنیادیں کھدوائیں مگر اس کے بعد تاحال بلڈنگ تعمیر نہیں ہو سکی۔ اس کے متعلق انہوں نے اب یہ direction دی ہے کہ اس میں جگہ کے problem کو resolve کر کے بلڈنگ کی تعمیر کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، حکومت کی بات آ گئی ہے اور وہ اس پر ایکشن بھی کر رہے ہیں۔ قاعدہ 86 کے تحت اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ وہاں پر ایک گنجان آبادی ہے اور بچیوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارے قوم کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ یہ مسئلہ اس لئے موجود ہے کہ وہاں پر جگہ تو available ہے لیکن کچھ ایسی طاقتیں ہیں جو اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ایک technicality کی بنیاد پر اس میں روڑے اٹکائے ہوئے ہیں کہ جب تک یہ جگہ ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نام نہیں ہو گی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ جس آفس میں ڈی سی او ننکانہ بیٹھا ہے وہ ان کے نام نہیں ہے وہ بھی محکمہ اوقاف کی جگہ ہے۔ اس میں ایک گورنمنٹ ایجنسی کہہ رہی ہے کہ ہم آپ کو جگہ دیتے ہیں۔ ہائیکورٹ کے آرڈر ہیں کہ آپ یہ جگہ صرف سکول یا کسی public welfare project کے لئے استعمال کریں۔ اس میں مجھے حکومت کی اتنی بے بسی نظر آ رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں تھوڑی سی effort آپ خود بھی کریں۔ آپ چیئر مین سے مل لیں!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! آج حکومت مجھے وہاں work order جاری کرے میں خود وہاں جاکر سکول تعمیر کروا دوں گا لیکن وہ work order صرف اس لئے جاری نہیں کر رہے ہیں، حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے جو لوگ ملوث تھے۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ ایسا کر لیں کہ اس کا ان سے این او سی جاری کروا دیں پھر میں حکومت کو کہوں گا کہ فوری طور پر آپ کا کام کرے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: کن سے این او سی جاری کروائیں؟ محکمہ اوقاف نے تو لکھ کر دیا ہوا ہے، Administrator کی approval گئی ہے کہ یہ جگہ مناسب ہے کیونکہ یہاں کوئی مڈل سکول نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر اتنی آبادی ہے کہ وہاں پر آئندہ ہمیں ہائی سکول کی ضرورت بھی ہو گی۔ جس طریقے سے وہاں پر قبضہ گروپ متحرک ہیں اس طرح تو وہاں پر کسی سکول کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں بچے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ ضروری معاملہ ہے، ذرا اس کو دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شاہجہان صاحب سے یہ کہوں گا کہ یہ سیکرٹری سکولز سے رابطہ کر لیں میں بھی ان سے بات کرتا ہوں جو بھی اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو اسے دور کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، رکاوٹ دور کروا دیں ٹھیک ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1397، pending ہوئی تھی۔ میرے خیال میں یہ پڑھی نہیں گئی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ابھی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 1397 پڑھیں۔

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خُورد بُرد

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 18۔اگست 2011 کے مطابق یونیورسٹی آف انجینئرنگ میں 2 کروڑ کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے گزشتہ برس کے بجٹ میں کمپیوٹر لیب پروفیشنل ڈویلپمنٹ سنٹر، ریسرچ سنٹر، پراسپکٹس کی پرنٹنگ، ہیلتھ انشورنس، ٹرانسپورٹ، فیکلٹی اور گریجویٹ ٹیچنگ اسسٹنٹس کی مد میں مختص یہ رقم انتظامیہ نے خُورد بُرد کر لی۔ اس خُورد بُرد میں ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ مکمل طور پر ملوث پائے جا رہے ہیں جس بناء پر انسٹیٹیوٹ بجٹ کا بیشتر حصہ غیر ضروری پارٹیوں، پر تعیش کھانوں اور برتھ ڈے پارٹیوں پُر خرچ کیا جا رہا ہے۔ ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ نے دوستوں کو نوازنے کے لئے ٹیچنگ اسسٹنٹ بھرتی کر لئے ہیں جبکہ اہم ترین عہدے ڈپٹی ڈائریکٹر (امتحانات) کی سیٹ جو کافی عرصہ سے خالی پڑی ہے اسے پر نہیں کیا جا رہا اور امتحانات کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ اس صورتحال پر یونیورسٹی کے طلبا اور عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت فوری طور پر معاملے کی تحقیقات کروائے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو آپ next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1399/11 بھی آپ کی ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی نہیں پڑھی گئی۔

صوبائی دارالحکومت میں جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت کا انکشاف

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں اس وقت جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت، بازاروں میں معمولی قیمت پر ایسا جوس فروخت کیا جا رہا ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے۔ ذرائع کے مطابق لاہور میں جانوروں کے لئے مخصوص خوراک کھلے عام انسانوں کے لئے فروخت کی جانے لگی۔ بازاروں میں ایک ایسا جوس فروخت کیا جا رہا ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے۔ معمولی قیمت پر دستیاب بلیوں کی یہ خوراک بچے بڑی تعداد میں خرید رہے ہیں۔ جن علاقوں میں یہ خوراک فروخت کی جا رہی ہے ان میں بند روڈ اور گلبرگ سر فہرست ہیں۔ ان علاقوں میں جانوروں کی خوراک کو مشروبات کے جعلی لیبل چسپاں کر کے فروخت کیا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مشہور اس خوراک کو جدید تحقیق نے اسے بلیوں کے لئے بھی خطرناک قرار دے دیا ہے لیکن چند لوگ چھوٹے بچوں کی صحت کے دشمن کھلے عام، بڑے دھڑلے سے مضر صحت جوس فروخت کر رہے ہیں اور اس جوس کی سپلائی مسلسل جاری و ساری ہے، کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں شہریوں کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جوسز کی سپلائی کی جا رہی ہے جو ضلعی انتظامیہ اور صوبائی حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اسمبلی فوری دخل اندازی کرے تاکہ اس کا حل نکل سکے اور اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1399 ہے اس میں جب یہ خبر موصول ہوئی ہے تو اس کے بعد محکمہ فوڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے فوری کارروائی کرتے ہوئے مبینہ Cat Juice کے پیکٹ لاہور سے برآمد کر کے اپنے قبضہ میں لے لئے اور فوری طور پر ان کے نمونہ جات ڈسٹرکٹ لاہور کی فوڈ لیبارٹری اور کاؤنٹر چیک کے لئے PCSIR لیبارٹریز لاہور میں برائے تجزیہ جمع کروائے ہیں۔ مذکورہ دونوں لیبارٹریوں کی تجزیہ رپورٹ کے مطابق

ان پیکٹس میں شربت پیک کیا گیا تھا جبکہ پیکٹوں پر درج شدہ اجزاء کے مطابق کسی قسم کا گوشت برائے بلیوں کی خوراک نہ پایا گیا۔یہی بات معزز عدالت عالیہ کے رُوبرُو بھی پیش کی گئی کیونکہ وہاں پر بھی اس معاملہ کا notice لیا گیا ہے۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس miss branding کے کیس میں ملوث اشخاص جو pet food کے خالی پیکٹوں میں جوس پیک کر کے محض سستے داموں فروخت کر رہے تھے ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی گئی ہے۔یہ بات حقیقت ہے کہ اصل pet food نہایت مہنگا ہے۔اس سلسلے میں یہ کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، dispose of کی جاتی ہے میرے خیال میں اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1400 بھی آپ کی ہے۔

لاہور، محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹ کے ذریعے جعلی اسناد کا اجراء

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرامیڈیکل انسٹیٹیوٹس کے بہت بڑے سیکنڈل کا انکشاف ہوا ہے۔محکمہ صحت کے حکام کے علم میں تین ایسے پیرامیڈیکس انسٹیٹیوٹس آئے ہیں جن کا عملاً کوئی وجود نہیں لیکن اس کے باوجود گزشتہ کئی برسوں سے مختلف ڈسپلنز میں داخلے کئے جا رہے ہیں اور میڈیکل فیکلٹی کے عملے کی ملی بھگت سے ان کے امتحانات بھی لئے جا رہے ہیں اور اب تک سینکڑوں نوجوان جعلی اسناد کے ساتھ مختلف محکموں میں تعینات ہیں۔ تفصیلات کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ کی ڈین کی سربراہی میں قائم کمیٹی پیرامیڈیکس سکولوں کی چیکنگ کی ذمہ دار ہے لیکن کمیٹی کی غیر تسلی بخش کارکردگی اور مختلف علاقوں میں جعلی سکولوں کی موجودگی کی اطلاعات کے پیش نظر صوبائی سیکرٹری صحت نے سیکرٹری میڈیکل فیکلٹی پنجاب اور ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں متعدد سکولوں کے ریکارڈ کی چھان بین اور جائے وقوعہ کا دورہ کرنے کے بعد تین ایسے سکولوں کا پتا چلایا جن کا کوئی وجود نہیں تھا لیکن وہاں پر سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم تھے۔ان میں انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل ایجوکیشن علامہ اقبال ٹاؤن، انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ مینجمنٹ فیصل ٹاؤن اور کلف ہینگر سکول خلیج

پلازہ جیل روڈ شامل ہیں۔ مزید تحقیق کے بعد یہ انکشاف بھی سامنے آیا کہ ان تین میں دو سکولوں کو انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ ہی کا ایک اسسٹنٹ پروفیسر آکوپیشن، ایک شعبہ پیرا میڈیکس کا انچارج اسسٹنٹ اور ایک اکاؤنٹس کلرک مل کر چلا رہے تھے۔ اس نیٹ ورک کا پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے عملے کے ساتھ رابطہ ہے جن کی ملی بھگت سے اب تک سینکڑوں افراد کو جعلی اسناد کے ذریعے سینٹری انسپکٹر بنا دیا گیا جو مختلف محکموں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک طالب علم سے اوسطاً 40 سے 45 ہزار روپے وصول کئے جاتے ہیں اور ایک ادارے میں ایک وقت میں کم و بیش 130 طلبہ زیر تعلیم ہوتے ہیں جن کے لئے ٹیچر سٹاف اور نہ ہی انفراسٹرکچر موجود ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش اور طلباء و طالبات میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 1400 کو till next week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/1401 بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ آپ کی ہے۔

مالی سال 12-2011 میں محکمہ تعلیم کے بجٹ میں کمی کی وجہ سے زیر تعمیر ترقیاتی منصوبہ جات ادھورے رہ جانے کا خدشہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم جولائی 2011 سے نئے شروع ہونے والے مالی سال میں تعلیم کی مد میں بجٹ میں مزید کمی ہونے کی وجہ سے بہت سے تعلیمی شعبوں میں ترقیاتی منصوبے ادھورے رہ گئے۔ پنجاب حکومت نے گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران لاہور سمیت کئی شہروں میں قائم سرکاری سکولوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اور پانی، واش روم، بجلی جیسی بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے قائم کمیٹی کو ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ہدایت جاری کی تھی۔ تاہم چھٹیاں ختم ہونے کو ہیں اور سینکڑوں ایسے سکول ابھی باقی ہیں جن کے کلاس رومز کی چھتیں بھی نہیں اور سینکڑوں سکولوں میں جہاں طالبات پڑھتی ہیں وہاں باتھ

روم کی یا تو سہولت ہی نہیں ہے یا انتظامیہ نے اپنی مدد آپ کے تحت انتظام کیا ہوا ہے۔ وہاں پر دروازے ہی نہیں ہیں۔ پنجاب میں ایک سروے کے مطابق تین ہزار سے زائد سکولوں میں انگلش سمیت سائنس مضامین پڑھانے والے اساتذہ اور خواتین اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے ایک استاد پانچ مضامین پڑھانے پر مجبور ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب کے حکام سکولوں کی اس حالتِ زار پر محض خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ فنڈز نہ ہونے کا سہارا لے کر یہ افسران مسائل پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ دیہی علاقوں میں قائم متعدد سرکاری سکول عرصہ دراز سے آپریشنل ہی نہیں ہیں۔ متعلقہ ای ڈی اوز اور ایجوکیشن افسران نے بھی کبھی ان سکولوں کا دورہ نہیں کیا۔ یہ سکول مقامی بااثر افراد کے زیر سایہ صرف شادی بیاہ اور دیگر سماجی تقاریب کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔اساتذہ کی مختلف نمائندہ تنظیموں، سماجی حلقوں نے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کچھ وسائل سرکاری سکولوں کی حالتِ زار کو درست کرنے کے لئے عملی منصوبہ پر خرچ کئے جائیں لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہ تحریک التوائے کار نمبر 1401 ہے اس کا جواب آگیا ہے۔۔ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت پنجاب کے 36 اضلاع میں قائم سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے مرحلہ وار پروگرام پر عملدرآمد جاری ہے جس کے تحت ترجیحی بنیادوں پر ان سکولوں میں بنیادی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جو ضرورت مند سکولوں کی فہرست میں پہلے آتے ہیں۔ گزشتہ سال 11-2010 کے آغاز پر 36 اضلاع میں قائم سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کی 1531 سکیموں پر مرحلہ وار کام مکمل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے 4۔ ارب روپے کی رقم مختص کی تھی۔ 30۔ جون 2011 تک کے اعداد و شمار کے مطابق کل منظور شدہ سکیموں کی تعداد 2682 تھی جن پر 4951 ملین روپے کی لاگت آنا تھی ان میں سے 2361 سکیموں پر کام شروع ہوا اور 803 سکیمیں اب تک مکمل ہو چکی ہیں۔ باقی جو ہیں ان پر مرحلہ وار کام in progress ہے۔ جہاں تک سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی کمی کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے 40 ہزار نئے اساتذہ ایجوکیٹرز absolutely میرٹ پر بھرتی کئے تھے اور اب حال ہی میں 8۔ ستمبر 2011 کو پنجاب کابینہ سے اس کی دوبارہ approval لی گئی ہے اور 32218 سائنس ٹیچرز ہوں گے اور انہیں سو فیصد میرٹ پر بھرتی کیا جائے گا بلکہ اس مرتبہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو انٹرویو کے

مارکس ہوتے ہیں جس میں discretion ہوتی ہے اور اس میں بعض اوقات اپنی پسند کے امیدواران کو favour کیا جاتا ہے وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے اور کسی بھی امیدوار کا جو complete academic career ہو گا اس کی بنیاد پر میرٹ ترتیب دیا جائے گا اور جو میرٹ ترتیب دیا جائے گا اسے باقاعدہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر display کیا جائے گا اور اس کے بعد ان اُمیدواران کو یہ حق حاصل ہو گا کہ ایک complaint authority بنائی جا رہی ہے جس کی سربراہی ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جج کریں گے۔ وہاں پر اگر کسی اُمیدوار کو یہ شکایت ہو کہ میرے خلاف میرٹ کو disturb کیا گیا ہے تو وہ اس complaint authority کو جو کہ میرٹ پر فیصلہ کرے گی اور اس پر کوئی political interference نہیں ہو گی تو وہاں پر اپنی شکایت کر کے اپنا حق یا اپنی شکایت کا ازالہ کرا سکے گا۔ اس طرح سے 32218 اساتذہ کو آنے والے چند ماہ میں enroll کیا جائے گا۔ اس طرح سے محکمہ تعلیم میں جو سکول ہیں ان کی صورتحال انشاء اللہ کافی بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ سرگودھا میں ایک شہر میانی ہے۔ وہاں پر ایک پرائمری سکول ہے میں نے اس سے پہلے بھی اس کا ذکر کیا تھا کہ اس سکول کا کرایہ نہیں دیا جا رہا، بچیوں کی تعداد 1500 ہے ٹیچر اور طالبات کو کہا جا رہا ہے کہ آپ بھی جائیں تو وہ بچیاں اب کہاں پڑھیں؟ ان کے لئے یہ بہت بڑا issue ہے تو آپ اس گرلز پرائمری سکول، میانی کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ رانا صاحب کو لکھ کر دے دیں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو جائے گا۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، next چودھری ظہیر الدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف فرما ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے کیسے pending کر دیں۔ ایسے بات نہیں چلتی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر یہ already move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1422/11 ہے یہ بھی 09-09-2011 کو move ہو چکی ہے۔

محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کی ملی بھگت کی وجہ سے پبلک ٹرانسپورٹ میں غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی تنصیب

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں محکمے کی طرف سے یہ جواب ہے کہ جہاں تک عوامی گاڑیوں میں CNG Kits کی تنصیب کا تعلق ہے ڈیزل کی قیمتوں میں تیز رفتار اضافے کے پیش نظر اور حکومت کی تحفظ ماحولیات آلودگی کے پیش نظر CNG کے فروغ کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی وجہ سے CNG کا استعمال روز افزوں اضافے کی طرف مائل ہے جبکہ اس کے استعمال کو ممنوع قرار دینے کی کسی حکومتی پالیسی کا سر دست وجود نہ پایا جاتا ہے۔ CNG Conversion Kits اور سلنڈروں کے غیر معیاری ہونے کے بارے میں خدشات حالیہ وقوعہ مورخہ 12-02-2011 کی روشنی میں درست پائے گئے ہیں لیکن یہ مفروضہ صرف چند گاڑیوں کی حد تک درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس واقعہ کے فوراً بعد ضلعی انتظامیہ لاہور اور محکمہ جات داخلہ، ٹرانسپورٹ، ماحولیات، ٹریفک پولیس، پی ٹی اے، آر ٹی اے، موٹر وہیکل ایگزامینر، محکمہ شہری دفاع، بم ڈسپوزل و دیگران کا اجلاس مورخہ 13-03-2011 کو جناب کمشنر لاہور کی سربراہی میں منعقد ہو کر آئندہ کے لئے سخت لائحہ عمل اپنایا گیا ہے تاکہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک انتہائی خطرناک قسم کا مسئلہ ہے جیسے کمرشل گاڑیوں کو CNG میں convert کیا گیا ہے۔ آپ believe کیجئے میں اس وقت ثابت کر سکتا ہوں کہ 90 فیصد گاڑیوں کی چھتوں پر سلنڈر لگے ہوئے ہیں اور سلنڈر گوجرانوالہ کے بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا نوٹس لے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ پہلے میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ rules بھی آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے مطابق ہم نے چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ rule 86 کو پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: میں بڑے آرام سے اور ادب سے کہہ رہا ہوں کہ آپ rule 86 پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: میرے سے زیادہ ادب اس سارے ایوان میں کوئی نہیں کرتا اور آپ کو بھی پتا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا لوگوں سے اتنا ہی کرایہ لیا جا رہا ہے اور یہ جو لوگ بیٹھے بیٹھے گاڑیوں میں زندہ جل جاتے ہیں اس کا پورے ایوان کو ذمہ دار اور جواب دہ ہونا پڑے گا۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ Not pressed اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے سے زیادہ کوئی عزت نہیں کرتا تو کیا باقی سب لوگ بے ادب ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1423 بھی آپ کی ہے۔ جی، وزیر قانون!

شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ سے متوسط طبقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے Marriage Function Prohibition Ordinance of Display and Wasteful Expenses Ordinance 2000 نافذ کیا اور بعد ازاں amendment Act 2006 جس میں شادی بیاہ کے موقع پر one dish کی اجازت دی اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے Punjab Marriage Functions Act 2003 نافذ کیا اور اس کی روشنی میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے rules بنائے اور انہیں نافذ کیا۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب نے---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): محکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب نے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز، ڈسٹرکٹ پولیس آفیسرز، تحصیل ٹاؤن میونسپل آفیسرز اور سیکرٹریز یونین کونسلوں کو اس پر عملدرآمد کے لئے ہدایات جاری کیں۔ مزید برآں اس ایکٹ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز اور صوبائی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اس بارے میں وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی رہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ایکٹ پر کوئی عملدرآمد ہو رہا ہے تو وہ یقیناً پنجاب میں ہی ہو رہا ہے۔ یعنی جو دس بجے کا ٹائم ہے اس پر پوری پابندی ہے اور تمام جگہوں پر جو ہوٹل ہیں وہاں دس بجے کے ٹائم کو پوری طرح observe کیا جاتا ہے اور one dish کو بھی پوری طرح سے observe کیا جاتا ہے لیکن جہاں پر پرائیویٹ فنکشن ہوتے ہیں وہاں کبھی کبھار اس کی violation کی شکایت ہوتی ہے تو اس پر قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ بات کرنی تھی کہ---

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کلے ہی دکھائی دیں اور دوسرا کوئی نہ ہو، لہذا آپ اس بات کو چھوڑ دیں، بڑی مہربانی، انہوں نے categorically تمام باتوں کی نشاندہی کر دی ہے اور notice بھی ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ایسا ہوتا رہا تو مڈل مین تو فنکشن کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ not pressed, dispose of

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں حاضر نہیں تھا لہذا ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ حاضر ہی نہیں تھے تو پھر تصحیح کس بات کی؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں on the floor of the House مجلس استحقاقات کے حوالے سے ایک بات ہوئی ہے لہذا میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے تو نہیں پتا لیکن یہاں کسی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ Privileges Committee کے اندر یہ کہا گیا کہ کسی افسر نے کمیٹی میں کہا کہ [********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کر دیئے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: بسراء صاحب! میری بات سنیں، میں باہر گیا ہوں تو پریس والوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پریس والوں کی بات کر رہے ہیں، اپنی نہیں کر رہے۔بقول ان کے لیکن میں نے نہیں پڑھا۔

ملک محمد وارث کلو: پریس والوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساڑھے تین سال کے اندر اس کمیٹی کے اندر اس قسم کے vulgar الفاظ کبھی بولے گئے ہیں، کبھی کسی افسر نے بولے ہیں اور نہ ہی کبھی کسی معزز ممبر نے بولے ہیں لہذا میں ریکارڈ درست کروانا چاہتا ہوں کہ میرے جس کسی معزز ممبر نے جو بھی الفاظ کہے ہیں وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور آپ انہیں حذف کریں۔

جناب سپیکر: جی، انہیں حذف کر دیا جائے۔بس ٹھیک ہے وہ غلط الفاظ ہیں اور یہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے جو اعلان کیا اور ان کے behalf پر لاء منسٹر صاحب نے اعلان کیا کہ پنجاب اسمبلی کے سب لوگ ایک مہینے کی تنخواہ دیں گے ہم ان کے اس اعلان کو welcome کرتے ہیں- پاکستان پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی تو پہلے ہی یہ کر چکی تھی- کل اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب 25 ٹرکوں کے ساتھ سندھ جا رہے ہیں-

جناب سپیکر: 25 توپوں کے ساتھ ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 25 ٹرکوں پر سامان لے کر جا رہے ہیں-

جناب سپیکر: اچھی بات ہے، پلیز ان کی بات سنیں-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج سندھ میں جو تباہی آئی ہے رپورٹ یہ ہے کہ پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا اس دفعہ اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا وہاں agitation کے لئے جا رہے ہیں ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے گزارش کر لینے دیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم بڑا بھائی ہونے کے ناتے، بڑا صوبہ ہونے کے ناتے سندھ کے لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، خواہ ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈز پر cut لگانا پڑے خواہ وزیر اعلیٰ صاحب کے discretionary fund سے دیئے جائیں۔ جو ہماری تنخواہوں کا اعلان کیا گیا ہے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، آج وہاں پر جتنا بڑا نقصان اور تباہی ہوئی ہے میری ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ ہمیں بڑا بھائی ہونے کے ناتے اپنے سندھی بھائیوں کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک سپیشل پیکیج announce کرنا چاہئے خواہ وہ cut ڈویلپمنٹ فنڈز پر آئے یا صوابدیدی فنڈز پر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کر چکے ہیں، اب آپ کر لیں-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مذاق کی بات نہیں بلکہ it's a very serious and sensitive issue لہٰذا میری گزارش ہے کہ اسے بڑا seriously take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: بات notice میں آ گئی لیکن اختیار ان کے پاس ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے
ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے آج سے تین چار دن پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ضلع بہاولنگر کے حوالے سے ایک بات کی تھی کہ وہاں پر بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہے۔ آپ پھر کہیں گے کہ ہم لوگ مخالفت برائے مخالفت یا سیاسی issue بنانے کے لئے بات کرتے ہیں۔ آج خوش قسمتی ہے کہ وزیر زراعت صاحب بھی تشریف فرما ہیں آپ اندازہ کیجئے کہ پانچ دن پہلے میری کہی ہوئی بات پر ان سے پوچھ لیجئے، لاء منسٹر سے پوچھ لیجئے کہ کیا انہوں نے ڈی سی او سے رپورٹ لی؟ آپ نے اسی جگہ پر بیٹھ کر حکم دیا تھا کہ آپ اس ضلع کی رپورٹ lay کر دیں کہ کتنا نقصان ہوا ہے، کتنے غریبوں کے مکان گرے ہیں؟ لیکن آج پانچ دن گزر جانے کے باوجود وہ رپورٹ نہیں منگوائی گئی، وزیر زراعت یا وزیر قانون کی جانب سے مجھے ہی کہہ دیا گیا ہوتا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاید آپ کو تلاش کرتے پھرتے ہوں اور آپ کسی چینل پر پہنچے ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہیں ہوتا ہوں اور ہر جگہ مل جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بہت شکریہ، کل ملتان میں cotton crop management group کی میٹنگ تھی جسے وزیر زراعت Chair کرتا ہے اس میں پورے ساؤتھ کے ڈی۔او، زراعت موجود تھے وہاں اریگیشن کے لوگ بھی تھے میں نے وہاں انہیں کہا ہے کہ فوری طور پر سروے کریں نہ صرف بہاولنگر میں بلکہ جہاں جہاں بھی cotton crop damage ہوئی ہے اس کی رپورٹ دیں۔ ہم پھر ڈی جی ریلیف کو یہ رپورٹ submit کر کے اس کا ازالہ کریں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے اس حوالے سے پوری ہمدردی کرنی چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں on oath بات کر رہا ہوں کہ ضلع بہاولنگر میں زمیندار کا زراعت کے علاوہ اور کوئی source of income نہیں ہے باقی جگہوں پر بھی ایسا ہی ہوگا، تمام زمینداروں کی کپاس کی فصل تباہ ہو چکی ہے میری صرف اتنی عرض ہے کہ وزیر صاحب کوئی time frame دے دیں دو دن، چار دن، ہفتہ اور مہینہ تاکہ ہم assess کر سکیں کہ جن لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں آپ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں اور جن کے مکان گر چکے ہیں ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آج کالا باغ ڈیم پر قرارداد لے آئیں تو ابھی ساری assessment ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایسی بات نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان کو کہیں کہ یہ قرارداد لائیں۔ Catchment areas میں یہ بارشیں ہو رہی ہیں، پورے ملک کی تباہی کی وجہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم نہیں بن رہا، storage نہیں بن رہا یہ اس کو تو مانتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے ہم اس کا جواب لینا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: شیخ صاحب! دس سال تک آپ کی پارٹی برسر اقتدار رہی ہے کیا آپ نے ڈیم بنایا ہے۔

جناب سپیکر: میں وزیر زراعت سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ خصوصی طور پر بہاولنگر کے بارے میں جلد از جلد رپورٹ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر بیٹھے ہیں دونوں باتوں کا انہوں نے جواب دیا ہے نہ وزیر زراعت نے، چونکہ ماحول کو خراب کرنے کی شیخ صاحب کی عادت ہے۔ وہ ایک ایسی بات کو خراب کر رہے ہیں اور وہ صرف اور صرف play with the gallery کرتے ہیں۔ Just to come in the news papers, just to publish in the news papers میری ان سے گزارش ہے کہ خدارا جو اتنے sensitive issues ہوں کم از کم ان پر کوئی input آ لینے دیا کریں۔ مجھے ایک تو time frame والی بات بتا دیں اور دوسری بات جو فنڈز پر cut لگا کر سندھی بھائیوں کی امداد کے لئے بات کی تھی اگر اس پر کوئی strategy ہے تو کیا ہے وہ بتا دیں؟

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ بے شک ریکارڈ چیک کرالیں کہ جتنی دفعہ بھی ایوان کا ماحول خراب کیا ہے وہ شوکت بسراء صاحب نے کیا ہے یہ شیخ صاحب پر بے جا الزام لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جو دو باتیں پوچھیں ہیں ان کا منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں گے تو پھر ہی وہ جواب دیں گے۔ جی، احمد علی اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزشتہ سال پنجاب میں جب سیلاب آیا تھا تو اس کی وجہ سے 18 لاکھ ایکڑ فصلیں متاثر ہوئی تھیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں پر خود گئے اور ان متاثرین کو بیس بیس ہزار روپے وطن کارڈ کے تحت دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ان کو کھاد اور بیج مفت مہیا کئے گئے۔ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اس حوالے سے کوئی غفلت نہیں ہوئی بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس بارے میں بڑے conscious ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! وہ خصوصی طور پر بہاول نگر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو اضلاع متاثر ہوئے ہیں ان کا ہم نے مجموعی طور پر سروے کرایا ہے جس کے مطابق تقریباً 30 ہزار ایکڑ کپاس کی فصل متاثر ہوئی ہے۔ کل وہاں پر پنجاب کے تمام زراعت کے افسران موجود تھے اور ان کے ساتھ ساتھ محکمہ اریگیشن کے افسران کو بھی بلایا گیا تھا۔ میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ آپ ان متاثرہ علاقوں کا سروے کر کے جلد از جلد مفصل رپورٹ پیش کریں تاکہ پنجاب حکومت ان کی ہر ممکن مدد کر سکے۔

جناب سپیکر: اس سروے کی رپورٹ کب تک آ جائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جلد آ جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے عملی طور پر کچھ نہیں کرنا صرف یہاں پر الف لیلیٰ کی کہانی سنانا شروع کر دیتے ہیں کہ کہہ دیا گیا ہے، ہو جائے گا وغیرہ۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ مجھے کوئی ایک specific period بتادیں۔ اگر آپ ایک مہینے میں کر سکتے ہیں تو ایک مہینے کا time frame دے دیں۔ میں آپ کو بتادوں کہ ہارون آباد، چشتیاں اور فورٹ عباس کے اندر کم از کم بیس سے تیس ہزار لوگوں کے گھر اس بارش کے اندر بہہ چکے ہیں۔ میں ریکارڈ کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رپورٹ دے دیں منسٹر صاحب آگے سے کہتے ہیں کہ وہ کہہ دیا ہے، صوبے میں کہہ دیا ہے، پنجاب میں کہہ دیا ہے، لاہور میں کہہ دیا ہے، پشاور میں کہہ دیا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ سب علاقوں کی رپورٹ لے رہے ہیں اور رپورٹ آنے پر آپ کو بتائیں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسراء صاحب! آپ مجھے جانتے ہیں، میں آپ کو جانتا ہوں اور میں آپ کا احترام بھی کرتا ہوں۔ آپ کو میں نے بتا دیا ہے لیکن آپ کو سمجھ نہیں آ رہی۔ میں نے عرض کیا ہے کہ تھوڑا انتظار کریں۔ حکومت نے ایک طریق کار کے تحت ہر کام کرنا ہوتا ہے۔ میں خود ایک farmer ہوں اور farmers کا نمائندہ ہوں اس لئے آپ سے زیادہ مجھے اس بات کا احساس ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ نے پہلے کسانوں کے لئے کیا کیا ہے؟ آپ نے تو پورے پنجاب کے کسانوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ اب آپ لوگ ذرا خاموشی اختیار کریں۔ جن لوگوں کی قرار دادیں ہیں وہ انتظار کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے پھر ماحول کو خراب کرنا ہے اور اگر آپ ماحول کو خراب کریں گے تو I will take action, I tell you.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے معزز بھائی صرف ایک ضلع کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ پورے پنجاب کے اندر جہاں پر بھی سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے نقصان ہوا ہے ان سب کے لئے ایک relief کی announcement ہونی چاہئے۔ اسی وجہ سے تمام علاقوں سے رپورٹس منگوائی جا رہی ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ صوبہ پنجاب،

سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ یعنی چاروں صوبوں میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے تباہی ہو رہی ہے لیکن صدر پاکستان اور وزیر اعظم بیرون ملک دوروں پر گئے ہوئے ہیں۔اب تو سپیکر قومی اسمبلی بھی بیرون ملک چلی گئی ہیں۔یہ کیسے حکمران ہیں کہ عوام بھوکے مر رہے ہیں، سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ بیرون ملک دورے کر رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔میں نے پہلے کہا تھا کہ ماحول کو خراب نہ کرنا۔آپ کی بڑی مہربانی اب تشریف رکھیں۔ان کا مائیک بند کر دیں۔سب لوگ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!کیا یہ پنجاب کے کسان کی بات کر رہے ہیں،کیا یہ بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لئے کام کرنے والے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب!تشریف رکھیں۔ all of you تشریف رکھیں۔کچھ باتیں ایسی ہیں کہ جن کا سب کو پتا ہے۔آپ سب لوگ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!انہوں نے سٹیل مل کا بیڑا غرق کر دیا۔پورے ملک کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں، خاموش ہو جائیں۔ جی، ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!افسوس ہے کہ ہم قومی issue اور سانحہ کو سیاست کی نذر کر دیتے ہیں۔نواب شاہ اور سندھ میں جو سیلاب آیا ہے اس حوالے سے صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب نے میاں نواز شریف صاحب کو دعوت دی اور وہ وہاں پر تشریف لے گئے۔صدر صاحب خود بھی وہاں پر visit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد نواز شریف صاحب خود نواب شاہ گئے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!کل کے جنگ اخبار میں فریال تالپور صاحبہ نے حامد میر صاحب کی وساطت سے کہا ہے کہ ہم میاں محمد نواز شریف صاحب کو welcome کہتے ہیں۔اس وقت پوری قوم ایک سانحہ سے دوچار ہے۔ہمیں اس حوالے سے سیاست نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں across the board اپنے بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل یہ ٹھیک ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: میری رانا ارشد صاحب سے گزارش ہوگی کہ اس موقع پر ایسی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے کالا باغ ڈیم کے حوالے سے بات کی ہے۔ وہ میرے بزرگ ہیں اگر یہ لوٹا نہ ہوتے تو بڑے بہترین Parliamentarian ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ اچھی بات نہیں کی ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: میں کہتا ہوں کہ 2001 سے لے کر 2008 تک یہ خود حکومت میں رہے ہیں تو انہوں نے اپنے دور حکومت میں کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا؟

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دے دیں۔ میں کب سے کھڑا ہوں اور آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ میرا گلا دبا رہے ہیں، مجھے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: نہیں، میں کسی کا گلا نہیں دباتا۔ شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی ہوگی مجھے قاعدے کے مطابق چلنے دیں۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب کی قرارداد ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے بھی اپنے حلقے کی عوام کے لئے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں بھی اس ایوان کا ممبر ہوں اور اپنے حلقے کی نمائندگی کرنے کے لئے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں اس وقت میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہ کیا کریں۔ یہ مناسب نہیں ہے اور میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ اب آپ آرام سے تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر بات کرنے کا میرا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے لیکن اس طرح سے حق نہیں ملتا۔یہ صرف آپ اکیلے کا حق نہیں ہے بلکہ یہ سارے ایوان کا حق ہے۔آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے floor عامر سلطان چیمہ صاحب کو دیا ہے۔

مائیکرو کریڈیٹ بنک قائم کرنے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمہ کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض و مقاصد پر ایک Micro Credit Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت کو سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمہ کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض و مقاصد پر ایک Micro Credit Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت کو سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں۔"

SHEIKH ALA-UD-DIN: Sir, I oppose it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین صاحب نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے جبکہ میں ایک fact معزز ایوان اور آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ سوال اس سے پہلے بھی قرارداد نمبر 82/2011 کے تحت ایوان میں اُٹھایا جا چکا ہے چونکہ اس قرارداد کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے لہذا اس قرارداد کی کاپی وزارت خزانہ حکومت پاکستان کو ارسال کی گئی۔وزارت خزانہ نے اس ضمن میں جواب دیا ہے کہ اس وقت ملک میں 8 مائیکرو فنانس بنک (ایم ایف بی) اور 23

مائیکرو فنانس ادارے (ایم ایف آئی ایس) پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ ان تمام بنکوں اور اداروں نے مجموعی طور پر 20 لاکھ لوگوں کو قرضہ فراہم کیا ہے۔ بنک لائسنس یافتہ ہیں اور مائیکرو فنانس انسٹیٹیوشن آرڈیننس 2001 کے تحت سٹیٹ بنک آف پاکستان انہیں regulate کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر وزیر قانون صاحب نے بڑی واضح بات کر دی ہے اور یہ already اس کی support میں ہیں اور میرا مقصد بھی یہی تھا کہ بنگلہ دیش میں چٹاگانگ یونیورسٹی کے پروفیسر یونس نے مائیکرو بنک کی بنیاد رکھی تھی۔ میرے خیال میں اس پر مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس قرارداد کو واپس لے لیں اور یہی بہتر رہے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی چیزیں ریکارڈ پر نہ لائی جائیں جن کا معاملہ بالکل اُلٹ ہو۔ آپ میری بات سُن لیں میں صرف عوام کے فائدے کے لئے ایک بات کرنے لگا ہوں اور عوام کے فائدے کی بات ہمیشہ کرتا ہوں۔ چیمہ صاحب نے ڈاکٹر یونس کا حوالہ دیا ہے اُس کو بنگلہ دیش حکومت نے blood sucker قرار دے کر علیحدہ کیا۔ وہ 24 فیصد markup پر کام کر رہے تھے اور چیمہ صاحب کو یہ قرارداد پیش کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے تھا کہ اوپر بڑے قابل لوگ بیٹھے ہیں جب یہ پڑھیں گے کہ اس بنیاد پر پاکستان میں کام کیا جائے، ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ بغیر collateral کے کام نہیں ہو سکتا۔ 14 فیصد discount rate ہے، نہیں ہو سکتا اور 9 فیصد banking spread ہے، نہیں ہو سکتا۔ ہم ایسی قراردادیں لا کر اپنے اس ایوان کا مذاق اُڑاتے ہیں اور میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ اس قرارداد کو withdraw ہی کر لیں کیونکہ یہی بہتر ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب کی قرارداد withdraw ہوئی۔ دوسری قرارداد محترمہ حمیرا اویس شاہد کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

پنچایتی نظام کو آئین کے تابع کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلیں، پنچائتیں، غیر رسمی نظامِ انصاف کو قانون framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لا کر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائت آئین کے مطابق ہو اور اُن کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

جناب سپیکر: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلیں، پنچائتیں، غیر رسمی نظامِ انصاف کو قانون framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لا کر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائت آئین کے مطابق ہو اور اُن کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ پہلے اس پر بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پنچایتی نظام کو نافذ کرنے سے لوکل گورنمنٹ کا رول ختم ہو جائے گا جو کہ ایک تیسری حکومت کا درجہ رکھتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جن کو پنچائت کا سربراہ بنایا جائے گا اُس کی دیانتداری کی کون قسم کھا سکتا ہے کہ وہ دیانتدار ہو گا یا کسی سے انصاف

کر سکے گا۔ اس طرح لڑائی جھگڑے بڑھیں گے اور پسند ناپسند پر فیصلے ہوں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ قرارداد نچلی سطح پر عوامی نمائندگی کے راستے میں رکاوٹ ہے اس لئے میں اس کو oppose کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ حمیرا اویس شاہد! آپ اپنی قرارداد پر بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس قرارداد میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت village Councils کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ بات پنچائت اور جرگہ کے حوالے سے ہو رہی ہے اور ہمارے rural areas میں صدیوں سے یہ ایک tradition چل رہی ہے۔ اب میڈیا نے چونکہ اس کو بہت زیادہ expose کرنا شروع کیا اور میں نے بھی ذاتی طور پر as a Journalist بہت ساری stories میں کام کیا جس میں پنچائت نے ایسے ایسے فیصلے صادر کئے جس کی وجہ سے بڑے خوفناک ظلم ہوئے۔ ایک recent واقعہ یہ ہوا تھا کہ تین مہینے پہلے Southern Punjab میں ایک بچی کو کرنٹ لگا کر مارنے کی سزا دی گئی۔ بات یہ ہے کہ اگر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت village Councils موجود ہوتیں تو ایسے واقعات نہ ہوتے۔ وہ کلاز کبھی نافذ ہوئی اور نہ اس پنچائت کی tradition کو change کیا جاتا ہے اس لئے کہ rural areas میں انصاف ملنے کا یہ ایک سستا طریقہ ہے۔ اس نظام کو question نہیں کر رہی لیکن کیا یہ پنچائتیں اتنی بڑی ہیں اور اتنی powerful ہیں کہ ان کی accountability نہیں ہوتی اور انہوں نے جتنے کیسوں میں human rights violations کی ہیں اور اتنے gross قسم کے human rights cases کے فیصلے انہوں نے کئے ہیں، کیا اُن کی accountability نہیں ہے، کیا یہ پنچائتیں آئین سے اوپر ہیں، کیا یہ پنچائتیں Nation Security issues، آئین اور شریعت کے خلاف جاتی ہیں اور ہم ان کی accountability نہیں کر سکتے؟ اس قرارداد کو اس ایوان میں لانے کا مقصد یہ تھا کہ پنچائتیں ایک بہت بڑا effective source of justices ہیں لیکن اُس کا ایک legal framework بنائیں یعنی اُس کی power کیا ہے، اُس کی jurisdiction کیا ہے، اُس کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے، اُس کی حد کہاں پر ختم ہوتی ہے؟ جس طرح باقی اداروں میں accountability ہے اس کو بھی accountable ہونا چاہئے کیونکہ پنچائتوں کے فیصلوں پر اس ملک نے اتنی خوفناک international chain دیکھی ہوئی ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ policy matter ہے اور میرا مقصد یہ تھا کہ آپ لوگ اپنے اپنے حلقوں میں پنچائتوں کو deal کرتے ہیں اور پنچائتوں کی jurisdiction، اُن کا legal framework متعین ہونا چاہئے تاکہ یہ more effective ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے تو آپ نے اپنے آپ کو اسی قرارداد کی حد تک confine کرنا ہے۔ اگر آپ کوئی اُلٹی سیدھی تقریر کریں گے تو میں وہ نہیں سنوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ میرے سے یہ توقع کرتے ہیں کہ میں الٹی سیدھی تقریر کرتا ہوں۔ آپ رانا ارشد صاحب کو مائیک دیتے ہیں تو کیا وہ یہاں پر تلاوت کرتے ہیں؟ میری بات کو آپ نے الٹا سیدھا کہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں احتجاجاً جا رہا ہوں۔ کیا آپ اپنی مرضی کے الفاظ چاہتے ہیں کہ جو آپ کہیں وہ میرے منہ سے نکلیں۔

جناب سپیکر: آپ نے oppose کیا تھا اس لئے میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ الٹی سیدھی حرکتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے حرکتیں نہیں کہا۔ میں نے حرکتوں کی بات نہیں کی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو رانا ارشد صاحب کے الفاظ تو سنائی نہیں دیئے ہوں گے۔ وہ جو مرضی کہہ لیں۔ ہم بات کریں تو آپ کو وہ الٹی سیدھی حرکتیں لگتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کے روّیے پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا روّیہ آپ کے ساتھ کبھی غلط نہیں ہوا لیکن میں آپ پر افسوس ضرور کرتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کا روّیہ آگے پیچھے میرے ساتھ بالکل صحیح ہوتا ہے۔ آپ مجھے جب مائیک دیتے ہیں تو روّیہ بدل جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح بات کریں گے تو پھر روّیہ ٹھیک نہیں رہے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شاہ صاحب کو اس قرارداد کے بارے میں معلومات نہ ہیں اس لئے یہ ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہندلی صاحب! آپ شاہ صاحب کو ایوان میں واپس لائیں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بڑی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں یہ حق دیا کہ ہم اپنی رائے بھی دیں اگرچہ یہ rule نہ ہے۔

جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔ Indus valley civilization پانچ ہزار سال پرانی ہے یہاں کا جو ثقافتی پس منظر ہے اس کو کسی طور پر نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ عادات اور رسوم یہاں کے لوگوں میں رچ بس گئی ہیں۔ یہاں انصاف کا جو پنچائتی سسٹم ہے انتہائی مضبوط ہے۔ آپ چاہیں بھی تو اس کو root out نہیں کر سکتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب سپیکر: ہم شاہ صاحب کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پانچ ہزار سال میں جو justice system جس کو superior سمجھا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ بوہڑ کے پیڑ کے نیچے چارپائی ڈال کر پانچ بزرگ بیٹھتے تھے اور تمام پنچائت میں انصاف کرتے تھے۔ آپ انصاف کے اس رواج کو معاشرے سے نکال نہیں سکتے تو اس کو اپنے اس سسٹم میں لے کر آئیں۔ ہماری قرارداد یہی کہتی ہے کہ ہم جب تک اس سسٹم کے check and balance کے لئے کوئی legal framework نہیں بنائیں گے تو ناانصافیاں ہوں گی جیسا کہ ساجدہ میر نے کہا ہے۔ ان ناانصافیوں یا کم درجے کے جو فیصلے ہوئے جن کی مثالیں موجود ہیں جن سے ہمارے culture کی بدنامی ہوئی ہے تو اس کو چیک کرنا بھی ہمارا ہی فرض ہے۔ یہ پنچائتی سسٹم اتنا مضبوط ہے کہ اس کی وجہ سے معاشرے میں balance ہے۔ اس کی support میں حکومت کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہئے اور اس کو legal system میں لانا چاہئے۔ میں پرزور درخواست کروں گی کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی بھی قرارداد پیش کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے اور اگر اسے oppose کیا جاتا ہے تو اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس پر سب کی رائے آ جائے یعنی جو جس نظر سے اس قرارداد کو سمجھتا اور دیکھتا ہے اس کے مطابق رائے دیتا ہے تاکہ ان کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔ اس دنیا کو قائم ہوئے لاکھوں سال گزر گئے ہیں اور آج ہم ایک civilized قوم بن چکے ہیں،

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قوانین بھی بڑے مستحکم بنتے جا رہے ہیں اور قانون بنانے والے ادارے بھی بڑے مستحکم ہو چکے ہیں۔ ان اداروں کے تحت بننے والے systems کا تعلق grass root level تک ہونا چاہئے اس کے لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارا جو بلدیاتی سسٹم تھا وہ بہت ہی مضبوط تھا جس کے تحت grass root level پر خواتین کونسلرز تھیں۔ وہ سسٹم ایسا تھا جس میں نمائندے اپنے عوام سے ووٹ لے کر وہاں کام کرنے کی پوزیشن میں ہوتے تھے۔ اس سسٹم میں ایک مصالحتی کونسل بھی ہوتی تھی اگر اس کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ فیصلے کرے تو اس سسٹم میں ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ کل کو ان لوگوں نے پھر جا کر اپنے عوام سے ووٹ لینے ہوتے تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ ایک بہت ہی فعال سسٹم تھا۔ اس سسٹم کو وقت کے ساتھ ساتھ مزید improve کرنے کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت رہتی ہے نہ کہ آپ اس سسٹم کو بالکل dissolve کر کے پانچ ہزار سال پرانے یا ایک لاکھ سال پرانے دور میں چلے جائیں۔ ہمیں اس سسٹم کو بہتر بنانا چاہئے۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ جو لوگ جرگہ یا پنچائت لگاتے ہیں اور وہاں پر جو فیصلے ہوتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک مسیحا کا کردار بھی ادا کرتے ہیں۔ میں آخر میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتی ہوں اور تمام ممبران سے کہوں گی کہ اس کو پاس کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں اس قرارداد کے حق میں عرض کرنا چاہوں گا کہ صدیوں سے یا آج بھی پنچائتی نظام unofficially چل رہا ہے اور بہتر طور پر چل رہا ہے کہیں کہیں غلط فیصلے ضرور ہوئے ہوں گے۔ میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج بھی تھانوں میں مک مکا کے بعد تھانیدار پارٹیوں کو پنچائت کے پاس بھیج دیتا ہے کہ فیصلہ کر لو۔

جناب سپیکر! میں بھارت کی مثال دینا چاہتا ہوں وہاں پر پنچائتی نظام کو قانونی حیثیت حاصل ہے اور وہاں کی پنچائت جب بیٹھتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جب پنچ کرسی پر بیٹھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بھگوان کرسی پر بیٹھا ہے اور بھگوان غلط فیصلے نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی واقعہ یا وقوعہ ہوتا ہے تو وہاں کی مقامی پنچائت کو صحیح حقیقت کا پتا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ جو قرارداد آئی ہے میں اس کی حمایت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید نے بھی گھریلو جھگڑے جیسے طلاق وغیرہ کے ہوتے ہیں اس میں بڑی ترغیب دی

ہے اور حکم دیا ہے ایک نمائندہ مرد کی طرف سے اور ایک نمائندہ عورت کی طرف سے مقرر کر کے فیصلہ کیا جائے۔ ایسے مسائل جو تھانوں اور عدالتوں میں حل نہیں ہو سکتے وہ پنچائتوں میں حل ہو جاتے ہیں۔ ہماری بہن نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب خود ایک ماہر وکیل بھی ہیں۔ یہ Arbitration Act کی ایک ذیلی بات ہے۔ ملک کی تقسیم سے پہلے پنچائت کا نظام اس علاقے میں بھی تھا۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ اعلیٰ کردار کے لوگ ہوتے ہیں، جو حقائق مقامی لوگ سمجھ سکتے ہیں وہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر یہ کر دیا جائے تو لوگ کورٹ کچہری کی بہت بڑی مصیبت سے بچ سکیں گے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور / انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی سب سے پہلے اس حوالے سے مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو ایوان میں آنا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ سپریم کورٹ کی کم از کم تین چار سو judgements اور dictums ہیں اس کے علاوہ ہائیکورٹ، ماتحت عدالتوں اور عائلی عدالتوں کی بھی ہیں۔ اس پنچائتی سسٹم کو سپریم کورٹ اپنے dictums میں own نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ ہم پر binding ہے اور نہ ہم اس کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے یہاں پر یہ کہنا کہ اس کو legal framework order دیا جائے۔ اُس وقت پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب کبھی محلے دار اپنے محلوں میں ڈکیتیاں نہیں کرتے تھے۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے پانچ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور / انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اُس وقت ان پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب ایک گاؤں کی بیٹی کی سارے لوگ عزت کرتے تھے، اُس وقت ان پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب ایس ایچ او نے اپنے ہی بندے پنچائتی نہیں رکھے ہوتے تھے کہ پیسے دے کر وہاں صلح ہو جائے۔ اس کی legal value یہ ہے کہ سپریم کورٹ کی بے شمار dictums اور judgements ہیں جس میں وہ پنچائتوں کو own نہیں کرتے لہذا میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، تائید کرتا ہوں اور ایک فقرہ add کرتا ہوں کہ سپریم کورٹ کسی آئین کے تابع ہے۔ میری بہن نے جو قرارداد دی ہے میں اپنے فاضل دوستوں سے کہوں گا کہ اس کے الفاظ کو غور سے پڑھیں۔ سپریم کورٹ اعلیٰ عدلیہ ہے، قانون کا طالب علم ہونے کے ناتے ہم اس کا احترام کرتے ہیں، وہ ہمارے ملک کی عدالت عظمیٰ ہے لیکن وہ کسی آئین کے تابع ہے۔ اگر پارلیمنٹ قانون سازی کر کے پنچائت کے سسٹم کو اسلام، آئین، قرآن واحادیث کی روشنی میں اس کے ambit کے اندر رہتے ہوئے endorse کرتی ہے تو کوئی سپریم کورٹ اس کو روک نہیں سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ آئین سب سے supreme law ہے۔ میرے دوستوں کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ تمام قوانین آئین کے تحت اور آئین کے اندر رہتے ہوئے اپنا کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کے تمام organs بھی آئین کے تابع ہوتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب! کیا آپ کوئی گوہر افشانی کریں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔ پنچایتی سسٹم بہت عرصہ پہلے بڑا موثر تھا لیکن وقت اور حالات نے اس سسٹم کو بالکل غیر موثر بنا دیا ہے۔ اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر suo-moto action ہو جاتا ہے۔ آپ نے پنچائت کو دیکھا ہو گا کہ وہ ملزم کی حیثیت میں کٹہرے میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے امن وامان کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے اور عدالتیں بھی متنازعہ ہو جاتی ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اس پنچایتی سسٹم کو باعزت طور پر دفن کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ آپ نے اور میں نے اپنے باپ دادا کو ڈیروں اور گھروں پر دیکھا ہے اور پنچائتیں ہوتی آئی ہیں۔ ہم نے ان میں روزمرہ کے مسائل، خاندانی مسائل، جھگڑے حتیٰ کہ قتل اور آپس میں لین دین کے جھگڑوں کو بھی حل کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان پنچائتوں سے 70 فیصد سے زیادہ عدالتوں کا بوجھ کم ہوتا ہے اور لوگ تھانوں سے بچتے ہیں۔ میری بہن نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اس کا ایک legal framework ہونا چاہئے، اس کی حدبندی اور limits ہونی چاہئیں۔ ہم اس کی مکمل support کرتے ہیں کہ پنچائت سسٹم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلوں / پنچایتوں / غیر رسمی نظام انصاف کو قانونی framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لاکر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچایت آئین کی پابند ہو اور ان کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 14۔ستمبر 2011 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

311

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 14۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

(الف) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر 39 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) (تعلیم) ورکروں کے بچے، پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر 40 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) (تعلیم) ورکروں کے بچے، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) ورکروں کا معاوضہ تلافی، پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر 41 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) ورکروں کا معاوضہ تلافی، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(ب) رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

4۔ حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 06-2005 جلد I,II,III ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 06-2005 جلد I,II,III ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

312

5۔ حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 07-2006 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 07-2006 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 09۔2008 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 09۔2008 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

7۔ حکومت پنجاب کے مالی حسابات کی رپورٹ برائے سال 06-2005 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے مالی حسابات کی رپورٹ برائے سال 06-2005 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

8۔ حکومت پنجاب کے خشک سالی سے بحالی کے معاون پروگرام کے منصوبے (DRAPP) برائے سال 09-2008 کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے خشک سالی سے بحالی کے معاون پروگرام کے منصوبے (DRAPP) برائے سال 09-2008 کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(ج) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

9۔ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبپاشی و بجلی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

313

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ 14۔ ستمبر 2011

(یوم الاربعاء، 15۔ شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ
ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ
اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ
عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ
فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ
عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾

سورة الزُّمَر 38 تا 41

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں کہ اللہ نے۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں (38) کہہ دو کہ اے قوم تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کئے جاتا ہوں۔

عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا(39) کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے(40) ہم نے تم پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لئے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے۔ تو جو شخص ہدایت پاتا ہے تو اپنے (بھلے کے) لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو(41)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لمحہ لمحہ شمار کرتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں
اس پر راضی خدا کی ذات ہوئی
مصطفیٰ سے جو پیار کرتے ہیں
میں خطا بار بار کرتا ہوں
وہ کرم بار بار کرتے ہیں
مدحِ مصطفیٰ ہے سرمایہ
ہم یہی کاروبار کرتے ہیں
ان کے غم میں ظہوری چین ملے
چارہ گر بے قرار کرتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

تعزیت

پنجاب میں ڈینگی وائرس سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ڈینگی وائرس سے جن لوگوں کی اموات ہوئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: قاری صاحب سب کے لئے دعا کروائی جائے۔

(اس مرحلہ پر ڈینگی وائرس سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ لائیوسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2944 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تجرباتی فارم مویشیاں اوکاڑہ، رقبہ اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*2944: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر اوکاڑہ کتنے رقبہ پر قائم ہے؟

(ب) کتنے ایکڑ پر کون کون سی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں؟

(ج) اس فارم کی سال 2006 تا 2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار بیان کریں؟

(د) یہ آمدن کن کن ذرائع سے ہوئی؟

(ہ) اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(و) ان سالوں کے دوران کتنی گرانٹ اس فارم کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر اوکاڑہ 3050 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔

(ب) 1413 ایکڑ پر درج ذیل فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔

برسیم، جئی، کماد، مکئی، چیری، سدابہار، ماٹ، گراس، گندم، دھان، جنتر، سوانک باجرا، رائی گراس، سرسوں

(ج) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن (ملین روپے)	اخراجات (ملین روپے)
2005-06	18.233	26.785
2006-07	20.396	34.527
2007-08	24.778	36.182

(د) یہ آمدنی لائیوسٹاک اور زراعت سے حاصل ہوئی ہے۔

(ہ) اخراجات کی تفصیل مدوار مندرجہ ذیل ہے۔

سال	تنخواہ بمعہ الاؤنسز (ملین روپے)	جاری اخراجات (ملین روپے)	مرمت مشینری وگاڑیاں (ملین روپے)
2005-06	13.719	12.371	0.665
2006-07	14.621	18.763	1.142
2007-08	17.177	16.916	1.358

(و) مندرجہ ذیل سالوں میں فارم ہذا کے ملازمین کی تنخواہیں اور ٹی اے / ڈی اے پر جو اخراجات ہوئے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	ملازمین کی تنخواہیں (ملین روپے)	ٹی اے / ڈی اے (ملین روپے)
2005-06	13.719	0.149
2006-07	14.621	0.189
2007-08	17.177	0.270

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! اوکاڑہ میں مویشیوں کے لئے جو تجرباتی فارم بنایا گیا ہے یہاں پر یہ دودھ اور گوشت دینے والی نسلوں کے لئے تجربات کرتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہمارا بہادر نگر اوکاڑہ میں جو لائیو سٹاک فارم ہے یہ 1916 میں قائم ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جو وہ پوچھ رہے ہیں اتنا ہی بتادیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! 1936 میں یہ نیلی بار اور راوی بھینسوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ نیلی بار اور راوی کی جو بھینس ہے وہ دودھ حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ یہ فارم نیلی بار اور راوی نسل کو بہتر بنانے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس میں ساہیوال نسل کی بھینس بھی شامل کر دی گئی اس لئے یہ Dairy purpose کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ گوشت حاصل کرنے والی نسل کو بھی آپ ادھر ہی رکھتے ہیں یا نہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں دوبارہ گزارش کر دیتا ہوں کہ اس فارم کو قائم کرنے کے جو مقاصد تھے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس سلسلے میں میری بھی گزارش ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پہلے نوید انجم صاحب کے دو ضمنی سوالات آئیں گے اس کے بعد آپ کو ایک سوال ملے گا۔ اب آپ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ بڑے سید صاحب کو موقع دیتے ہیں یا چھوٹے سید صاحب کو، باری تو بڑے سید صاحب کی آنی چاہئے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہ تو آپ کی نظر شفقت ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت یہ فارم بنائے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے مقاصد ہوتے ہیں۔ ان کے مقاصد یہ تھے کہ اعلیٰ معیار کے جانوروں کا انتخاب، تحفظ اور فروغ، بھینسوں کی نئی نسل اور اس کے علاوہ دیہاتوں میں لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے کام۔ اس کے علاوہ پٹہ داروں کے ذریعے ساہیوال اور

مخلوط نسل کے مویشیوں کا فروغ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ دودھ کے لئے بھی ہے اور گوشت کے لئے بھی۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! وزیر موصوف نے جواب دیا کہ دودھ والی نسل کو بڑھانے کے لئے ساہیوال اور راوی نسل کی بھینسوں کو وہاں پر پالتے ہیں اور تجربات کرتے ہیں۔ اس فارم کو بنے ہوئے 95 سال ہو گئے ہیں انہوں نے کتنی نئی نسل کی دودھ دینے والی بھینسیں تیار کی ہیں؟

جناب سپیکر: کتنی بھینسیں آج تک تیار کی ہیں، مجھے لگتا نہیں ہے کہ ---

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں اس سلسلے میں ان کو internet سے ان ممالک کا ریکارڈ دے سکتا ہوں جو دودھ کی field میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے فارم میں دودھ دینے والی گائیں، بھینسوں کی ایسی نسلیں بنائی ہیں جو چوبیس گھنٹوں میں 25 سے 30 لٹر تک دودھ دیتی ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس فارم میں انہوں نے کتنی ایسی نئی نسلیں بنائی ہیں جو زیادہ دودھ دیتی ہیں اور وہ کتنے لٹر تک دودھ دیتی ہیں؟

جناب سپیکر: نسل تو انہوں نے بتا دی ہے کہ نیلی اور راوی ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! نیلی، راوی نسل کے علاوہ ساہیوال cattle اور دوغلی نسل پر ریسرچ کا کام کیا گیا ہے ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): وہاں پر 463 بھینسیں ہیں حالانکہ پہلے وہاں ان کی تعداد 100 بھی نہیں تھی۔ وہاں 1006 گائے ہیں، دودھ دینے والی گائے 239 ہیں اور ان کا اوسط دودھ 6.3 لٹر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: کتنا دودھ ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): سب ملا کر اوسطاً 6.3 لٹر ہے۔

جناب سپیکر: 6 یا 7 لٹر ایک ٹائم کا ہے یا دونوں کا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): یہ اوسطاً average ایک ٹائم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بھینسیں پونے سات لٹر دودھ دیتی ہیں۔لاہور میں سب سے جو کمزور قسم کا گوالا ہے اس کی سب سے ماٹھی قسم کی بھینس اس سے زیادہ دودھ دیتی ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ جس فارم میں تجربات کرنے کے بعد بھینس پونے سات لٹر دودھ دے کیا اس فارم کو چلتے رہنا چاہئے؟

جناب سپیکر: 7 کلو صبح کا اور 7 کلو شام کو یہ 14 کلو ہو گیا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان سے پوچھ لیں کہ چوبیس گھنٹوں کا بتایا ہے یا بارہ گھنٹوں کا؟ یہ تو average بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بارہ گھنٹوں کی average بتا رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: اس کا مطلب ہے کہ جو گوالوں کے پاس بھینسیں ہیں یہ ان سے بھی ماٹھی ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: مجھے بھی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات مکمل ہونے دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ اپنی محنت خود کیا کریں۔دوسروں کے کندھوں پر نہ چلائیں اور انہیں کام کرنے دیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ فارم 1906 میں بنایا گیا تھا اور اسے 1962 میں تجرباتی فارم کا درجہ دیا گیا۔یہ چیزیں long terms آتی ہیں یہ نہیں ہے کہ اگر وہاں پر بھینسیں رکھنی ہیں تو میں کہوں کہ دو سالوں میں دودھ ڈبل ہو جائے۔اس میں کافی improvement آئی ہے۔ میں آپ کو تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔وہاں پر جتنا کام ہو رہا ہے میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ہمارے پنجاب میں 22 لائیو سٹاک فارم ہیں۔ابھی پنجاب لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ بورڈ بنا ہے اور فارم اس کے حوالے کیا گیا ہے اس کے مقاصد یہ تھے کہ ہم نے ماڈل فارم کے طور پر ان کے جانوروں کی quality بہتر کرنی ہے۔یہ پہلے بھی discuss ہو چکا ہے اور اب ان

فارموں کی حالت میں بہتری ہو رہی ہے۔ آپ مجموعی طور پر دیکھیں کہ income improve ہو رہی ہے اوران کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے، ان کو ٹھیک کرنے میں ٹائم لگے گا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جاوید صاحب! آرڈر پلیز۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اوکاڑہ کا تجرباتی فارم ہے experimental laboratories سے تو بہترین چیزیں تیار کر کے باہر نکالی جاتی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس فارم کو 49 سال سے تجرباتی فارم کا درجہ دیا گیا ہے آدھی صدی گزر گئی ہے لیکن اب بھی ایک بھینس پونے سات لٹر دودھ دے رہی ہے۔ تو انہوں نے تجربے سے کیا چیز باہر نکالی ہے اور انہوں نے دودھ کی پیداوار کو پورا کرنے کے لئے کتنی نئی نسلیں تیار کر کے مارکیٹ میں دی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب میں دنیا کی بہترین breed ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ساہیوال کیٹل بھی دنیا کی بہترین breed ہے اس کی conservation اور production کو improve کرنا، ان کے نر bulls کو semen production میں تیار کرنا، میں اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ meet production میں پاکستان دنیا کا چوتھا بڑا ملک ہے اور پنجاب میں سالانہ 28۔ ارب بلین دودھ پیدا ہو رہا ہے۔ میں پچھلے تین سالوں کا بتاتا ہوں کہ 09-2008 میں اس کا GDP میں 52 فیصد share تھا اگلے سال 53 فیصد ہوا اس سال کا اکنامک سروے آف پاکستان اٹھا کر دیکھ لیں کہ اب اس کا 55 فیصد share ہو گیا ہے تو یہ چیز increase کر رہے ہیں۔ ہمارا 62 فیصد لائیو سٹاک پنجاب میں ہے اور باقی دوسرے صوبوں میں ہے۔ اس improvement کی وجہ سے اس سال اکنامک سروے میں quote ہوا ہے کہ ایگریکلچر کے GDP میں اس سال اس کا 55 فیصد share ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس میں آپ کی contribution کیا ہے اور آپ نے کیا کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محکمے کی contribution بتائیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے کی contribution یہ ہے کہ اس نے تین چار بڑے steps لئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں کہ ایک عام کاشتکار یا گوالا اپنی بھینس کا دودھ بڑھا بھی سکتا ہے، اس کے پاس اپنے تجربات بھی ہوتے ہیں۔ آپ کے اس فارم کے تجربات سے کوئی استفادہ ہوا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایک سوسائٹی ہے اور ہر جگہ سوسائٹی میں کمی بیشی ہے لیکن لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ اپنا role play کر رہا ہے اور پنجاب میں ہیلتھ سروس فراہم کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کام کو مزید تیز کریں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ابھی اس میں جو improvement آئی ہے اگر آپ اس کا comparison کریں تو اس میں بہت سارے ایسے اقدام کئے ہیں جن سے ملک کے اندر دودھ کی پیداوار بڑھی ہے اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ تین سال میں 55 فیصد ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): تو اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ محکمہ کتنا کردار ادا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلو شاباش۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ یہ تو محسوس کر رہے ہیں کہ منسٹر صاحب سے پوچھا کچھ گیا ہے اور یہ جواب کچھ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال پورا نہیں ہوا۔ اس فارم میں ان کے پاس بھینسیں بھی ہیں اور گائے بھی ہیں اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ اس ہاؤس میں بیٹھنے والے 90 فیصد سے زیادہ دوستوں کا background زمیندار گھرانوں سے ہے اور ماشاء اللہ آپ کا background بھی زمیندار گھرانے

سے ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر آپ کی بھینس 6یا 7لٹر دودھ دیتی ہو تو کیا وہ آپ کلے پر باندھیں گے یا بچڑوں کو دیں گے ؟

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، یہ 14 کلو بن جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان سے پوچھ لیں وہ تو چوبیس گھنٹوں کی average کہہ رہے ہیں۔ اسے تو بند کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: اب شاہ صاحب کو سوال پوچھ لینے دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے 122مربع زمین بتائی ہے آپ اس کی انکم اور اخراجات دیکھ لیں۔ 2006 میں ان کی انکم 80.233 ملین روپے ہے اور اخراجات 26.785 ملین روپے ہیں۔ جو انہوں نے سوال کیا ہے یا حسن مرتضیٰ صاحب نے کیا ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ جہاں بھی بھینسیں یا گائے رکھی جاتی ہیں تو ان سے انکم بڑھتی ہے لیکن آپ یہاں دیکھ لیں کہ اگر آپ 122مربع زمین پٹے پر بھی دیں، یہ آپ کے نزدیک آ جاتی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ آج کل مربع کی مستاجری کیا چل رہی ہے، ہم مستاجری کہتے ہیں اور آپ ٹھیکہ کہہ دیتے ہیں اس لئے آپ یہ بھی دیکھیں کہ آمدن مسلسل کم ہو رہی ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس فارم کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: دراصل یہ کسی انکم کا ذریعہ نہیں بن سکتا چونکہ یہ تجرباتی فارم ہے اور اس کے تجربات سے لوگوں کو استفادہ ہونا چاہئے۔

سید ناظم حسین شاہ: نہیں۔ کیا جو یہ تجربات کرتے ہیں ان سے عام کاشتکار کو بھینسیں اور گائے وغیرہ provide کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ semen provide کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر: میرے مطمئن ہونے کی بات نہیں ہے، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ وہ آپ کو مطمئن کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہیں بتا دیں کہ آپ کاشتکاروں کو فارم سے semen provide کرتے ہیں کہ نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا جواب تو آنے دیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں پر جو ملازمین موجود ہیں ان کی تعداد جواب میں دی ہوئی ہے ان کو تنخواہیں دینی ہوتی ہیں اور آپ کے علم میں ہے کہ تنخواہیں بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح مویشیوں کے چارہ اور دوسری انتظامی مشینری پر بھی اخراجات آتے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ نیلی راوی بھینس اور ساہیوال نسل کی conservation ان فارموں کی ہی مرہون منت ہے۔ آمدنی اور اخراجات کے گوشوارے موجود ہیں اور میں معزز ممبر کو چیک کرا سکتا ہوں کہ مجموعی طور پر آمدن بڑھی ہے اور اخراجات کم ہوئے ہیں۔ سال 08-2007 میں اخراجات 3 کروڑ 61 لاکھ روپے ہوئے ہیں جبکہ آمدنی 5 کروڑ 96 لاکھ روپے ہوئی ہے۔ پچھلے دو تین سالوں میں ان فارموں سے منافع حاصل ہوا ہے یہ نقصان میں نہیں جا رہے لہذا اس میں improvement ہو رہی ہے۔ اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ بڑی تعداد میں ملازمین ہیں جن کو تنخواہیں ادا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اصل میں وہ پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے ان فارموں سے عام آدمی، کاشتکار، بھینس یا گائے رکھنے والوں کو کچھ facility provide کی جاتی ہے یا نہیں، ان کو semen وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے یا نہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے پاس تین Semen Production Units ہیں اور ان میں 15 لاکھ semen کی doses تیار ہو رہی ہیں اور اب ہم عام جانوروں کی نسل کو بہتر کرنے کے لئے اڑھائی لاکھ semen کی doses import کر رہے ہیں۔ گوشت بڑھانے اور fattening purpose کے لئے semen import کر رہے ہیں۔ ان میں سے دس ہزار imported semen کی doses آ بھی چکی ہیں اور ان کی قیمت تقریباً ڈیڑھ ارب روپے بنتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری گزارش سنیں۔ میں آپ سے ملتمس ہوں اور میری آپ سے پُرزور اپیل ہے کہ جتنی بات آپ سے پوچھی جاتی ہے اتنی پر ہی اکتفا کیا کریں کیونکہ لمبی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

وزیرامور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں semen فراہم کیا جا رہا ہے، پورے پنجاب میں ادویات مہیا کی جا رہی ہیں اور پورے پنجاب میں vaccination فراہم کی جا رہی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے 50 کروڑ روپے pro poor programme کے لئے مختص کئے ہیں۔ اس میں جو چھوٹے farmers ہیں ان کو ونڈا اور ادویات بھی مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر اب کافی سوالات ہو چکے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں اس پر آخری ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب آخری سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مویشیوں کے لئے experimental farm میں کماد اور گندم کاشت کرنے کا کیا جواز ہے، دوسرا ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم 15 لاکھ semen کی doses import کر رہے ہیں اگر انہوں نے semen import ہی کرنا ہے تو پھر اس فارم کی کیا ضرورت ہے اور کیا منسٹر صاحب اس فارم کی افادیت سے مطمئن ہیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے لائیوسٹاک پر خصوصی focus کیا ہوا ہے لیکن یہ long terms منصوبے ہیں۔ ان چیزوں کو فوری طور پر درست نہیں کیا جا سکتا۔ جانور کی breed کا ایک time fix ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ حکومت پنجاب اس حوالے سے initiatives لے رہی ہے۔ ہمارے ان فارموں میں 15 لاکھ semen کی doses پیدا ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ملٹری فارم رینالہ خورد کے ساتھ ہم نے joint adventure کیا ہے اور اس کے بعد semen کی پیداوار بڑھ کر 20 million doses ہو جائے گی جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ دوسرا semen اس لئے import کیا جا رہا ہے کہ جو جانور نیلی راوی اور ساہیوال نسل کے نہیں ہیں بلکہ inferior نسل کے ہیں جو عام دیہاتوں میں ہوتے ہیں اور ایسے جانور کہ جن کی quality low ہے یہ semen ان جانوروں کی quality کو improve کرنے کے لئے import کیا جا رہا ہے۔ اس سے گوشت اور دودھ کی پیداوار بڑھے گی۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے فارموں میں نیلی راوی اور ساہیوال نسل کی بھینسوں کے لئے semen کی 20 لاکھ doses ایک سال میں تیار

ہو رہی ہیں جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے اور یہ کسانوں کو مہیا کی جا رہی ہیں۔ایسی اچھی نسل کی breed کہ جس سے گوشت کی پیداوار بڑھ سکتی ہے، fattening اور گوشت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان جانوروں کے semen کی import doses کی جا رہی ہیں۔اس سے ہمارے ان جانوروں کی quality improve ہو گی جن کی پہلے inferior quality ہے۔ ہم ساہیوال یا راوی نسل میں cross breed نہیں کریں گے بلکہ عام جانوروں کی cross breeding کے ذریعے نسل بہتر کی جائے گی۔

جناب سپیکر: حضرت! جو بات انہوں نے پوچھی ہے وہ تو آپ نے بتائی نہیں۔انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ اس فارم پر جو گندم، مکا اور دوسری فصلیں کاشت کی جاتی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ پہلے سوال کو غور سے سنا کریں اور پھر جواب دیا کریں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں ان فارموں پر ہم دیگر فصلیں جانوروں کی ضرورت کے تحت ہی اگاتے ہیں اگر ہم گندم لگاتے ہیں تو اس کا بھوسا ان جانوروں کے کام آتا ہے۔اسی طرح ہم چارا کاشت کرتے ہیں۔ ہم جانوروں کی feed تیار کرنے کے لئے ان فصلوں کو استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا اب آپ کی تسلی ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے 3050 ایکڑ رقبہ اس تجرباتی فارم کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔08-2007 میں انہوں نے 2 کروڑ 47 لاکھ روپے آمدن ظاہر کی ہے جبکہ 3 کروڑ 61 لاکھ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں یعنی آمدن کم اور اخراجات زیادہ ہیں۔ منسٹر صاحب بار بار فرما رہے ہیں کہ semen کی import doses کی جا رہی ہیں۔ میں یہ کہتا ہو کہ اگر حکومت اس فارم کی ساری زمین کو پٹے پر دے کر اس پٹے سے حاصل شدہ رقم سے باہر سے تیار شدہ زیادہ دودھ دینے والی اور گوشت پیدا کرنے والی نسلیں منگوا لے تو ان کے باقی سارے اخراجات بچ جائیں گے۔ کیا حکومت اس فارم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس فارم پر 209 آدمی تعینات ہیں جن میں افسران اور دیگر ملازمین شامل ہیں۔ان کو تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں جو کہ ہر سال

بڑھ رہی ہیں اس کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہوئے ہیں، وہاں ناجائز طور پر کوئی اخراجات نہیں کئے جا رہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ کیا اور وہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ وہ relevant جواب دیں تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر یہ research کا خرچہ دُگنا کر دیں تو پھر بھی حکومت پنجاب اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہے لیکن ریسرچ کرنے کے بعد بھی اگر ہمیں 6/7 لٹر دودھ ملے تو پھر ایسی ریسرچ بند کر دینی چاہئے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل تو کر لینے دیں۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ان فارموں پر ایسے جانور بھی ہوتے ہیں کہ جو بہت تھوڑا دودھ دیتے ہیں۔ یہ اوسطاً بتایا گیا ہے ورنہ وہاں پر 20 لٹر اور 15 لٹر دودھ دینے والے جانور بھی ہیں۔ یہ maximum دودھ کی مقدار نہیں بتائی گئی بلکہ اوسط مقدار بتائی گئی ہے باقی جب کوئی ریسرچ ہوتی ہے تو پھر ریسرچ کے لئے ہر قسم کے جانور رکھے جاتے ہیں اور اس ریسرچ کے result کو دیکھا جاتا ہے۔ ریسرچ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کو آپ bound نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ غور سے سنتے نہیں ہیں۔ انہوں نے سوال کچھ اور پوچھا تھا۔ ابھی ان کا سوال ادھورا رہ گیا ہے اور انہوں نے پھر دوبارہ آپ سے پوچھنا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمیشہ research work پر اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ میرے ساتھ چلیں میں ان کو وہاں موقع پر دکھا دیتا ہوں۔ آپ بے شک کمیٹی بنا دیں میں ان کو پوری طرح مطمئن کروں گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں، میں internet کھول کر دکھا دیتا ہوں۔ جو internationally farm بنے ہوئے ہیں اُن کے اندر 24 گھنٹوں میں بھینسیں 25/30 لٹر دودھ دیتی ہیں لیکن یہ مجھ 7 یا 6 لٹر بتا رہے ہیں۔ فارم کے اندر تو بھینسوں کے اوپر تجربات کئے جاتے ہیں، وہ بہترین بھینسیں ہوتی ہیں، انہیں بہترین diet provide کی جاتی ہے اور انہیں بہترین ماحول provide کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بعد میں ان کے ساتھ ذرا بیٹھ جائیں اور internet پر انہیں ساری چیزیں دکھا دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں انہیں international farms کی details بتا دیتا ہوں وہاں تو بہترین نسلیں تیار کی جا رہی ہیں۔ یہ فارم 95 سال سے کھولا ہوا ہے اور یہ بھینسیں 6.7 لٹر دودھ دے رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4136 ہے۔

محکمہ کے زیر انتظام لاہور میں فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4136: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام ضلع لاہور میں ایک فارم چل رہا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ فارم کا کوئی زرعی رقبہ بھی ہے اگر ہاں تو کتنا؟

(ج) مذکورہ فارم میں کتنی قسم کے جانور ہیں نیز ان جانوروں سے 09-2008 میں کتنی آمدن ہوئی؟

(د) مذکورہ فارم میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان کی تنخواہ وغیرہ کی مد میں کتنا خرچہ ہو رہا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام ضلع لاہور میں ایک فارم چل رہا ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کا زیر کاشت رقبہ 520 ایکڑ ہے۔

(ج) مذکورہ فارم میں دو قسم کے جانور ہیں نیلی راوی نسل کی بھینسیں اور دوغلی گائیں)۔
ان جانوروں میں سے 09۔2008 میں 6.171 ملین روپے آمدن ہوئی ہے۔

(د) مذکورہ فارم میں کل 84 ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان کی تنخواہ کی مد میں 10.532 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے حوالہ سے کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا چاہتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ 6 ملین روپے آمدنی ہوئی اور 10 ملین روپے خرچ ہوا، تو اس میں 4 ملین روپے نقصان ہو گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس فارم کی products کس کو بیچی جا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس فارم کی زرعی اجناس اور دودھ کے ٹھیکے ہوتے ہیں جو پارٹی زیادہ بولی دیتی ہے اسے اس کا ٹھیکہ دے دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے پاس کیلکولیٹر ہوگا اور آپ اچھے بھلے زمیندار ہیں، آپ اس 500 ایکڑ کو 40 سے ضرب لگائیں تو یہ دو کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ یہ آکشن کمیٹی ماہانہ بنیاد پر چل رہی ہے یا سالانہ بنیاد پر چل رہی ہے۔ یہ اس ایک فارم کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فارم کی production value added ہے اگر ہم اس فارم پر صرف چارہ لگا کر بیچ دیں تب ہمیں اتنی آمدنی ہے۔ دودھ تو value added item ہے اور پوری دنیا میں اس کو value added مانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں پیسے نہیں مل رہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر بار بار یہ بات آ رہی ہے کہ تجرباتی فارم ہے وہاں پر کوئی commercial activity نہیں ہے کہ اس کو نفع و نقصان کی بنیاد پر دیکھا جائے۔ اس فارم میں بڑے قیمتی جانور ہیں اور اس فارم میں bull تیار کر کے پورے پنجاب میں زمینداروں کو دیئے جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی experimental چیز کی production بڑھنی چاہیئے یا کم ہونی چاہیئے؟ بھینس کے کام میں یہ کہہ دیا جائے کہ تم تجربہ پر ہو تو کیا وہ دودھ دینا کم کر دے گی؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گورنر ہاؤس کے ملازمین کے لئے ہمارے فارم سے بھینس کا دودھ -/15 روپے لٹر اور گائے کا دودھ -/12 روپے لٹر جا رہا ہے اور روزانہ 270 لٹر دودھ جاتا ہے۔ وہاں پر کوئی commercial activity نہیں ہے۔ آپ اُن

جانوروں کی قیمت دیکھیں، اُن کے semen production کی قیمت دیکھیں۔ وہاں پر جتنا semen تیار ہو رہا ہے، جتنے bulls تیار ہو رہے ہیں، وہاں پر Sahiwal cattle کو بچایا گیا ہے اور راوی نسل کی بھینس کو بچانے کے لئے وہاں پر جتنے اقدامات کئے جا رہے ہیں یہ سب معاملات محکمہ لائیو سٹاک کی مرہون منت ہیں، ایسا نہیں ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کچھ نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: جی، ناظم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ فارم تقریباً 21 مربع زمین پر ہے۔ جیسے شیخ صاحب نے کہا اس کو پٹہ پر دے دیں اور یہاں پر کہیں نہیں لکھا ہوا کہ یہ تجرباتی فارم ہے۔ آپ دیکھیں کہ پچھلا فارم بھی loss میں جا رہا ہے، یہ فارم بھی loss میں جا رہا ہے تو پھر ایسے فارموں کے رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: تجرباتی فارم loss میں چلے جاتے ہیں لیکن ان سے اچھی output آنی چاہئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ فارم تجرباتی نہیں ہے کیونکہ اس سوال میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ یہ تجرباتی فارم ہے؟

جناب سپیکر: اوکھے صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ (قہقہے)

(اس مرحلہ پر وزیر موصوف نے اپنی سیٹ چھوڑ کر معزز ممبر سید ناظم حسین شاہ کے پاس جا کر کچھ کاغذات دکھائے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے پاس تجرباتی فارم لکھا ہوا ہے لیکن ہمارے پاس جو questions list ہے اس پر تجرباتی فارم کہیں نہیں لکھا ہوا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Question Hour purely مفاد عامہ کے حوالہ سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی کا ذاتی معاملہ ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کرپشن نیچے والے افسران کرتے ہیں اور بدنام سیاستدان ہوتے ہیں۔ اس وقت اس ملک کو لوٹ کر کھانے والے افسران ہیں اگر وزیر موصوف ان کے خلاف کارروائی کریں گے تو وزیر موصوف اور اس معزز ایوان کا قد بڑھے گا۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے آپ کی بات سُن لی ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رُباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6364 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

سر گودھا میں ویٹر نری ہسپتال میانی سے متعلقہ تفصیلات

*6364: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ویٹرنری ہسپتال میانی (سرگودھا) میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ب) اس میں کون کون ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتاجات بتائیں؟

(ج) ڈی وی ایم ڈاکٹر کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر کون کون تعینات ہیں؟

(د) اس ہسپتال کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم اور ادویات سالانہ فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس ہسپتال میں سال 10-2009 کے دوران کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس ہسپتال میں تعینات عملہ اور ڈاکٹرز حاضر نہیں ہوتے گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کر رہے ہیں حکومت اس سلسلہ میں کیا اصلاحی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ویٹرنری ہسپتال میانی (سرگودھا) میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

ویٹرنری آفیسر	ایک	گریڈ 17
ویٹرنری اسسٹنٹ	ایک	گریڈ 9
واٹر کیریئر	ایک	گریڈ 1
سینٹری ورکر	ایک	گریڈ 1

(ب) اس ہسپتال میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور پتاجات مندرجہ ذیل ہیں:

نام	عہدہ	گریڈ	پتاجات
ڈاکٹر محمد ادریس	ویٹرنری آفیسر	17	ساکن میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا
عمران بشیر	ویٹرنری اسسٹنٹ	09	ساکن گھوگھیاٹ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا
محمد نذیر	واٹر کیریئر	01	ساکن میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا
ارشد محمود	سینٹری ورکر	01	ساکن کلیان پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

(ج) ویٹرنری ہسپتال میانی (سرگودھا) میں ڈی وی ایم ڈاکٹر کی ایک اسامی ہے جس پر ڈاکٹر محمد ادریس تعینات ہے۔

(د) اس ہسپتال کو 09-2008 کے دوران کوئی رقم اور ادویات فراہم نہ کی گئیں سال 10-2009 میں جو ادویات فراہم کی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ہسپتال میں سال 10-2009 کے دوران 1724 جانوروں کا علاج کیا گیا ہے۔

(و) ڈاکٹر اور دیگر عملہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہتے ہیں ان کی چیکنگ افسران بالا اکثر کرتے رہتے ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر پائے گئے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضری کی صورت میں تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے کیا گیا تھا کہ ایک سوال پر دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتے مگر یہاں پر دس دس ضمنی سوال ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آئندہ بالکل ایسے نہیں ہوگا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز (د) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس ہسپتال کو 2008-09 کے دوران کوئی رقم فراہم کی گئی ہے اور نہ ہی ادویات خریدی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال میں کیا ہسپتال کو کسی دوائی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی یا کوئی جانور بیمار نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2007-08 میں 35 لاکھ روپے کی دوائی خرید کی گئی تھی۔ وہ دوائی استعمال کی جاتی ہے اور سال کے دوران دوبارہ دوائی خرید کی جاتی ہے۔ ان کا بجٹ پہلے 40 فیصد اور پھر 60 فیصد release ہوتا ہے۔ میانی ویٹرنری ہسپتال میں 4 لاکھ 7 ہزار 85 روپے کی دوائی 2008-09 میں ملتی رہی ہے۔ وہاں دوائی موجود ہے اور اس کی کمی نہیں ہوئی۔ یہ دوائی محکمہ لائیو سٹاک نہیں بلکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ خرید کرتی ہے اور ڈی سی او اس کے انچارج ہوتے ہیں۔ انہوں نے ٹینڈر کیا اور اس کے بعد stay ہو گیا، میرے پاس ہائیکورٹ کے stay کی کاپی موجود ہے۔ میں نے ڈی ایل او اور ڈی سی او سے رابطہ کیا اور پوری تحقیق کی ہے میانی میں دوائی کی کمی نہیں آئی اور ملتی رہی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 10-2009 میں جو ادویات خریدی گئی ہیں اس میں vaccination کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کیا جانوروں کے لئے vaccination کی ضرورت نہیں ہوتی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! علاج معالجہ کے لئے vaccine دو لاکھ 57 ہزار روپے کی پورے ضلع کے لئے آئی ہے۔ اس کے علاوہ 3645600 مرغیوں کو اور 1234560 جانوروں کو حفاظتی ٹیکہ جات لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے بھارت کے سینئر وکلاء تشریف لائے ہیں ہم سب ان کو welcome کرتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی بھارت سے آنے والے وفد کو welcome کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو دوست بھارت سے اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے تشریف لائے ہیں ہم ان کو پنجاب اسمبلی، اپوزیشن، حکومتی بنچوں اور آپ کی جانب سے یہاں خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی روایت ہے کہ دونوں ممالک کے وفود کے آنے جانے سے بہتر فضا قائم ہو گی۔ میں ایک دفعہ پھر بھارت کے وفد کو اس بات کا بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جس طرح آپ محبت کر کے پاکستان تشریف لائے ہیں ہماری محبتیں اور اچھی باتیں آپ کی طرف جاتی رہیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ملک ندیم کامران صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے حکومتی بنچوں اور تمام ممبران اسمبلی کی طرف سے بھارت سے آنے والے معزز مہمانوں کو welcome کہتا ہوں۔ میرے ایک فاضل دوست نے ابھی بات کی ہے یقیناً پاکستان اور انڈیا کے تعلقات جس سطح پر جا رہے ہیں اس طرح کے وفد کا آنا، ایک دوسرے کی باتیں سننا، بیٹھنا اور ایک دوسرے کو دیکھنا یقیناً بہتری کی طرف لے کر جا سکتا ہے۔ آج اس اسمبلی میں ان کا آنا ہمارے لئے خوش آئند ہے۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 2009-10 میں vaccination کیوں نہیں خریدی گئی اور کیا اس ضلع کے جانوروں کو vaccination کی ضرورت نہیں ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! vaccination لاہور سے جاتی ہے۔ ادویات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ خرید کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جز (و) میں پوچھا گیا تھا کہ ہسپتال کا عملہ اور ڈاکٹر حاضر نہیں ہوتے اور گھر میں بیٹھے تنخواہیں لیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ڈاکٹر اور دیگر عملہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ جو حاضر نہیں ہوتا ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ انہوں نے اب تک کتنے لوگوں کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی ہے ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس ہسپتال میں ڈاکٹر ادریس تعینات ہیں۔ میں نے باقاعدہ ڈی ایل او کو بلا کر معلوم کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے 19-08-2010، 05-05-2010، 04-04-2010، 08-02-2010 اور 01-02-2011 کو وہاں visit کیا ہے وہاں پر ڈاکٹر موجود تھا۔ میں اس کے باوجود کہتا ہوں کہ یہ ڈاکٹر صاحب 12-10-11 کو ریٹائر ہو رہے ہیں اگر ریٹائر نہ ہو رہے ہوتے تو ان کو وہاں سے shift کر دیا جاتا لیکن ان کے متعلق رپورٹ یہی ہے کہ وہ کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ابھی commit کیا ہے کہ 12 ہزار جانوروں کو vaccination کی گئی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے 12 لاکھ کہا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال آصف بشیر بھاگٹ صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6462 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2008 تا 2010، ریٹائر ہونے والے ملازمین اور ان کی سرکاری رہائش گاہوں سے متعلقہ تفصیلات

*6462: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جنوری 2008 سے جنوری 2010 تک محکمہ ہذا کے جو ملازمین ریٹائر ہوئے، ان کی تعداد، نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ریٹائرڈ ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں جو سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر تھے یا نہیں؟

(ج) غیر قانونی طور پر جو ریٹائرڈ ملازمین ابھی تک سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ہیں ان سے سرکاری رہائش گاہیں خالی نہ کرانے کی وجہ بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت غیر قانونی رہائش رکھنے والے سابق ملازمین کے خلاف قانونی یا محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جنوری 2008 سے جنوری 2010 تک محکمہ ہذا کے مختلف ڈائریکٹوریٹس سے 447 ملازمین ریٹائر ہوئے ان ملازمین کے ناموں اور عہدہ جات کی (ڈائریکٹوریٹ وار) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ریٹائرڈ ملازمین جو سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر تھے یا نہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (ڈائریکٹوریٹ وار) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کا کوئی ملازم غیر قانونی طور پر سرکاری رہائش گاہ میں رہائش پذیر نہ ہے۔

(د) چونکہ محکمہ ہذا کا کوئی ملازم غیر قانونی طور پر سرکاری رہائش گاہ میں رہائش پذیر نہ ہے لہذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب کے تتمہ سے ضمنی سوال نکلتا ہے کہ انہوں نے اس میں commit کیا ہے کہ کل رہائش گاہیں جن میں ملازمین رہائش پذیر ہیں وہ 22 ہیں یعنی 22 لوگ رہائش پذیر ہیں اور غیر رہائش پذیر ملازمین 425 جبکہ ان 22 میں سے بھی 13 ملازمین کے لئے لاہور میں رہاش گاہیں بنی ہیں اور صرف سات رہائش گاہیں باقی پورے پنجاب میں ہیں یا جہاں جہاں اس فارم کی لسٹ دی گئی ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ 403 ملازمین ہاؤس رینٹ لے رہے ہیں یا کسی طریقے سے readjust ہو رہے ہیں جبکہ آشیانہ سکیم کے تحت حکومت سستے گھروں پر یقین رکھتی ہے تو کیا یہ اس چیز کا ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کے لئے نئی رہائش گاہیں بنائی جائیں اور یہ کب تک ایسا کر لیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں آفیسرز کی کل رہائش گاہیں 172 ہیں اور دوسری پورے پنجاب میں 776 ہیں۔ میں یہ عرض کر دوں کہ 22 رہائش گاہوں میں وہ لوگ قیام پذیر تھے اور ابھی آپ نے پوچھا تھا کہ وہاں پر کوئی غیر قانونی طور پر تو نہیں رہ رہا تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے ابھی حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بلڈنگز بنانے پر پابندی ہے فی الحال نئی بلڈنگز بنانے پر کوئی غور وخوض نہیں ہو رہا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ سے صرف یہ commit کرانا ہے اس لئے میں اس تتمہ کو آپ کے پاس بھجوا دیتی ہوں تاکہ آپ بھی اسے دیکھ لیں۔

(اس مرحلہ پر تتمہ جناب سپیکر کو پیش کیا گیا)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس تتمہ پر کہیں پر بھی منسٹر صاحب کی طرف سے بتائی گئی رہائش گاہوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہوں گے اور اس میں میرا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ممبر کے پاس جو جواب آئے گا تو وہ اسی کے مطابق سوال کرے گا۔ میں مطمئن ہوں لیکن یہ غلط بیانی یا تتمہ میں جو غلطی ہے تو اس حوالے سے ڈیپارٹمنٹ کو ہم کس طرح ٹھیک کریں؟ جناب! آپ بتائیں کیونکہ یہ لوگ تو بے بس ہیں، منسٹر بے بس ہیں اور ان کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کوئی رولنگ دیں کہ یہ غلط انفارمیشن جو ممبر کو دی جاتی ہے جو ہماری امانت ہے تو اس حوالے سے ہم تو بے بس ہو گئے ہیں۔ آپ کوئی تو راستہ نکالیں کیونکہ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے اور وہ بے چارے وہاں سے چل کر یہاں بتانے کے لئے آئے ہیں کہ یہ غلط ہے اور misprint ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اور بات کی ہے اور محترمہ اور بات کر رہی ہیں۔ یہاں پر سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر سرکاری ملازمین کی تعداد واقعی 22 ہے جہاں پر وہ رہ رہے ہیں۔ میں نے تو اور بات کی ہے اور پورے پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو ریٹائرڈ ملازمین کی تعداد ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): دوسرا غیر رہائش پذیر ملازمین کی تعداد کے بارے میں پوچھا ہے جو کہ 425 ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ گورنمنٹ نئی رہائش گاہیں بنانے کے لئے تیار ہے لیکن ابھی وسائل کی کمی ہے اس لئے نئی بلڈنگز نہیں بنائی جا رہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ نے جو بات کی ہے وہ ریٹائرڈ ملازمین کے بارے میں ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7214 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7214: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد ضلع سرگودھا کتنے رقبے پر قائم کیا گیا ہے؟

(ب) اس فارم کا کتنا رقبہ کن لوگوں کے پاس لیز/پٹہ پر ہے؟

(ج) فارم کے کتنے رقبے پر کن لوگوں نے اور کتنے عرصے سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضرآباد ضلع سرگودھا 7700 ایکڑ پر قائم کیا گیا ہے۔

(ب) اس فارم کا 5897 ایکڑ رقبہ 613 افراد کو لیز/پٹہ پر دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فارم کے 45 ایکڑ 6 کنال رقبہ پر مختلف لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب کی سب سے پہلے توجہ دلانا چاہوں گی کہ پچھلی دفعہ ایوان میں اسی خضرآباد مویشی فارم کا ذکر تھا جہاں پر ایک سکول کے بارے میں ان سے humbly request کی تھی کہ kindly سکول کو ناجائز قابضین میں consider نہ کریں اور معزز منسٹر صاحب نے اس ایوان میں یقین دہانی کروائی تھی کہ یہ زمین سکول کو دے دی جائے گی۔ میں انہیں سب سے پہلے اس حوالے سے یاد کروانا چاہتی ہوں کہ آپ کی commitment ابھی پوری نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم چک نمبر 66 شمالی خضرآباد کی بات کر رہے ہیں جو کہ بہت زرخیز رقبہ ہے تو وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ 613 افراد کو پٹہ پر دی گئی زمین کا سالانہ rate فی ایکڑ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے یہ rate بہت کم تھا لیکن اب کمیٹی بنی ہے جس نے review کیا ہے جس کے مطابق وہاں پر کیٹیگریز بنائی گئی ہیں تو اے کیٹیگری کے لئے 10 ہزار روپے، بی کیٹیگری کے لئے 8 ہزار روپے اور سی کیٹیگری کی زمین کے لئے تین ہزار روپے سالانہ کیا گیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب! کا جواب درست نہیں ہے کیونکہ میرے پاس جو لسٹ ہے اس کے مطابق اے کیٹیگری کا 13 ہزار روپے، بی کیٹیگری کا 5 ہزار اور سی کیٹیگری کا تین ہزار روپے ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر جو پڑھ رہے ہیں وہ درست سمجھا جائے یا ایوان کی میز پر رکھے گئے جواب کو درست سمجھیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس سے اگلے سوال کے جواب میں انہوں نے یہی لکھا ہوا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس گورنمنٹ تجرباتی فارم کی لسٹ موجود ہے جہاں شرح ٹھیکہ فی ایکڑ 3300 ایکڑ کے لئے 1000 روپیہ فی ایکڑ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کون سا سوال پڑھ رہے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کا صفحہ 14 دیکھیں جہاں جواب میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ اس علاقہ میں ٹھیکہ/پٹہ کا rate پانچ ہزار روپے سے لے کر 13 ہزار روپے فی ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سرکاری rate نہیں بلکہ بازاری ریٹ ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! نہیں، یہ سرکاری rate ہے جس کے مطابق انہوں نے ٹھیکیداروں کو زمین دی ہوئی ہے اور مجھے ٹھیکیداروں کی لسٹ بھی انہوں نے دی ہے۔

جناب سپیکر: یہ خضر آباد کی بات ہو رہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جی، بالکل خضر آباد کی بات ہی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے صفحہ نمبر 5 پر سوال کے بارے میں review ہونے والے rate کا بتایا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر موصوف بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہ بہت زرخیز رقبہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس ایوان میں بھی ایسے لوگ موجود ہوں جو اسے 30 ہزار روپے فی ایکڑ لینے کو تیار ہوں تو انہوں نے جو rates categorize کئے ہیں، یہ بہت کم ہیں اور مہربانی کر کے اسے review کریں۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے ناجائز قابضین کی لسٹ provide کی ہے جس میں تعداد بھی بتائی گئی ہے تو یہاں پر 45 ایکڑ اور 6 کنال رقبہ پر مختلف ناجائز قابضین ہیں جن میں سے کچھ 18 سال سے قابضین اور سات لوگ ایسے ہیں جو 15 سال سے قابضین ہیں جبکہ یہ سوال پوچھے ہوئے بھی مجھے سات ماہ ہو گئے ہیں۔ kindly منسٹر صاحب مجھے اس کا current status بتائیں۔ کیا حکومت اتنی ناکام ہو چکی ہے کہ وہ سرکاری زمین ناجائز قابضین سے واگزار نہیں کرا سکتی؟

جناب سپیکر: اگر عدالت میں معاملہ ہے تو پھر یہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے میں ایک سوال کا جواب دے لوں کہ ٹھیکہ 10 ہزار روپے revise کیا گیا تھا جس کے بعد پٹہ دار ہائیکورٹ چلے گئے جہاں سے انہوں نے stay لے لیا جس کی وجہ سے implement نہیں ہو رہا۔ دوسرا سوال زمین پر ناجائز قابضین کے حوالے سے کیا ہے تو 38 ایکڑ 4 کنال پر ہسپتال اور سرکاری ہاؤسنگ کالونی ہے جو کہ جونیجو سکیم کے تحت بنائی گئی ہے اور صرف 7 ایکڑ ناجائز قابضین کے پاس ہے جنہیں نوٹس دیئے گئے ہیں، کارروائی جاری ہے اور انہیں reject کر دیا جائے گا۔ وہاں کل رقبہ 45 ایکڑ ہے جس میں سے 38 ایکڑ پر سکول، کالونی اور سڑکیں وغیرہ ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! کیونکہ ایک ممبر دو سے زائد سوال نہیں کر سکتا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال صرف سن لیں بے شک اس کا جواب نہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: نوید صاحب! سوال محترمہ کا ہے اس لئے آپ پہلے انہیں تو بات کرنے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد ٹائم دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے سکول اور ہسپتال کا ذکر کیا ہے تو سکول کے بارے میں اپنی reservation بتا چکی ہوں تو ان کی دی گئی تفصیل کی سیریل نمبر 11 پر حاجی اعظم، امام دین سکنہ چک 7 شمالی بھٹہ، اس کے زیر قبضہ زمین دو ایکڑ ہے اور اسی طرح سے کئی کے پاس تین کنال، چار کنال ہے تو جیسے پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ کیا میں یہ assume کروں کہ حکومت بے بس ہو گئی ہے تو انہوں نے لکھا ہے کہ عرصہ چھ ماہ سے قابض ہے اور اس کے خلاف پولیس کے پاس رپورٹ درج ہو چکی ہے مگر کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔ یہ چھ ماہ اس وقت ہوئے تھے جب میں نے یہ سوال پوچھا تھا اور آج سات ماہ بعد اس کا جواب آیا ہے یعنی سوا سال سے اس کے خلاف پولیس کے پاس مقدمہ درج ہے لیکن کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی تو کیا محکمہ ان ناجائز قابضین کے سامنے بے بس ہو چکا ہے؟ سکول کے بارے میں بھی مجھے یہ بتائیں اور کوئی تاریخ دیں کیونکہ انہوں نے پچھلی دفعہ بھی یہ commit کیا تھا اور یقین دہانی کرائی تھی کہ سکول کی زمین انہیں دے دی جائے گی۔ آج میں آپ کے توسط سے ان سے دوبارہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمارا مستقبل جن سکولوں میں پڑھتا ہے ہم انہیں قبضہ مافیا declare کر رہے ہیں جو کہ آپ اور ہم سب کے لئے سوچنے کا مقام ہے لہذا مہربانی کر کے اس حوالے سے مجھے کوئی تاریخ دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں 10 ایکڑ میں سکول قائم ہے، 28 ایکڑ پر کالونی بنی ہوئی ہے اور یہ کالونیاں جونیجو کے دور میں بنائی گئی تھیں۔ یہ بہت پرانا فارم ہے اور پٹہ داران بھی وراثت میں ساتھ ہی آئے ہیں یہ کوئی نئے نہیں ہیں۔ اس میں جو ملحقہ ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کو نوٹس بھی جاری کئے گئے ہیں جو میرے پاس موجود ہیں۔ فارم سپرنٹنڈنٹ نے ڈی سی او، ڈی او (آر) سب کو لکھا ہے۔ صرف 7 ایکڑ زمین رہ گئی ہے باقی ان سے واگزار کرالی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پھر یہ گزارش کرتی ہوں کہ جن سکولوں میں ہمارے بچے، ہمارا مستقبل پڑھتا ہے ہم انہیں ان کاغذوں میں قبضہ مافیا declare کر رہے ہیں۔ کیا ہماری حکومت کے پاس اور اس محکمے کے پاس کوئی ایسی provision موجود ہے کہ ہم یہ زمین اس سکول کو officially allot کر دیں تاکہ یہ قبضہ گروپ کے ہاتھوں سے نکل جائے؟

جناب سپیکر:انہوں نے کر دی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!وہاں پر سکول قائم ہے۔

جناب سپیکر:بس، ٹھیک ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر7238 ہے۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راجن پور۔فاضل پور فارم کی اراضی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7238: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور 3501ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ، اگر ہاں تو سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں کتنی آمدن اور اخراجات ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فارم کی اراضی میں سے 1103ایکڑ اراضی پٹہ پر دی گئی ہے، اگر ہاں تو اس سے کتنی آمدن سال09۔2008اور10۔2009 میں ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فارم کی اراضی میں سے کچھ اراضی پر بعض کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اگر ہاں تو کتنے رقبہ پر، کیا ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے کوئی عملی اقدامات کئے گئے ہیں،ہاں تو کیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ فارم کے اخراجات کو کم کر کے آمدن والا فارم بنانے کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھانے کو تیار ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ فارم کا رقبہ 3500ایکڑ ہے۔سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	آمدن(ملین روپے)	اخراجات(ملین روپے)
2008-09	6.668	23.545
2009-10	10.315	27.966

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ مذکورہ فارم کی اراضی میں سے 1103 ایکڑ اراضی 98 افراد کو پٹہ پر دی گئی ہے۔ سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں اس اراضی سے مندرجہ ذیل آمدن ہوئی ہے۔

سال	آمدن (وصول شدہ لینڈ رینٹ)
2008-09	0.588 (ملین روپے)
2009-10	1.887 (ملین روپے)

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ اس فارم پر 77 ناجائز قابضین نے تقریباً 402 ایکڑ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے گورنمنٹ آف پنجاب کے آرڈر کے تحت لوکل انتظامیہ کی مدد سے مورخہ 08۔07۔17 کو 402 ایکڑ رقبہ واگزار کروایا گیا جس پر لوگ دوبارہ قابض ہو گئے ہیں۔ قبضہ ختم کروانے کے لئے ممکنہ اقدامات کئے جا رہے ہیں لیکن تا حال کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔

(د) یہ فارم تجرباتی فارم ہے کمرشل نہیں ہے۔ اس میں ساہیوال نسل کی گائے اور بیتل نسل کی بکریوں کی افزائش ہو رہی ہے۔ اعلیٰ اوصاف کے نر پیدا کر کے یہ جانور نسل کشی کے لئے مویشی پال حضرات اور سیمن پروڈکشن یونٹ کو دیئے جاتے ہیں تاکہ ان سے پرائیویٹ جانوروں کی نسل کشی کر کے ان کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے اس طرح نہ صرف مویشی پال حضرات کی آمدن میں بے شمار اضافہ ہوتا ہے بلکہ ملک میں دودھ اور گوشت کی فراہمی بہتر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 1103 ایکڑ اراضی 98 افراد کو پٹہ پر دی گئی ہے، پٹے کی انکم 1.887 ملین ہے اور فی ایکڑ پٹہ کی قیمت تقریباً 1600/- روپے بنتی ہے۔ یہ بتادیں کہ پٹے پر دینے کا طریق کار کیا ہے، کیا یہ auction کے ذریعے دیا جاتا ہے اور فی ایکڑ پٹہ کی کم قیمت کی وجہ بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ جو figures دیئے گئے ہیں یہ وہ ہیں جو رقم وصول کی گئی ورنہ وہاں پر 09-2008 کی 13 لاکھ روپے رقم بقایا ہے اور 10-2009 کی 11 لاکھ روپے بقایا ہے۔ اس طریقے سے یہ رقم زیادہ ہے۔ یہ پٹہ داران ایک

عرصہ دراز سے بیٹھے ہیں اور ان کو پندرہ پندرہ، بیس بیس سال ہو گئے ہیں۔ ان کو جب ہٹایا جا رہا تھا تو وہ روڈ پر آ گئے، روڈ بلاک کر دی اور پھر ان سے بالآخر مذاکرات ہوئے۔ اب بھی ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے لیکن امن وامان کے مسئلے کی وجہ سے احتیاط کی جا رہی ہے کہ کوئی نقصان نہ ہو۔ جہاں تک پٹے کی رقم کا تعلق ہے وہاں پر ایک کمیٹی ہوتی ہے اس کمیٹی میں ای ڈی او ایگریکلچر ہوتا ہے، ایک سیکرٹریٹ کا نمائندہ ہوتا ہے، ڈائریکٹر کا نمائندہ ہوتا ہے، موقع پر ڈی او (آر) ہوتے ہیں اور زراعت کا فارم سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے۔ یہ پانچ رکنی کمیٹی ہوتی ہے جو وہاں پر مقامی حالات، زمین کی زرخیزی اور پانی کی فراہمی کے مطابق assess کرتی ہے۔ پھر پٹے کے لئے رقم طے ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اسد اللہ: جناب پٹے پر دینے کا جو طریق کار ہے وہ assessment پر کیوں رکھا گیا ہے، اس کو auction کے ذریعے کیوں نہیں دیا جاتا؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو auction کے ذریعے کیوں نہیں کرواتے کیا مسئلہ ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ سب لوگ کورٹ سے stay order لے آئے ہیں۔ خانیوال میں ایک واقعہ ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جہاں کا وہ پوچھ رہے ہیں آپ وہاں کا بتائیں! خانیوال کو چھوڑ دیں۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہم پچھلی بات چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ آئندہ کے لئے پٹے کا طریق کار auction کے لئے رکھ لیں اور اس کو یقینی بنا دیں۔

جناب سپیکر: اسے open auction کروا دیا کریں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ باقاعدہ لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ بورڈ بنایا گیا ہے۔ تمام چیزوں کو دیکھا جا رہا ہے اور وہاں پر جو پہلے پٹہ دار بیٹھے ہیں وہ وراثتی آ رہے ہیں۔ وہ سیدھا کورٹ میں چلے جاتے ہیں اور ان کو کورٹ stay دے دیتی ہے۔ بہرحال اس پر غور کیا جا رہا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: اس کو آئندہ کے لئے یقینی بنا دیں کہ اس کو auction کے ذریعے سے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ 402 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں۔ یہ 2008 میں ایک دفعہ ان سے قبضہ واپس لیا گیا۔ کیا محکمہ اتنا کمزور ہے کہ 2008 کے بعد انہوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں پر راجن پور میں فاضل پور دور دراز علاقہ ہے، وہاں پر جب ان کو ہٹایا گیا تو انہوں نے روڈ بلاک کر لی اور احتجاج کیا۔ وہاں پر امن وامان کا مسئلہ تھا اس لئے اس عمل کو روک دیا گیا اب دوسری حکمت عملی کے تحت ان کو reject کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین، ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6381: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں، یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) کتنے ویٹرنری سنٹر عملہ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟

(د) کتنے ویٹرنری سنٹرز کی عمارات نہ ہیں نیز حکومت ان ویٹرنری سنٹرز کو کب تک عمارات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی-117 میں تین ویٹرنری ہسپتال اور تین ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں جو درج ذیل جگہوں پر واقع ہیں:-

ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسریاں
1- پھالیہ	1- دھریکاں
2- جوکالیاں	2- چاڑاوالہ
3- پاہڑیاں والی	3- ٹھٹی مرید

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد	جگہ	عرصہ
1	ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ)	2	جوکالیاں، چاڑاوالہ	10سال
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	5	رائیکے، دگل، رنمل، ساہن پال، ہیگر خورد	3سال
3	واٹر کیریئر	1	ٹھٹی مرید	2سال
4	سینٹری ورکر	2	پھالیہ، ٹھٹی مرید	2سال

ویٹرنری آفیسر کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کا عمل مکمل کر لیا گیا ہے اور منتخب شدہ آفیسرز کو offer letter جاری ہو چکے ہیں اور آج کل تعیناتی کا عمل جاری ہے۔

ویٹرنری اسسٹنٹ (گریڈ9) کی اسامیاں بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔

واٹر کیریئر اور سینٹری ورکر (گریڈ1) کی اسامیوں کے لئے بھرتی کا عمل مکمل کر کے یہ خالی اسامیاں رواں مالی سال میں پُر کر لی جائیں گی۔

(ج) اس حلقہ میں عملہ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی سنٹر بند نہ ہے

(د) حلقہ پی پی-117 میں موجود کل 16 ویٹرنری سنٹرز ہیں جو یونین کونسل کے دفاتر میں کام کر رہے ہیں لہذا علیحدہ بلڈنگ کی ضرورت نہ ہے۔

صوبہ میں ڈیری فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7286: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے ڈیری فارمز ہیں؟

(ب) ان ڈیری فارموں میں کل کتنی بھینسیں، گائے، بھیڑ، بکریاں اور کس کس نسل کی ہیں؟

(ج) ان ڈیری فارموں پر کل ماہانہ کتنے اخراجات وآمدنی ہے؟

(د) ان ڈیری فارموں پر کل کتنا سٹاف تعینات ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام کل بائیس فارمز ہیں۔

(ب) ان فارموں میں جانوروں کی تعداد و نسل کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	قسم جانور	تعداد	نسلیں
1	بھینس	3969	نیلی راوی
2	گائے	5905	ساہیوال، چولستانی، دوغلی، تھری، داجل، ریڈ سندھی
3	بھیڑ، بکری	16062	**بھیڑ**: تھلی، سپلی، کجلی، بچی، کراکل، لچھی، لوہی، ھسار ڈیل، اواسی، **بکری**: بیتل، ٹیڈی، انگورہ، ناچی،
4	اونٹ	121	مڑاچہ

(ج) ان فارموں پر گزشتہ مالی سال کے دوران آمدنی اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اخراجات (ملین روپے)	آمدن (ملین روپے)
سالانہ: 488.771	سالانہ: 293.542
ماہانہ: 40.731	ماہانہ 24.462

(د) ان ڈیری فارموں پر تعینات سٹاف کی کل تعداد 3060 ہے۔

ضلع اوکاڑہ، ڈیری فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7370: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کل کتنے ڈیری فارمز کہاں کہاں واقع ہیں، ہر فارم میں کتنی بھینسیں ہیں اور کتنی گائے اور کس کس نسل کی ہیں؟

(ب) ہر ڈیری فارم پر کتنے سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) حکومت پنجاب نے 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں ڈیری فارمز کے لئے کتنا فنڈ جاری کیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں درج ذیل دو ڈیری فارمز ہیں:

1۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، بہادر نگر۔ یہ فارم اوکاڑہ، فیصل آباد روڈ پر اوکاڑہ سے تقریباً 18 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

2۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، شیر گڑھ۔ یہ فارم رینالہ خورد، شیر گڑھ روڈ پر رینالہ خورد سے تقریباً 12 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

مندرجہ بالا گورنمنٹ تجرباتی فارمز پر رکھی گئی گائے اور بھینسوں کی نسل اور تعداد کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام فارم	ساہیوال گائے	نیلی راوی بھینس
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، بہادر نگر	1006	463
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، شیر گڑھ	92	---

(ب) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، بہادر نگر (اوکاڑہ) پر 211 جبکہ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، شیر گڑھ پر 16 سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ج) حکومتِ پنجاب نے مذکورہ سالوں میں ان ڈیری فارمز کے لئے درج ذیل بجٹ جاری کیا:۔

نام فارم	سال 09-2008	سال 10-2009
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، بہادر نگر	39.971 (ملین روپے)	44.611 (ملین روپے)
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، شیر گڑھ	3.965 (ملین روپے)	8.938 (ملین روپے)

ڈائریکٹوریٹ آف پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ مری روڈ راولپنڈی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7423: جناب شیر علی خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Poultry Units ڈائریکٹوریٹ آف پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ مری روڈ راولپنڈی کے لئے ڈائریکٹر شمس الحسن نے سرکاری حیثیت میں سرکاری فارموں سے مہنگے داموں مرغیوں کی سپلائی کا ٹھیکہ حاصل کیا بعد ازاں سرکاری فارموں سے خریداری کی بجائے پرائیویٹ لوگوں سے اونے پونے داموں مرغیاں حاصل کر کے سپلائی دی گئی، اس طرح نہ صرف بھاری منافع کمایا گیا بلکہ پرائیویٹ لوگوں سے رشوت سمیت بھاری کمیشن بھی حاصل کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے تین افسران سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر شمس الحسن اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر، ڈاکٹر سہیل حسن خان اور آفس سپرنٹنڈنٹ جاوید نیئر نے نیشنل بنک آف

پاکستان پاسپورٹ آفس برانچ میں دو جعلی سرکاری اکاؤنٹ نمبر0-2052 اور 0-2053 مورخہ 21-06-2008 کو کھلوائے اور انہیں اس طریقہ سے خفیہ رکھا کہ کسی کو رسائی حاصل نہ ہو سکے جبکہ محکمہ کا اس بنک میں سرکاری اکاؤنٹ نمبر0-011332 پہلے ہی سے موجود ہے جس میں بھی غیر قانونی طور پر نقد وصولی کا سلسلہ جاری رکھا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر قانونی اکاؤنٹ کو سرکاری اکاؤنٹ ظاہر کر کے بین الاقوامی مالی امدادی رقوم کا پہلا چیک 5۔ جولائی 2008 کو 10 لاکھ 37 ہزار 5 سو روپیہ مالیت کا جاری ہوا تھا، جو 09-07-2008 کو جعلی سرکاری اکاؤنٹ نمبر0-2052 میں جمع کرا دیا گیا، اسی ادارے کی طرف سے دوسرا چیک 15۔ اگست 2008 کو 14 لاکھ چونسٹھ ہزار 15 روپے کا جاری ہوا وہ بھی اسی اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا گیا؟

(د) 18۔ دسمبر 2008 کو ایک اور چیک جس کی مالیت 36 لاکھ 85 ہزار 200 روپے تھی، بھی جعلی اکاؤنٹ میں جمع کرایا گیا ان چیکوں کے علاوہ 8 لاکھ 70 ہزار روپے اور 54 کروڑ 40 لاکھ 68 ہزار 400 اور ایک لاکھ 10 ہزار اور 6 لاکھ 53 ہزار 48 روپے اور 4 لاکھ 43 ہزار 468 اور 2 لاکھ 20 ہزار ایک 189 روپے بھی اسی اکاؤنٹ میں جمع ہوئے اور تینوں افسران مذکورہ نے جمع ہونے والی رقم آپس میں تقسیم کر لی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ افسران کے خلاف جعل سازی، بدعنوانی، فراڈ اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کے سلسلہ میں کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈاکٹر شمس الحسن سابقہ ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی نے ایک لاکھ پرندے سپلائی کرنے کے لئے ٹھیکہ سرکاری حیثیت میں لیا اور مختلف سرکاری فارمز سے 51228 پرندے سپلائی کئے گئے۔ مذکورہ سپلائی کے علاوہ پرائیوٹ لوگوں سے مرغیاں حاصل کر کے بھی سپلائی دی گئی۔ ان سپلائیوں کے بارے میں متفرق الزامات ابتدائی تحقیق میں درست پائے گئے جس پر باقاعدہ محکمانہ کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ کے تینوں افسران نے اکاؤنٹ نمبر 0-2052 اور 0۔2053 نیشنل بنک آف پاکستان، پاسپورٹ آفس، مری روڈ برانچ، راولپنڈی میں کھلوائے جن کا ریکارڈ اکاؤنٹ سیکشن پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی کے پاس نہیں ہے۔ علاوہ ازیں نیشنل بنک آف پاکستان، سیٹلائیٹ ٹاؤن برانچ، راولپنڈی میں ایک سرکاری اکاؤنٹ نمبر 0۔011332 عرصہ دراز سے موجود ہے ان اکاؤنٹس کے غیر قانونی طور پر استعمال کے بارے میں سابقا ڈائریکٹر ڈاکٹر شمس الحسن، اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ہیڈ کوارٹر)، ڈاکٹر سہیل حسن خان اور آفس سپرنٹنڈنٹ محمد جاوید نیئر کے خلاف باقاعدہ محکمانہ کارروائی کا عمل جاری ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بین الاقوامی امداد سے جاری کردہ رقم کے مذکورہ چیک اکاؤنٹ نمبر 0۔2052 میں جمع کرائے گئے۔

(د) جی ہاں! مذکورہ مالیت کے چیک ماسوائے 54 کروڑ، 40 لاکھ، 68 ہزار اور 400 روپے اکاؤنٹ نمبر 0۔2052 میں جمع کروائے گئے تھے۔ ان تینوں افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔

(ہ) اس سلسلہ میں ابتدائی چھان بین کے لئے ڈاکٹر رانا محمد حنیف سابقا ڈائریکٹر جنرل (توسیع) محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کو ذمہ داری سونپی گئی جن کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ افسران کے خلاف مبینہ بے قاعدگیوں کے ارتکاب کے الزامات ابتدائی طور پر درست پائے گئے جس کی روشنی میں باقاعدہ انکوائری PEEDA-ACT 2006 کے تحت مورخہ 05-08-2011 سے جاری ہے۔

ضلع اوکاڑہ، یو سی۔73 کلیر کلاں میں ڈسپنسری کی عمارت کی تعمیر کا مسئلہ

*7548: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2005 میں گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں تعمیر برائے ڈسپنسری حیوانات پروگرام شروع ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2005 میں ضلع اوکاڑہ میں ایگزیکٹو انجینئر فورتھ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور نے روزنامہ "خبریں" 24- فروری 2005 میں باقاعدہ اشتہار دیا جس میں درج تھا کہ ہر یونین کونسل میں ڈسپنسری حیوانات کی عمارت تعمیر ہو گی ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کی ہر یونین کونسل سوائے کلیر کلاں ڈسپنسری کی عمارات تعمیر ہو چکی ہیں بلکہ کام بھی کر رہی ہیں ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کی واحد یونین کونسل نمبر 73 کلیر کلاں ضلع اوکاڑہ عرصہ چار سال سے تعمیر نہیں ہوئی، حالانکہ رقبہ کا انتقال ڈسپنسری کے نام ہو چکا ہے ؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت کو فوری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ کی طرف سے ایک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ سپورٹ سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز 2005 میں چار اضلاع میں شروع کیا گیا جن میں اوکاڑہ، ساہیوال، جھنگ اور مظفر گڑھ شامل تھے اس پراجیکٹ کے تحت ہر اس یونین کونسل میں نئی ویٹرنری ڈسپنسری تعمیر کرنے کی سکیم بنائی گئی جس میں پہلے ویٹرنری ڈسپنسری موجود نہ تھی۔

(ب) متذکرہ اشتہار میں تمام یونین کونسلوں میں ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعمیر کا ذکر نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ضلع اوکاڑہ ہر یونین کونسل ماسوائے کلیر کلاں کی ڈسپنسری کی عمارت موجود ہے بلکہ ہر یونین کونسل کی بجائے صرف 82 یونین کونسلوں میں ویٹرنری ڈسپنسریز کی تعمیر کا اشتہار دیا گیا تھا جس میں سے 81 یونین کونسلوں میں ڈسپنسریاں مکمل ہو گئیں موضع کلیر کلاں میں جگہ کے جھگڑے کی وجہ سے ویٹرنری ڈسپنسری کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔ تمام 82 ڈسپنسریوں کا عملہ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہا ہے بشمول ویٹرنری ڈسپنسری کلیر کلاں کے جو سرکاری عمارت موجود نہ ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ جگہ پر کام کر رہا ہے۔

(د) ڈسپنسری کے نام نئی جگہ مورخہ 2006-04-10 کو منتقل ہوئی جس کے بعد محکمہ تعمیرات کو تعمیر کے لئے لکھا گیا لیکن ٹھیکیدار کا کیس عدالت میں ہونے کی وجہ سے نئی جگہ پر تعمیر نہ ہو سکی۔ یہ پراجیکٹ 2007-06-30 کو ختم ہو گیا اور محکمہ کی طرف سے مزید فنڈز تعمیر کے لئے نہ مل سکے۔

(ہ) محکمہ تعمیرات کی طرف سے نیا تخمینہ لاگت برائے تعمیر بنوا کر ضلعی حکومت اوکاڑہ کو بھجوایا گیا ہے اور ضلعی حکومت سے فنڈز منظور ہونے پر تعمیر ہو سکے گی۔

تحصیل صادق آباد۔ منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیلات

*7625: میاں شفیع محمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ تحصیل صادق آباد میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار فراہم کی جائے؟

(ب) ویٹرنری ڈاکٹروں اور ویٹرنری اسسٹنٹ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری وار فراہم کی جائے؟

(ج) ویٹرنری ڈاکٹروں اور ویٹرنری اسسٹنٹ کی خالی اسامیوں پر تقرری کی مجاز اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ نیز کب تک ویٹرنری ڈاکٹروں اور ویٹرنری اسسٹنٹ کی خالی اسامیاں پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل صادق آباد میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار یہ ہے۔

نام مع اسامی گریڈ	منظور شدہ	خالی
1۔ ویٹرنری آفیسر ہیلتھ BS-17	7	4
2۔ ویٹرنری اسسٹنٹس BS-9	19	3
3۔ نائب قاصد BS-1	17	5
4۔ چوکیدار BS-1	7	4
5۔ سینٹری ورکر BS-1	7	3
6۔ ماشکی BS-1	5	2
7۔ کیٹل اٹنڈنٹ BS-1	1	1

(ب) ویٹرنری ڈاکٹروں اور ویٹرنری اسسٹنٹس کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ویٹرنری ہسپتال وڈسپنسری وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ویٹرنری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر تقرری کے مجاز اتھارٹی جناب سیکرٹری صاحب BS-20 حکومت پنجاب لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ہیں جو کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر ان کی تقرری کرتے ہیں جبکہ ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامیوں پر تقرری کی مجاز

اٹھارٹی ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر BS-18 ہیں۔جہاں تک خالی اسامیوں کو پر کرنے کا تعلق ہے ویٹرنری ڈاکٹروں کی تعیناتی حکومتی سطح پر ہو چکی ہے تاہم ان کی پوسٹنگ کی جارہی ہے۔
حکومت پنجاب کے لیٹر نمبر SOR-IV(S&GAD)10-70/10 مورخہ 12-05-10 کے تحت سکیل نمبر 05 تا 15 کی تعیناتیوں پر مکمل پابندی ہے لہذا ویٹرنری اسسٹنٹس (سکیل 09) کی بھرتی ممکن نہ ہے۔
مزید برآں سکیل نمبر 01 ملازمین اور ویٹرنری اسسٹنٹس کا تعلق ڈیفنکٹ ضلع کونسل کے کیڈر سے ہے۔اس بارے میں حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ نے بروئے نوٹیفکیشن نمبر SO.Admn-III(LG)6-33/07 مورخہ 18-8-09 کے تحت تقرریوں پر متعلقہ کیڈر میں بھرتی سے منع کر دیا ہے۔تاوقتیکہ یہ اسامیاں ڈیفنکٹ ضلع کونسل کیڈر سے ختم کی جائیں اور محکمہ لائیوسٹاک پراونشل کیڈر میں منظور کی جائیں۔مطلوبہ کیس بتوسط ضلعی حکومت حکام بالا کو روانہ کیا جا چکا ہے۔

ضلع ملتان، ویٹرنری ہسپتالوں وڈسپنسریوں کی تفصیلات

*7627: میاں شفیع محمد: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال ڈسپنسریاں اور سنٹر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو سال 2008-09 اور 2009-10 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی اور کون کون سی ادویات فراہم کی گئیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران اس ضلع میں کتنے ملازمین بھرتی ہوئے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ ہذا کے خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں 15 ویٹرنری ہسپتال 23 ڈسپنسریاں اور 43 سنٹر کام کررہے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو 09-2008 میں 4 کروڑ 44 لاکھ 16 ہزار 9 سو 36 روپے اور 10-2009 میں 4 کروڑ 88 لاکھ 72 ہزار 5 سو 24 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے سال 09-2008 تفصیل میڈیسن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

برائے سال 10-2009 تفصیل میڈیسن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال 09-2008 کوئی ملازم بھرتی نہ ہوا ہے۔

برائے سال 10-2009 ضلع ملتان میں 14 ملازمین بھرتی کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ ویٹرنری اسسٹنٹ	11
2۔ اے۔ آئی۔ ٹیکنیشن	2
3۔ نائب قاصد	1
کل تعداد	14

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ ہذا کا خرچ اور آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اخراجات	آمدنی
2008-2009	Rs.4,44,16,936/-	Rs.6,08,819/-
2009-2010	Rs.4,88,72,524/-	Rs.5,00,301/-

رحیم یار خان، بنگلہ منٹھار میں تعینات ڈاکٹر کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7740: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنگلہ منٹھار تحصیل رحیم یار خان میں گوشت تصدیق کرنے والا ڈاکٹر عرصہ پندرہ سال سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پالیسی کے مطابق کوئی ملازم تین سال سے زائد عرصہ ایک جگہ پر تعینات نہیں رہ سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر پر مردہ جانوروں کے گوشت پر تصدیق کی مہریں لگانے پر متعدد مقدمات کا اندراج ہوا اگر ہاں تو اس پر کیا کارروائی کی گئی، آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈاکٹر کو قواعد کے تحت فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنگلہ منٹھار ضلع رحیم یار خان میں ڈاکٹر محمد شریف 2001-08-15 سے تعینات تھا جسے آرڈر نمبر 64-4760 مورخہ 2011-4-2 کے تحت وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک گوشت کی تصدیق کرنے کا تعلق ہے بنگلہ منٹھار میں ضلعی حکومت کی طرف سے کوئی تعمیر شدہ مذبح خانہ نہ ہے البتہ قصبہ میں جو اکا دکا جانور ذبح ہوتے ہیں ان کو متعلقہ ویٹرنری آفیسر چیک کر لیتا ہے۔

(ب) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق کسی بھی ملازم کی تین سال عرصہ تعیناتی کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ ماضی میں ضلع رحیم یار خان میں ویٹرنری ڈاکٹروں کی اشد کمی کے پیش نظر ایسا نہ ہوا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) مذکورہ ڈاکٹر کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جانوروں کے لئے ٹیسٹ سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*8143: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل ہیلتھ سائنسز لاہور میں جانوروں کے کون کون سے ٹیسٹ کرنے کی سہولت میسر ہے؟

(ب) لاہور کے ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں جانوروں کے کون کون سے ٹیسٹ کرنے کی سہولت میسر ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل ہیلتھ سائنسز، لاہور میں جانوروں کے ٹیسٹ کرنے کی سہولت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں جانوروں کے ٹیسٹ کرنے کی سہولت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگودھا۔خضرآباد مویشی فارم بھلوال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8228: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خضرآباد مویشی فارم بھلوال ضلع سرگودھا کب کتنے رقبہ پر بنایا گیا تھا؟

(ب) اس وقت فارم ہذا کتنے رقبہ پر مشتمل ہے کتنا رقبہ کس کس کو لیز/ٹھیکہ/پٹہ پر اور کس ریٹ پر دیا گیا ہے، اس وقت اس علاقہ میں ٹھیکہ/لیز/پٹہ مارکیٹ ریٹ کیا ہے؟

(ج) اس وقت اس فارم پر کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، اس فارم کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) اس فارم کی سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کی سالانہ آمدن و اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اس فارم کی آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں اس فارم میں کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں اور کس کس مویشی پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(و) ان تین سالوں کے دوران اس فارم سے کتنے مویشی چوری ہوئے، کتنے فروخت کئے گئے اور کتنے مویشی خرید کئے گئے تفصیل سال وار بتائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیوسٹاک تجرباتی سٹیشن خضرآباد یکم جولائی 1980 سے بنایا گیا اور 7700 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) اس وقت فارم ہذا 7700 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور 5897 ایکڑ رقبہ 613 پٹہ داروں کو پٹہ پر دیا گیا۔ ٹھیکہ مختلف چکوک میں زمین کی درجہ بندی کے مطابق مقرر کیا گیا ہے۔ مکمل

تفصیل (ضمیمہ ۔الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس وقت علاقہ میں ٹھیکہ / پٹہ کا ریٹ۔/5000 سے لے کر۔/13000 روپے فی ایکڑ ہے۔

(ج) اس وقت فارم ہذا پر 127 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ فارم ہذا کے انچارج کا نام محمد جمیل بسراء، عہدہ سپرنٹنڈنٹ فارم اور گریڈ 18 ہے۔

(د) اس فارم کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل (ملین روپے) درج ذیل ہے:

سال	آمدن	اخراجات
2008-09	30.936	30.926
2009-10	29.042	28.700
2010-11	29.132	34.711

(ہ) اس فارم کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں۔

i۔ دودھ کی فروخت۔

ii۔ ناکارہ جانوروں کی فروخت بذریعہ نیلام عام۔

iii۔ نر جانوروں کی فروخت برائے نسل کشی۔

iv۔ کیش وفاڈر کراپ / جنس کی فروخت۔

v۔ وصولی لینڈ رینٹ۔

vi۔ پھل باغ، درخت وغیرہ کی فروخت۔

اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائیں اور کجلی نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں اور انہی مویشیوں پر ریسرچ کی جاتی ہے۔

(و) تین سالوں کے دوران کسی قسم کا کوئی مویشی نہ تو چوری ہوا ہے اور نہ ہی خرید کیا گیا ہے۔ مویشیوں کی فروخت درج ذیل ہے۔

سال	ساہیوال نسل کے جانور			کجلی نسل کے جانور		
-----	ناکارہ جانور	برائے نسل کشی	کل جانور	ناکارہ جانور	برائے نسل کشی	کل جانور
2008-09	106	68	174	311	137	448
2009-10	136	98	234	306	246	552
2010-11	121	65	186	200	261	461

ضلع گوجرانوالہ، ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8517: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے کتنے ہسپتال کس کس جگہ ہیں، ہر ہسپتال کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں کون کون سی ادویات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ہ) ان ہسپتالوں میں جانوروں کے علاج پر محکمہ کتنی رقم فیس کے طور پر وصول کرتا ہے؟

(و) ان ہسپتالوں میں حکومت کیا کیا Improvement کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے 18 ہسپتال ہیں، جن کی مطلوبہ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں میں 78 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	اخراجات
2009-10	38.211 ملین روپے
2010-11	42.144 ملین روپے

(د) ان ہسپتالوں میں حکومت کی طرف سے فراہم کی جانے والی ادویات کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان ہسپتالوں میں صرف -/2 روپے فی جانور پرچی فیس وصول کی جاتی ہے۔

(و) ان ہسپتالوں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے حکومت درج ذیل اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(1) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں آپریشن تھیٹرز کی تعمیر۔

(2) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں جدید سہولیات کی حامل تشخیصی لیبارٹریز کا قیام۔

(3) ہر ہسپتال میں بیمار جانوروں اور ان میں پائی جانے والی بیماریوں کا ڈیٹا محفوظ کرنے کے لئے کمپیوٹرز اور متعلقہ عملہ کی تعیناتی۔

(4) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں بزنس سنٹرز کا قیام۔

تجرباتی فارم رکھ بھونیکی پتوکی کی آمدن ودیگر تفصیلات

*8522: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تجرباتی فارم رکھ بھونیکی پتوکی کو سال 10-2009، 11-2010 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) سال 10-2009 اور 11-2010 میں انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان کئے اور کتنا جرمانہ وصول کیا گیا؟

(ج) رکھ بھونیکی تجرباتی فارم سے جانور فروخت بھی کئے جاتے ہیں گزشتہ دو سالوں میں کتنے جانور فروخت کئے گئے اور محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی؟

(د) ڈیری ڈویلپمنٹ کے فروغ کے لئے ضلع قصور میں کتنے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں یا جاری ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تجرباتی فارم رکھ بھونیکی پتوکی کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدنی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال آمدنی	(ملین روپے)
2009۔10	13.105
2010۔11	18.039

(ب) مذکورہ دو سالوں میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات نے ضلع قصور میں کل 535 چالان کئے اور -/19,750 روپے جرمانہ وصول کیا۔

(ج) رکھ بھونیکی تجرباتی فارم سے گزشتہ دو سالوں میں فروخت کئے گئے جانور اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	فروخت نر جانور برائے بریڈنگ	فروخت ناکارہ جانور	آمدنی (ملین روپے)
2009-10	62	131	6.559
2010-11	74	49	4.396

(د) بفیلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی کے زیر انتظام درج ذیل منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے:

(1) پروجینی ٹیسٹنگ کا منصوبہ پنجاب کے دس اضلاع بشمول ضلع قصور میں گزشتہ پانچ سال سے جاری ہے جس کی بدولت ہم چند سالوں میں دنیا کے بہترین نیلی راوی نسل کے سانڈ بیل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(2) ادارہ ہذا نے گزشتہ سال 11-2010 کے دوران پرائیویٹ بریڈرز کو 74 نوجوان سانڈ بریڈنگ کے لئے فروخت کئے جس سے ادارہ ہذا کے گردونواح میں بھینسوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ متوقع ہے۔

(3) ادارہ ہذا اور یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز راوی کیمپس پتوکی کے باہمی اشتراک سے پانچ سالہ منصوبہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے مالی تعاون سے شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بھینسوں کی افزائش کے مختلف پہلوؤں پر درج ذیل تجربات کئے جائیں گے:۔

(الف) کٹڑیوں کی پیدائش سے لے کر دودھ چھوڑنے کی عمر تک قیمتی دودھ کی بجائے کم قیمت متبادل خوراک استعمال کی جائے گی جس سے دودھ کی بچت ہو گی، اور چھوٹے جانور کم قیمت پر اچھی بڑھوتری کی شرح پر پالے جا سکیں گے۔

(ب) نو سے بارہ مہینے کی عمر سے لے کر کٹڑیوں کی بلوغت کی عمر تک بہترین خوراک دی جائے گی جس کی وجہ سے نیلی راوی کی کٹڑیاں تقریباً دو سال کی عمر میں ہی جوان ہو کر بریڈنگ کے قابل ہو سکیں گی۔

(ج) نیلی راوی کی نوجوان کٹڑیوں کو پہلی دفعہ حمل سے لے کر دودھ کی پہلی بیانت ختم ہونے تک بہترین خوراک دی جائے گی جس سے ان کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔
بعد ازاں ان تجربات کے نتائج جانور پال حضرات کو مہیا کئے جائیں گے۔ تاکہ وہ انہیں استعمال کر کے اپنے جانوروں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر سکیں۔

(4) ادارہ ہذا کسان بھائیوں کو انمول ونڈا (معیاری متوازن خوراک) انتہائی مناسب قیمت پر بغیر کوئی منافع حاصل کئے فراہم کر رہا ہے جس سے ان کے جانوروں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ دو سالوں میں تیار کئے گئے انمول ونڈا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	تعداد انمول ونڈا بیگ
2009-10	21450
2010-11	44784

ضلع سرگودھا، ویٹرنری ہسپتالوں کی تفصیلات

*8550: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں میں گزشتہ دو سالوں کے دوران کیا کیا اخراجات کس مد میں کئے گئے، مکمل تفصیل بتائیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری آفیسرز کی کتنی اسامیاں ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں 32 ویٹرنری ہسپتال اور 28 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔ اس کے علاوہ سپورٹ سروسز پراجیکٹ کے تحت 84 ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں میں گزشتہ دو سالوں کے دوران مختلف مدوں میں کئے گئے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تنخواہیں	ٹی۔اے	پٹرول/ڈیزل	ادویات
2008-09	103.631 (ملین روپے)	0.400 (ملین روپے)	0.900 (ملین روپے)	23.032 (ملین روپے)
2009-10	111.895 (ملین روپے)	01.020 (ملین روپے)	02.450 (ملین روپے)	13.686 (ملین روپے)

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ویٹرنری آفیسرز کی 40 اسامیاں ہیں۔ سپورٹ سروسز پراجیکٹ میں ویٹرنری آفیسرز کی 88 اسامیاں ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، ویٹرنری ڈسپنسریوں / ہسپتالوں میں عملہ کی تفصیلات

*8573: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں ویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں ضرورت کے مطابق سٹاف نہ ہے؟

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں / ہسپتالوں میں کون کون سی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں اور انہیں کب تک fill کر دیا جائے گا؟

(ج) محکمہ مذکورہ ضلع میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! ضلع سیالکوٹ میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق سٹاف نہ ہے اور کئی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) مذکورہ ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(i) ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ) کی خالی اسامیوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور کی سفارشات پر تعیناتیاں جاری ہیں۔

(ii) سکیل نمبر 5 تا 15 کی اسامیوں پر جن میں ویٹرنری اسسٹنٹ و دیگر اسامیوں کی بھرتی پر پابندی ہونے کی وجہ سے بھرتی نہیں ہو رہی۔

(iii) سکیل 1 تا 4 کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے ضلعی حکومت سیالکوٹ کو تجویز بھیج دی ہے اور اس پر عمل جاری ہے۔

(ج) محکمہ ضلع ہذا میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہا ہے:

- ❖ زمینداروں کو دودھ دینے والے جانوروں کو جدید اور سائنسی خطوط پر پالنے کے لئے مشورے دینے کے علاوہ علاقائی سطح پر مختلف پروگرام شروع کئے ہیں اس ضمن میں اب تک 538 farmer days کا انعقاد کیا ہے اور بنکوں سے قرضے حاصل کرنے کے لئے دوران سال اب تک 52 فزیبلٹی رپورٹ خواہش مند کسانوں کو فراہم کی گئی ہیں۔
- ❖ محکمہ کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں بیمار جانوروں کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے اور متعدی بیماریوں کے خلاف حفاظتی ٹیکہ جات لگائے جاتے ہیں۔
- ❖ اعلیٰ نسل پیدا کرنے کے لئے مصنوعی تخم ریزی کے ذریعے دوران مالی سال اب تک 41754 گائے، بھینسوں کی نسل کشی کی گئی ہے۔
- ❖ جانوروں کو کرم کش ادویات پلائی جاتی ہیں اور متوازن خوراک کے فوائد سے آگاہی دی جاتی ہے۔
- ❖ ضلع سیالکوٹ میں 970 پرائیویٹ ڈیری فارمز کام کر رہے ہیں جن کو محکمہ کا ٹیکنیکل سٹاف ہر طرح کی تکنیکی سہولیات فراہم کر رہا ہے تاکہ دودھ کی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو سکے۔

ضلع وہاڑی، ویٹرنری ہسپتالوں کی تفصیلات

*8593: مسز شمیلہ اسلم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی تعداد کتنی ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا ان ہسپتالوں میں تمام طبی آلات اور ادویات موجود ہیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل 23 ویٹرنری ہسپتال ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں میں موجود ویٹرنری ڈاکٹرز کی تعداد 21 ہے جبکہ 2 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے سلیکشن بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہو چکی ہے اور تقرری کا عمل جاری ہے۔

(د) جی ہاں۔

ضلع قصور۔ ویٹرنری ہسپتال / مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8896: شیخ علاؤالدین: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں تعینات عملہ کی تعداد گریڈ وار علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان ہسپتالوں میں عملہ strength کے مطابق نہ ہے اس کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

(د) ان ہسپتالوں میں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا، کیا ان کے لئے مفت ادویات فراہم کی گئیں اگر ہاں تو اس پر کتنے اخراجات آئے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں 14 ویٹرنری ہسپتال کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں میں عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد
(i)	ویٹرنری آفیسر	17	14
(II)	ویٹرنری اسسٹنٹ	09	13
(III)	ویٹرنری کمپاؤنڈر	09	02
(IV)	چوکیدار	01	07
(V)	خاکروب	01	06

(ج) مذکورہ ہسپتالوں میں عملہ کی تعدادstrengthکے مطابق ہے۔

(د) ان ہسپتالوں میں مذکورہ دو سالوں کے دوران 2لاکھ 10ہزار944 جانوروں کا علاج کیا گیاان کے لئے ہسپتالوں میں دستیاب ادویات مفت فراہم کی گئیں اوراس پر ایک کروڑ روپے کے اخراجات آئے۔

ضلع قصور۔محکمہ کے زیر انتظام ڈیری فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8897: شیخ علاؤالدین: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے ڈیری فارمز ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ ضلع میں10۔2009اور11۔2010کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(د) یہ فنڈز کن کن مدوں میں خرچ کئے گئے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران ڈیری فارمز سے کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے؟

(و) مذکورہ عرصہ کے دوران ڈیری فارمز کی انتظامیہ نے دودھ /گوشت کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام ایک ڈیری فارم (لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی۔پتوکی) کام کر رہا ہے۔

(ب) لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی (پتوکی) میں102 ملازمین مختلف گریڈز میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

گریڈ	1	2	4	5	6	7	9	10	11	14	16	17	18	میزان
تعداد	18	2	55	11	1	2	2	1	3	2	1	2	2	102

(ج) ضلع قصور میں لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی (پتوکی) کومذکورہ دو سالوں میں درج ذیل فنڈز فراہم کئے گئے:

سال	فراہم کئے گئے فنڈز
2009-10	31.066ملین روپے
2010-11	39.346ملین روپے

(د) یہ فنڈز درج ذیل مختلف مدوں میں خرچ کئے گئے:

سال	تنخواہ	متفرق اخراجات (تیل، بجلی، ادویات، راشن، کھاد وغیرہ)	مرمت زرعی مشینری، گاڑیاں	میزان
2009-10	11.258	17.961	1.057	30.276
2010-11	14.692	21.716	1.312	37.720
	(ملین روپے)	(ملین روپے)	(ملین روپے)	(ملین روپے)

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی (پتوکی) کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اخراجات (ملین روپے)	آمدنی (ملین روپے)
2009-10	30.276	13.106
2010-11	67.996	18.039

(و) مذکورہ عرصہ میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ ہذا نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

- ❖ پروجینی ٹیسٹنگ کا منصوبہ پنجاب کے دس اضلاع بشمول ضلع قصور جاری ہے جس کی بدولت ہم چند سالوں میں دنیا کے بہترین نیلی راوی نسل کے سانڈ بیل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اس عرصہ کے دوران نیلی راوی بھینس کی نسل کی بہتری کے لئے 193 نر جانور زمینداروں اور سیمن پروڈکشن یونٹس کو مہیا کئے گئے ہیں۔
- ❖ ادارہ ہذا اور یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز۔ راوی کیمپس۔پتوکی کے باہمی اشتراک سے خوراک کے ذریعے بھینسوں کی پیداوار میں اضافے کا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا جاچکا ہے۔
- ❖ ادارہ ہذا میں جانوروں کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی جاتی ہے۔ مختلف عنوانات پر ریسرچ کی گئی۔ ادارہ ہذا نے اس سلسلہ میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز۔لاہور اور یونیورسٹی آف ایگریکلچر۔ فیصل آباد کے ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کو ریسرچ مکمل کرنے کے لئے تجرباتی جانور اور دیگر سہولیات مہیا کیں تاکہ سکالرز اپنی ریسرچ مکمل کرنے کے بعد ان سے حاصل شدہ نتائج کو مویشی پال حضرات تک پہنچاکر جانوروں کی پیداواری صلاحیت میں خاطر خواہ اضافہ کا موجب بنیں جس سے قومی سطح پر دودھ اور گوشت کی پیداوار میں بڑھوتری متوقع ہے۔

پی پی۔34 ضلع سرگودھا میں قائم ویٹرنری مراکز پر فراہم کی گئی سہولیات کی تفصیلات

*8904: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) کیا یہ ہسپتال حلقہ کی آبادی کے مطابق تمام سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

(ج) ان ہسپتال میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں، ان کو کب پُر کر دیا جائے گا؟

(د) سال 2009 میں ان مراکز میں کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں ایک ویٹرنری ڈسپنسری اور دوائے آئی سب سنٹر ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ ہسپتال حلقہ کی آبادی کے مطابق تمام سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) سال 2009 میں ان مراکز میں 4820 جانوروں کا علاج کیا گیا۔

ضلع سرگودھا کے ڈیری فارمز کی کارکردگی ودیگر تفصیلات

*8905: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے کتنے ڈیری فارم کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ ڈیری فارم ضلع کے لوگوں کی ضرورت کے مطابق دودھ / گوشت فراہم کر رہے ہیں؟

(د) ان ڈیری فارمز کی انتظامیہ نے گوشت کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے 2009 سے اب تک کون کون سے اقدامات اٹھائے؟

(ہ) 10-2009 اور 11-2010 کے دوران ان ڈیری فارمز سے کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کا صرف ایک ڈیری فارم کام کر رہا ہے جس کا نام لائیو سٹاک تجرباتی سٹیشن خضر آباد ہے۔

(ب) اس فارم میں 127 ملازمین فرائض سر انجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

گریڈ	تعداد ملازمین
1	90
2	2
4	2
5	10
6	3
7	5
9	5
10	1
11	3
14	1
16	1
17	3
18	1
ٹوٹل	127

(ج) لائیو سٹاک تجرباتی فارم خضر آباد ضلع سرگودھا جانوروں سے متعلق امور کے بارے میں تجرباتی / تحقیقاتی فارم ہے جس کے مقاصد میں دودھ / گوشت کی فراہمی نہ ہے۔

(د) فارم انتظامیہ نے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2009 سے اب تک ساہیوال نسل کے 163 بچھڑے اور بھیڑوں کی کجلی نسل کے 574 لیلے نسل کشی کے لئے بریڈرز حضرات کو مہیا کئے ہیں جو کہ آئندہ آنے والے جانوروں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافے کا باعث ہوں گے۔

(ہ) اس فارم کی سالانہ آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن (ملین روپے)	اخراجات (ملین روپے)
2009-10	29.042	28.700
2010-11	20.100	28.261

ضلع خانیوال، تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد کا قیام و دیگر تفصیلات

*9028: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں جہانگیر آباد ضلع خانیوال کا قیام کب عمل میں آیا، اس میں کل کتنا عملہ تعینات ہے اور ان پر مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) اس فارم کی پٹہ پر دی گئی زمین سے 09-2008 میں آمدنی کتنی ہوئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تجرباتی فارم جہانگیر آباد 1977 میں عمل میں آیا اور اس فارم پر عملہ کی تعداد 187 ہے۔
اخراجات سال 09۔2008 مبلغ۔/2,00,20,271 روپے اخراجات سال 10۔2009 مبلغ۔/2,18,78,550 روپے۔

(ب) پٹہ پر دی گئی زمین سے سال 09۔2008 میں آمدنی مبلغ۔/66,48,632 روپے ہوئی۔

پنجاب میں مزید تجرباتی فارمز قائم کرنے کی تفصیلات

*9030: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد، گجرات، ننکانہ، رحیم یار خان، ملتان، راولپنڈی اور حافظ آباد کے اضلاع میں کوئی تجرباتی فارم مویشیاں نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اضلاع میں مویشیوں کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے تجرباتی فارم مویشیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں کوئی تجرباتی فارم مویشیاں نہ ہے۔

(ب) جی نہیں! مذکورہ اضلاع میں تجرباتی فارم مویشیاں کے قیام کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

محکمہ کے زیرانتظام تجرباتی فارموں کی زرعی اراضی کوپٹہ پر دینے کا معاملہ

*9031:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کے مختلف تجرباتی فارموں کے زیر انتظام وسیع زرعی اراضی ہے؟

(ب) ان فارموں کی زرعی اراضی جو محکمہ کے استعمال میں نہیں حکومت اس کوپٹہ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ب) ان فارموں کی زرعی اراضی جو کہ محکمہ کے استعمال میں نہیں،وراثتی پٹہ داروں کے پاس ہے۔اس وقت حکومتِ پنجاب کی ایسی کوئی پالیسی نہ ہے جس کے تحت مزید زمین پٹہ پر دی جائے۔

ضلع راجن پور، تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور کی آمدن کی تفصیلات

*9032:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور کی 2008 سے 2010 تک کتنی آمدن ہوئی اور وہ کن کن مدوں پر خرچ کی گئی؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور کی 2008 سے 2010 تک 24.642 ملین روپے آمدن ہوئی اور یہ گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروائی گئی۔

ضلع راجن پور۔تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*9033:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام راجن پور میں تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور کب قائم کیا گیا اور اس کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ فارم کا تمام رقبہ محکمہ کے زیر استعمال ہے یا اس کا کچھ حصہ ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے، اگر ہاں تو اس کے ٹھیکہ سے محکمہ کو سال 11-2010 میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور 1973 میں قائم ہوا اور اس کا کل رقبہ 3500 ایکڑ ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کا تمام رقبہ محکمہ کے زیر استعمال نہیں ہے کل رقبہ میں سے 1103 ایکڑ پٹہ داران کو پٹہ پر دیا ہوا ہے محکمہ کو سال 11۔2010 میں ٹھیکہ سے 2.936 ملین روپے آمدن ہوئی ہے۔

لاہور۔ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تفصیلات

*9034: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کے زیر انتظام ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ کے علاوہ لاہور میں کتنے انسٹیٹیوٹ ہیں؟

(ب) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں کس قسم کی ریسرچ ہوتی ہے، کیا ان اداروں میں ادویات اور ویکسین بھی تیار کی جاتی ہیں؟

(ج) ان انسٹیٹیوٹ میں تیار کردہ ویکسین اور ادویات، کسانوں اور پولٹری فارمرز کو کن شرائط پر فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں محکمہ کے زیرِ انتظام ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، غازی روڈ کے علاوہ اینیمل نیوٹریشن سنٹر رکھ ڈیرہ چاہل کام کر رہا ہے۔

(ب) اینیمل نیوٹریشن سنٹر رکھ ڈیرہ چاہل میں جانوروں کی غذائی ضروریات اور مختلف غذائی اجزاء پر تحقیق کی جاتی ہے۔ اس ادارہ میں ادویات یا ویکسین تیار نہیں کی جاتی۔

ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، لاہور اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جس میں جانوروں کی تمام جملہ امراض پر، ویکسین بنانے پر اور ویکسین سے بہتر نتائج حاصل کرنے پر ریسرچ کی جاتی ہے۔اس ادارہ میں ادویات تیار نہیں کی جاتیں۔

(ج) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ، لاہور میں تیار کئے جانے والے حفاظتی ٹیکہ جات (ویکسین) کسان اور فارمر حضرات خود بھی خرید کر لے جاتے ہیں یا اپنے اپنے ضلع میں واقع ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر کے دفتر سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ نیز ان کے عملہ سے نہایت ارزاں نرخوں پر اپنے جانوروں کو حفاظتی ٹیکے بھی لگوا سکتے ہیں۔اس ویکسین کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کسان اپنے جانوروں کو ویکسین لگوا کر بیماریوں سے محفوظ کر سکیں۔ مثلاً گل گھوٹو کا حفاظتی ٹیکہ -/3 روپے فی جانور کے حساب سے دستیاب ہے۔

ضلع چنیوٹ۔ شفاخانہ حیوانات کی تفصیلات

*9055: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع چنیوٹ کی حدود میں کتنے شفاخانہ حیوانات ہیں اور ان میں منظور شدہ عملے کی تعداد کتنی ہے اور کتنا عملہ اس وقت اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت ان ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کو فوری پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چنیوٹ کی حدود میں 43 شفاخانہ حیوانات ہیں۔ ان اداروں میں منظور شدہ عملے کی تعداد 218 ہے جبکہ 170 ملازمین اس وقت اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ عملے کی تفصیل (Annex. I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ویٹرنری آفیسرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سیلیکشن ہو چکی ہے اور تعیناتی کا عمل جاری ہے۔

سکیل 5 تا 15 کی اسامیوں پر بھرتی پر پابندی ہے۔

سکیل 1 تا 4 کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے ضلعی حکومت اقدامات کر رہی ہے۔

ضلع چنیوٹ۔ محکمہ کے زیر انتظام فارمز کی تفصیلات

*9056: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ لائیوسٹاک کے زیر انتظام اس وقت ضلع چنیوٹ میں کل کتنے فارم قائم ہیں ان کا کتنا کتنا رقبہ ہے؟

(ب) ان فارمز کے مقاصد کیا ہیں اور یہ اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ لائیوسٹاک کے زیر انتظام اس وقت ضلع چنیوٹ میں ایک فارم کوٹ امیر شاہ قائم ہے اس کا کل رقبہ 430 ایکڑ ہے۔

(ب) یہ فارم 100 فیصد مزارعین کے پاس ہے اور محکمہ کو اسی حالت میں ملا تھا۔ پٹہ کی شرائط کے مطابق چار ایکڑ پر ایک گائے / بھینس رکھنا لازمی ہے۔ اس وقت مزارعین نے 32 گائے اور 93 بھینسیں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ فارم اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہے۔

ضلع لاہور۔ 2010، چالان و جرمانہ کی تفصیلات

*9063: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع لاہور میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کی طرف سے سال 2010 میں کتنے چالان کئے گئے اور کتنی رقم بطور جرمانہ وصول کی گئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع لاہور میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کی طرف سے سال 2010 میں 2405 چالان کئے گئے اور ایک لاکھ 11 ہزار 700 روپے بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔

انسداد بے رحمی حیوانات کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*9135: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسداد بے رحمی حیوانات کا سال 10۔2009 اور 11۔2010 کا کل بجٹ سال وار کتنا ہے؟

(ب) اس بجٹ کا کتنے فیصد حصہ ادویات کی خرید، یونیفارم کی خرید، سٹیشنری، مرمت، پٹرول، فرنیچر، یوٹیلٹی بلز اور awareness programme پر سال وار خرچ ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان سالوں کے بجٹ کا 96.41 فیصد صرف تنخواہوں اور الاؤنس کی مد میں خرچ ہوا ہے اور باقی 3.59 فیصد بجٹ دیگر مدوں پر خرچ ہوتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پے اینڈ الاؤنس کے علاوہ دیگر مدوں پر بڑی قلیل رقم خرچ ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس شعبہ کی افادیت ختم ہوتی جا رہی ہے، کیا حکومت اس شعبہ کا بجٹ بڑھانے کو تیار ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) انسداد بے رحمی حیوانات کا سال 10۔2009 کا بجٹ ایک کروڑ 26 لاکھ 74 ہزار روپے اور سال 11۔2010 کا بجٹ ایک کروڑ 63 لاکھ 35 ہزار روپے ہے۔

(ب) مذکورہ مدوں پر کل بجٹ کا مندرجہ ذیل (فیصد) حصہ سال وار خرچ ہوتا ہے۔

نمبر شمار	تفصیلات	10۔2009 (فیصد)	11۔2010 (فیصد)
1	ادویات	صفر	صفر
2	یونیفارم	0.75	0.60
3	سٹیشنری	0.29	0.36
4	مرمت	1.51	صفر
5	پٹرول	صفر	0.014
6	فرنیچر	صفر	صفر
7	یوٹیلٹی	0.23	0.28
8	Awareness Programme	0.027	0.09
	ٹوٹل	2.807 فیصد	1.344 فیصد

(ج) درست ہے۔

(د) ہاں، یہ درست ہے کہ پے اینڈ الاؤنس کے علاوہ دیگر مدوں پر بڑی قلیل رقم خرچ ہوتی ہے۔ حکومت اپنے وسائل کے مطابق ہر سال مناسب اضافہ کرتی ہے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ بات کرنا چاہتے تھے وہ بات کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ خضر آباد فارم کی تفصیل فراہم کی ہوئی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے پاس خضر آباد فارم کے لئے 7700 ایکڑ رقبہ ہے۔ اس میں سے 5897 ایکڑ رقبہ انہوں نے ان لوگوں کو لیز پر دیا ہوا ہے اور یہ اس کی تفصیل ہے۔ ساڑھے تین کروڑ روپے سے زیادہ صرف لیز کے پیسے بنتے ہیں جبکہ انہوں نے جو سالانہ آمدنی show کی ہے---

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ یہاں آگے منسٹر صاحب کے پاس آ کر بیٹھ جائیں اور ان سے بات کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ اس کی انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر: اگر انکوائری کی بات ہو گی تو ضرور کروائیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کو صرف figures بتا دوں۔ فارم کے اپنے زیر استعمال 1500 ایکڑ رقبہ ہے اور 303 ایکڑ رقبہ پر ان کی کالونی ہے، ہسپتال ہے، سکول ہے اور each and everything shed بنے ہوئے ہیں۔ ان تمام کی آمدنی الگ ہے اور یہ پٹے کی آمدنی اس سے زیادہ ہے جو انہوں نے اس میں show کی ہے۔ یہ ایک سال کی آمدنی بھی تین کروڑ سے زیادہ نہیں ہے اس کے علاوہ انہوں نے جانور بیچے ہیں، دودھ بیچا ہے، ناکارہ جانور بیچے ہیں اور نسلیں بڑھائی ہیں ان کو بھی فروخت کیا ہے۔ پھر ان کے پیسے کہاں گئے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بہتر رہے گا کہ آپ ان کی بات سن لیں اور اس کیس کی انکوائری کروائیں۔ جو اس میں guilty ثابت ہوں ان کے خلاف آپ کو ایکشن کرنا ہو گا اور پھر ہاؤس کو بھی بتانا ہو گا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے ایک کمیٹی رانا محمد افضل خان جو ہمارے فیصل آباد کے ایم پی اے ہیں ان کی سربراہی میں بنی تھی۔ یہ کمیٹی موقع پر گئی اور تمام ریکارڈ چیک کیا۔ اس کمیٹی میں پانچ چھ ایم پی اے تھے میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں اور انہوں نے وہاں جا کر جانچ پڑتال کی۔ پھر بھی نوید صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں، میں ان کو مطمئن کروں گا اور جہاں کہیں کرپشن ہوئی تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس کی demand پر ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی سربراہی میں نے کی تھی۔ یہ کمیٹی موقع پر گئی اور وہاں پر جو لوگ پٹہ ادا نہیں کر رہے تھے ان کے خلاف کیسز رجسٹرڈ کرائے گئے۔ ان تمام معاملات کی جانچ پڑتال کی گئی اور ٹھیکے کا ریٹ جو نہایت کم تھا اس کو مارکیٹ کے قریب تر لایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایک comprehensive action لیا گیا۔ اس فارم پر جو تبدیلیاں لائی گئیں ہم نے محکمے کو ہدایات دیں کہ باقی تمام فارموں پر بھی اسی طرح سے

implementation ہو۔ اس کا check and balance سسٹم بنایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ implement ہو جانے کے بعد جو شکایات سوالات پوچھنے والے میرے معزز دوستوں کو ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ بھی ذرا ان کے ساتھ coordinate کر لیں۔ اس کمیٹی نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس کی پابندی کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے بھی کروانا چاہتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پچھلے تین دن سے لگاتار میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ میرے سوال کی باری آتی ہے تو ٹائم ختم ہو جاتا ہے یہ اتنا فضول ٹائم ضائع ہوتا ہے ہم لوگ بھی تیاری کر کے آتے ہیں۔ اب دیکھیں میرا اگلا سوال تھا تو ٹائم ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی، یہ بات میرے بس میں نہیں ہے۔ اب آپ کی مہربانی وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جی، کوئی تحریک استحقاق ہے؟۔۔۔ نہیں ہے۔ جی، 20 منٹ کے لئے پوائنٹ آف آرڈر ہوں گے پھر تحریک التوائے کار ہوں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر آپ کا چل رہا ہے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! جی، میرا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کر لیں پھر سب کے نام note کر لیتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ سب کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔

میڈیا کی جانب سے بغیر تصدیق معزز خاتون ممبر کے بارے میں ڈینگی بخار میں مبتلا کی خبر نشر کرنا

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے بہت ہی افسوس کے ساتھ بات بتانا پڑ رہی ہے کہ آج کل جو ڈینگی وائرس کی وباء نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا کے سو سے زیادہ ممالک میں پھیلی ہوئی

ہے۔ ہمارے ہاں جو میڈیا ہے ماشاء اللہ ان کی آزادی پر ہمیں ناز ہے اور میڈیا ہمارا دوست ہے۔ میڈیا کی بہت سی positive چیزیں ہیں ہم میڈیا کو مانتے ہیں اور میڈیا نے بہت اچھے اچھے کام کئے ہوئے ہیں لیکن کچھ negative چیزیں بھی ہیں۔ میڈیا نے مجھے پرسوں تین دن سے ہسپتال میں داخل کیا ہوا ہے، میڈیا نے مجھے ڈینگی وائرس show کروایا ہوا ہے، ایک سیکرٹری صاحب ڈینگی سے فوت ہوئے ہیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھائی جا رہی تھی تو ٹی وی سکرین کی آدھی سکرین پر میری تصویر دکھائی جا رہی تھی کہ فرح دیبا کو بھی ڈینگی بخار ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں جو اصل بات بتانا چاہ رہی ہوں کہ یہ صرف میری بات نہیں ہے کیونکہ میں بھی خود میڈیا گھرانے سے ہوں، میڈیا جانتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ میڈیا کا بہت احترام کرتی ہوں لیکن بغیر کسی information کے جب تک ان کے پاس صحیح information نہ ہو یا کسی چیز کی کوئی اطلاع نہ ہو تو خبر شائع کرنا مناسب نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ میں اپنی پارٹی کی ایک ورکر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں جو کہ میرا role ہے۔ میری طبیعت خراب ہوئی تھی کیونکہ fog machine یعنی سپرے والی مشین کے اندر میں خود بیٹھی ہوتی ہوں اور میں ڈرائیور کے ساتھ خود campaign کروا رہی ہوتی ہوں اس وجہ سے میری طبیعت خراب ہوئی تھی اور میں وہاں پر اپنا گلہ چیک کروا رہی تھی بغیر میری رپورٹ آئے یا بغیر تصدیق کئے ایک نجی چینل نے فوراً footage چلا دی کہ فرح کو ڈینگی بخار ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس طرح جو میں اصل بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہسپتال میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جو کسی اور بیماری کی وجہ سے بھی جا رہے ہیں لیکن وہ problem create کر رہے ہیں کہ لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں میں بھی جیسے گئی تھی لیکن پنجاب حکومت کو بھی اس حوالے سے بدنام کیا جا رہا ہے۔ میری میڈیا سے درخواست ہے کہ میڈیا کی بہت سی positive چیزیں ہیں لیکن کچھ negative چیزیں بھی ہیں تو مہربانی کر کے بغیر انکوائری یا بغیر تصدیق کئے خبر شائع نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گا کہ دیکھیں میڈیا ایک بہت بڑی team ہے اس میں print media, electronic media اور بے شمار channels ہیں لیکن میڈیا ایک بڑی wide term ہے۔ اس

میں میڈیا کے لوگ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں کہ زرد صحافت اور مثبت صحافت جو ہے اس کو خود بھی وہ differentiate کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ نے جو بات کی ہے وہ ٹھیک ہے لیکن میڈیا نے بہت positive اور بہت اچھا کام کیا ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے پھول کے ساتھ آخر کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ کوئی تھوڑا بہت اس میں negative پہلو بھی ہے تو اس طرح سے میڈیا کی پوری team کو استعمال کرتے ہوئے یعنی یہ تاثر جاتا ہے کہ شاید یہ سبھی نے کیا ہے اور سبھی غیر ذمہ دار ہیں۔ اگر کسی چینل یا کسی اخبار کی طرف سے یہ غیر ذمہ داری کا مظاہرہ ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر محترمہ نے بات کی ہے یا کوئی معزز ممبر بات کرے تو یہ mention کرے تاکہ اس طرح سے پورے میڈیا کو کسی ایک بات کا یا کسی ایک ہی غلطی کا موردالزام ٹھہرانا درست نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا تشریف رکھئے گا جو بھی کھڑے ہو رہے ہیں میں ان کا نام لکھ رہا ہوں میں صرف یہاں پر معزز ممبران سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا نام بھی لکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل میں نے note کیا ہوا ہے آپ تشریف رکھیں سب کی باری آئے گی۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ already ماضی میں جب اس طرح کے واقعات ہوئے تو ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو still active ہے۔ اس کے اندر میری معزز ممبران سے گزارش ہو گی کہ میڈیا کے حوالے سے پھر یہ اخبارات کی خبریں بنتی ہیں اور یہ سارا کچھ اس اسمبلی کے اندر ہوتا ہے۔ اس floor پر ہم نے جو کام کرنا ہے تو پنجاب کی عوام کے فلاح بہبود کے حوالے سے بات ہونی چاہئے۔ اس طرح کے issues کو پہلے کمیٹی میں لے جائیں، وہاں پر بات کر لیں اور اگر اس کے بعد اس پر کوئی شکایت ہو تو پھر ہاؤس کے اندر کمیٹی آکر پیش کرے تو وہ زیادہ اچھا ہے وہ appropriate forum ہو گا۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں بات کر لوں آپ تشریف رکھیں اور اگر آپ کی کوئی مزید بات ہے تو آپ لاء منسٹر صاحب کے پاس جائیں یا جو کمیٹی بنی ہے اس کے پاس جائیں، وہ کمیٹی اس کا ازالہ کرے گی اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان کو بلا کر اس سلسلے میں بات کرے گی آپ تشریف رکھیں۔ میری میڈیا سے بھی گزارش ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے سامنے بات آچکی ہے کہ ڈینگی ایک ایسا مرض ہے جو اس وقت سو

سے زیادہ ممالک میں ہے، ہر سال پانچ کروڑ سے زیادہ لوگ متاثر ہوتے ہیں اور 20 ہزار سے زائد اموات ہوئی ہیں اس کو ہم سیاسی مسئلہ نہ بنائیں اور مرض کے خلاف صحیح معنوں میں لڑائی کریں۔ اب خدیجہ عمر صاحبہ نے بات کرنی تھی تو میں خدیجہ عمر صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ چیز decide ہوئی تھی اور میں question hour کے حوالے سے request کروں گی کہ تین سے زیادہ ضمنی سوال آپ نہیں کر سکتے تو آج ایک سوال پر 25 منٹ لگے ہیں اور پچھلے تین دن سے میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ میرا سوال آتا ہے تو ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ ہم لوگ تیاری کر کے آتے ہیں، اتنی مشکل سے یہ سارا process ہوتا ہے، اس کے بعد جب ٹائم آئے اور باری نہ ملے تو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اگر ایک سوال پر جب 25 منٹ ضائع ہو رہے ہیں تو باقی ممبران کا کیا قصور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو دیکھتے ہیں آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی، اب فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میری بات کل سے چل رہی ہے۔ آج میری سپیکر صاحب سے بھی گفتگو ہوئی ہے وہ لڑکی تبسم فاروق ہے اس کے لئے عدالت سے آرڈر کی بنیاد پر ایف آئی آر درج ہو گئی ہے لیکن اس کے باوجود جو چکوال کی پنجاب پولیس ہے وہ ان ملزموں کو گرفتار کر رہی ہے اور نہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کر رہی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آج رانا صاحب موجود ہیں اور یہ ensure کریں کہ جو عدالت کا حکم ہے اس پر عمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں اتنی عرض کروں گا کہ ہر چیز پر جس طرح آپ نے کل بات کی، یہ بہت اچھا ہوتا کہ ایک دفعہ آپ لاء منسٹر صاحب کو مل لیتیں۔ وہ آپ کو ویسے apprise کر دیتے اور اگر نہ ہوتا تو پھر آپ ہاؤس کے اندر بات کرتیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے ملی ہوں اور لاء منسٹر صاحب سے ملنے کے بعد میں نے assurance لی ہے کہ قانون کے دائرہ میں جو عدالت کی طرف سے لاگو ہوا ہے متعلقہ پنجاب پولیس اس پر تو عمل کرے اور میں صرف ان کی یہ surety چاہتی ہوں اس کو میں کوئی سیاسی مسئلہ نہیں بنانا چاہتی۔ یہ ایک بیٹی کا مسئلہ ہے اور اس کو میں ماں اور بہن کی طرح حل کرانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ سے بات ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! چکوال کاایک مقدمہ ہے جس کے متعلق انہوں نے بات کی ہے۔ بہر حال یہ عدالت کے حکم سے مقدمہ درج ہوا ہے۔اس میں عدالت کے حکم کی تعمیل کی جائے گی اور اس کیس کو میرٹ پر یکسو بھی کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں یوریا کھاد بلیک میں فروخت ہوتی رہی ہے اور اس کھاد مافیا نے پنجاب کے کاشتکاروں کو اربوں روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔ میں آنے والے دنوں میں ڈی اے پی کے حوالے سے ایک بہت بڑا بحران دیکھ رہا ہوں۔اس بارے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پہلے تو اس مافیا کے کرتوتوں کا سدباب کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔اگر کھاد کی قلت پیدا کی گئی ہے تو وہ کس کی connivance سے ہے ؟دوسرا یہ کہ آنے والے دنوں میں ڈی اے پی کھاد کی قلت پیدا نہ ہو اور یہ بلیک مافیا دوبارہ سے ہمارے کاشتکاروں کو نقصان نہ پہنچائے۔اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ محکمہ آبپاشی کی بھی توجہ چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں دریائے ستلج میں سیلاب آیا تھا جس کی وجہ سے بہت سے دیہاتوں کو اور کافی areas کی فصلات کو نقصان پہنچا لیکن عین سیلاب کے دنوں میں نہریں بند کر دی جاتی ہیں جس سے دریا میں شدت بڑھ جاتی ہے۔آج کل پھر ہیڈ سلیمانکی پر تھوڑا سا پانی آیا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ضلع پاکپتن کی نہروں کو فوری طور پر کھولا جائے تاکہ اس کی شدت جو دریا میں جارہی ہے وہ چودہ پندرہ ہزار کیوسک کم ہو جائے گی۔اس طرح ہماری فصلات کو نقصان سے بچایا جاسکتا ہے۔ میں اس حوالے سے اپنی حکومت کی بھی توجہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں پہلوؤں سے ہماری زراعت کو تباہ ہونے سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے پرائیویٹ سکولوں، کالجوں کے علاوہ پرائیویٹ منی لینڈنگ کے بارے میں بھی مہربانی فرمائی تھی۔ان معاملات پر کچھ کمیٹیاں بنی تھیں لیکن آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ ان کی صرف ایک میٹنگ بلائی گئی اور اس کے بعد یہ کہا گیا کہ اب اس کا period lapse ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں نے جو طوفان اٹھایا ہوا ہے اس پر صرف ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں سیکرٹری سکول آئے، انہوں نے کہا کہ 1984 کا Promotion of Private School Act ان کو shelter دے رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ اگلی میٹنگ میں آپ اس پر پورا data لے کر آئیں۔ آج حالات یہ ہیں کہ 60 سے 70 ہزار روپے نرسری کے بچے سے Admission Fee لی جا رہی ہے۔ میرا آپ سے صرف ایک سوال ہے کہ نہ تو ہم اس کے بعد کوئی میٹنگ کر سکے اور جو convent کے سکول ہیں جو missionary schools ہیں آپ ان کے results دیکھ لیں اور یہ بھی دیکھ لیں کہ ان کی فیس کتنی ہے۔ یہ جو پرائیویٹ سکولوں کا مسئلہ ہے اس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کمیٹی کی میٹنگ آج تک دوبارہ نہیں بلائی گئی، یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اسی طرح کالجوں کے متعلق بھی میں نے ایک detail دی تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ صرف ایک میٹنگ بلائی گئی اس میں جو detail آئی وہ بڑی حیران کن تھی۔ مثلاً لاہور کا ایک کالج ہے جو آپ کے اور میرے قریب ہے۔ وہاں پر 5 ہزار طالب علم ایف اے میں داخل ہوئے اس میں سے ایک ہزار طالب علموں کا داخلہ بھیجا گیا جن میں سے 400 طالب علم پاس ہوئے اور 40 فیصد result declare کیا گیا۔ آپ خود دیکھیں کہ 5 ہزار کو اگر آپ base کریں تو result negative میں جائے گا zero سے نیچے جائے گا اور یہی پنجاب کے زیادہ تر کالجوں کا حال ہے اس کے لئے بھی intentionally دوبارہ میٹنگ نہیں ہوئی اور یہی حال باقی کمیٹیوں کا ہے۔ پھر ہم لوگوں کو کیا relief دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑی عجیب بات آپ کو بتاتا ہوں۔ تحصیل چونیاں گورنمنٹ ہائی سکول میں اس وقت تقریباً پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی 70 ہزار کتابیں پڑی ہیں جو کسی کو بھی distribute نہیں ہو رہیں اور پورے پنجاب میں حال یہ ہے کہ لاکھوں کتابیں surplus print ہوئیں۔ اگر فرض کریں پنجاب حکومت نے ایک کتاب کی قیمت -/20 روپے ادا کی تو اس طرح کتنے کروڑ روپے عوام کا ضائع ہوا۔ ان میں بھی جو غلطیاں ہیں آپ کل کا "ڈان" اخبار اٹھا کر دیکھ لیں کیا کچھ لکھا گیا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر جو کمیٹیاں بنتی ہیں جس کے لئے آپ بھی اور سپیکر صاحب بھی مہربانی کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی کمیٹی اس پر بن بھی جاتی ہے تو اس کا result نہیں آتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس سلسلے میں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ بات تو آپ کی بالکل ٹھیک ہے لیکن کل جس طرح سے استحقاق کمیٹی کا مسئلہ یہاں پر اٹھایا گیا اس کمیٹی کے ممبران میں سے کسی نے بھی آکر یہاں یہ بات ہی نہیں کی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ آج ہی ہمیں ملیں کیونکہ یہ

ایک بہت بڑا issue ہے۔ والدین چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اچھی تعلیم حاصل کریں اور اس کے لئے وہ منہ مانگی فیسیں بھی ادا کرتے ہیں لیکن اس کا result ویسے نہیں نکل رہا۔ یہ جو لوٹ مار ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں فوری طور پر کچھ کرنا چاہئے۔ ابھی جب اجلاس کی کارروائی ختم ہوتی ہے ہم بیٹھتے ہیں اور اس کو فوری طور پر دیکھتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میری بات بڑی relevant ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو لازمی floor دوں گا۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں فرح دیبا کی بات سے relevant تھوڑی سی بات کرنا چاہ رہی تھی کہ جس وقت ہم نے خود بیٹھ کر fogging into the areas کی ہے۔ اس بارے میں خبریں آئی ہیں کہ ہم لوگ اس کو politicize کر رہے ہیں۔ جب ہم fogging نہیں کرتے اور جا کر اداروں کے سپرد کرتے ہیں تو پھر خبر آتی ہے کہ ہم لوگ اس کے اندر interest نہیں لے رہے۔ میرے خیال میں اس ایوان کا یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ MPAs کی actually ڈیوٹی کیا ہے؟ ہمارا basic کام legislation ہے اور اداروں سے کام لینا ہے۔ اس کے باوجود ہم workers کی طرح کام کرتے ہیں تو میرے خیال میں پھر پورے میڈیا کو appreciate کرنا چاہئے اور اپوزیشن کو بھی appreciate کرنا چاہئے۔ ہمیں جو یہ words ہر وقت کہے جاتے ہیں آپ کو یہ چاہئے، وہ چاہئے، یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ انہیں بھی پھر چاہئے کہ ہمیں کوئی solution دے دیں تاکہ ہم اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنایا کریں۔ کوئی solution نہیں دیتا صرف criticism ہوتی ہے۔ اگر peace پر ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام نہیں کریں گے تو کراچی کی حالت آپ کے سامنے ہے۔ تین پارٹیوں نے ایک دوسرے کو criticize کرکے ملک کے ایک اہم شہر کو کس حالت میں پہنچا دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ It is time کہ لاہور کے culture کو لاہور کی جو اپنی ایک انفرادیت ہے، پنجاب کا اپنا ایک کلچر ہے جہاں پر ہمیشہ لوگوں کو کھلے دل کے ساتھ accept کیا جاتا رہا ہے۔ اس بات کو بھی ہم لوگ اپنے

زیر نظر رکھیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ cooperate کرنے کی سیاست کریں ایک دوسرے کو criticize کرنے کی سیاست نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر honourable member شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں بھی اس ایجوکیشن کمیٹی کی ممبر تھی اور repeatedly ہم نے سپیکر صاحب سے بھی request کی کہ اس کمیٹی کی صرف ایک میٹنگ ہوئی اور اس کے بعد دوبارہ meeting call نہیں ہوئی۔

جناب والا! سید ناظم حسین شاہ نے پنجاب ہاؤس کے سلسلے میں جو درخواست کی تھی اس کے بعد اس کی جو implementation ہوئی اس پر ایک کمیٹی بن گئی وزیر قانون نے بھی اپنی output House میں بتائی کہ وہاں پر معزز ممبران کے نام پر سال سال، دو دو سال سے rooms occupied ہیں۔ جب اس کمیٹی کی meeting call کی گئی تو تمام ممبران اور چیئرمین کی طرف سے یہ decide ہوا کہ اگلی میٹنگ میں وہاں کے لوگ پچھلے ایک سال کا ریکارڈ لے کر آئیں گے لیکن اس کے بعد وہ next meeting ہوئی اور نہ ہی اس کا ریکاڈ آیا۔ ابھی بھی اس معزز ایوان کے جو ممبران ہیں ان کا نام اگر misuse ہو رہا ہے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں کہیں دفن ہو گئیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگر کمیٹیوں کا function یہ ہے کہ ہم نے اسی طرح سے ایک آدھ ہی میٹنگ کرنی ہے اور صرف ہم نے point score کرنا ہے کہ ہم نے کمیٹی بنا دی ہے تو اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ جس issue پر وہ کمیٹی بن رہی ہے جب تک اس کو totally settle نہیں کیا جاتا کمیٹی کو اپنا کام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ڈینگی کے متعلق میں یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ issue کو ہم politicize نہ کریں۔ یہ آپ کا میرا اور ہم سب کا issue ہے۔ اس میں تمام لوگ effect ہو رہے ہیں اس لئے definitely کسی کو بھی politicize نہیں کرنا چاہئے obviously لوگ ہمیں کہتے ہیں، عام public کو اس سے کوئی concern نہیں ہے کہ ہم اپوزیشن میں ہیں یا treasury میں ہیں۔ ایک سہرے کروانا بڑی چھوٹی سی بات ہے اور خاص طور پر ان سڑکوں پر جہاں پنجاب حکومت ترقیاتی کام کروا رہی ہے اور کسی بھی وجہ سے ٹھیکیدار نے کام properly نہیں کیا یا وہ کام چھوڑ کر چلا گیا ہے ان کھڈوں میں جو پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے پاس at least اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ ہم جب بھی

concerned TMOs کو اس سلسلے میں request کرتے ہیں ان کو فون کرتے ہیں بلکہ میں عید سے پہلے سے جوہر ٹاؤن کے کچھ علاقوں کے لئے request کر رہی ہوں مجھے ہمیشہ یہی جواب ملا ہے کہ داتا گنج بخش ٹاؤن میں سپرے ہو رہا ہے۔کیا 9 ٹاؤنوں میں سے داتا گنج بخش ٹاؤن کوئی مقدس ٹاؤن ہے باقی جو آٹھ towns ہیں وہاں کوئی ڈینگی proof لوگ رہتے ہیں جن کو ڈینگی کے سپرے کی ضرورت نہیں ہے یا پھر ان کے representatives اتنے powerful ہیں اور باقی MPAs کو کوئی bother ہی نہیں کر رہا کہ وہاں پر لوگوں کا کیا حال ہے۔اب صرف یہ بات نہیں ہے کہ ڈینگی سے بخار ہو رہا ہے اور لوگ ہسپتال جا رہے ہیں۔اب لوگوں کی جس شرح سے اموات واقع ہو رہی ہیں یہ آپ کے لئے، میرے لئے اور سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔اگر آپ TMOs کو زیادہ stress کرتے ہیں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو مجبور ہیں MPAs کی اپنی مرضی ہے وہ اس پر سیاست کر رہے ہیں۔ جو بھی actual situation ہے اس کو بہتر کرنا چاہئے because ابھی جو سپرے ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہی ہوں honourable Chief Minister نے اس سلسلے میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اور دوسرے MPAs کے ساتھ جو میٹنگ کی تھی اس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے workers بھی بیٹھے تھے، آپ کے عہدیداران بھی بیٹھے تھے اور اس میں ہر بندے نے یہ کہا کہ سپرے ہو جاتا ہے لیکن مچھر وہیں ناچتا رہ جاتا ہے اس لئے kindly اس سپرے کو تبدیل کریں اگر یہ سپرے کام نہیں کر رہا تو یہاں پر روزانہ اتنے اتنے ٹرک پیاز کے انڈیا سے آتے ہیں۔پیاز انڈیا سے آ سکتے ہیں اور اگر سپرے آپ نے انڈیا سے منگوانا ہے تو وہ کیوں نہیں منگوایا جا رہا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ لوگوں کی جانوں سے نہ کھیلا جائے اور اس کے لئے فوری طور پر کچھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک چیز کی طرف آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کل کے نیوز "اخبار" میں ایک خبر آئی تھی کہ ہمارے ایک سینئر صحافی نجم الحسن عارف صاحب پریس کلب گئے اور انہوں نے وہاں جا کر بتایا کہ مجھے life threat ہے جس سے صحافتی حلقوں میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے۔ ہمارے جونیئر یا سینئر صحافی جو اس پیشے سے تعلق رکھتے ہیں وہ پارلیمنٹیرین اور سوسائٹی کے حواس خمسہ ہیں اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر

نجم الحسن عارف صاحب کے لئے کوئی ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ انہیں جو threat اس سے بچ پائیں۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ پچھلے 10 سالوں میں پرائیویٹ میڈیکل کالج اس حساب سے ہو گئے ہیں کہ جس طرح آج کل برسات میں ڈینگی ہے، ان کے standardization کا کوئی طریق کار ہے اور نہ ہی ان کے داخلہ اور فیس کا۔ میرے پاس کافی زیادہ ثبوت ہیں کہ کافی میڈیکل کالجوں کی فیس دبئی میں 10 سے 20 ہزار ڈالر کے حساب سے لی جاتی ہے اور داخلہ کے لئے کوئی میرٹ نہیں ہے۔ جو زیادہ پیسے دیتا ہے اسے داخلہ دے دیا جاتا ہے اور ان میڈیکل کالجوں کے standard بالکل بے کار ہیں لیکن P.M.D.C سب کو رجسٹرڈ کرتی جا رہی ہے۔ میں ابھی بھی بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جو standard ہماری ایجوکیشن کا تھا وہ ان کا نہیں ہے۔ آج کے 20 ڈاکٹرز میرے اکیلے کے مقابلے میں آئیں تو میں ان کے knowledge کو ٹیسٹ کر لوں گا۔ میرے ایک بندے کے برابر ان کا knowledge نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر مبشر جو اس کے انچارج ہیں، نے کل مجھے بتایا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلے سختی سے انٹری ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوں گے اور ان کی maximum فیس مقرر کر دی جائے گی۔ اگر یہ بات درست ہے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہے اور اگر یہ پوری طرح درست نہیں ہے تو آپ کی وساطت میں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس ملک کے آنے والے لوگوں اور مریضوں پر ایک ظلم ہے کہ آپ unqualified لوگوں کو ڈگریاں دے رہے ہیں اور آپ کا معیار صحت پہلے ہی بہت گرا ہوا ہے تو وہ اور زیادہ گر جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں آپ کی وساطت سے کرنا چاہ رہا ہوں کہ تین سال پہلے گوجرانوالہ بائی پاس پر وزیر اعظم پاکستان جناب گیلانی صاحب نے ایک ایم این اے کے ڈیرے پر ایک تختی لگائی جو کہ وہاں پر تشریف بھی نہیں لے کر گئے اور ایک پل کا افتتاح کیا۔ ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں کہ اس پل کی دیواریں بنا کر اس سڑک کو بلاک کر دیا گیا ہے جو from Lahore to Rawalpindi گرینڈ ٹرنک روڈ ہے اور اس علاقے کی ساڑھے تین سو دکانیں جو سارے میرے حلقے میں آتی ہیں، کا کاروبار ٹھپ ہو چکا ہے۔ وہ خدا کی طرف دیکھ کر زرداری صاحب اور گیلانی صاحب کو

بد دعائیں دے رہے ہیں کہ انہوں نے پل بنانے کی بجائے ان کے روزگار کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں پوری گرمیوں میں تین دفعہ میں نے ان کے ساتھ بھوک ہڑتال کی ہے لیکن وفاقی حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ امتیاز صفدر وڑائچ صاحب نے افتتاح کروایا تھا جو کہ میرے رشتہ دار بھی ہیں اور انہیں میں نے درخواست بھی کی کہ یہ اینٹیں اٹھا کر لے جائیں اور اپنے مکانوں پر لگا لیں تا کہ لوگوں کا راستہ تو صاف ہو جائے۔ ساری ٹریفک کو چھوٹی گلیوں میں سے گزر کر یا شہر سے ہو کر جانا پڑتا ہے جس سے شہر کی main جی ٹی روڈ بھی تباہ ہو چکی ہے۔ کسی civilized world میں آپ main trunk روڈ کو ہائی وے، این ایچ اے کی روڈ کو بلاک نہیں کر سکتے جس طرح آپ نے کیا اور 30 فٹ کی دیوار کھڑی کر کے آپ نے ڈبل روڈ کو مکمل طور پر بلاک کیا ہوا ہے جس سے وہاں کے مقامی لوگ کھیتوں سے گزر کر جاتے ہیں اور راولپنڈی جانے والی ٹریفک چھوٹی چھوٹی گلیوں سے گزر کر جاتی ہے جس سے ان کا کم از کم ڈیڑھ دو گھنٹے وقت ضائع ہوتا ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ کافی ممبران جو ناردرن پنجاب سے آتے ہیں وہ کافی suffer ہوتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ جہاں ہم پر وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان کے کافی زیادہ ظلم ہیں وہاں ان کا ایک ظلم یہ بھی ہے۔ میری استدعا ہے کہ وہ ہمیں معاف کرتے ہوئے اینٹیں اٹھا کر لے جائیں کیونکہ ہمیں پل نہیں چاہئے، کم از کم ہمارا راستہ clear کر دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محکمہ صحت کا ڈینگی وباء کے پھیلنے سے قبل مؤثر اقدامات نہ اٹھانا

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری بہن فرح دیبا صاحبہ نے جو بات کی ہے تو میری صرف اتنی گزارش ہے کہ بالکل ہمیں معاملات کو politicize نہیں کرنا چاہئے لیکن جہاں پر ہماری negligence ہو اگر وہ ہم مان لیں گے تو اس میں ہماری عظمت ہو گی اور یہ ہمارا بڑا پن ہو گا۔ میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایک اے آر وائی چینل کے ساتھ میں ایک live پروگرام میں تھا اور جناح ہسپتال سے براہ راست دکھایا جا رہا تھا۔ آپ جناح ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر جاوید اکرم صاحب کا فوٹیج نکال لیجئے، انہوں نے خود admit کیا ہے کہ روزانہ چار سے پانچ ہزار ڈینگی وائرس کے مریض صرف جناح ہسپتال میں آ رہے ہیں اور میں ایک عرض کر دوں کہ

گورنمنٹ یونیورسٹی کی ریسرچ کے مطابق 20 سے 25 فیصد مچھر چوبرجی، وحدت کالونی اور مغل پورہ میں infected mosquitoes یعنی اس ڈینگی وائرس کے اسلحہ سے لیس ہے۔ اگر اتنا زیادہ ڈینگی وائرس ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ---

(اذان عصر)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پلیز مجھے عرض کر لینے دیں۔ آج اگر میڈیا صحیح رپورٹ کر رہا ہے اور وہ چیزیں دکھا رہا ہے تو یہ کہنا کہ پنجاب حکومت کو بدنام کرنے کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ تو میں ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ خاص طور پر آج جو حالات ہیں ان میں برا نہیں منانا چاہئے۔ ابھی پنجاب حکومت کے ریکارڈ کے مطابق 12 اموات ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: نہیں۔ یہ غلط figures ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پہلے میں اپنی گزارش کر لوں پھر آپ اپنی بات کر لینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قادری صاحب! میں ابھی آپ کو floor دوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آج میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے جو رپورٹ لے کر آیا ہوں اس کے مطابق اموات کی تعداد 30 ہے، حکومت کے لوگ یہ تعداد 14 بتاتے ہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق ڈینگی سے ابھی تک 50 سے 60 لوگ مر چکے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے خود مانا اور اس کا ثبوت یہ تھا کہ انہوں نے وہ لوگ معطل کئے جنہوں نے دو نمبر سپرے کیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ اگلے سال ڈینگی نہیں ہوگا۔ ہماری پنجاب اسمبلی کے اندر دو دن پہلے سپرے ہوا ہے اور وہ ہوسٹل جہاں پر آپ کے ایم پی ایز رہ رہے ہیں وہاں ابھی تک سپرے نہیں ہوا۔ میں آپ کو کل کے live پروگرام کی بات بتا رہا ہوں آپ اے آر وائی چینل کی فوٹیج نکال لیجئے اور ڈاکٹر جاوید اکرم کا بیان ریکارڈ پر ہے کہ صرف جناح ہسپتال میں ڈینگی کے چار سے پانچ ہزار مریض روزانہ آ رہے ہیں اسی footage کے اندر دیکھئے گا، اس نوجوان کا نام جاوید ہے اور اس نے کہا ہے کہ میاں صاحب کے گھر کے ارد گرد جہاں پر ہم رہ رہے ہیں وہاں ابھی تک سپرے نہیں ہوا۔ میں اس بات پر لعنت بھیجتا ہوں کہ جو لاشوں پر سیاست کرے اور میں اس پر بھی لعنت بھیجتا ہوں کہ جو ڈینگی کے نام پر سیاست کرے۔ آج ہمارے صوبے کے اندر ایک آفت آئی ہوئی ہے۔ ہمیں میڈیا کو مورد الزام ٹھہرانے کی بجائے حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے

سوچنا ہوگا۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارے پنجاب کے لیڈروں کے اندر اقتدار کی ہوس بہت زیادہ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر وہ استعفیٰ نہیں دے سکتے تو کم از کم قوم سے معافی تو مانگ لیں۔ ہم ان کے اس روّیے اور ان کی باتوں کے خلاف احتجاجاً ہاؤس سے علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران ہاؤس سے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زعیم قادری صاحب! اب آپ بات کر لیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ابھی بسراء صاحب نے کہا ہے کہ جو ڈینگی اور دوسری وبائی امراض پر سیاست کرے میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں تو میں ان کی لعنت ان کے لئے قبول کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! ان کو علم ہی نہیں کہ ڈینگی کیا ہے ؟ اگر یہ vibrant ہوتے تو کم از کم یہ اس حوالے سے کوئی لٹریچر پڑھتے اور پھر گفتگو کرتے۔ انہوں نے پہلی بات سپرے کے حوالے سے کہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ چار مختلف لیبارٹریوں سے اس سپرے کا ٹیسٹ کرایا گیا جنہوں نے اس سپرے کو genuine قرار دیا ہے۔ اس سپرے کا W.H.O کی approved لیبارٹری سے ٹیسٹ کرایا گیا اور یہ سپرے بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔ انہوں نے figures کے حوالے سے بات کی ہے۔ آج بھی ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی تعداد 4044 ہے۔ یہ وہ figures ہیں کہ جو لوگ suspected آتے ہیں۔ انہوں نے 9 لوگوں کی ڈینگی کی وجہ سے وفات کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ اس کا analysis کیا گیا ہے جن مریضوں کا انتقال ہوا ہے ان کو ہیپاٹائٹس۔ سی یا دیگر بڑی امراض لاحق تھیں جن کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی ہیں۔ Immune system کی بات ہو رہی ہے اور یہ fogging کی بات کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ بھئی! Fogging is not the answer ان کو اس بات کا علم نہیں کہ پوری دنیا کے ماہرین کہتے ہیں کہ fogging سے صرف دس سے بیس فیصد مچھر مرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔ 2009 میں ڈینگی کی وباء 82 ممالک میں پھیلی۔ سری لنکا جہاں پر 99.9 percent education rate ہے وہاں پر تقریباً 35 ہزار لوگوں کو ڈینگی وائرس ہوا اور 250 اموات صرف کولمبو میں ہوئی ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے یقیناً یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہم اس حوالے سے راتیں جاگ رہے ہیں۔ جناب سپیکر خود بھی اس کمیٹی میں تشریف لائے تھے اور آپ نے دیکھا ہے کہ صبح سات بجے سے لے کر رات دو بجے تک تمام ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان ہسپتالوں اور اپنے حلقوں میں ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی خدمت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ 21 کروڑ روپے کی دوائی import کی گئی ہے

اور مشینیں airlift کرائی جارہی ہیں۔ Catastrophes پر کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا، catastrophes پر respond کرنا چاہئے۔ سندھ میں سیلاب آیا ہے ذرا اس کا حال بھی دیکھ لیں۔ نواب تالپور کی بات بھی سنیں جو کل ٹیلی ویژن پر بیٹھا رو رہا تھا کہ جو کمیٹی سیلاب کے حوالے سے آئی وہ کراچی میں ہی meetings کر کے واپس چلی گئی ہے۔ ہم یہاں گھروں میں بیٹھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ہم صبح سات بجے سے لے کر رات تین بجے تک یہی کام کر رہے ہیں۔ پوری انتظامیہ ڈینگی کے مرض کی روک تھام پر لگی ہوئی ہے۔ ہم نے مریضوں کو خود ہسپتالوں میں جا کر دیکھا ہے۔ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں اور بعض پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی ہم نے ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کے لئے سہولیات مہیا کیں ہیں۔ ہم نے تمام مریضوں کے لئے kits available کیں ہیں۔ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مفت ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ آج ایک دن میں 6355 ٹیسٹ صرف ایک لیبارٹری میں ہوئے ہیں جو کہ ہم نے قذافی سٹیڈیم میں بنائی ہے۔ ہم نے ہر ٹاؤن میں خصوصی لیبارٹریاں create کی ہیں تاکہ لوگ وہاں پر جا کر اپنے ٹیسٹ مفت کرا سکیں۔ میں figures کے حوالے سے عرض کروں گا کہ آج بھی جو positive ہیں which are not even 10 percent of the and confirmed figures people who have been checked. تو عرض یہ ہے کہ یہ ایک catastrophe ہے۔ یہ ہم نہیں لائے بلکہ ہم اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران احتجاج
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب سپیکر! حزب اختلاف کے معزز ساتھی ابھی واپس تشریف لائے ہیں تو میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے سپرے کو چار مختلف لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کرایا ہے۔ پی سی ایس آئی آر، انمول اور اسلام آباد کی لیبارٹری سے اس کو چیک کرایا گیا ہے میں ان سب کی reports پیش کر سکتا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ یہ دوائی بالکل ٹھیک ہے۔ ہوا کیا ہے؟ میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ اس حوالے سے جو staff available تھا وہ بہت تھوڑا تھا۔ غلطی یہ ہوئی کہ اس دوائی کی mixing میں problem ہو رہی تھی اور ہم نے اب اس غلطی کو eradicate کیا ہے۔ ان لوگوں کو دوائی کو صحیح طور پر mix کرنا نہیں آ رہا تھا تو اسی لئے پہلے دو دن problem آئی ہے۔ اب ہم نے اس کو recover کیا ہے، ہم نے مشینوں کو rectify کیا ہے اور اس حوالے سے ہم نے ایک پورا infrastructure create کیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ گارنٹی دیتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم دس دن کے اندر اندر نہ صرف

اس پر قابو پالیں گے بلکہ vouch کرتے ہیں کہ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ ہم دوسرے بڑے ممالک کی طرح جو کہ اس کو 1.2 and 1.5 پر لے گئے ہیں ہم بھی اسی سطح پر اس کو لے کر آئیں گے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس وقت ڈینگی کا جو مرض لاہور اور پنجاب میں پھیل رہا ہے اور اس حوالے سے ہماری باتوں پر میرے بھائی بڑی ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم سب کو مل کر اس کے خلاف لڑنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے اپوزیشن حکومت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ لڑائی کی بات نہیں ہے بلکہ محبت وطن پاکستانی شہری اس بیماری سے مر رہے ہیں اس لئے ہمیں سب کو مل کر اس کے خلاف جدوجہد کرنی چاہئے۔ اگر کسی جگہ پر غفلت ہے تو اس کو درست کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس مرض کی روک تھام کے لئے بروقت کام نہیں کیا گیا۔ اس سے کوئی انکار کرتا ہے تو پھر یہ اس کی ضد ہے کیونکہ یہاں پر سب کچھ ضد میں ہو رہا ہے۔ اب اس ضد کا تو ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ دوائی ٹھیک تھی تو پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بارے میں لوگوں کو suspend کیوں کیا ہے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! دوائی کے حوالے سے کسی کو suspend نہیں کیا گیا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! زعیم قادری صاحب پہلے پندرہ منٹ بات کر چکے ہیں اور ہم نے ان کو تحمل سے سنا ہے لہذا اب ان کو بھی ہماری بات کو خاموشی سے سننا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ suspend ہوئے ہیں آیا وہ دوائی کی وجہ سے ہوئے ہیں یا کارکردگی نہ دکھانے کے باعث ہوئے ہیں؟ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے اخبار میں یہ پڑھا ہے کہ جعلی دوائی کی وجہ سے ان کو suspend کیا گیا ہے اگر انہوں نے بروقت کارروائی نہیں کی، دیر سے کر دی ہے تو پھر یہ دوسری وجہ ہو سکتی ہے بہر حال یہ دونوں باتیں حکومت کی نالائقی ظاہر کرتی ہیں۔ یہ دونوں باتیں اس چیز کا تعین کرتی ہیں کہ بروقت کارروائی نہیں ہوئی یا پھر دوائی غلط تھی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے لوگوں کو suspend کیا ہے۔ اس کو آپ حکومت کے افسران کی سستی، نالائقی یا کرپشن کہہ لیں لیکن ایسا ہوا ہے۔ اب اس وائرس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ اب بھی وہ تگ و دو نہیں ہو رہی جو کہ ہونی چاہئے تھی۔ میں آج صبح سابق وزیر فاروق گھرکی صاحب کو دیکھنے کے لئے گیا تھا کیونکہ ان کو بھی یہی

مرض لاحق ہے۔ان کی بیٹی اور بیوی کو بھی ڈینگی وائرس ہوا ہے۔انہوں نے ڈی سی او لاہور کو دس ٹیلیفون کئے کہ میرے محلے میں ڈینگی وائرس بہت زیادہ ہو گیا ہے لہذا آپ یہاں ارد گرد سپرے کرا دیں لیکن آج تک وہاں پر سپرے نہیں ہو سکا۔ میں آج ساڑھے دس بجے ان کے گھر سے ہو کر آیا ہوں تو انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں پر آج تک سپرے نہیں ہوا۔ میں نہیں جانتا لیکن کوئی نادر چٹھہ ای ڈی او ہے جب ڈی سی او نے بات نہیں سنی تو فاروق گھر کی صاحب نے اس نادر چٹھہ کو فون کیا تو اس نے آگے سے کہا کہ جناب! یہ مرض امیر لوگوں کو نہیں ہوتا آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟ یہ ان کی seriousness ہے۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ یہ کسی بھی چیز میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ان سے اپنے وزیر نہیں بنتے۔کیا اس وقت موجودہ حکومت میں محکمہ صحت کا کوئی وزیر ہے؟ جس محکمہ کا وزیر نہیں ہو گا تو اس کا پھر یہی حشر ہو گا۔ ہم نے وزیر نہیں بننا۔آپ شاہ صاحب کو بنائیں، رانا افضل صاحب کو بنائیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر وزارتیں مکمل ہو جائیں گی تو وہ بیان کہاں گیا؟ ان کو تو اپنے دوستوں، ساتھیوں اور وزیروں پر اعتماد نہیں صرف ایک ڈاکٹر توقیر پر اعتماد ہے۔ وہ ڈاکٹر توقیر کہ جس کے بارے میں جوڈیشل کمیشن نے لکھا ہے کہ یہ اس اہل نہیں ہے کہ اس post پر لگے اور آئندہ بھی اسے کسی sensitive post پر نہ لگایا جائے۔ وہ ڈاکٹر توقیر اس وقت اس صوبہ کا بے تاج بادشاہ ہے جس کے سامنے یہ سارے میرے بھائی بے بس ہیں اور یہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار بھی نہیں۔ میں آج اپنے ایک بھائی نوانی صاحب کا نام ضرور لوں گا، یہ میرے لئے بہت قابل احترام ہیں اور میں ان کی بہت respect کرتا ہوں۔ مجھے آج تک سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ڈاکٹر توقیر کے خلاف کیوں نہیں بولتے؟ انہوں نے وزارتیں دیکھی ہوئی ہیں، انہوں نے اپنے سر پر الیکشن جیتنا ہے، یہ اپنے علاقہ میں میاں محمد شہباز شریف کو الیکشن جیتاتے ہیں تو میں ان سے التجا کرتا ہوں کہ اگر آپ کو ڈیڑھ سال کی وزارت ملنی بھی ہے تو اس پر لعنت ڈالیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اُٹھ کر کہیں کہ یہ حکومت نالائق ہے، یہ وزیر اعلیٰ نالائق ہے، یہ perform نہیں کر سکتے، ان میں اہلیت نہیں ہے اور یہ اپنی ٹیم نہیں بنا سکتے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس طرف جو بھی زندہ دل والے لوگ ہیں وہ اُٹھ کر یہ بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ قیادت پر attack نہ کیا جائے تاکہ House کا کام ٹھیک طریقے سے چل سکے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ میری قیادت کو نااہل کہہ رہے ہیں تو میں کہوں گا کہ جب سندھ میں سیلاب آیا تو پیپلز پارٹی کے ایم این ایز کہتے ہیں کہ ہماری حکومت نے سندھ کی عوام کے لئے کچھ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زعیم قادری صاحب! قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں آپ اُن کو اپنی بات تو complete کر لینے دیں ناں، اُس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ وہ قائد حزب اختلاف ہیں اس لئے اُن کا ایک استحقاق ہے۔ (قطع کلامیاں)

ایک منٹ، ایک منٹ۔ محترمہ! ذرا تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! ذرا حوصلہ کے ساتھ بات کریں۔ زعیم قادری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں اور House کے اندر issues کے اوپر بات کریں۔ پلیز، تشریف رکھیں اور decorum of the House کا خیال رکھیں۔ آپ نے جو بات کرنی ہے اپنی باری پر کر لیجئے گا۔ آپ ابھی تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

لاء منسٹر صاحب! ذرا کنٹرول کریں. This is no way. رانا ارشد صاحب! This is no way. This is no way. آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ کی باری آئے گی میں آپ کو floor دوں گا۔ کلو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی شاہ صاحب سندھ کی بات کر رہے ہیں، میں اُن کی خدمت میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ سندھ اسمبلی نہیں ہے۔ اگر وہاں پر کوئی غلطی ہے تو بطور پاکستانی یہ اُس غلطی پر تنقید کریں۔ یہ اپنی تقریر میں اُس غلطی پر تنقید کریں، آپ کو welcome کریں گے۔ آپ میں جو غلطیاں ہیں بطور پاکستانی اور بطور ممبران پنجاب اسمبلی اگر ہم نے نہیں بتانی تو فرشتوں نے آ کر وہ غلطیاں بتانی ہیں؟ اگر ہم اپنے بھائی سعید اکبر خان نوانی کو دعوت دیتے ہیں کہ اُٹھو! سپہ سالار بنو تو اُس میں جرم والی کون سی بات ہے۔ میں نے صرف اتنی بات کی ہے کہ کیا سعید اکبر خان نوانی نے وزارت نہیں دیکھی ہوئی، کیا ان کو سیاست میں کسی لولی لنگڑی جماعت کی ضرورت ہے جہاں پر کسی کی عزت ہی نہ ہو، کیا ان کو ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو ایم پی اے سے نفرت کرتے ہوں، جو ایک ایسے افسر سے ایم پی ایز کی بے عزتی کراتے ہوں جس کے بارے میں جوڈیشل کمیشن لکھے کہ یہ نااہل ہے اور یہ اس پوسٹ پر رہنے کے قابل نہیں۔ ہم کسی معزز دوست کو اُس سے دوستی کے بل بوتے پر یا اُس کی خاندانی روایت کے بل بوتے پر اگر اُس کو دعوت دیتے ہیں اور یہ ہمارا جرم ہے تو ہم یہ جرم ہزار دفعہ کریں گے۔

جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ ڈینگی کوئی ضدی مچھر ہے اور ضدی مچھر کا ضدی وزیر اعلیٰ سے مقابلہ ہو گیا ہے۔ اب وہ withdraw کرنے کے لئے تیار ہے نہ میاں محمد شہباز شریف کسی کی بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ یہ لاہور میں سپرے نہیں کر سکتے، لاہور کے پیپلز پارٹی کے ایک ایم پی اے کی طرف سے بار بار request آ چکی ہے، یہ ایم پی اے ہاسٹل میں سپرے نہیں کر سکتے اور اُس کے بعد کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ ہم ڈینگی کے لئے توپیں منگوا رہے ہیں، پتا نہیں انہوں نے وہ توپیں کہاں پر چلانی ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ہم ڈینگی کو ختم کرنے کے لئے فوج بلائیں گے اور ایک افسر کہتا ہے کہ امیر آدمیوں پر ڈینگی کا حملہ نہیں ہوتا، یہ ان کی seriousness ہے؟ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں کہ اس مرض کے حوالہ سے پاکستانیوں کے لئے اور پنجابیوں کے لئے ہماری طرف سے ان کو جو تعاون چاہئے ہم اس کے لئے تیار ہیں، ہم ان کے شانہ بشانہ کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایم پی ایز کی ڈیوٹیاں لگائیں، ہمیں بتائیں ہم بھی ان کے ساتھ اپنے ایم پی ایز کی ڈیوٹیاں لگاتے ہیں تاکہ وہ سپرے کرانے جائیں۔ لاہور، ہر ضلع اور ہر تحصیل میں ایک اپنا ایم پی اے رکھیں اور ایک ہمارا ایم پی اے لیں۔ میں خود جانے کے لئے تیار ہوں تو میری ڈیوٹی لگائیں کہ آپ فلاں محلہ میں جا کر سپرے کرائیں ہم خود وہاں پر جا کر سپرے کرانے کے لئے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر ان میں غلطی ہے، ان میں غفلت ہے، ان میں سُستی ہے، ان میں نااہلی ہے، یہ deliver نہیں کر سکتے اور یہ اپنے افسران پر قابو نہیں پا سکتے تو پھر ان کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ اس صوبہ میں ہر حوالے سے ایک لمبی داستان ہے اور میں آج سے اپنی تقریر میں ہر روز ایک معزز ممبر کا نام لیا کروں گا کہ آپ اُٹھیں اور سپہ سالار بنیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف آواز اُٹھانا جہاد ہے اور میں اپنے بھائی ملک جاوید اقبال اعوان کو دعوت دیتا ہوں کہ اُٹھیں اور اس جہاد میں اپنا role ادا کریں۔ ہم اپوزیشن میں آئے ہیں تو کوئی مر نہیں گئے اگر آپ اپوزیشن میں آ جائیں گے تو خدانخواستہ کچھ نہیں ہوگا لیکن اُس افسر کا گریبان پکڑ کر اُس کو بتائیں کہ تمہاری "ایسی کی تیسی" تم کیسے ہماری بے عزتی کرتے ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ اتنے خاندانی اور عزت دار لوگ ہو کر ایک افسر کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اس افسر نے اس صوبہ کو یرغمال بنا کر اس کا ستیاناس کر دیا ہے۔ میں آج پھر مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب deliver کریں اور اس مرض پر قابو پانے کے لئے اپنے ایم پی ایز میں سے جس کو چاہیں وزیر صحت بنائیں اور میں گورنر پنجاب سے request کر کے آج شام ہی اُس کا حلف دلوانے کے لئے تیار ہوں۔ ڈینگی ایک مرض ہے

جس کو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے قابو کرنا ہے اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو قابو کرنے اور بہتر کرنے کے لئے ایک منسٹر کی ضرورت ہے۔ اس وقت ہیلتھ منسٹر کی فوری طور پر ضرورت ہے یہ باقی منسٹرز نہ بنائیں۔ میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر اشرف کو ہیلتھ منسٹر بنا دیں۔ اس نے ابھی بڑی وکالت کرنی ہے کہ یہ پکا ہو جائے لیکن میاں محمد شہباز شریف کے ہوتے ہوئے کسی وزیر کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے وہ کوئی اور وزیر نہیں بنائیں گے کہ ان کے اختیارات میں کمی نہ آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس ملک میں مختلف وبائیں جیسے ڈینگی اور سیلاب آ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید ہمارے گناہوں کی کوئی سزا ہے۔ یہاں بارشوں سے سیلاب آ رہے ہیں اور یہ سیلاب دریائی سیلاب نہیں ہیں۔ راجہ ریاض صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں ان کے ساتھ ہماری بڑی نیاز مندی ہے اور ہمیں ان کا بڑا احترام ہے۔ یہ نہایت سنجیدہ معاملہ ہے اور یہ تنقید برائے تنقید کا وقت نہیں ہے بلکہ عملی قدم اٹھانے کا وقت ہے۔ اس میں جہاں بھی کوئی کوتاہی ہے اس کو ہمیں ختم کر کے آئندہ کے لئے اس وقت بہتر کارکردگی سے عام آدمی کو ان تکالیف سے چھٹکارا دلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہ وبائی مرض پچھلے ایک دو سال سے شروع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہیں نہ کہیں کسی محکمے سے جو اس کا متعلقہ تھا اس نے قبل از وقت اس کو check نہیں کیا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اس وباء کے پھیلنے سے war footing پر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں تاکہ اس وباء سے پنجاب کی عوام کو چھٹکارا ملے۔ میرا یہ بھی مطالبہ ہے کہ اس وباء کا 2009-10 میں بھی اثر تھا تو پہلے اس وباء کے سدباب کے لئے اقدامات کیوں نہیں کئے گئے، اس کے لئے محکمہ سے باز پرس ہونی چاہئے کہ اس معاملے پر توجہ کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ ریاض صاحب نے کہا کہ ہمیں ان کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔ میں اس پر خوش ہوں کہ وہ خود اس کام کو کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں حاضر ہوں کہ جہاں بھی گورنمنٹ کی کوتاہی ہو گی اور کوئی بھی کوتاہی کرے چاہے وہ سندھ کے سیلاب میں ہو یا یہاں ڈینگی کی وباء کے حوالے سے ہو تو ہمیں اس کی نشاندہی کرنی چاہئے۔ اس کا جو بھی ذمہ دار ہے اس کو ذمہ دار ٹھہرا کر آئندہ کے لئے احتیاط کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے ہمیں وہ measures لینے چاہئیں جس سے عوام کو سہولت ہو۔ اگر راجہ ریاض صحیح نشاندہی کریں گے تو ہم ہر وقت ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! جس دن سے یہ ہاؤس بنا ہے اور میں ممبر بنا ہوں۔ میں نے اپنے لیڈر صاحبان سے کسی وقت بھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے چاہے وہ وزارت ہو یا کوئی اور سہولت ہو پہلے کبھی اس کے لئے بات کی ہے، آج کی ہے اور نہ ہی ہم کبھی خواہش مند رہے ہیں۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ جب بھی ہم الیکشن میں گئے ہیں آزاد گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مدد، رحمت اور کرم سے نوازا ہے۔ ہمیں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ ہم کسی سے خوفزدہ ہو کر یہاں بات نہ کریں۔ میں نے جو صحیح بات ہوتی ہے پچھلے ساڑھے تین سال میں بھی وہ کی ہے اور آئندہ بھی کروں گا۔ راجہ ریاض صاحب صحیح بات کریں گے اور اس حکومت کی واقعی اس میں لاپرواہی ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہیں کیونکہ ہم عوامی نمائندے ہیں۔ ہم کسی کی ذات سے منسلک نہیں ہیں بلکہ عوام سے منسلک ہیں، ہم ہر عوامی بات اور عوام کے مفاد کی بات کو خاطر میں لاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جس طریقے سے اس گورنمنٹ نے اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا ہوا ہے کہ ہمارا ہر دوست چوبیس گھنٹے اس کی figure سے آگاہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اس وباء سے نجات دے اور ہم حکومت سے توقع کرتے ہیں کہ وہ جتنی کوشش کر رہی ہے اس میں اور اضافہ کرے اور عوام کو relief دلائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈینگی کا ذکر ہو رہا ہے تو میں اس حوالے سے اپنی کچھ معروضات پیش کرتی ہوں۔ اس کے بعد میں دوسری بات کروں گی۔

جناب سپیکر! منیر نیازی کی ایک نظم ہے کہ میں ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ محبوبہ کی شادی ہو گئی تو انہیں خیال آیا کہ میں رشتہ مانگ لیتا تو میرے ساتھ بھی شادی ہو سکتی تھی۔ میں نے ایک سال قبل اسی ہاؤس میں اپنی تحریک جمع کرائی تھی کہ ڈینگی کی وباء کی روک تھام کے لئے بروقت گرمیوں سے پہلے، برسات کی آمد سے پہلے سردیوں میں سپرے کیا جائے۔ اگر میری اس تحریک کو ردی کی ٹوکری کی نذر نہ کر دیا جاتا اور اس پر عمل کیا جاتا تو آج یہ حالات نہ ہوتے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو سرکاری اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس وقت حالت اس سے کئی گنا زیادہ خراب ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ لاکھوں کے حساب سے ڈینگی وباء کے مریض موجود ہیں۔ میری بیٹی کی class fellow کو چاند رات کو ڈینگی declare ہوا، وہ نیشنل ہسپتال میں زیر علاج رہی اور ٹر والے دن اس کی وفات ہو گئی، اس کا کسی سرکاری اعداد و شمار میں ذکر نہیں ہے۔ میرے ماموں اس وقت بھی ڈینگی کا شکار ہو کر ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ میری ایک بھانجی ڈینگی کا شکار ہے۔ اس کے علاوہ

میری رہائش کے قریب مکہ کالونی اور ماڈل کالونی ہے وہاں اتنے خطرناک حقائق ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔یہاں میڈیا کو بُرا بھلا کہنے والے یہ سوچیں کہ میڈیا بھی یہ نہیں دکھا رہا جو دکھا رہا ہے اس سے بھی زیادہ گھمبیر حالات ہیں۔وہاں پر پورا پورا خاندان ڈینگی کا شکار ہے۔وہاں ایک دوسرے کو پانی پلانے والا کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر!سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ڈینگی کے مریض میں platelets کی کمی ہو جاتی ہے اگر آدھی آبادی کو ڈینگی ہو گیا تو پھر آپ donors کہاں سے لائیں گے، کیا اس پر کسی نے کبھی سوچا ہے؟ mega platelets کی مشینوں کی تعداد Blood Transfusion Centre میں دو یا چار ہے۔وہ سنٹر پاگل خانے کے سامنے ہے وہاں جا کر دیکھیں کہ ایک ایک donor کو mega unit دینے کے لئے پانچ پانچ گھنٹے قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔وہاں بیٹھنے کے لئے جگہ ہے، وہاں پر کوئی پنکھا اور نہ AC ہے۔وہ donor جس نے پونے دو گھنٹے Dialysis کی مشین جیسی مشین پر لیٹنا ہوتا ہے جس سے platelets نکالے جاتے ہیں۔وہ donor جب پانچ گھنٹے قطار میں کھڑا رہے گا جہاں پانی ہے نہ پنکھا تو پھر وہ وہاں سے بھاگ جائے گا یا blood donate کرنے سے پہلے خود ہی faint ہو جائے گا۔ آپ یقین مانیئے میں چشم دید گواہ ہوں کہ وہاں پر blood donate کرنے والے زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور زمین پر حالت یہ ہے کہ کچرا، ریت اور مٹی ہے اور وہاں پر پینے کا صاف پانی تک مہیا نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈینگی کی شکار فیملیوں کے لئے ایسا موبائل سسٹم بنایا جائے جو انہیں اٹھا کر ہسپتالوں میں داخل کرائے کیونکہ اندر کھاتے میں بے تحاشا لوگ بے چارے مر گئے ہیں جن کے بارے میں پتا ہی نہیں ہے اور یہ غریب اتنی capacity میں نہیں تھے کہ وہ کسی کلینک یا ہسپتال میں جا کر اپنا ٹیسٹ کرا لیتے۔آپ ابھی میو ہسپتال میں جا کر دیکھ لیں کہ بلڈ بنک کی حالت زار یہ ہے کہ وہاں AC ہے نہ کسی قسم کا کوئی اور بندوبست جبکہ ڈونرز خواتین کے لئے کوئی الگ ڈیپارٹمنٹ بھی نہ ہے اور ڈونرز خواتین کی لائنیں لگی ہوئی ہیں جو کہ پانچ پانچ، چھ چھ گھنٹے سے کھڑی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں بلکہ آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو لوگ ڈینگی کا شکار ہو کر مر رہے ہیں ان کے لئے کسی معاوضے کا بھی انتظام ہونا چاہئے اور جو اس وائرس کا شکار ہو کر گھروں میں بیمار ہیں، انہیں بھی ہسپتالوں میں لے جانے کا انتظام ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پچھلے اجلاس یعنی بجٹ اجلاس کے دوران ایل ڈی اے سے متعلقہ شیخ صاحب اور گوندل صاحب نے بھی چند مسائل کی نشان دہی کی تھی جس پر Chair نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کے تحت 15 دن کی اجازت ملی تھی اور اس دوران دو میٹنگ ہوئیں۔9 اور 13۔ جولائی کو ایل ڈی اے والوں کے ساتھ اس کمیٹی کی میٹنگز ہوئیں۔ پہلی میٹنگ میں یہاں شیخ صاحب بیٹھے ہیں بے شک انہیں پوچھ لیں کہ ایل ڈی اے کا کوئی سیکرٹری اور نمائندہ نہیں آیا جو ان معاملات کے متعلق بات کرتا یا اسے ان امور کا علم تھا۔13۔ جولائی کو دوبارہ میٹنگ ہوئی تو وہ سارے معاملات بیچ میں ہی رہ گئے۔ مہر اشتیاق صاحب اس کمیٹی کو Chair کر رہے تھے اور اب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں تو اب ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ اس کے لئے ایوان سے مزید اجازت چاہئے کہ باقی معاملات کے متعلق ایل ڈی اے کے ساتھ دوبارہ میٹنگ کر سکیں۔ اس حوالے سے میری humble request ہے کہ ایل ڈی اے کی طرف سے گرائی گئی کچی آبادی کے لوگ آج بھی بے چارے ٹوٹے ہوئے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا کچھ تو مداوا ہو کیونکہ ایک طرف ڈینگی کا حملہ ہے اور وہ ٹوٹے ہوئے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور حالت یہ ہے کہ انہیں معاوضہ دینا تو درکنار ان کے پاس دیواریں تک نہیں ہیں کہ وہ اپنا سر چھپا سکیں۔

نشان زدہ سوالات پر تین ضمنی سوالات کی پابندی کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 پر عملدرآمد اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے حوالے سے جناب ڈپٹی سپیکر کی رولنگ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں اس پر بات کرتا ہوں۔ ابھی پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے میرے پاس معزز ممبران کے کافی نام لکھے ہوئے ہیں لیکن ساتھ ساتھ ہم نے ایوان کی کارروائی بھی چلانی ہے۔ پہلے ہم تحاریک التوائے کار لیں گے پھر اس کے بعد ممبران کو موقع دوں گا لیکن تحریک التوائے کار سے پہلے Chair سے چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب نے ایک رولنگ مانگی تھی جو کہ regarding to Business Advisory Committee تھی جس پر میں ابھی رولنگ دینے لگا ہوں:

During the sitting of the Assembly on 14th April 2011, Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253)

raised a point of order asking the Chair to give ruling on the matter whether the Business Advisory Committee could take decisions which are in violation of or in conflict with the Rules of Procedure of the Provincial Assembly Punjab, 1997. On 12th May 2011, Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253) raised the point again. The Chair reserved the ruling.

The background of the case is that though the list of Questions for a particular day contains 35 Questions, but practically two or three questions came under discussion during the hour allotted for the Assembly Questions and the entire time was consumed in the supplementary questions for these two or three Questions. This issue was raised in the Assembly on a number of occasions by a number of hon'able Members particularly those who had given the notices of Questions and their Questions could not find the time for discussion despite being included in the Questions' list.

On the repeated requests of the hon'able Members of the House, the Chair took notice of the issue and the matter was placed before the Business Advisory Committee during its meeting held on 5th July 2010, the commencing day of 19th Session of the Assembly. It was agreed with consensus that a time period of three minutes would be allotted for discussion on a Question (including supplementary questions). It was also decided that if the mover of the Question was not present, any other Member, belonging to the party of the same alliance, Government or the Opposition, might take up the question, including

supplementary questions, on his/her behalf. It was also agreed that no point of order would be raised during the Question Hour.

This procedure was further streamlined during the meeting of Business Advisory Committee held on October 5, 2010 when it was decided that not more than two supplementary questions would be taken up in respect of a Question. I must draw your attention to the fact that after adopting this procedure, there has been a considerable increase in the number of questions discussed during the Question Hour and most of the Members have been expressing their satisfaction on this practice. However, a few of them have been showing their reservations including Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253).

As stated earlier, Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253) challenged these decisions of the Business Advisory Committee contending that the Business Advisory Committee had transgressed its powers by imposing such limitations and had violated the provisions of the Rules of Procedure 1997.

It would be expedient to look at the relevant provisions of the Rules of Procedure, dealing with asking of the Questions. I quote the following rule:-

55. Mode of asking Questions and answering: -

(1) At the time of asking questions, the Speaker shall call successively each member in whose name a starred question appears in the List of Questions.

(2) The member so called shall rise in his place and, unless he states that it is not his intention to ask the question standing in his name, he shall ask the question by reference to its number on the List of Questions.

(3) If, on a question being called, it is not put or the member in whose name it stands is absent, **the Speaker may,** at the request of any other member, direct that the answer to it be given.

The word "may" appearing in sub-rule (3) suggests that it is the discretion of the Speaker to allow some member other than the mover to ask the Question on his/her behalf. No member can claim it as a matter of right.

Now, coming to the asking of Supplementary Question, I quote rule 56:-

56. Supplementary Questions. When a starred question has been answered, any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer, **but the Speaker shall disallow a supplementary question which**, in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of questions or **is otherwise an abuse of the right of asking questions.**

It means that asking of the supplementary questions should not be an abuse of the right of asking questions. The spirit behind the provisions of the above rules is that to

accommodate as many members as possible to utilize the Question Hour.

My contention is also supported by the practice adopted in the Lok Sabha, the lower House of Indian Parliament. In its sitting held on 12th February 1958, it was observed that no member can claim a right to be called to ask a supplementary question. It is left to the discretion of the Chair to call upon any member to ask supplementary question. Precedence in the matter of asking supplementary questions is given to the member who has tabled the main question and to the member whose name is clubbed. (It is quoted in Kaul's Practice and Procedure of Parliament, fifth edition at page 478).

During the sitting of the Lok Sabha on 8th July 1971, it was ruled by the Chair that unless there is none to ask a supplementary question from any other Party/Group, not more than one member from the same Party/Group is normally permitted to ask a supplementary question after the member who has tabled the main question.

All of you must appreciate that instead of using his discretion, the Chair considered it appropriate to put the matter before the Business Advisory Committee and the decisions were taken by a body which is represented by the leaders of all the parliamentary parties in the House.

I consider it appropriate to throw some light on the forum of Business Advisory Committee. In all the parliamentary democracies of the world, the Business Advisory Committee (or the House Advisory Committee) is given a special status and the decisions taken by it are honoured as it

is represented by the Parliamentary leaders of all the political parties present in the Assembly.

For the functions of the Business Advisory Committee, I quote Rule 186:

186. Composition and functions.–

(1) At the commencement of the Assembly or from time to time, as the case may be, the Speaker may, in consultation with the Leader of the House and the Leader of the Opposition, nominate a Business Advisory Committee consisting of not more than twelve members including the Speaker who shall be the Chairman of the Committee.

(2) It shall be the function of the Committee to recommend the time that should be allocated for the discussion of the stage or stages of such Government Bills and other business as the Speaker, in consultation with the Leader of the House, may direct for being referred to the Committee.

(3) The Committee shall have the power to indicate in the proposed time table, the different hours at which the various stages of the Bill or other business shall be completed.

(4) The Committee shall have such other functions as may, from time to time, be assigned to it by the Speaker.

In my opinion, this rule authorizes the Business Advisory Committee to make recommendations to streamline the

business of the House. The decisions which have been challenged by Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253), were taken according to the spirit of the rules and the Committee has not violated any provisions of the Rules of Procedure as alleged by the hon'ble MPA.

With this observation, the Point of Order raised by Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, MPA (PP-253) is ruled out of order.

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک نمبر 1424/11 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ یہ تحریک پہلے move ہو چکی ہے اور 09-09-2011 کو اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر!

صوبہ میں ڈرگ انسپکٹرز کی ملی بھگت سے میڈیکل سٹوروں پر زائد المیعاد ادویات کی فروخت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب میں ادویات کی کوالٹی کو مانیٹر کرنے کے لئے ایک نظام موجود ہے جس کے تحت صوبہ میں تحصیل اور ٹاؤن کی سطح پر ڈرگ انسپکٹرز تعینات کئے گئے ہیں۔ اس نظام کے تحت لاہور کے دس ٹاؤنوں میں ڈرگ انسپکٹرز کی دس اسامیاں ہیں جن میں سے نو پر ڈرگ انسپکٹرز تعینات ہیں ایک ٹاؤن کی اسامی خالی ہونے کی وجہ سے اس کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ متعلقہ ڈرگ انسپکٹرز اپنے اپنے علاقہ میں قانون کے مطابق کارروائی کرنے کے پابند ہیں تاکہ ادویات کی کوالٹی کو یقینی بنایا جاسکے۔ سال 2008 سے جعلی غیر معیاری اور زائد المیعاد ادویات کے خلاف جو مہم جاری کی گئی اس کے دوران پنجاب بھر میں زائد المیعاد ادویات فروخت کی بابت 1504 مقدمات قائم کئے گئے جبکہ اس عرصہ کے دوران لاہور میں اس نوع کے 269 مقدمات کا اندراج ہوا۔ قانون کے مطابق تمام مقدمات متعلقہ ضلعی کوالٹی کنٹرول بورڈ کو بھیجے گئے جن کی شنوائی کے بعد مقدمات ڈرگ کورٹس میں دائر کئے گئے۔ لاہور میں ماہ جون 2011 کے دوران اس خاص مقصد کے لئے 507

میڈیکل سٹوروں کو چیک کیا گیا اور ڈرگ انسپکٹر ز نے 144 ادویات کے سیمپل لئے اور برائے تجزیہ DTL کو روانہ کئے۔ 47 کیسز جن میں زائد المیعاد ادویات بھی شامل ہیں کے چالان کئے گئے اور رپورٹ مزید کارروائی کے لئے ضلعی کنٹرول بورڈ کو بھیج دی گئی ہے۔ محکمہ صحت اس بارے میں اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہے اور وقتاً فوقتاً ان ڈرگ انسپکٹرز کو ہدایات کی جاتی ہیں۔ ان ہدایات میں ڈرگ انسپکٹرز کو کہا جاتا ہے کہ وہ ادویات کی قیمتوں، معیار اور ریکارڈ کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ ڈرگ انسپکٹرز کی مزید اسامیاں پیدا کی جارہی ہیں تاکہ نظام کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔ ڈرگ کورٹس میں نومبر 2008 سے اب تک کے عرصہ کے دوران 4931 کیسوں میں 9 کروڑ 65 لاکھ 94 ہزار 600 روپے جرمانہ کیا گیا اور مختلف کیسوں میں 15 یوم سے 5 سال تک کی سزا سنائی گئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جتنے بھی ڈرگ سٹورز ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہاں فارمسٹ ہو لیکن ایک ایک ڈرگ سٹور پر کتنے لائسنس issue ہوئے ہیں۔ یہ تو محکمے نے مان لیا ہے کہ اب ڈرگ انسپکٹر نہیں ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کو بھی معلوم ہے کہ ڈرگ کورٹس میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اگر ہزار کیسوں میں یہ رپورٹ ہے تو کتنے لوگوں کو وہاں سے بری کیا گیا؟ آپ بھی جانتے ہیں کہ expired medicines جن کا میں نے ذکر کیا تھا وہ اسی طرح دھڑلے سے فروخت ہو رہی ہیں اور non registered ادویات بھی ویسے ہی فروخت ہو رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو میں ہاؤس کے علم میں لایا ہوں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ اس کا کیا کرنا ہے؟ اگر 9 ڈرگ انسپکٹروں سے لاہور کو چلانا ہے پھر یہ تو نہیں چل سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جو حکومت کا جواب آیا ہے اس میں کافی زیادہ lapses موجود ہیں لیکن اس پر میں یہ کہوں گا کہ آپ ان سے مل کر ان کی نشاندہی کریں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا follow up کراتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جس کا نمبر 1425/11 ہے۔

کریم پارک لاہور میں تباہ ہونے والی سر گنگارام کی یادگار کو بحال کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے کریم پارک میں واقع ایک عظیم انسان جسے سر گنگارام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کی یادگار کو تقریباً 20

سال پہلے ایک ہجوم نے بابری مسجد کو شہید کرنے کے غصے اور انتقام میں تباہ کر دیا تھا آج تک اس عظیم شخصیت سر گنگا رام کی وہ یادگار بحال نہ ہو سکی ہے۔ سر گنگا رام جیسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذاتی گرہ سے گنگا رام ہسپتال 1923 میں تعمیر کیا اور اس کے بعد لاہور کی تقریباً ہر خوبصورت عمارت اس عظیم انجینئر سر گنگا رام کے علم اور فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

جناب سپیکر! House in order کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ہوا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! It does not matter for the learned member but it matters for me یہ خاتون مجھے disturb کر رہی ہیں۔ آج میں آپ کے توسط سے اس خاتون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنا مسئلہ اس ہاؤس کو بتا دیں جو اصل ان کو میرے ساتھ ہے۔ اگر یہ اتنی vocal ہیں تو بتائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں چاہتی نہیں ہوں کہ میں ان کو بتاؤں کیونکہ میرا یہ caliber نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: مجھے تو پتا ہے اس ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہائیکورٹ، جی پی او، کیتھڈرل چرچ، ایچی سن کالج اور لاہور کے میو ہسپتال کی تعمیر میں بھی ایک اور اہم شخصیت ایگزیکٹو انجینئر رائے بہادر کنہیا لال کے ساتھ مل کر تعمیرات کیں۔ سر گنگا رام کی سادھی گرانے والے یقیناً اس بات سے بے خبر تھے کہ لاہور کا لیڈی میکلیگن سکول جو کالج بن چکا ہے کے ساتھ ساتھ ہیلے کالج کامرس بھی سر گنگا رام کی ذاتی جائیداد پر بنا ہوا ہے۔ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ آج بھی لیڈی میکلیگن سکول اینڈ کالج ہم میں سے بہت سوں کی ابتدائی تعلیم کا حصہ رہے ہیں۔ رینالہ خورد کا پاور ہاؤس ہو یا لاہور کا ماڈل ٹاؤن جس میں سر گنگا رام کے ساتھ کھیم چند اور بھائی رام سنگھ کی محنت اور فن کو سراہنے کے لئے کوئی الفاظ نہ ہیں لیکن آج ہم احسان فراموشی کی تمام حدود پار کر چکے ہیں۔ ہم صرف عظیم شخصیات کی بنائی ہوئی چیزوں کو اپنے نام کر کے خوش ہو لیتے ہیں۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج بھی اصل میں بالک رام سر گنگا رام کے بیٹے تھے اور جن کا اوائل عمری میں انتقال ہو گیا تھا کو سر گنگا رام کی بیوہ نے شروع کیا تھا لیکن انسانیت کی بھلائی کے ان عظیم

میناروں کی روشنیوں کو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ محترم لالہ لاجپت رائے نے اپنی والدہ محترمہ گلاب دیوی کے نام سے تپدق کے لئے جو ہسپتال بنایا تھا وہ آج بھی لاکھوں انسانوں کو تپدق کے موذی مرض کے علاج کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارا جذباتی کردار اس تاریخی واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرگنگارام کا ایک مجسمہ جو لاہور کے ٹاؤن ہال کے باہر نصب تھا قیام پاکستان کی تحریک کے دوران جب ہنگامے شروع ہوئے تو ایک مشتعل ہجوم نے اس مجسمہ کو تباہ کر دیا۔ جب پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور ہجوم کے قابو نہ آنے پر گولی چلائی تو ایک شخص گولی لگنے سے گر پڑا۔ تڑپتے ہوئے اس شخص کو ہجوم میں سے لوگوں نے اس زور دار آواز کے ساتھ کہا کہ اب اسے اٹھا کر سرگنگارام ہسپتال لے چلو۔ کیا ہم کبھی قومی سطح پر سوچیں گے کہ ہمارے ان جذبات نے پاکستان کو کتنا نقصان پہنچایا۔ ایسے تمام واقعات کا تدارک ہونا انتہائی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سرگنگارام نے جو فلاحی کام کئے، ایسے لوگ جنہوں نے لوگوں کے سکھ اور بھلائی کے لئے کام کئے ہیں وہ کام ان کو زندہ رکھتے ہیں۔ سرگنگارام کے نام سے اس وقت آج بھی ایک ہسپتال موجود ہے اور ان کے نام سے منسوب ہے۔ اس طرح سے گلاب دیوی ہسپتال بھی اسی نام سے موجود ہے۔ یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں جب مظاہرے ہوئے تو mob نے اس وقت کے حالات کے دوران جذبات میں آکر یقیناً ان چیزوں کو تباہ کیا۔ اس سلسلے میں محترم شیخ صاحب کو میرا یہ مشورہ ہے کہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے تو شاید کچھ حاصل نہ ہو گا مناسب یہ ہے کہ اگر وہ اس پر کوئی Resolution لے آئیں سرگنگارام کے نام کو مزید بہتر انداز میں یاد کرنے کے لئے اور اگر کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے ان کی عزت میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اتنے فلاحی کام کئے، ایسے لوگوں کی عزت کرنے سے اور لوگوں کو بھی inspirations ملتی ہیں کہ وہ بھی کوئی بہتر کام کریں۔ اس سلسلے میں شیخ علاؤالدین صاحب کوئی Resolution لے آئیں جس میں specific proposal ہو کہ ان سے متعلق کسی اور جگہ کو یا کسی جگہ پر ان کی یادگار، اس قسم کی Resolution لے آئیں اور اگر اس کو ایوان نے منظور کیا تو حکومت کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر جیسا کہہ رہے ہیں میں ان کی سمادھی کے لئے صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو کریم پارک میں تھی اس کو دوبارہ بنایا جائے اور میں اس پر قرار داد لے آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! بالکل ٹھیک ہے۔ جی، یہ تحریک التوائے کار اس assurance پر dispose of کی جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی اس تحریک پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس پر اب کوئی اور بات نہیں کر سکتا آپ بعد میں کر لیجئے گا۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 1430 ہے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا میٹرک کی سند اور کریکٹر سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لئے بھاری فیس وصول کرنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا تو خیال تھا کہ آج اس کی بھی باری نہیں آئے گی لیکن آپ کی مہربانی اور بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک "مؤقر اخبار" کی خبر مورخہ 19- اگست 2011 کے مطابق پرائیویٹ سکولوں کی لوٹ مار، خادم پنجاب notice لیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے میٹرک کے طالب علموں کو سند کے اجراء کے لئے -/450 روپے فیس مقرر کی گئی ہے جو بلا تخصیص تمام طالب علموں پر لاگو ہوتی ہے۔ سرکاری سکولوں کے طلباء اور پرائیویٹ امیدوار تو صرف -/450 روپے سند کی فیس جمع کرا کے اسناد حاصل کر لیتے ہیں لیکن پرائیویٹ سکولوں کی انتظامیہ نے اس بہانے لوٹ مار کا ایک نیا طریقہ ڈھونڈ لیا ہے۔ یہ نجی تعلیمی ادارے سند کے اجراء کے -/450 روپے کے علاوہ کریکٹر سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لئے مزید -/450 روپے وصول کر رہے ہیں جبکہ مذکورہ تعلیمی ادارے فری کریکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے پابند ہیں۔ علاوہ ازیں نجی تعلیمی ادارے -/100 روپے پروسیسنگ فیس کے نام پر بھی وصول کر رہے ہیں یوں یہ لوگ مجموعی طور پر -/1000 روپے فی طالب علم وصول کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر پنجاب کے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت وغصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1430 ہے۔ ثانوی و اعلیٰ تعلیمی بورڈ محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب کے زیر اہتمام چل رہے ہیں لیکن یہ بورڈ مالی معاملات کے سلسلے میں خود مختار ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے انہیں کوئی grant یا مالی معاونت نہیں کی جاتی۔ تمام تعلیمی بورڈ اپنے وسائل سے اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ گزشتہ سال PBCC نے -/450 روپے فی طالب علم سند کی فیس مقرر کی تمام سرکاری اور نجی ادارے اس شرح سے طلباء و طالبات سے سند کی فیس وصول کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ سکولوں کی طرف سے کریکٹر سرٹیفکیٹ کی فیس -/450 روپے اور -/100 روپے پروسیسنگ فیس وصول کرنا مناسب نہ ہے۔ پرائیویٹ تعلیمی ادارے ضلعی سطح پر متعلقہ "ای ڈی او" ایجوکیشن زیر نگرانی رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں۔ ان کے خلاف بے ضابطگی شکایت متعلقہ "ای ڈی او" ایجوکیشن جو کہ رجسٹریشن اتھارٹی ہے کو کی جا سکتی ہے۔ رجسٹریشن اتھارٹی کے خلاف اپیل کا حق متعلقہ ضلع کے "ڈی سی او" کو حاصل ہے۔ والدین عوام الناس کو اگر پرائیویٹ تعلیمی اداروں سے زیادہ رقم ناجائز فنڈز وصول کرنے کی کوئی شکایت ہے تو اپنی شکایت متعلقہ "ای ڈی او" ایجوکیشن یا متعلقہ "ڈی سی او" کو کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو محترمہ کی تحریک ہے اس کی ایک کاپی میں سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو اس direction کے ساتھ بھیج رہا ہوں کہ وہ تمام "ای ڈی اوز" کو اس بارے میں کہیں کہ اگر یہ پرائیویٹ ادارے اس قسم کی کوئی ناجائز فیس وصول کر رہے ہیں تو اس کو وہ چیک بھی کروائیں اور اگر کوئی ایسا سلسلہ ہے تو اس کو ختم کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1433 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

لاوارث اور یتیم بچوں کو شناخت دینے کے لئے حکومت بطور "گارڈین" اندراج کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایسے تمام لاوارث یا یتیم بچے جن کی ولدیت نامعلوم ہے نادرا کے رجسٹریشن فارم (ب) کے مندرجات

کسی صورت پورے نہیں کر سکتے نتیجتاً قومی شناختی کارڈ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکے ہیں۔ یہ بچے قومی شناختی کارڈ کے علاوہ پاسپورٹ، سکول، کالج، یونیورسٹی میں داخلہ، میٹرک کی سند، روزگار، بنک اکاؤنٹس اور یہاں تک کہ ایک موبائل فون کنکشن بھی نہیں لے سکیں گے۔ ان بچوں کے خانہ ولدیت میں اندراج کا مسئلہ ہر گزرنے والی گھڑی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اور یہ معصوم بچے اپنی شناخت کے لئے حکومت اور معاشرے سے اپنا جائز حق مانگ رہے ہیں۔ جس میں حقیقتاً اُن کا کوئی قصور نہ ہے۔ ایک فوری حل تو یہ ہو سکتا ہے کہ حکومت ان بچوں کی Guardian کی حیثیت سے اندراج کر کے اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کر دے۔ اس اہم مسئلے پر فوری ایوان کے ہر معزز ممبر کو اپنی تجاویز پیش کرنا چاہئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے واقعی یہ بہت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جس کی انہوں نے نشاندہی کی ہے تو اس سلسلے میں ایدھی ٹرسٹ والوں کی درخواست پر یہ معاملہ سپریم کورٹ میں subjudice ہے، وہاں پر اس کی شنوائی ہو رہی ہے اور میرا خیال ہے اس پر وہاں سے کوئی بہتر فیصلہ آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معاملہ سپریم کورٹ میں pending پڑا ہوا ہے اور subjudice ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں ان کی اجازت سے بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ ان کی اجازت سے نہیں آپ Chair کی اجازت سے بات کریں گے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بات نہیں کرنے لگا میں ان کی اجازت سے ہی کھڑا ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔ آپ قانون جانتے ہیں، آپ وکیل ہیں اور اس پر rules کیا ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ان کی اجازت میں نے اس لئے چاہی ہے کہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں وکیل ہوں اسی لئے تو میں یہ چاہتا ہوں تاکہ قانون کے مطابق کوئی کام ہو۔ لاء بنانا تو اسمبلی کا کام ہے یا تو آپ یہ بتائیں کہ اس issue پر یہ law ہے۔ اگر law نہیں ہے تو پھر law بنایا جائے۔ کیا سپریم کورٹ نے کوئی stay order جاری کیا ہے کہ آپ law نہ بنائیں یا legislation نہ کریں۔ سپریم کورٹ نے تو کسی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے صرف آپ یہ بتائیں کہ جب کورٹ میں کوئی چیز pending ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اگر آپ میری عرض سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سپریم کورٹ میں تو single person گیا ہوگا اور 184 یا 199 کے تحت گیا ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ میں نے وہ بات کی ہے جو مسئلہ پوری قوم کو درپیش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اگر میری عرض سن لیتے تو بات ہی ختم ہو جاتی۔ میں کہہ یہ رہا ہوں کہ جب کوئی matter subjudice ہوتا ہے اور جو normally practice ہے وہ یہ ہے کہ پھر اس کو On the floor of Assembly discuss نہیں کیا جاتا لیکن کوئی stay order نہیں ہے حکومت کو اس کے اندر جو proper legislation کرنی چاہئے لیکن سپریم کورٹ کے آرڈر کا wait کرنا ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس issue پر آپ کی Adjournment Motion بڑی valid ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ اس پر proper legislation کریں۔ جو اس کو کرنے کا طریق کار ہے وہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی بات درست ہے اس پر proper legislation ہونی چاہئے۔ سپریم کورٹ کی طرف سے اس پر کوئی stay نہیں ہے۔ جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے یہ کوئی proper legislation تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل صحیح بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس لئے Private Members Bill اگر سندھو صاحب یا شیخ صاحب لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں لیکن اس میں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ کیا یہ subject جو ہے Federal legislation کا ہے یا Provincial legislation کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سارا کچھ دیکھ کر آپ Private Member Bill لے کر آئیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1449/2011 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

چیچہ وطنی میں جعلی فیس کریم بنانے والی فیکٹری میں زہریلے کیمیکل کی وجہ سے 50 سے زائد خواتین ورکر بے ہوش

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق چیچہ وطنی فیکٹری میں کیمیکل کی بدبو سے 50 خواتین ورکر بے ہوش۔ شمعون نامی شخص نے رہائشی علاقہ میں فیس کریم کی فیکٹری بنا رکھی تھی جہاں اچانک کیمیکل پھیل گیا۔ تفصیل کے مطابق چیچہ وطنی میں فیکٹری میں کیمیکل کی بدبو پھیلنے سے 50 سے زائد خواتین ورکرز بے ہوش ہو گئیں۔ محلہ حیات آباد گلی نمبر 18 چیچہ وطنی میں محمد شمعون نامی شخص نے فیس فریش کریم بنانے کی رہائشی گھروں میں فیکٹری بنائی ہوئی ہے جس میں 120 سے زائد خواتین اور لڑکیاں کام کرتی ہیں۔ گزشتہ روز کریم میں استعمال ہونے والا خطرناک کیمیکل پھیل گیا جس کی بدبو سے فیکٹری میں کام کرنے والی 50 سے زائد لڑکیاں سدرہ، صائمہ، شمیم، انعم، شمائلہ وغیرہ بے ہوش ہو گئیں جنہیں مالک نے موٹر سائیکل رکشوں میں خفیہ طریقے سے ہسپتالوں میں پہنچایا جن میں سے 10 سے زائد لڑکیوں کی حالت نازک ہے۔ لواحقین اپنی بچیوں کی تلاش میں مختلف ہسپتالوں میں دھکے کھاتے پھرتے رہے۔ فیکٹری کے مالک نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ شدید گرمی اور لوڈشیڈنگ کی وجہ سے لڑکیاں بے ہوش ہوئیں ہیں حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ رہائشی علاقے میں کیمیکل کے اخراج کی وجہ سے نہ صرف فیکٹری میں کام کرنے والی خواتین بلکہ ارد گرد کے رہائشی علاقوں میں موجود رہائشیوں میں شدید اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1454/2011 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ!

لاہور میں محکمہ صحت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے آوارہ کتوں کی تعداد میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 4۔ ستمبر 2011 کی خبر کے مطابق ضلعی حکومت کے ذیلی محکمہ ہیلتھ کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے ضلع لاہور میں ہزاروں آوارہ کتے کھلے عام گھومنے لگے اور شہریوں کو رات کے اندھیرے اور نماز فجر کے وقت کاٹنے لگے۔ ای ڈی او ہیلتھ کے پاس شہریوں کی سینکڑوں درخواستوں کے باوجود آوارہ کتوں کے خلاف آپریشن نہیں کیا جا رہا۔ کتوں کے خلاف آپریشن ہلکائے کتوں کے کاٹنے سے ابھی تک درجنوں اموات ہو چکی ہیں مگر ذیلی محکمہ سکواڈ کے ملازم محکمہ کی طرف سے ملنے والے کارتوس اور زہریلی گولیاں مارکیٹ میں ہزاروں روپے میں بیچ دیتے ہیں۔ صوبائی دارالحکومت میں 9 ٹاؤنوں کی بنائی گئی کتا مار ٹیموں نے ابھی تک کوئی خاص آپریشن نہیں کیا۔ سکواڈ میں 70 سے زائد ملازم بھرتی کئے ہوئے ہیں جو صرف صبح کے وقت حاضری لگا کر غائب ہو جاتے ہیں۔ ضلع لاہور کے ہر علاقے میں جگہ جگہ آوارہ کتوں کی بھرمار ہے جبکہ ضلعی حکومت کے ای ڈی او ہیلتھ ڈاکٹر رمضان نے چپ سادھ لی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر میں بالخصوص اور لاہور شہر کی عوام میں بالعموم شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اسے بھی pending فرما دیں یہ محکمہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے اور ہیلتھ کے لئے ویسے تو general discussion کے لئے بھی ٹائم مقرر ہو چکا ہے

لیکن چونکہ اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا ہے اس لئے اسے بھی آپ اگلے ہفتے تک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں اسے pendingتو کر دیتا ہوں لیکن مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی یہ پوچھنا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کے اندر ایک اتنا سنگین الزام لگایا ہوا ہے کہ کتوں کے کاٹنے سے deathsواقع ہو گئیں میرا خیال ہے کہ اس کی کہیں بھی reportنہیں ہوئی۔ اس طرح کی جو بات ہے اس تحریک کی authenticityکو بھی دیکھنا پڑے گا اسی طرح rule 83کے تحت اس کی admissibilityکو بھی دیکھنا پڑے گا۔ سیکرٹری صاحب futureمیں تحریک کو دیکھ کر لگایا کریں۔ اس کی تھوڑی سی verificationبھی ہونی چاہئے کیونکہ on the floor of the Houseیہ بات آ رہی ہے۔ اب اس تحریک التوائے کار کو pendingکیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اخبار میں یہ خبر آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ خبر اخبار کی ضرور ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ خبر صحیح ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے یہاں پر اپنے Houseکی sanctityکو مدنظر رکھنا ہے۔ یہاں پر جو بھی چیز آنی چاہئے اس پر پہلے کوئی proofہو تو پھر اس کو لے کر آنا چاہئے اس پر rule 83بڑا clearہے۔ مجھے نہیں پتا یہ تحریک کس طرح سے یہاں پر آ گئی ہے اس پر پہلے بات ہونی چاہئے تھی۔ وزیر قانون صاحب! اب چونکہ یہ آ چکی ہے اس بات کو بھی clearکرنا ہے کیونکہ یہ بڑا سنگین الزام ہے۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دراصل یہ چیز اسمبلی سیکرٹریٹ میں چیک ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! خبر بھی اپنی جگہ پر لیکن جب کوئی ممبر اس خبر کو اپنی تحریک کا حصہ بناتا ہے یہ ممبر کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کو verifyکرے اور اس کے بعد اسمبلی سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو in orderقرار دینے سے پہلے اس کی verificationکرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں زیادہ ذمہ داری اسمبلی سیکرٹریٹ کی ہے کہ اس کو چیک کرنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1465/2011 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے کل بھی request کی تھی میں آج پھر repeatedly یہ request کر رہی ہوں کہ timely Adjournment Motions ہمارے تک پہنچ جایا کریں because کل بھی میں تحریک التوائے کار کی کاپی مانگتی رہی ہوں اور پرسوں بھی میں مانگتی رہی ہوں۔ ہمیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ابھی اس کی باری نہیں آئے گی ابھی دے دیتے ہیں۔ جب ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں تو ہماری تحاریک التوائے کار آ جاتی ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ جس ممبر کی تحریک التوائے کار ہو اس کو اگر یہ پہلے دے دیا کریں تاکہ وہ ایک دفعہ اس کو پڑھ لے۔

جناب سپیکر: آپ business of the day بھی ذرا دیکھ لیا کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! تحریک التوائے کار کی کاپی تو انہوں نے دینی ہوتی ہے۔ categorically یہ کہہ کر فارغ ہو جانا کہ آپ کی باری نہیں آنی۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ House میں motion آنا کتنی مشکل بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، درست ہے۔

ضلع راجن پور کے علاقہ پچادھ میں عملہ کی ملی بھگت سے نایاب جانوروں کا غیر قانونی شکار جاری

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 6۔ ستمبر 2011 کی خبر کے مطابق محکمہ وائلڈ لائف کے عملہ کی ملی بھگت سے ضلع راجن پور کے علاقہ پچادھ میں سائبیریا سے ہجرت کر کے آنے والے نایاب قیمتی پرندوں باز، بٹیر و دیگر کا غیر قانونی شکار جاری ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے راجن پور کے علاقے ثمن دریشک، ثمن مزاری میں دو ماہ کے لئے دفعہ 144 نافذ کرتے ہوئے ہر قسم کے شکار پر پابندی عائد کی ہوئی ہے مگر ان علاقوں میں شکاریوں نے غیر قانونی شکار کا عروج دیگر بٹیروں کو بازار میں فروخت کر رہے ہیں۔ مزاری مارکیٹ پرانا اڈا پر دکاندار شکاریوں سے نایاب پرندے کوڑیوں کے بھاؤ خرید کر

فروخت کر دیتے ہیں۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ غیر قانونی شکاریوں کو محکمہ وائلڈ لائف کے عملے کی حمایت حاصل ہے۔ افسران بالا محکمہ وائلڈ لائف کو ایکشن لینے کی ہدایت جاری کی جائے تاکہ غیر قانونی شکار کی روک تھام کی جائے۔ نیز خلاف ورزی کرنے پر ان کو جرمانہ کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محرک نے جس طرح سے اس motion میں مطالبہ کیا ہے کہ ان افراد کے خلاف action لینے کے لئے متعلقہ محکمہ کو ہدایات جاری کی جائیں۔ اس سلسلہ میں میری ہوم سیکرٹری سے بات ہوئی ہے۔ ان کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں جو چیز بیان کی گئی ہے اس کے متعلق متعلقہ محکمہ اس کی مؤثر طریقے سے انکوائری کروائے اور rules کے مطابق جو کارروائی بنتی ہے اس کے مطابق اس پر action لیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک مطمئن ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ رانا افضل صاحب بات کرنا چاہتے تھے لیکن وہ جا چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

نشان زدہ سوال نمبر 6911 کے بارے میں قائم کی گئی مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): کل وقفہ سوالات میں محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے ایک سوال آیا تھا جس پر چار ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور جس کا کنوینر مجھے بنایا گیا تھا تو آج صبح کمیٹی روم "اے" میں کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس کی رپورٹ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج

مورخہ 14- ستمبر 2011 کو مجلس خصوصی کا اجلاس بسلسلہ تفصیل دکانات ورکشاپ میانی صاحب قبرستان لاہور ہوا جس میں محترمہ ساجدہ میر صاحبہ اور محترمہ نسیم لودھی صاحبہ نے شرکت کی جبکہ دیگر ممبران محکمہ جات نے بھی شرکت کی۔ اس قبرستان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کل دکانات 35 ہیں، ورکشاپیں 8 ہیں، آٹھ عدد دکانیں ملحقہ مین گیٹ جنازگاہ لٹن روڈ جن میں سے دو دکانوں کا ماہانہ کرایہ مبلغ ساڑھے 22 ہزار روپے وصول ہو رہا ہے، چھ عدد دکانات کا case ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔

2- 14 عدد دکانات فتح شیر روڈ جن کا ماہانہ کرایہ مبلغ -/34200 روپے وصول ہو رہا ہے۔

3- دو عدد دکانیں بہاولپور روڈ ملحقہ عید گاہ ہیں جنہیں عید گاہ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

4- چھ عدد دکانات لٹن روڈ seal کی گئی ہیں جن کی ناجائز قابضین نے seal توڑ دی ہے اور اس کا case ممبر کالونی بورڈ آف ریونیو کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ مزید برآں ڈی سی او صاحب نے ایس ایس پی لاہور کو ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانے کے لئے تحریر کر دیا ہے اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی ہے۔

5- تین عدد دکانات پیر بہار شیر روڈ پر seal کی گئی ہیں لیکن ان کے ناجائز قابضین نے seal توڑ دی جن کے خلاف تھانہ مزنگ میں پرچہ درج کروا دیا گیا ہے۔

6- دو دکانات مزنگ چونگی روڈ قرطبہ چوک میں sealed ہیں جنہیں قبرستان کا حصہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

7- چھ عدد ورکشاپس بہاولپور روڈ جن کا کلیم ایل ڈی اے کرتا ہے لیکن یہ ورکشاپ جن کے خسرہ نمبر پر بنی ہوئی ہیں وہ خسرہ میانی صاحب کے شیڈول میں شامل ہے۔ ہائیکورٹ کی طرف سے case ریمانڈ ہو کر ممبر کالونی بورڈ آف ریونیو پنجاب برائے رپورٹ آیا ہوا ہے۔

8- دو ورکشاپ لٹن روڈ جن کا case ممبر کالونی بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ متعلقہ محکمہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس قبرستان کی از سر نو پیمائش کر کے سوال کے جواب کے مطابق ایک ہفتہ کے اندر رپورٹ پیش کریں۔

کمیٹی نے مزید فیصلہ کیا ہے کہ اس خصوصی کمیٹی کی ضمنی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے اور یہ بھی گزارش ہے کہ میانی صاحب کے حلقہ سے متعلقہ ایم پی اے صاحب کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ رپورٹ میں نے پیش کر دی ہے لیکن اس کی مزید رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع مانگی ہے kindly وہ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں ساتھ ہی عوام سے related بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ سانگلہ ہل، صفدر آباد اور بھالیکے میں ٹرینیں نہیں آ رہیں اور غریب دکاندار اور غریب لوگ جو ٹرین پر سفر کرتے تھے وہ بے بسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور تاجر لوگ خریداری کے لئے لاہور آتے تھے یا فیصل آباد جاتے تھے وہ بھی بے بس ہیں۔ تقریباً کوئی 520 گاڑیوں کے انجن تھے جن میں کہتے ہیں کہ 350 ورکنگ پوزیشن میں ہیں لیکن on road 150 انجن ہیں۔ ریلوے کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے، لوگ ٹرینوں کے انتظار کرنے کا رونا رو رہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کا یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے تو غریب لوگ کہاں جائیں۔ جن کے پاس اپنی گاڑیاں نہیں ہیں، جن روٹوں پر بسیں اور ویگنیں نہیں چلتیں وہ لوگ کس کے آگے جا کر روئیں۔ میں صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور ریلوے کے وزیر سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ریلوے کا بیڑہ غرق کیوں کر رہے ہیں، غریبوں کے ساتھ اس طرح کا ظلم ہو رہا ہے کہ کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے اور صدر پاکستان بیرونی دوروں پر گئے ہوئے ہیں تو لوگ کس کے پاس رونا روئیں؟ اگر صوبوں نے سب کچھ خود ہی کرنا ہے، اگر صوبوں نے مصیبت کی گھڑی میں خود ہی سب کچھ کرنا ہے تو چاروں صوبے خود کریں پھر وفاق کی ضرورت نہیں ہے، پھر صدر پاکستان اور وزیراعظم کے عہدے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ پاکستان کے غریب لوگوں کا issue ہے لیکن ان کی شنوائی نہیں ہو رہی لہذا میری استدعا ہے کہ ان پر ترس کھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ریلوے کو on road لایا جائے جو انجن خراب ہیں انہیں ٹھیک کیا جائے اور غریب لوگوں کے ساتھ جو ظلم کیا جا رہا ہے، بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پی آئی اے کا بیڑہ غرق تو کرنا ہی تھا لیکن غریبوں کے لئے جو ریلوے کا ایک سہارا تھا وہ بھی بند کر کے غریب مار مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔ خدارا! یہ پاکستان کی 18 کروڑ عوام پر ترس کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈینگی کے حوالے سے اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے اور کچھ ہمارے حکومتی بنچوں کے دوستوں نے اس پر اظہار خیال کیا ہے۔ میں اس سے ہٹ کر ایک انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ٹیوٹا کے تحت چلنے والے پولی ٹیکنیکل کالجوں اور ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں آج سے تقریباً تین سال قبل تک سیکنڈ شفٹ کی کلاسز ہوتی تھیں اور جو بچے صبح کے اوقات میں داخلہ نہیں لے سکتے تھے اُن بچوں کو سیکنڈ شفٹ میں داخلہ مل جاتا تھا۔ انہی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس اور کالجوں کی وہی بلڈنگز اور سٹاف ہوتا تھا جو انہیں پڑھاتا تھا لیکن میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ٹیوٹا نے آج سے دو سال قبل سیکنڈ شفٹ کی کلاسز ختم کر دی ہیں، ان بچوں اور ان کے والدین کی اس بارے میں مجھ تک یہ in put پہنچی ہے کہ پنجاب کی کسی سرمایہ دار شخصیت کو جس کی کوئی عزیزداری ہماری پنجاب کی لیڈرشپ یا چیف ایگزیکٹو کے ساتھ ہے، انہیں مالی فائدہ دینے کے لئے ان کے کالجوں کو enrollment provide کرنے کے لئے ٹیوٹا نے ایک سیاہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے وہ غریب طلباء جو پرائیویٹ کالجوں میں فیس نہیں دے سکتے، ان بے چاروں کو یہ موقع ملتا تھا کہ صبح کے اوقات کی جتنی فیسیں ہوتی تھیں ان سے نصف فیسیں شام کی کلاسز کی تھیں۔ وہی کالجوں کی بلڈنگز تھیں، وہی سٹاف تھا اور وہی سارا انفراسٹرکچر تھا جس میں ان بچوں کو داخلہ دیا جاتا تھا۔ یہاں پر وزیر تعلیم بیٹھے ہیں اور نہ ہی مجھے اس بات کا علم ہے کہ ٹیوٹا کس منسٹر کے control میں ہے لیکن لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو میں ضرور گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو اس کان سے سن کر دوسرے کان سے باہر نہ نکالا جائے اور غریب لوگوں کے بچے، ان بے کسوں کے بچے جو مہنگائی کے اس سیلاب میں اور باقی معاشی مجبوریوں میں پسے ہوئے ہیں، تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی دادرسی ضرور کریں۔ اس سلسلے میں مجھے خبر ملی ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف ایک سمری بھی گئی ہوئی ہے جو کہ پچھلے ڈیڑھ دو سال سے pending ہے جس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ خدارا! اس مسئلے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ آج کل داخلے ہو رہے ہیں اور ہمارے تمام پولی ٹیکنیکل کالجوں کے پرنسپل صاحبان یا داخلہ کمیٹیوں نے بچوں کو یہ امید دلائی ہوئی ہے کہ اگر پنجاب حکومت اس سلسلے میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ آپ کے بچے کو اگر صبح کی کلاسز میں داخلہ نہیں ملتا تو ہم شام کی کلاسز میں consider کریں گے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں کوئی فوری action required ہے۔ اگر فوری طور پر ان بچوں کو داخلہ نہیں دیا جائے گا اور اگر انہیں تاخیر سے داخلہ دیا جاتا ہے تو پھر یہ صبح کی کلاسز کے بچوں کے ساتھ match نہیں

کر سکیں گے کیونکہ ان کا بورڈ کا امتحان تو سب کا اکٹھا ہو گا۔ میری اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ فوری طور پر ایسا action required ہے یا فوری کوئی ایسی یقین دہانی لاء منسٹر صاحب یہاں پر کروا دیں کہ شام کی کلاسز جو غریب لوگوں کے بچوں کے لئے پچھلے سالہا سال سے چل رہی تھیں، کسی ایک سرمایہ دار کو فائدہ دینے کے لئے یا اس کے کالجوں کو چلانے کے لئے اس قسم کا اگر کوئی کام کیا گیا ہے تو یہ انتہائی ظلم ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری چھوٹی سی گزارش ہے کہ ڈینگی کے حوالہ سے یہاں پر بہت سی گفتگو کی گئی اور راجہ ریاض صاحب نے بھی کہا کہ شاید وہ ہمارے ساتھی ایم پی اے ڈیفنس میں رہتے ہیں، کسی نے چوبرجی کی بات کی اور کسی نے وحدت روڈ کی بات کی تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ کیا ڈینگی کے مرض کا بڑے شہروں کے علاوہ چھوٹے شہروں یا دیہاتوں میں تدارک کرنا ضروری ہے کہ نہیں کیونکہ جو کام بھی یہاں پر شروع کیا جاتا ہے یا جو بھی سکیم launch کی جاتی ہے تو یہاں پر کوشش کی جاتی ہے کہ وہ بڑے شہروں سے کی جائے تو میری یہ گزارش ہے کہ چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بسنے والے لوگوں کو بھی یہ مرض لاحق ہے کیونکہ جتنی تیزی سے یہ مرض پھیل رہا ہے تو حکومت کو چاہئے کہ چھوٹے اضلاع میں بھی اس مرض کے تدارک کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے تاکہ وہاں پر بسنے والے غریب لوگوں کو بھی ڈینگی سے بچایا جا سکے۔

میری آخری گزارش ہو گی اور ایک نہایت ہی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ آپ اس دن Chair پر نہیں تھے بلکہ سپیکر صاحب صدارت کر رہے تھے۔ ہم پانچوں M.P.As نے مل کر منڈی بہاؤالدین کے حوالے سے ایک collective بات کی تھی کہ اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں سے منڈی بہاؤالدین ضلع کا نام تک نکال دیا گیا ہے۔ اس پر رانا صاحب نے یقین دہانی کروائی تھی، راجہ ریاض اور ذوالفقار علی خان کھوسہ دو معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی کہ یہ مل کر وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کریں گے لیکن اس کے بعد اس بارے میں اب تک کوئی بھی ایسی پیشرفت سامنے نہیں آ سکی۔ ہمیں وہاں پر مقامی انتظامیہ کی طرف سے کوئی یقین دہانی کرائی گئی ہے اور نہ ہی اسمبلی کے forum پر اس حوالے سے کوئی بات دوبارہ ہوئی ہے۔ اب اس سے بڑھ کر ہمارے ضلع کے ساتھ ایک اور زیادتی بھی ہو رہی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق ضلع منڈی بہاؤالدین کے جو غیر ترقیاتی اخراجات مثلاً تنخواہیں، ہسپتال میں ادویات کے لئے رقوم اور اسی طرح کے دوسرے اخراجات میں بھی cut لگا دیا گیا ہے۔ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں جو

ادویات مہیا کی جاتی ہیں ان پر بھی cut لگا دیا گیا ہے۔ پنجاب کے سکولوں میں missing facilities کے حوالے سے جو رقوم مہیا کی جاتی ہیں وہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے لئے بند کر دی گئی ہیں۔ چلیں کوئی بات نہیں اگر یہ ساری grants بند کر دی گئی ہیں تو کم از کم وہاں پر کام کرنے والے استادوں اور دوسرے محکمہ جات کے ملازمین کو تنخواہیں تو بروقت ادا کر دیا کریں۔ پچھلے چھ ماہ سے ضلع منڈی بہاؤالدین میں کام کرنے والے کسی ایک ملازم کو بھی وقت پر تنخواہ نہیں مل سکی بلکہ ہر ملازم کو دو دو، تین تین مہینے بعد تنخواہ مل رہی ہے۔ وہ یہ کرتے ہیں کہ آدھے ملازمین کو اس مہینے تنخواہ دے دیتے ہیں اور باقی آدھے ملازمین کو اگلے مہینے تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے وہ ہسپتال کہ جن میں ادویات نہیں ہیں ان کو ادویات مہیا کی جائیں۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو صرف دس ہزار روپے ادویات کی مد میں ہر مہینے دیئے جا رہے ہیں۔ جب میں نے اپنے مقامی ای ڈی او (فنانس) سے بات کی تو وہ کہتے ہیں کہ جب اوپر سے ہمیں پیسوں کا کٹ لگے گا تو پھر ہم مجبور ہیں کہ ادویات کے پیسوں میں سے ملازمین کو تنخواہیں دیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ پولی ٹیکنیکل کالجوں والے issue پر وزیر قانون صاحب فوری طور پر کوئی ایسی یقین دہانی کرائیں کہ ان بچوں کو دوسری شفٹ میں داخلہ مل سکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قمر عامر چودھری صاحبہ!

کورم کی نشاندہی

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آج بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے اور میں اسی خوشی میں کورم point out کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم ویسے بھی کارروائی ختم کر رہے تھے اور اب کورم point out ہو گیا ہے۔ چونکہ اب کورم point out ہو گیا ہے اس لئے کوئی دوسری کارروائی ویسے ہی نہیں ہو سکتی۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15۔ستمبر 2011 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

420

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت ، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم)زرعی کرم کش ادویات ،مصدرہ 2011(مسودہ قانون نمبر43بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)زرعی کرم کش ادویات،مصدرہ 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھنا

1۔ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

421

3۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 10-2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبپاشی و بجلی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن 2011 (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن 2011 منظور کیا جائے۔

422

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض، 2011 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض، 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض، 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) وبائی امراض، 2011 منظور کیا جائے۔

424

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعرات 15 ۔ ستمبر 2011

(یوم الخمیس، 16۔ شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هَلْ اَتٰىكَ
حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ
اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ
عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ
الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾

سورۃ النّازعات 15تا27

بھلا تم کو موسیٰ کی حکایت پہنچی ہے(15) جب اُن کے پروردگار نے ان کو پاک میدان (یعنی) طویٰ میں پکارا(16) (اور حکم دیا) کہ فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے(17) اور (اس سے) کہو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے؟(18) اور میں تجھے تیرے پروردگار کا رستہ بتاؤں تاکہ تجھ کو خوف (پیدا) ہو(19) غرض انہوں نے اس کو بڑی نشانی دکھائی(20) مگر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا(21) پھر لوٹ گیا اور

تدبیریں کرنے لگا(22)اور (لوگوں کو) اکٹھا کیا اور پکارا(23) کہنے لگا کہ تمہارا سب سے بڑا مالک میں ہوں(24) تو اللہ نے اس کو دنیا اور آخرت (دونوں) کے عذاب میں پکڑ لیا(25) جو شخص (اللہ سے) ڈر رکھتا ہے اس کے لئے اس (قصے) میں عبرت ہے(26) بھلا تمہارا بنانا آسان ہے یا آسمان کا؟ اُسی نے اُس کو بنایا(27)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لو مدینے کی تجلی سے لگائے ہوئے ہیں
دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
کشتیاں اپنی کنارے پہ لگائے ہوئے ہیں
وہ کیا ڈوبیں جو محمد ﷺ کے ترائے ہوئے ہیں
حاضر و ناظر و نور و بشر غیب کو چھوڑ
شکر کر کہ وہ تیرے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں
شرمِ عصیاں سے سامنے آیا نہیں جاتا
کیا یہ کم ہے کہ تیرے شہر میں آئے ہوئے ہیں
قبر کی نیند سے اٹھنا کوئی آسان نہ تھا
ہم تو محشر میں انہیں دیکھنے آئے ہوئے ہیں
کیوں نہ پلڑا ترے اعمال کا بھاری ہو نصیر
اب تو میزان پہ سرکار ﷺ بھی آئے ہوئے ہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ وقفہ سوالات شروع کیا جائے میں ایک ضروری بات آپ تمام معزز ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری ایڈوائزری کمیٹی کا ابھی اجلاس ہوا تھا تو اس میں طے پایا گیا ہے کہ اسمبلی اجلاس کل ملتوی کیا جائے بوجہ ایک تو ہمارے صوبہ سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے اور دوسرا ہمارے صوبہ پنجاب میں ڈینگی کا مسئلہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کے تدارک کے لئے joint adventure ، سبھی پارٹیوں کی طرف سے بلاامتیاز سیاسی وابستگی کے میں آپ تمام حضرات کو یہ کہوں گا کہ اس مہم میں آپ بھی پوری طرح سے ایک دوسرے کا اور عوام کا ساتھ دیں۔ اس وقت ہمارے اپوزیشن لیڈر تشریف فرما نہیں ہیں لیکن انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہم انشاءاللہ joint adventure against ڈینگی کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا سیلاب کے حوالے سے تمام حضرات سے میری اپیل ہے کہ کل جو کارروائی ہوگی وہ ڈینگی پر بحث ہوگی اور باقی جتنے بھی تمام معاملات ہیں ان کو take up نہیں کیا جائے گا ماسوائے کمیٹی کی کچھ رپورٹس پیش کرنے کے مزید کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ میں آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا تھا میرے خیال میں ہم نے جو بات کی ہے رانا صاحب آپ بھی اس بارے میں کچھ فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں جو consensus کے ساتھ فیصلہ ہوا ہے اس کے متعلق آپ نے معزز ایوان کو آگاہ کر دیا ہے بالکل حکومت بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اس فیصلے کی نہ صرف تائید کرتی ہے بلکہ اس کو appreciate کرتی ہے۔ ہمارے جو تمام معزز ممبران ہیں ان کی بھی یہی رائے تھی کہ معزز ممبران کو مصیبت کی اس گھڑی میں ایوان میں نہیں بلکہ عوام میں ہونا چاہئے۔ جس طرح سے آپ نے یہ فرمایا ہے کہ joint adventure ہر district level پر اور خاص طور پر لاہور پر بھی تو اس میں Committees بنائیں، اس میں تمام جماعتوں کے ارکان اسمبلی موجود ہوں۔ ڈینگی سے بچاؤ کے حوالے سے بھی یہ جو تمام اقدامات ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ سندھ میں جو سیلاب آیا ہوا ہے، بارشوں کی وجہ سے وہاں پر تباہی آئی ہے تو وہاں پر حکومت پنجاب نے سندھی بھائیوں کے لئے ایک بڑے پیمانے پر ریلیف campaign شروع کی ہوئی ہے اس سلسلے میں میاں محمد نواز شریف صاحب پچھلے ہفتے وہاں پر تشریف لے گئے تھے، مجھے بھی ان کے ساتھ وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ یقین کریں کہ وہ تباہی جو اندرون سندھ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے آئی ہے وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی کہ کس کسمپرسی

کی حالت میں لوگ وہاں پر پڑے ہیں۔ اس سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بدین گئے تھے، تقریباً 150 کے قریب foods کے ٹرک حکومت پنجاب بھجوا چکی ہے اور اس کے علاوہ کل بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تقریباً 10 کروڑ روپے کی رقم initially مختص کی ہے اس میں اضافہ بھی کیا جائے گا تاکہ سندھ میں جو ہمارے بھائی مصیبت میں ہیں ان کی مدد کی جائے۔ اگر وہاں پر بھی ہمارے اپوزیشن کے بھائی اس ریلیف campaign میں شامل ہونا چاہیں تو میں ان کو بھی دعوت دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جس طرح سے اس بات پر غور ہوا کہ اجلاس کو آج ہی ملتوی کر دیا جائے لیکن کل کا دن کیونکہ پہلے سے ڈینگی وائرس پر بحث کے لئے رکھا گیا ہے اس لئے پھر مناسب سمجھا گیا کہ کل ہاؤس کے تمام بزنس کو skip کر دیا جائے، کل ہاؤس میں ڈینگی پر جو ریلیف کا کام ہو رہا ہے اس پر بحث کی جائے تاکہ اس سے حکومت کو رہنمائی ملے اور اس کے بعد اجلاس کم از کم اگلے دو ہفتوں کے لئے prorogue کر دیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف، اپوزیشن کے ممبران اور جو دوسرے حکومتی بنچوں کے معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سب سے گزارش کروں گا کہ کل ہم اس بات کو ثابت کریں کہ مصیبت کی اس گھڑی میں کوئی political point scoring نہیں ہو گی۔ صرف اور صرف ڈینگی وائرس کنٹرول کرنے کے لئے جو efforts ہو رہی ہیں اور ان efforts میں کس طرح سے بہتری لائی جا سکتی ہے، کس طرح سے ان کو مربوط بنایا جا سکتا ہے اس پر بحث ہو گی۔ اس بارے میں اپوزیشن کے ممبران بھی اور باقی جو معزز ممبران بھی حکومت کی رہنمائی کریں۔ اس سے پہلے اگر کسی جگہ پر کوئی کوتاہی ہوئی بھی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت نہیں ہے کہ ہم اس کوتاہی کو کوستے رہیں بلکہ اب یہ ہے کہ آئندہ کوئی کوتاہی ہو نہ غفلت ہو اور جو efforts ہو رہی ہیں جہاں پر بہتر ہو رہا ہے جو لوگ اچھا کام کر رہے ہیں ہم ان کو appreciate بھی کریں اور جہاں کہیں پر کوئی کمی ہے اس کو improve کرنے کی کوشش کریں۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل اس معزز ایوان سے جو رہنمائی ملے گی حکومت اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کرے گی تاکہ ہمارے اپنے متاثرین بھائی اور شہری جو سندھ، پنجاب اور پورے پاکستان میں ہیں ان کی خاطر خواہ اور بہتر انداز میں serve ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کی صدارت میں جو میٹنگ ہوئی ہے اس وقت قوم کو ایک سیلاب اور ڈینگی کے حوالے سے جو مسائل درپیش ہیں اور قوم کے ساتھ کھڑا ہونے کے لئے اپوزیشن اور حکومت نے آپ کی صدارت میں جو فیصلہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمیں قوم کی اس مشکل گھڑی میں ہاؤس میں بیٹھنے کی بجائے میدان میں آنے کی ضرورت ہے۔ آپ کے اس فیصلے سے یہ پورا ہاؤس میدان میں ہوگا اور پوری اپوزیشن حکومت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرے گی ہم اپنے حلقوں میں سپرے کے لئے کوشش کریں گے اور حکومت کے ساتھ ہر طرح کے تعاون کے لئے ہم ہر وقت دستیاب ہیں۔ حکومت کی طرف سے ہماری جو ڈیوٹی لگائی جائے، سپرے ٹیموں کے ساتھ اگر ہماری ڈیوٹی لگائی جائے یا جو ہمیں حکومت کی طرف سے ہدایت ملے گی اس پر عمل کریں گے۔ آپ ہماری جس ضلع میں ڈیوٹی لگائیں گے وہاں پر آپ ہمیں موجود پائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ ماضی میں اگر کوئی غلطی یا کوتاہی ہوئی ہے تو اس پر بالکل میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اس مشکل گھڑی میں کوئی point scoring نہیں ہوگی۔ اگرچہ ہمارے اختلافات بھی ہیں لیکن جو وقت گزر گیا ہے ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ حکومت کے ساتھ تعاون کے لئے اور اس مشکل گھڑی میں قوم کے ساتھ کھڑا ہونے کے لئے ہم ماضی کی کسی بات کا آج ذکر کریں گے اور نہ کل ڈینگی پر بحث کے دوران ذکر کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی تو میں بات کر رہا ہوں، اب تو کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے اور تعاون کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب تو ہم نے کچھ کہنا ہی نہیں، پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ اپوزیشن اور حکومت اپنے پاکستانی بھائیوں کے ساتھ سیلاب اور ڈینگی کے حوالے سے ایک ساتھ ہیں۔ میں نے یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے، پہلے بھی کہا ہے اور ایک دفعہ پھر کہتا ہوں کہ ہمارا بھرپور تعاون آپ کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں پہلے سیمل کامران صاحبہ کو بولنے دیں۔ میں اس حوالے سے ان کی بات سن رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں قائد حزب اختلاف اور treasury کے علاوہ آپ کو بھی appreciate کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو decision لیا گیا ہے یہ انتہائی important ہے It was really required. اس کے علاوہ میں دوسرے تمام لوگوں کو بھی یہی بات کہنا چاہتی ہوں کہ national calamities کو ہم سب نے مل کر face کرنا ہے۔ سب سے پہلے ہم پاکستانی ہیں اگر پاکستان ہے تو یہ وزارتیں، یہ حکومتیں، یہ مشاورتیں اور ہم سب ہیں۔ اگر پاکستان کا survival نہیں ہے تو پھر ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے اس لئے ہم سب کو مل کر ایک جگہ پر آ کر ان issues سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ میں پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) کے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب کی جانب سے، اپنی جماعت کی جانب سے اور اپنے تمام معزز ممبران کی جانب سے یقین دہانی کروانا چاہتی ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری full support گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ جہاں پر بھی ہماری ضرورت ہو گی ہم ان کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کو تیار ہیں۔ اسی سلسلے میں تھوڑی سی request جناب وزیر قانون صاحب سے بھی کرنا چاہتی ہوں کہ مختلف علاقوں کے TMOs اور DCOs کو کم از کم یہ directions جاری کر دی جائیں کہ وہ ہمیں own کریں کیونکہ اب تک وہ ہمیں own نہیں کر رہے۔ شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے effort کی ہے یہ نہایت ہی قابل تعریف ہے، یہ زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ جب کسی ملک یا صوبے میں اس طرح کی آفتیں آتی ہیں تو قوم unite ہو جاتی ہے اور آپ جیسی لیڈر شپ سے اسی قسم کی توقع تھی۔ آپ نے اجلاس بلا کر ان لوگوں کو اکٹھا کر کے ان میں ایک جذبہ پیدا کیا ہے۔ میں اس House کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس آفت کی گھڑی میں چاہے وہ سندھ میں ہو، بلوچستان میں ہو، پنجاب میں ہو، unity کا احساس کیا اور یہ ہونا بھی چاہئے تھا۔ پوری قوم ہم سے یہ توقع کر رہی تھی کہ اس تکلیف کی گھڑی میں یہ اپنی سیاست کرتے ہیں یا ہماری تکلیف کا احساس کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پوری قوم کو یہ message جائے گا کہ جب بھی اس قوم پر اللہ نہ کرے کوئی اس طرح کی آفت آئے جن لوگوں سے ان کی توقع ہے جن کو وہ elect کرتے ہیں وہ unite ہو کر ان کی بہتری کے لئے، ان کی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ قابل تعریف بات ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

دعائے صحت

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب آصف علی زرداری

کی صحتیابی کے لئے دعا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! جناب آصف علی زرداری صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لندن میں ٹیسٹ ہوئے ہیں اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے ان کو پھولوں کا گلدستہ بھیجا ہے۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے میاں محمد نواز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے قائد کو پھولوں کا جو گلدستہ بھیجا ہے یہ جمہوریت کے لئے بہت بہتر ہے۔ میری آپ سے بھی گزارش ہو گی کہ جناب آصف علی زرداری کی صحتیابی کے لئے دعا کروا دیں۔

جناب سپیکر: ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کی صحتیابی کے لئے دعا کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئر نگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئر نگ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2549 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایل ڈی اے کے سکولوں میں 2008 کے دوران بھرتی کی تفصیلات

*2549: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک ایل ڈی اے کے سکولوں میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس بھرتی کے لئے کس تاریخ کو کس کس اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے؟

(ج) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

(د) میرٹ لسٹ کی تشکیل کس طریق کار کے تحت کی گئی اور کن کن ملازمین نے میرٹ لسٹ بنائی؟

(ہ) کیا یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی اگر میرٹ سے ہٹ کر ہوئی تو کیا حکومت اس بھرتی کو کینسل کر کے دوبارہ بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک (یکم مئی 2011) ایل ڈی اے کے سکولوں میں کل 180 افراد کو بھرتی کیا گیا نیز ان افراد کی فہرستیں نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید 38 مختلف سیٹوں پر بھرتی کے لئے کارروائی زیر تکمیل ہے۔

(ب) اس بھرتی کے لئے مندرجہ ذیل اخبارات میں اشتہار دیئے گئے۔

1۔ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 20-09-2009
2۔ دی "نیوز" مورخہ 07-03-2010
3۔ روزنامہ "نوائے وقت" 07-11-2009
4۔ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 25-11-2009
5۔ روزنامہ "ڈان" مورخہ 08-03-2009
6۔ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 08-03-2009
7۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 10-04-2009
8۔ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 07-03-2010 (فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) جی ہاں! یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے اور میرٹ لسٹ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میرٹ لسٹ کی تشکیل LDA (Appointment & Conditions of Service) Regulations 1978 اور Recruitment Policy, Government of the Punjab 2004-05 کے تحت کی گئی اور شعبہ انتظامیہ ایل ڈی اے میرٹ لسٹ بناتا ہے۔

(ہ) یہ بھرتی مکمل طور پر میرٹ پر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے سوال میں ایل ڈی اے کے سکول میں بھرتی کی detail مانگی گئی تھی ۔ میرے علم کے مطابق اس بھرتی میں BS-16 کے جو applicants ہیں ان سارے applicants کو consider نہیں کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے؟

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ BS-16 کے applicants کو consider نہیں کیا گیا، کیا مسئلہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2004 کی recruitment policy کے مطابق بنیادی تعلیم جو کہ کسی پوسٹ کے لئے لازمی ہے اس کے لئے 60 نمبر رکھے گئے تھے۔ Higher qualification کے لئے زیادہ سے زیادہ 15 نمبر رکھے گئے تھے اسی طرح حافظ قرآن اور position holders کے لئے 5 نمبر رکھے گئے تھے۔ ان 80 نمبروں میں سے جس امیدوار نے زیادہ نمبر لئے اسے انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ تین لوگوں کو بلایا گیا اور ان کا انٹرویو لیا گیا جو ان میں سے سب سے زیادہ اہل تھا اس کو بھرتی کر لیا گیا۔

جناب سپیکر: اگلا ضمنی سوال۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! ابھی میرے پہلے سوال کا ہی جواب نہیں آیا ہے۔ میں نے سوال کیا ہے کہ انہوں نے BS-16 کی جو list provide کی ہے اس میں انہوں نے ایم اے پاس بچے بھرتی کئے ہیں۔ میرے علم کے مطابق ان پوسٹوں کے لئے triple M.A applicants تھے لیکن اس بھرتی میں کوئی بھی triple M.A شامل نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ جتنے applicants نے ان پوسٹوں پر apply کیا تھا کیا ان سب کی applications کو consider کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے ان پوسٹوں کے لئے basic qualification کیا مانگی تھی اس کے مطابق جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یکم مئی 2011 تک جن 180 افراد کو بھرتی کیا گیا ہے اس میں سب لوگوں کو consider کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں امیدواروں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

محمد اسلم شاہد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) جو کنوینر تھے۔

ظل ہما پرنسپل ایل ڈی اے ماڈل گرلز ہائی سکول جوہر ٹاؤن لاہور اس کی ممبر تھیں۔

سیتا سجاد ایڈمن آفیسر (جنرل) ممبر کمیٹی۔

جنہوں نے ان درخواستوں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد سب لوگوں کو۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ بات تو پوچھی ہی نہیں گئی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ کا سوال نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! معزز ممبر ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ان کا تو سوال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جن کا سوال ہے ان کو پوچھنے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میرے بھائی نے جواب دیا ہے کہ تمام applicants کو consider کیا گیا ہے۔ میرے علم کے مطابق انہوں نے ڈائریکٹر (ایڈمن) کا جو ذکر کیا ہے، انہوں نے ہی خود سے ان لسٹوں کو sort out کیا ہے اور sort out کرنے کے بعد ان لوگوں کو انہوں نے call کیا ہے پھر اس میں سے بھرتی کی گئی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ تمام applicants کو call نہیں کیا گیا، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ تمام applicants کو انہوں نے call نہیں کیا بلکہ چند افراد کو call کر کے ان پوسٹوں کو fill کر دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی کے مطابق اخبار میں جو اشتہار دیا تھا اسی بنیاد پر ان سب لوگوں کو consider کیا گیا لیکن جو اہلیت پر پورا اترے تھے ان لوگوں کو انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں اس کی آپ کو مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے grade-1 کی ایک list provide کی ہے۔ BS-1 کے لئے مڈل ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے 36 نمبر پر ایک نائب قاصد کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے آئی کام کیا ہوا ہے۔ اگر ایک ایم اے نائب قاصد کے لئے apply کرتا ہے جس کے لئے qualification middle publicize کی ہے۔ اگر ایک ایم اے والا وہاں apply کرتا ہے تو وہ پوسٹ ایم اے والے کو ملے گی مڈل والے کو تو پھر نہیں ملے گی۔ میرٹ تو یہی کہتا ہے؟

جناب سپیکر: اگر انہوں نے اس پوسٹ کے لئے middle qualification مانگی ہے اور امیدوار کی middle qualification ہے تو پھر وہ تو qualify کر گیا۔ اگر کسی نے بی اے، بی ایڈ، ایم اے یا پی ایچ ڈی کر لی وہ علیحدہ بات ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرٹ بنتا ہے applicants پر، انہوں نے اس کی middle qualification minimum رکھ دی۔ اب اگر ایف اے والا آئی کام والا apply کرتا ہے تو middle والے کو وہ job نہیں ملے گی۔ اسی طرح BS-16 کے لئے اگر کسی triple M.A والے نے apply کیا ہوا ہے تو single M.A والے کو وہ job نہیں ملے گی۔ میرٹ تو یہی کہتا ہے کہ جس کی qualification زیادہ ہے اور اس کے ضمیر نے اگر گوارا کیا ہے تو BS-1 کے لئے apply کر دیا ہے۔ میرا یہ سوال ہے میرٹ کے مطابق زیادہ qualification والے کو وہ job ملنی چاہئے تھی۔ میرا یہ مؤقف ہے کہ انہوں نے applications کو خود ہی sort out کر کے ان سب کو باہر نکالا ہے اور اپنی مرضی سے لوگوں کو call کیا ہے اور اس میں سے انہوں نے بھرتی کئے ہیں۔ کیا میری یہ بات درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! کم سے کم قابلیت مڈل ہے اور زیادہ پر کوئی حد نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ پوسٹ کی قابلیت کے لئے 60 نمبر ہیں اس کے علاوہ 15 نمبر ہائر ایجوکیشن کے ہیں حافظ قرآن اور پوزیشن ہولڈر کے پانچ نمبر ہیں اور انٹرویو کے 20 نمبر ہیں۔ جانچ پڑتال کے وقت اس کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے call نہیں کیا ہو گا لیکن یہ بھرتی شفاف طریقے سے ہوئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جس کی عمر زیادہ ہو وہ تو apply ہی نہیں کر سکتا۔ ہم جو سوال پوچھ رہے ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب نہیں دے رہے۔ ہاؤس جو چیز پوچھتا ہے اس کا relevant جواب دینا چاہئے۔ یہ ہمارا حق ہے اور ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی عمر

زیادہ ہو گی ۔ اگر کسی پوسٹ کے لئے کوئی فرد درخواست move کرتا ہے اگر اس کی basic requirements پوری نہ ہوں تو محکمہ اسے entertain ہی نہیں کرتا اور وہ اس لسٹ میں آتا ہی نہیں جس لسٹ سے انہوں نے افراد کو نکالنا ہوتا ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو جواب دے رہے ہیں یہ سوال تو پوچھا ہی نہیں گیا۔ میری گزارش ہے کہ ان سے جو پوچھا گیا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب بتا دیا گیا ہے۔ جی محترمہ! آپ کیا کہتی ہیں؟ اسی سوال کی حد تک ضمنی سوال ہو گا اس کے علاوہ نہیں ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں سب سے relevant ضمنی سوال میں ہی کیا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، مہربانی، میرا پہلا سوال یہ ہے کہ

جناب سپیکر: ویسے تو violation ہو رہی ہے چلیں ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ میرٹ لسٹ فراہم کرنے کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلا سوال نہیں بلکہ آپ کا ایک ہی سوال ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوال کے اندر میرے دو جز ہو سکتے ہیں کیا مجھے اس کی بھی اجازت نہیں ہے؟ اگر جناب کو ناگوار گزر رہا ہے تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی ادھر سے ایک اور سوال آنا ہے اس لئے آپ کی طرف سے ایک ہی سوال آئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے دو بڑے important سوال ہیں، اگر ہم نے صرف مذاق کے لئے وقفہ سوالات کرنا ہے تو میں بیٹھ جاتی ہوں لیکن اگر واقعی اس میں کوئی authentic بات کرنی ہے تو مجھے کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے بلکہ یہ میری شکایت ہے کہ میرٹ لسٹ مانگی گئی تھی اور میرٹ لسٹ کو annexure-B پر درج کیا گیا ہے میں نے پورے ڈیپارٹمنٹ سے

پتا کرایا ہے لیکن وہ مجھے نہیں ملا اور مجھے میرٹ لسٹ فراہم نہیں کی گئی-لہذا اب آپ اس پر خود notice لے لیں کہ annexure-B کہاں ہے-میرا main ضمنی سوال یہ ہے کہ---

جناب سپیکر: پہلے آپ کے اس سوال کا جواب آئے گا-

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرٹ لسٹ کی ساری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے پاس annexure موجود ہے لیکن اس میں میرٹ لسٹ کہیں نہیں ہے- میں پورا چیک کرنے اور آپ کے سیکرٹریٹ سے معلومات لینے کے بعد کہہ رہی ہوں کہ اس کے ساتھ annexure-B نہیں ہے جس میں میرٹ لسٹ فراہم کرنے کی بات کی گئی ہے-

جناب سپیکر: اس کا annexure-B کدھر ہے؟ جی، آپ کو annexure-B دے دیا گیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ خود چیک کر لیں-

جناب سپیکر: آپ اسے پڑھ لیں-

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری جتنی قابلیت ہے اس کے مطابق سارا پڑھ چکی ہوں لیکن annexure-B کہیں نہیں ہے-

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! مجھے یہ تفصیل فراہم کی گئی ہے-

جناب سپیکر: That is the merit list یہ انہوں نے آپ کو دی ہے-آپ اسے پڑھ لیں-

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ کیا ڈومیسائل فراہم کئے بغیر کہیں ملازمت دی جا سکتی ہے؟ ملازمتوں کے حوالے سے میرے پاس جو ریکارڈ موجود ہے اس میں دس سے بارہ ایسے افراد ہیں جن کے ڈومیسائل پر not available لکھا گیا ہے- پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ کیا قوانین کے مطابق ڈومیسائل not available ہونے پر ملازمت دی جا سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ڈومیسائل درخواست کے ساتھ لگے ہوئے تھے اگر نہ ملیں تو دوبارہ مہیا کر دیئے جاتے ہیں-

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): ڈومیسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے بھرتی کیا گیا ہے اگر وہ ساتھ نہ ہوں تو دوبارہ مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے پاس لسٹ موجود ہے جس میں صائمہ یامین صاحبہ ڈرائنگ ٹیچر ہیں اس کے آگے ڈومیسائل کے خانہ میں not available لکھا گیا ہے۔ یہ میری ذاتی information نہیں ہے بلکہ محکمہ کی طرف سے دی گئی ہے اس کے بعد سحرش بتول صاحبہ کا ڈومیسائل not available، حنا جلال صاحبہ کا ڈومیسائل not available، طاہرہ ناہید صاحبہ کا ڈومیسائل not available، محمد ہمایوں صاحب کا ڈومیسائل not available، الطاف حسین صاحب کا ڈومیسائل not available یہ ایک لمبی لسٹ ہے جس میں ان کے محکمے کی طرف سے لکھ کر بھیجا گیا ہے کہ ڈومیسائل not available، مجھے اس کا مطلب بتا دیں۔

جناب سپیکر: آرام آرام سے بتا دیں تاکہ ان کو بھی سمجھ آئے اور مجھے بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب انہوں نے apply کیا تھا اس وقت ڈومیسائل نہیں ہوں گے لیکن اب ان کی فائلوں میں ڈومیسائل موجود ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر ڈومیسائل فائل میں نہ لگا ہو تو کیا وہ apply کرنے کے لئے entitled ہے۔ اگر ان کی فائلوں میں ڈومیسائل موجود ہیں تو ہمیں یہاں پر not available کیوں لکھ کر دیا گیا ہے اور وہ بغیر ڈومیسائل کے کیسے apply کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جب آپ کے پاس ان کے ڈومیسائل available ہیں تو پھر یہ کیوں لکھوایا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! کچھ لوگوں نے ڈومیسائل بننے کے لئے دیا ہوتا ہے اور وہ Affidavit دے کر apply کرتے ہیں اور انٹرویو کے موقع پر ڈومیسائل پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ سب کی فائلوں میں ان کے ڈومیسائل موجود ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سرکاری ملازمت کے لئے without Domicile apply بھی نہیں کیا جا سکتا اور میں یہی ثابت کرنا چاہتی تھی کہ جن کے ساتھ ڈومیسائل not available

لکھے گئے ہیں یہ total وہ لوگ ہیں جنہیں تمام میرٹ کو بالائے طاق رکھ کر سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے اور یہ ایک نام نہیں ہے بلکہ اس لسٹ میں بے تحاشا ہیں آپ خود چیک کر لیں۔ میں نے یہی پوچھا ہے کہ پالیسی کیا ہے، کیا ڈومیسائل ساتھ لگائے بغیر apply کیا جا سکتا ہے؟ یہاں صرف apply نہیں کیا گیا بلکہ نوکری دی گئی ہے۔ یہ سب ٹیچر بھرتی کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جن کے ڈومیسائل نہیں ہوتے انہیں consider نہیں کیا جاتا۔ درخواست دیتے وقت کچھ درخواست گزاروں نے ڈومیسائل بننے دیئے ہوتے ہیں وہ اس کی رسید یا اس کا Affidavit دے دیتے ہیں کہ میں اپنا ڈومیسائل فلاں تاریخ تک پیش کر دوں گا لیکن اگر وہ انٹرویو کے وقت ڈومیسائل پیش نہ کریں تو انہیں consider نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ list of employees who have been appointed in LDA یہ appoint کئے جا چکے ہیں اور appoint کئے جانے کے بعد ان کے ساتھ ڈومیسائل نہیں ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جیسے پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتنا سادہ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کے ڈومیسائل نہیں تھے اور انہیں بغیر ڈومیسائل apply کرنے دیا گیا اور اس کے بعد نوکریاں دی گئیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس بارے میں مفصل رپورٹ لیں اگر کسی نے یہ غلط لکھا ہے تو اس کے خلاف آپ خود action کریں اور پھر اس ہاؤس کو بتائیں۔

چوہدری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! اس انکوائری کے لئے کوئی time frame دے دیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ ان کو بات کرنے دیں اور ان کی بات سنیں۔ آپ اپنی بات بعد میں کریں گے ابھی آپ کو اجازت نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے ثابت کر دیا ہے کہ ڈومیسائل کے بغیر یہ بھرتی کی گئی ہے-

جناب سپیکر: اگر بغیر ڈومیسائل کے ہوں گے تو اس کا notice لیا جائے گا-

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز, Order in the House, No sir آپ تشریف رکھیں-

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ہم ایوان میں کوئی غلط مواد پیش نہیں کرنا چاہتے دراصل اصل بات یہ ہے کہ جب انہوں نے درخواستیں دیں تو اس وقت انہوں نے ڈومیسائل پیش نہیں کئے تھے بلکہ رسیدیں پیش کی تھیں یا پھر Affidavit پیش کیا تھا کہ انہوں نے ڈومیسائل بننے کے لئے دیئے ہوئے ہیں لیکن وہ انٹرویو کے موقع پر Affidavit ساتھ لے کر آئے تھے اور جنہوں نے نہیں دیا وہ consider نہیں کئے گئے-

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے-

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کا فیصلہ چاہئے- جن employees کو بھرتی کر دیا گیا ہے مجھے ان کی لسٹ دی گئی ہے اور بھرتی کئے جانے کے بعد اس لسٹ کے اندر لکھا ہے کہ ان کے ڈومیسائل available نہیں ہیں- اس کا مطلب کیا ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ انٹرویو کے دوران ان کے ڈومیسائل آ گئے لیکن appointment کے بعد جو جواب دیا گیا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ ڈومیسائل available نہیں- میری استدعا ہے کہ اس بارے میں آپ فیصلہ فرمادیں-

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں معزز ممبر اسمبلی کو ان تمام لوگوں کے ڈومیسائل دکھا سکتا ہوں کیونکہ ان تمام لوگوں کے ڈومیسائل ریکارڈ کی فائل میں موجود ہیں۔ معزز ممبر اگر ان کو دیکھنا چاہتی ہیں تو یہ میرے ساتھ میٹنگ کر لیں میں ان کو دکھا دوں گا اور اگر فرماتی ہیں تو میں یہ ہاؤس میں بھی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: مستقبل میں جو بھی information اس ہاؤس میں مہیا کی جائے گی وہ up-to-date and correct ہونی چاہئے۔ آپ اس معاملے کی مکمل انکوائری کرائیں کہ ہاؤس میں یہ incorrect information کیوں مہیا کی گئی اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! جن کا سوال ہے پہلے ان کو ضمنی سوال کر لینے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی property ہے اور کوئی بھی ممبر اس پر ضمنی سوال پوچھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہاؤس کی property ایسے نہیں ہوتی۔ جنہوں نے محنت کر کے سوال دیا ہے پہلے ان کو بات کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی Business Advisory Committee میں جو فیصلہ ہوا ہے اس پر بھی عمل کر لیا کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ بھرتیاں merit پر ہوئی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو ہاؤس میں embarrassment feel ہو رہی ہے۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ merit کہاں بنتے ہیں؟ یہ merit سیکرٹریوں کی میزوں کے نیچے بنتے ہیں یعنی سیکرٹری کا جو دل چاہتا ہے وہی merit بنتا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔ یہ باتیں آپ اپنی پارٹی میں بیٹھ کر کیا کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ساری بھرتیاں merit کے مطابق کی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کو اس کا ریکارڈ پیش کر سکتا ہوں۔ محکمہ کے سیکرٹری کی اپنی مرضی چلتی ہے اگر وہ لاہور کے ڈومیسائل والے کو سیٹ دینا چاہتا ہے تو اسے دے دیتا ہے اور اگر شیخوپورہ کا ڈومیسائل رکھنے والے کو دینا چاہے تو وہ ایسا کر لیتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر merit سے ہٹ کر کہیں پر کوئی بھرتی ہوئی ہے تو اس کے خلاف action لیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! معزز ممبر سچ بول رہے ہیں لہذا ان کو سچ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب سے میاں محمد شہباز شریف صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے ہیں اُس وقت سے لے کر آج تک کوئی بھی بھرتی merit سے ہٹ کر نہیں ہوئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے merit سے ہٹ کر ایک سپاہی بھرتی ہونے پر وہاں کے ایس۔پی کو بھی نوکری سے نکال دیا تھا۔ یہ تمام بھرتیاں merit پر ہوئی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع عنایت فرمادیں۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ کا ضمنی سوال ہو گا تو پھر میں سنوں گا اگر ادھر اُدھر کی بات ہو گی تو پھر میں نہیں سنوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال ہی پوچھوں گا ویسے آپ کتنے ممبران کے ساتھ conditionality attach کرتے ہیں کہ ضمنی سوال ہو گا تو پھر بولنے دوں گا، یہ قدغن آپ صرف مجھ پر ہی کیوں لگا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے کیا فرمایا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! کیا اس سے پہلے بھی آپ نے کسی ممبر کے ساتھ ایسی conditionality attach کی ہے کہ ضمنی سوال ہو گا تو تب آپ کی بات سنوں گا؟ اگر آپ مجھ سے ناراض ہیں تو ویسے بتا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہاں ناراضگی کی بات نہیں ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ آپ اس وقت صرف ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں کیونکہ وقفہ سوالات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ میرا ریکارڈ دیکھ لیں کہ میں کبھی بھی irrelevant نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں سے ایک معزز ممبر نے یہ prove کیا ہے کہ یہ بھرتیاں under the table ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! میں نے اس حوالے سے پہلے ہی ہدایات دے دی ہیں۔ تشریف رکھیں۔ اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس طرح تو پھر ہاؤس نہیں چلنے لگا، آپ پھر سارجنٹ کو بلا کر مجھے ہاؤس سے باہر نکال دیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے pressurize نہ کریں۔ آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں ورنہ میں ہاؤس سے walkout کر جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 3000۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب کو favour دے رہے ہیں اور مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! میں بار بار آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کا ضمنی سوال ہوتا تو میں ضرور آپ کو سنتا۔ آپ ہر بات میں سیاست شروع کر دیتے ہیں اگر آپ ضمنی سوال کریں گے تو پھر میں ان سے جواب لوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ مجھے ضمنی سوال تو کرنے ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں کرنے دے رہا؟ میں تو کہہ رہا ہوں کہ اگر ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ حکومت کو cover دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب بس کریں اور مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اگر آپ کو پسند نہیں تو مجھے ہاؤس سے نکال دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں ایسا نہیں کرتا۔ نوید انجم صاحب! یہ جواب کافی لمبا ہے اور اس کو پڑھنے سے ہاؤس کا وقت ضائع ہوگا اگر آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: چلیں، ٹھیک ہے رہنے دیں۔ میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سبزہ زار لاہور۔مالکان اراضی کے مختص شدہ پلاٹس سے متعلقہ تفصیلات

*3000: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھگیاں ناگراں فیز۔II لاہور کی اراضی کو ایل ڈی اے کی سکیم سبزہ زار میں شامل کیا گیا تھا اگر ہاں تو اس موضع کی کتنی اراضی اور کس کس کی اراضی کو شامل کیا گیا تھا، ان کے نام اور اراضی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس پرائیویٹ اراضی کے مالکان کو حکومت نے اس سکیم میں پلاٹ اور کچھ رقم بھی دینے کا معاہدہ کیا تھا اگر ہاں تو اس معاہدہ نامہ کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اراضی کے مالکان کو ایل ڈی اے کی طرف سے سبزہ زار میں متبادل پلاٹ ایلوکیٹ کر دیئے تھے اگر ہاں تو ایلوکیٹ کئے گئے پلاٹوں کے نمبر اور الاٹی کا نام و پتا بتائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایلوکیٹ کردہ پلاٹوں کا قبضہ ابھی تک اصل مالکان کو نہیں ملا، جن پلاٹوں کو ایلوکیٹ کیا گیا وہ پہلے ہی دوسرے ناموں سے الاٹ ہو چکے تھے اور ان پر باقاعدہ تعمیر بھی ہو چکی تھی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن ایلوکیٹ کردہ پلاٹوں پر تعمیرات پہلے سے ہو چکی ہیں ان کے مالکان کو متبادل استحقاق کے مطابق پلاٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ موضع جھگیاں ناگرا کی اراضی بروئے نوٹیفکیشن نمبر LAC/9699 مورخہ 14-06-1981 پنجاب گزٹ میں شامل شدہ مورخہ 06-07-1981 کے تحت کل رقبہ تعدادی 4689 کنال 18 مرلے پر آمدہ سبزہ زار سکیم ہوا تھا جس میں رقبہ تعدادی 4353 کنال 9 مرلے کا ایوارڈ کلکٹر حصول اراضی لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور نے مورخہ 11-02-1984 کو بنام مالکان / ایوارڈیان سنایا تھا اور ایوارڈ شدہ رقبہ کا قبضہ خالی کی صورت میں مورخہ 19/20-07-1981 کو حوالہ ناظم جائیداد لاہور ترقیاتی ادارہ، لاہور کیا گیا اور بقایا رقبہ تعدادی 336 کنال 9 مرلے باوجہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ اور حکم امتناعی وغیرہ ایوارڈ

سنایا گیا اور نہ ہی قبضہ کارروائی قطعہ بحق ناظم جائیداد شعبہ اسٹیٹ ایل ڈی اے ہوئی۔ تفصیل مالکان / ایوارڈیان فرداً فرداً تیار کر کے شامل کر دی گئی ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ مطابق پالیسی مالکان اراضی / ایوارڈیان جس کی ملکیت اراضی دس مرلے سے لے کر جس قدر بھی ہوئی ان کو 30 فیصد ایگزیمپشن بصورت پلاٹ شعبہ لینڈ ڈیپارٹمنٹ ایل ڈی اے مہیا کرنے کی پابند ہے اور 70 فیصد اراضی کا معاوضہ بحساب 103.30 روپے فی مرلہ بوقت وصولی ڈویلپمنٹ چارجز منہا کئے جائیں گے۔ نقد معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ مگر جن مالکان / ایوارڈیان کا ملکیتی رقبہ دس مرلہ سے کم ہے ان کو صرف معاوضہ نقد بحساب 103.30 روپے فی مرلہ دیا جائے گا جو کہ شعبہ فنانس ایل ڈی اے لاہور ادا کرنے کا پابند ہے۔ کلکٹر حصول اراضی ترقیاتی ادارہ لاہور کے پاس کوئی فنڈ موجود نہ ہیں۔ کاپی ایوارڈ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن مالکان کا رقبہ موضع جھگیاں ناگراں زیر آمدہ فیز۔II میں شامل کیا گیا ہے اور ان کو جو جو پلاٹ ایلوکیٹ کئے گئے ہیں ان کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ بعض مالکان جن کی تعداد 60 ہے کو ابھی تک ان کے ایلوکیٹ کردہ پلاٹوں کا قبضہ محکمانہ واجب الادا بقایا جات جمع نہ کروانے کی وجہ سے نہ دیا گیا ہے۔ ان کی فہرست تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ایسے مالکان جن کے پلاٹ ڈوپلیکیٹ ہو چکے تھے ان پر تعمیر بھی ہو چکی تھی ان مالکان کو متبادل پلاٹ ایلوکیٹ کر دیئے ہوئے ہیں ماسوائے پلاٹ نمبر 513 بلاک ایم سبزہ زار سکیم جس پر ناجائز تعمیر ہو چکی تھی بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے اور پلاٹ نمبر 60 بلاک پی جو کہ ڈوپلیکیٹ ہوا ہے کے متبادل ایلوکیٹ کرنے کے لئے اتھارٹی سے منظوری کے لئے ارسال ہے اور اسی طرح 513 بلاک ایم کے متبادل پلاٹ ایلوکیٹ ہونا ہے۔

(ہ) جواب جز (د) میں دے دیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جواب کے مطابق جز (الف) کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ "ایوارڈ شدہ رقبہ کا قبضہ خالی کی صورت میں 1981 میں لے لیا گیا تھا" یعنی مالکان سے ایل ڈی اے نے یہ قبضہ لے لیا۔ اس کے بعد آگے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ "70 فیصد اراضی کا معاوضہ بحساب

103.30روپے فی مرلہ بوقت وصولی Development Charges منہا کئے جائیں گے۔نقد معاوضہ نہیں دیا جائے گا مگر جن مالکان کا ملکیتی رقبہ دس مرلے سے کم ہے ان کو صرف معاوضہ نقد بحساب 103.30روپے فی مرلہ دیا جائے گا"اس کا مطلب یہ ہے کہ 1981 سے لے کر آج تک ان کو معاوضہ نہیں دیا گیا، کیا یہ صحیح ہے اگر نہیں دیا گیا تو یہ ادارہ کب تک ان مالکان کو معاوضہ دینے کا وعدہ کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! موضع جھگیاں ناگرا میں جن لوگوں سے یہ جگہ لی گئی، وہاں جن لوگوں کی جگہ 10 مرلے سے زیادہ تھی ان کو 30 فیصد exemption بصورت پلاٹ دی گئی ہے اور باقی 103.30روپے فی مرلہ کے حساب سے Development Charges نکال کر ان کو ادائیگی کی گئی ہے لیکن ان لوگوں کو ادائیگی کی گئی ہے کہ جنہوں نے apply کیا ہے۔اسی طرح جن مالکان کی جگہ دس مرلے سے کم تھی ان کو 103.30روپے فی مرلہ کے حساب سے معاوضہ دیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے apply کیا ہے ان کو معاوضہ ساتھ ساتھ دیا جارہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی کہا ہے کہ معاوضہ دے دیا گیا ہے جبکہ جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ معاوضہ دیا جائے گا تو کون سا جواب صحیح ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ دیا جارہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کس تاریخ تک یہ معاوضہ مکمل طور پر ادا کر دیا جائے گا؟ یہ کام 1981 سے چل رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس جگہ موضع جھگیاں ناگرا میں اگر رانا صاحب کی جگہ ہو اور ان کو رقم کی ضرورت نہ ہو، یہ apply ہی نہ کریں تو پھر محکمہ خود تو رقم نہیں دے گا۔ اگر کوئی شخص apply کرتا ہے تو اُس کو معاوضہ دے دیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ بتا سکتے ہیں کہ آج تک کن لوگوں نے apply کیا ہے اور کن لوگوں نے apply نہیں کیا؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جواب وزیر موصوف کی طرف سے آرہا ہے جس کا پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہے ہیں اور محکمہ کہہ رہا ہے کہ

103.30 روپے فی مرلہ معاوضہ دیا جائے گا جو کہ شعبہ فنانس، ایل ڈی اے، لاہور ادا کرنے کا پابند ہے۔ یہ شعبہ فنانس کس کے ماتحت ہے؟ اس سوال کے جواب کا اگلا فقرہ ہے کہ کلکٹر حصول اراضی ترقیاتی ادارہ لاہور کے پاس کوئی فنڈ موجود نہ ہیں۔ آپ ایک ذیلی ادارہ کے بارے میں لکھ کر دے رہے ہیں کہ وہ رقم ادا کرنے کا پابند ہے، تو آپ کس چیز کے پابند ہیں، وزارت کس چیز کی پابند ہے اور محکمہ کس چیز کا پابند ہے؟

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! آپ نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ فنڈز موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محکمہ فنانس کے پاس فنڈز موجود ہیں۔ جن لوگوں نے apply کیا ہے اُن لوگوں کو پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ ابھی تک جن لوگوں نے apply نہیں کیا اُن سے ہم نے کہا ہے وہ apply کریں تو اُن کو معاوضہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کوئی ایسا کیس لے کر آئیں جنہوں نے apply کیا ہو اور انہیں payment نہ ہوئی ہو؟ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! شعبہ فنانس ایل ڈی اے کے ماتحت ہے۔ آج تک کسی نے apply ہی نہیں کیا۔ میرے معزز ممبر کا یہ fresh question بنتا ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے apply کیا ہے اور جن لوگوں نے apply نہیں کیا تو ان کی لسٹ بھی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ جز (د) کے جواب میں محکمہ نے یہ بتایا ہے کہ 60 ایسے مالکان ہیں جن کی طرف سے محکمانہ واجبات ادا نہ کرنے کی وجہ سے ان کو الاٹ کردہ پلاٹس کا قبضہ نہیں دیا گیا۔ محکمہ نے ایسی کیا efforts کی ہیں کہ یہ اپنے واجبات ادا کریں اور ان کو قبضہ دے دیا جائے؟ اسی طرح انہوں نے آگے یہ لکھا ہے کہ duplicate plot 7-B, کا متبادل الاٹ کرنے کے لئے اتھارٹی سے منظوری کے لئے سمری ارسال کی اور اسی طرح 513-M کا متبادل پلاٹ allocate ہونا ہے۔ یہ سوال 3۔ مارچ 2009 کو پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب 12۔ ستمبر 2011 کو آیا ہے یعنی 2 سال اور 6 ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک سمری ارسال کی ہوئی ہے۔ اگر کسی کو duplicate plot allot ہوا ہے تو اس میں

پلاٹ لینے والا قصور وار نہیں ہے بلکہ جس اتھارٹی نے ایسا پلاٹ الاٹ کیا ہے اُس اتھارٹی کا قصور ہے تو لوگوں کو کیوں خوار کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جس وقت اس سوال کا جواب دیا گیا تھا تب تک ان 60 الاٹیوں نے اپنے واجبات جمع نہیں کروائے تھے لیکن آج تک ان کی طرف سے تمام واجبات جمع کروا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! جو duplicate plot allot ہوئے تھے جن کا تعدادی رقبہ 105 مربع میٹر تھا یہ ایک ہی فائل کے نمبر 1394 کے تحت دوبارہ allocate ہو گئے ہیں۔ ان کے متبادل ان کو 440 بلاک بی میں پلاٹ الاٹ کر دیا گیا ہے اور یہ آج تک کی latest position ہے۔

جناب سپیکر: Next question محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4027 ہے۔

سال 2009، جنریٹر خریدنے کی تفصیلات

*4027: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا لاہور نے سال 2009 کے مون سون کے موسم کے لئے کل کتنے جنریٹرز خریدے؟

(ب) واسا نے کل کتنی رقم کے مذکورہ جنریٹرز خریدے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ واسا نے جاپانی ساختہ 1000KV کے ایک جنریٹر کی قیمت ایک کروڑ 25 لاکھ روپے ادا کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) واسا لاہور نے سال 2009 کے لئے پنجاب حکومت کی منظوری سے کل 140 جنریٹرز خریدے ہیں۔

(ب) واسا نے مختلف استعداد کے مندرجہ ذیل جنریٹرز خریدے ہیں:۔

Capacity	Quantity	Amount (Rs.)
1000 KVA	6 Nos.	78702750.00
500 KVA	11 Nos.	65904520.00

300 KVA	55 Nos.	200535500.00
200 KVA	68 Nos.	209130600.00
Total	140 Nos.	Rs. 55,42,73,370/-

(ج) واسا نے جاپانی ساختہ KVA 1000 کے چھ جنریٹرز خریدے ہیں جو بڑے پمپنگ سٹیشنز پر لگائے ہیں، فی جنریٹر قیمت -/1,31,50,000 روپے ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی طرف سے کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جنریٹر خریدے گئے ہیں اُن کی Purchase Committee میں کون کون ممبران تھے اور کس کی اتھارٹی سے ان جنریٹرز کو خریدنے کا فیصلہ کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2009 میں یہ 140 جنریٹر خریدے گئے تھے۔ ان جنریٹروں کی خریداری کے لئے پہلی دفعہ ٹینڈر 08-06-27 کو کھولے گئے تھے جو "نوائے وقت" اور "جنگ" میں شائع ہوئے۔ KV 1000 کے ٹینڈر الاٹ ہو گئے اور باقی ماندہ ٹینڈر ریٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ طلب کئے گئے۔ 2008-10-29 کو ٹینڈر کھولے گئے اور کم سے کم ریٹ پر الاٹ کئے گئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اخباروں کے نام نہیں پوچھے تھے بلکہ میں نے Purchase Committee کے ممبران کے نام پوچھے تھے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب! Purchase Committee کے ممبران کے نام اگر آپ کے پاس ہیں تو وہ بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ نے پہلے سوال میں اس طرح کی کوئی چیز نہیں پوچھی۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں تو میں Purchase Committee میں موجود ممبران کے نام پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: Advisory Committee میں جو فیصلے ہوئے تھے آپ اُن فیصلوں کے مطابق مہربانی فرمائیں اور اس بات کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ House کا کوئی ممبر ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتا؟

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! Purchase Committee کل تین افراد پر مشتمل تھی ان میں DMD, Director (P&S) and BMD شامل تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جنہوں نے سوالات جمع کروانے کے حوالے سے محنت کی ہے اُن کو priority ملے گی۔ آپ خاموشی اختیار کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جنہوں نے محنت کی ہے، ان کو priority ملے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو سوال اسمبلی میں آجاتا ہے وہ ہاؤس کی property ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کیا آپ ہی ہاؤس کے ممبر ہیں اور وہ ممبر نہیں ہیں؟ آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جنریٹرز خریدے گئے ہیں ان کی biding میں کتنی فرموں نے حصہ لیا تھا اور کیا وہ فرمیں Manufacture Authorities سے approved تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس کام کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اور open tender ہوا تھا اور اس کے بعد Purchase Committee جو تین افراد پر مشتمل تھی اس نے جائزہ لے کر ایک فرم کو final کیا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر ہمیں سوال کرنے کا حق نہیں تو ہم ایوان سے احتجاجاً باہر جارہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف (پاکستان پیپلز پارٹی) ایوان سے باہر چلے گئے)

(معزز ممبران حزب اختلاف محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ایوان میں بیٹھی رہیں)

جناب سپیکر: جب آپ کا سوال ہو گا تو میں آپ کو بات کیوں نہیں کرنے دوں گا۔ آپ کا سوال ہی نہیں ہے، جس کا سوال ہے آپ اس کو تو بات نہیں کرنے دیتے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 4422۔

فیصل آباد۔ غیر قانونی پلازوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کی تفصیلات

*4422: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے فیصل آباد میں غیر قانونی پلازوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد میں غیر قانونی تعمیر شدہ پلازوں کا سروے بھی مکمل کر لیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان غیر قانونی پلازوں کے خلاف کارروائی مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) درست ہے۔

(ب) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے اپنے دائرہ کار میں آنے والے پلازوں کا سروے کر لیا ہے۔

(ج) ان پلازوں کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کی جا رہی ہے اس میں اخبار میں اشتہار دینا اور مسماری کے لئے ٹھیکیداروں کی پری کوالیفکیشن بھی شامل ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل ہوتے ہی حسب ضابطہ کارروائی جلد شروع ہو جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کا جواب 3۔ فروری 2010 کو موصول ہوا ہے اور جواب میں کہا گیا ہے کہ اخبار میں اشتہار دینا اور مسماری کے لئے ٹھیکیداروں کی پری کوالیفکیشن بھی شامل ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل ہوتے ہی حسب ضابطہ کارروائی جلد شروع ہو جائے گی۔ کیا یہ کارروائی شروع ہو چکی ہے اور اگر ہو چکی ہے تو کتنے پلازے گرائے جا چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ ایف ڈی اے کے دائرہ کار میں آنے والے پلازوں کا سروے کیا گیا جن کی تعداد 7 تھی۔ مذکورہ پلازوں کے مالکان کو تعمیر ریگولر کرانے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کے نتیجہ میں پلازوں کے مالکان نے اپنے کیس ایف ڈی اے میں جمع کرا دیئے، 5 عدد مذکورہ پلازوں کے مالکان نے کمرشل فیس بمطابق قانون جمع کرا دی ہے اور بقیہ 2 عدد کیسوں کے کمرشل چارجز کی منظوری اس سلسلہ میں بنائی گئی کمرشل کمیٹی نے دے دی ہے جس کی ریکوری کے لئے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب غیر قانونی پلازے بن رہے ہوتے ہیں تو ذمہ دار اتھارٹی اس وقت غیر قانونی تعمیر کو کیوں نہیں روکتی اور کیا اس ذمہ دار اتھارٹی کے خلاف بھی کوئی کارروائی کی جاتی ہے اگر کی جاتی ہے تو وہ کارروائی کس طرح کی ہوتی ہے، کیا ان کی تنخواہیں روکی جاتی ہیں یا جائیدادیں ضبط کی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ہمارے ساڑھے تین سالہ دور سے پہلے کے دور میں غیر قانونی پلازے تعمیر ہوئے تھے جب سے میاں محمد شہباز شریف صاحب خادم اعلیٰ پنجاب نے اپنے منصب کا چارج سنبھالا ہے تو انہوں نے پورے پنجاب میں جو غیر قانونی پلازے تھے ان کو گرانے کا حکم دیا اور جن لوگوں نے کمرشل فیس ادا کی اور اپنے پلازے درست کئے، ان کے علاوہ کچھ ایسے پلازے بھی تھے جنہوں نے خود ہی اپنے پلازوں کو درست کر کے کمرشل فیس جمع کرا دی ہے اور کچھ غیر قانونی پلازے گرا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ انجم صفدر!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کچھ پلازے خود مالکان نے توڑ دیئے اور کچھ کے خلاف محکمے نے کارروائی کی ہے۔ مجھے ایک پلازے کا نام ہی بتا دیں جس کے خلاف محکمے نے کارروائی کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! فیصل آباد میں 7 پلازوں کو غیر قانونی declare کیا گیا تھا۔ ان میں سے 5 پلازوں کے مالکان نے قانون کے مطابق اپنے پلازے درست کئے اور کمرشل فیس کی مد میں 58 لاکھ 38 ہزار 272 روپے جمع کرائے ہے۔ اس کے علاوہ ایف ڈی اے نے جناح کالونی میں ایک غیر قانونی پلازہ کو مسمار کیا ہے۔

جناب سپیکر: اب میں رانا اعجاز احمد خان، جناب عبدالوحید چودھری، سردار ملک جہانزیب وارن اور محترمہ انجم صفدر سے کہوں گا کہ واک آؤٹ کرنے والے ممبران کو منا کر واپس لائیں اور ان کو بتائیں کہ آپ کا فیصلہ ٹھیک نہیں ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On her behalf سوال نمبر 5462۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر دریافت کیا۔)

ضلع رحیم یار خان۔ آلودہ پانی کی تفصیلات

*5462: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان کے اکثر علاقوں میں لوگ آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں اور جس سے انتہائی مہلک جان لیوا بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مسئلے پر کوئی ریسرچ کر رہی ہے کہ اس کو بطریق احسن حل کیا جا سکے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع رحیم یار خان کے کل گاؤں کی تعداد 1500 ہے جن میں سے تقریباً 650 گاؤں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور مضر صحت ہے جس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے پورے پنجاب میں ضلعی سطح پر پینے والے پانی کو چیک کرنے کے لئے لیبارٹریاں قائم کی ہیں جس سے لوگ استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ حکومت پنجاب نے ضلع رحیم یار خان میں کڑوے پانی والے دیہات میں اب تک 225 واٹر سپلائی سکیمیں بنائی ہیں اور مزید رواں مالی سال میں صاف پانی پراجیکٹ کے تحت فلٹریشن پلانٹ بھی لگانے کا پروگرام ہے۔ حکومت پنجاب پورے پنجاب میں صاف پانی مہیا کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع رحیم یار خان کے کل گاؤں کی تعداد 1500 ہے جن میں سے تقریباً 650 گاؤں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ اسی طرح اگلے جز میں بتایا گیا ہے کہ 225 واٹر سپلائی سکیمیں بنائی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ 225 واٹر سپلائی

سکیمیں ان 1500 گاؤں کی آبادی کو پورا اور صاف پانی مہیا نہیں کر سکتی ہوں گی۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ حکومت کب تک 100 فیصد آبادی کو صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے نیز جو لوگ اس کی وجہ سے بیمار ہوئے ہیں اُن کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایک دم پانچ چھ سوال نہ کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ضلع رحیم یار خان کے کل گاؤں کی تعداد 1500 ہے جن میں سے 650 ایسے گاؤں ہیں جہاں پر پانی کڑوا ہے جو پینے کے قابل نہیں ہے۔ حکومت پنجاب نے ان میں سے 225 جگہ پر واٹر سپلائی سکیمیں چالو کر دی ہیں اور باقی ہر یونین کونسل میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کا منصوبہ ہنگامی بنیادوں پر جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے تاکہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: سوال نمبر 5794 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ایل ڈی اے ایونیو ون میں غیر قانونی رجسٹریاں کرنے کی تفصیلات

*5794: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم سرکاری ملازمین کے لئے شروع کی گئی اور اس ضمن میں لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت 2003 میں Notification جاری کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ضروری Notifications کے بعد بھی محکمہ مال کا عملہ سابق مالکان کو غیر قانونی فرد ملکیت جاری کرنے اور رجسٹریاں کرنے میں مصروف رہا اور محکمہ مال کا عملہ زمین کی ملکیت ٹرانسفر کرنے کے لئے انتقال بھی درج کرتا رہا؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو کیا محکمہ مال کے عملے نے وہ غیر قانونی رجسٹریاں اور انتقال خارج کئے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ذمہ دار اہلکاروں اور افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) جی ہاں۔ ایل ڈی اے نے ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم کے نام سے سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی سکیم کا اعلان دسمبر 2002 میں کیا۔ اس رہائشی سکیم کے لئے حصول اراضی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں Notification زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ مورخہ 18۔ دسمبر 2002 کو جاری ہوا۔ جبکہ Notification زیر دفعہ 17(4) اور 6 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 مورخہ 04-07-2003 کو جاری ہوا۔

(ب) سوال محکمہ مال کے متعلقہ ہے۔

(ج) سوال محکمہ مال کے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت جو Notifications ہوتے ہیں کیا وہ محکمہ ہاؤسنگ کرتا ہے یا کوئی اور محکمہ کرتا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہاں پر صحافیوں نے بھی واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور واک آؤٹ کے لئے نہیں گئے۔ وہ کھانے پینے کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے گئے ہوں گے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا سوال دوبارہ کر دیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 جس کے تحت زمین acquire کی جاتی ہے اور اُس کا Notification کیا جاتا ہے۔ بتایا جائے کہ Notification کون سا محکمہ کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1894 ایکٹ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔ یہ محکمہ ہاؤسنگ پر applicable ہے اور اس کے مطابق محکمہ ہاؤسنگ Notification کرتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انجینئر صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کرنے
کے بعد ایوان میں تشریف لائے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1894 ایکٹ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔ یہ محکمہ ہاؤسنگ پر applicable ہے اور اسی کے ہی under آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپوزیشن والوں کو ہاؤس میں آنے پر welcome کرتا ہوں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس بات پر ناراضگی ہوئی تھی کیا آپ اُس پر بات کرنے کا موقع دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو لینے دیں اُس کے بعد میں سب کو floor دیتا ہوں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے ruling پر بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی law ہے کہ یہاں پر ruling discuss نہیں ہو سکتی۔ آپ میرے چیمبر میں آئیے گا وہاں پر ہم بات کریں گے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ بعد میں مجھے ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ وقفہ سوالات کے بعد ٹائم دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے بعد مجھے بھی ٹائم دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں بالکل ٹائم دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا نام لکھ لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لوں گا۔آپ بے فکر ہو جائیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جب سے میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا ممبر ہوں اُس وقت سے کوئی ایسا فیصلہ ہوا اور نہ ہی میرے علم میں ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے سوال کیا گیا ہے تو اُس پر حکومتی بنچوں کا کوئی ممبر ضمنی سوال نہیں کر سکتا اور حکومتی بنچوں کی طرف سے کئے گئے سوال پر اپوزیشن والے سوال نہیں کر سکتے۔ سوال ہاؤس کی property ہوتا ہے۔ اگر ماضی میں ایسا کوئی فیصلہ ہوا ہے جو میرے علم میں نہ ہے تو پھر اس کو کل ہی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں review کیا جائے۔ اسی طرح میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 55 کروڑ روپے کے جنریٹر ایک سال میں خریدے گئے ہیں لیکن اُس کے باوجود لاہور اس سال بھی پانی میں ڈوبا اور پچھلے سال بھی ڈوبا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! ابھی اگلا سوال آ چکا ہے۔ میں آپ کو بعد میں پوائنٹ آف آرڈر دوں گا آپ اُس پر بات کر لیجئے گا۔ No cross talk please جی، انجینئر صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس سوال کے تین جز تھے۔ میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال کیا تھا کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت کیا محکمہ ہاؤسنگ Notification کرتا ہے یا محکمہ مال کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ کو سوال کی سمجھ آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ دہرا دیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں پانچویں دفعہ یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت Notification محکمہ ہاؤسنگ کرتا ہے یا محکمہ مال کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1894 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت LAC بطور نمائندہ حکومت پنجاب ہوتا ہے اور LDA ایونیو ون میں بھی 1894 کے ایکٹ کے تحت LAC نے ہی لینڈ ایکوزیشن کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بنیادی طور پر لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 ایک ایکٹ ہے جس کے تحت محکمے ہی notify کرتے ہیں۔ یہ ایک general law ہے جس کو محکمے اپنے اپنے حساب سے implement کرتے ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اُس law کے تحت جو لینڈ ایکوزیشن ہوتی ہے اسے محکمہ مال notify کرتا ہے لیکن اس سوال کے پہلے جز کا جواب دے دیا گیا ہے کہ یہ 1894 کے ایکٹ کے تحت واقعی لینڈ ایکوزیشن کی گئی ہے۔ باقی دو جز میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ سوال محکمہ مال سے متعلقہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس طرح سوال کا on the floor of the House جواب آنا درست ہے، یہ کس کی ذمہ داری ہے کہ ایک جز کا جواب دے دیا گیا ہے اور باقی دو جز میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ محکمہ مال کے متعلق ہے۔ حالانکہ پہلے جز کا جواب بھی محکمہ مال سے متعلقہ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا on the floor of the House جواب دینا collective ذمہ داری نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محکمہ مال تب ہی کام کرتا ہے جب محکمہ ہاؤسنگ request کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! دوسرے دو جز کے جواب نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات وہ صحیح کر رہے ہیں کہ آپ کا سوال محکمہ مال سے متعلقہ ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال ٹرانسفر ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ سوال کا پہلا جز بھی محکمہ مال کے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں محکمے والے محکمہ مال سے جواب پوچھ کر دے سکتے تھے لہذا محکمہ کو تھوڑی سی محنت کر لینی چاہئے تھی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! پہلے ہی اس کا جواب ڈیڑھ سال بعد آیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ناگرا صاحب نے کہا ہے کہ وہ صرف valuation کی حد تک ہے جبکہ ایکوزیشن public interest میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔اگلا سوال بھی انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: سوال نمبر 5937 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔پرائیویٹ سکولوں کی کمرشلائزیشن فیس کی تفصیلات

*5937: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے لاہور نے پرائیویٹ سکولوں کی کمرشلائزیشن فیس میں بھاری اضافہ کر دیا ہے؟

(ب) ایل ڈی اے سال 2008 تک کتنے فیصد کمرشلائزیشن فیس وصول کرتا رہا ہے اور سال 2009-10 میں کتنے فیصد کمرشلائزیشن فیس وصول کی جارہی ہے۔آنے والے سالوں کے لئے یہ فیس کس تناسب سے وصول کرنے کا پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پرائیویٹ سکولوں کی کمرشلائزیشن فیس پراپرٹی کے ڈی سی ریٹس پر منحصر ہے اس کے مطابق اس میں اضافہ کیا جاتا ہے اور ایل ڈی اے قانون کے مطابق اس میں کمی بیشی کرتا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے سال 2008 تک تعلیم / صحت کے لئے 1.5 فیصد اور باقی ماندہ کمرشلائزیشن مقاصد کے لئے 3 فیصد فیس وصول کرتا رہا ہے۔

سال 2009-10 کے لئے تعلیم / صحت کی سہولیات کے لئے 3 فیصد جبکہ باقی ماندہ کمرشلائزیشن کے لئے عدالت کے حکم کے مطابق 6 فیصد فیس وصول کی جا رہی ہے۔ کمرشلائزیشن فیس کا معاملہ لاہور ہائیکورٹ لاہور میں زیر سماعت ہے جس کا حتمی فیصلہ آنے پر عدالتی احکامات کے مطابق کمرشلائزیشن فیس وصول کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے لاہور نے پرائیویٹ سکولوں کی کمرشلائزیشن فیس میں بھاری اضافہ کر دیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ڈی سی ریٹس پر منحصر ہے اور اس کے مطابق ہی اس میں اضافہ کیا جاتا ہے اور ایل ڈی اے قانون کے مطابق اس میں کمی بیشی کرتا رہتا ہے۔ جز (ب) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ سال 10-2009 کے لئے تعلیم اور صحت کی سہولیات کے لئے 3 فیصد جبکہ باقی ماندہ کمرشلائزیشن کے لئے عدالت کے حکم کے مطابق 6 فیصد فیس وصول کی جا رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عدالت نے یہ حکم کب دیا اور اس مقدمہ کا پٹیشنر کون تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سال 2009 کی کمرشلائزیشن پالیسی میں کمرشلائزیشن فیس میں اضافے کو لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا تھا۔ لاہور ہائیکورٹ نے 2000-7-21 کو رٹ پٹیشن نمبر 1623/10 میں اپنے عبوری حکم نامے میں پٹیشن مدعیان سے سال 11-2010 کے لئے 6 فیصد کے حساب سے وصول کرنے کا حکم دیا۔ ڈی جی ایل ڈی اے نے 2000-10-15 کو لاہور ہائیکورٹ کے حکم نامے کی روشنی میں تمام سالانہ کمرشل جائیدادوں سے 6 فیصد کے حساب سے فیس کی وصولی کا حکم دیا لیکن محکمہ تعلیم اور صحت کے لئے 6 فیصد کی بجائے ڈی سی rate کے 20 فیصد کا 6 فیصد لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایل ڈی اے لاہور کمرشلائزیشن کی مد میں سالانہ کتنی رقم اکٹھی کرتا ہے، کیا یہ ساری رقم سرکاری خزانے میں جمع کروا دی جاتی ہے اور اگر کوئی اس رقم کو خُورد بُرد کرتا ہے جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے تو اس کے لئے کیا سزا دی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو fresh question بن رہا ہے۔ آپ اس حوالے سے ایک نیا سوال جمع کروا دیں کیونکہ یہ بالکل نیا سوال ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ کچا جیل روڈ کے نامکمل سیوریج لائنوں کا مسئلہ

*6093: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی پائپوں کی تبدیلی کے لئے اکھیڑی گئی کچا جیل روڈ گڑھوں میں تبدیل ہو چکی ہے؟

(ب) حکومت کب تک مذکورہ کام کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹیپا ایل ڈی اے جیل روڈ کی توسیع کا کام "Rehabilitation of Maulana Shoukat Ali Road from UBD Canal to Ferozepur Road to Chaungi Amar Sadhu (Section-III)" کے منصوبے کے تحت کر رہا ہے اور بارش کے پانی کے نکاس کے لئے سیوریج لائن بھی بچھا رہا ہے۔ واسا نے واٹر سپلائی لائن سڑک کے کنارے کے ساتھ بالکل بلڈنگ لائن کے ساتھ بچھائی ہے۔ جس کے لئے کوئی روڈ کٹ نہیں کیا گیا جو کھدائی کی گئی تھی اس کی بھرائی کر دی گئی ہے کہیں کھدائی کھلی نہیں چھوڑی ہے۔

(ب) منصوبہ پر کام 25۔ جنوری 2011 کو شروع کیا گیا جو کہ 25۔ مئی 2011 تک مکمل کیا جائے گا۔

ضلع لاہور: پی ایچ اے کا ہیڈ کوارٹر و دیگر تفصیلات

*6478: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کا ہیڈ کوارٹر کہاں پر واقع ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں پی ایچ اے ڈائریکٹر جنرل کا کیا نام ہے نیز ان کا عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع لاہور میں پی ایچ اے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ کتنے عرصہ کے لئے ہوتا ہے نیز اسے حکومت کی طرف سے کیا کیا مراعات حاصل ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی ایچ اے کا ہیڈکوارٹر جیلانی پارک (ریس کورس) جیل روڈ لاہور پر واقع ہے۔

(ب) ڈائریکٹر جنرل پی ایچ اے کا نام عبدالجبار شاہین ہے۔ڈائریکٹر جنرل پی ایچ اے کا عہدہ 20 گریڈ کا ہے۔موجودہ گریڈ کا ثبوت بمطابق ایل ڈی اے قواعد وضوابط ورولز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ عموماً تین سال کا ہوتا ہے حکومت اگر چاہے تو اس کی مدت بڑھائی یا کم کی جا سکتی ہے۔سہولیات / مراعات بمطابق نوٹیفکیشن 24-02-2010 جاری کردہ گورنمنٹ پنجاب کے مطابق ہے اس کے علاوہ اور کوئی مراعات نہ ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6656: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کل کتنے ملازمین اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں یکم جنوری 2008 سے یکم اپریل 2010 تک بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسرے محکموں سے deputation پر بھی افسران و اہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے ہیں اگر ہاں تو مذکورہ عرصہ میں deputation پر تعینات ہونے والے افسران و اہلکاران کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے نیز ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے میں اس وقت کل 2217 ملازمین کام کر رہے ہیں، ان میں ریگولر ملازمین کی تعداد 1803 جبکہ کنٹریکٹ ملازمین 414 ہیں۔

(ب) ایل ڈی اے میں یکم جنوری 2008 سے لے کر یکم اپریل 2010 تک مختلف شعبوں اور مختلف سکیلز میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی کل تعداد 271 ہے اور ان کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر بھی افسران اور اہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے ہیں۔ تاحال ڈیپوٹیشن پر جو افسران ایل ڈی اے میں کام کر رہے ہیں ان کی لسٹ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب کے مختلف محکموں سے ڈیپوٹیشن پر افسران ایل ڈی اے اپوائنٹمنٹس اینڈ کنڈیشنز آف سروس ریگولیشنز 1978 کے تحت آتے ہیں۔ ایل ڈی اے ریگولیشنز 1978 کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ قانونی تقاضے جو ایل ڈی اے ریگولیشنز 1978 میں دیئے گئے ہیں وہ پورے ہو سکیں نیز مختلف محکموں سے پیشہ وارانہ افسران کی آمد سے ایل ڈی اے کی کارکردگی بہتر بنانے میں مدد مل سکے اور عوام کی بہتر طریقے سے خدمت کی جا سکے۔

ایل ڈی اے کے متعلق آڈٹ پیروں کی تفصیلات

*6658: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جنوری 2000 سے یکم اپریل 2010 تک کے عرصہ کے دورانیے کے ایل ڈی اے سے متعلق آڈٹ پیرا موجود ہیں؟

(ب) اگر آڈٹ پیراز موجود ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے یہ کس بناء پر تیار کئے گئے ہیں، ان پیروں میں کل کتنی رقم کی بدعنوانی کی گئی ہے اور کتنی رقم recover ہو چکی ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔یکم جنوری 2000 سے یکم اپریل 2010 کے عرصہ میں ایل ڈی اے Printed Draft Paras موجود ہیں۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) Printed Draft Paras کی کل تعداد 125 ہے ڈائریکٹر جنرل آڈٹ ورکس کے نمائندے ایل ڈی اے کے مختلف شعبہ جات کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کا کام سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ابتدائی مرحلہ میں آڈٹ انسپکشن رپورٹ مرتب کی جاتی ہے جو کہ بعد ازاں ایڈوانس پیراز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ان ایڈوانس پیراز کو ڈائریکٹر جنرل لاہور ترقیاتی ادارہ، لاہور کی سربراہی میں قائم ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹس کمیٹی (DAC) میں پیش کیا جاتا ہے جس میں حسابات کی جانچ پڑتال کے بعد بھی اگر پیراز ڈراپ نہ ہوں تو اگلے مرحلہ میں proposed ڈرافٹ پیراز کی صورت اختیار کر لیتے ہیں ان پر proposed ڈرافٹ پیراز کو ایڈیشنل سیکرٹری ہاؤسنگ کی سربراہی میں قائم سپیشل ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹس کمیٹی (SDAC) میں جانچا جاتا ہے اور مزید پیشرفت نہ ہونے کی صورت میں Auditor General of Pakistan کی طرف سے شائع کی گئی کتاب میں پرنٹ ہو جاتے ہیں جو کہ بعد ازاں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (PAC) میں پیش کئے جاتے ہیں اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی ہدایت پر ہی ان کو یا ڈراپ کر دیا جاتا ہے یا ریکوری کے لئے directives جاری کئے جاتے ہیں۔ان 125 پرنٹڈ ڈرافٹ پیراز کی کل ریکوری تقریباً ایک ارب ننانوے کروڑ روپے بنتی ہے جس میں سے 13 لاکھ وصول کئے جا چکے ہیں جبکہ 33 کروڑ 30 لاکھ روپے کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے اس حد تک معاملات settle کر دیئے ہیں۔

ایل ڈی اے سے منظور شدہ رہائشی سکیموں کی تعداد و تفصیل

*7276: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہاؤسنگ سکیموں کی رجسٹریشن، رجسٹرار کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں کچھ ہاؤسنگ سکیمیں ایل ڈی اے سے منظور شدہ نہ ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد مع نام بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کو منظور کر سکتی ہے، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت اور اب تک کتنی غیر قانونی سکیموں کو منظور کیا گیا ہے، یکم جنوری 2000 سے تفصیل بیان کی جائے؟

(د) کیا ان غیر قانونی سکیموں کے خلاف ایل ڈی اے نے کوئی کارروائی کی ہے، اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں کی رجسٹریشن رجسٹرار کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کرتا ہے یہ وہ سکیمیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ مل کر سوسائٹی بناتے ہیں محکمہ رجسٹرار کوآپریٹو ہاؤسنگ ان کے معاملات جیسے پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور سکیموں میں تکمیلی کام کے اخراجات وغیرہ کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ان میں کسی قسم کی بدعنوانی نہ ہونے دیتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں کچھ سکیمیں ایل ڈی اے سے منظور شدہ نہ ہیں۔ ایل ڈی اے نے 2008 میں اپنے طور پر سارے ضلع لاہور کا سروے کیا اور اس میں 131 سکیمیں غیر منظور شدہ پائی گئیں۔ ان غیر منظور شدہ سکیموں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں صرف 16 عدد سکیمیں ہیں باقی سکیمیں ٹی ایم اے سے متعلقہ ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے اپنے کنٹرولڈ ایریا جو کہ ضلع لاہور کا 30 فیصد ہے میں پرائیویٹ سکیمیں منظور کرتا ہے۔ یہ سکیمیں پنجاب گورنمنٹ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ سب ڈویژن رولز 2010 کے مطابق منظور کی جاتی ہیں۔ ایل ڈی اے 2000 سے اب تک کوئی غیر قانونی سکیم منظور نہ کی ہے۔

(د) ان غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں ایل ڈی اے نے بارہا اخبارات میں اشتہارات دیئے ہیں جس میں عوام الناس کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں پلاٹ نہ خریدیں اور نہ ہی فروخت کریں اور کسی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹ خریدنے سے پہلے ایل ڈی اے سے تصدیق کرے مزید برآں ایل ڈی اے نے ان غیر منظور شدہ سکیموں کے

خلاف دفعہ (5)13 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت چالان مرتب کر کے جوڈیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے کو ارسال کئے اب تک ان میں 94 چالانوں کے فیصلے کر دیئے گئے ہیں اور جرمانے کی سزائیں دی گئی ہیں۔ جرمانے کی رقم -/4,80,000 روپے ہے۔ باقی 37 چالان ابھی زیر سماعت ہیں۔

جوہر ٹاؤن لاہور۔ فیز I اور II کی گمشدہ فائلوں سے متعلقہ تفصیلات

*7277: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور کے فیز۔ I اور۔ II کی کافی فائلیں ایل ڈی اے کے ریکارڈ سے غائب ہیں، اگر ہاں تو کتنی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان غائب ہونے والی فائلوں میں محکمہ کے عملے کا ملوث ہونے کا خدشہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجاز اتھارٹی نے ان غائب ہونے والی فائلوں کی انکوائری کے لئے کوئی کمیٹی بنائی ہے، اگر ہاں تو اس کی رپورٹ موصول ہو گئی ہے، اگر نہیں تو کب تک موصول ہو جائے گی، رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے ریکارڈ سے 1061 گمشدہ امثلا جات کی بابت مورخہ 30۔ جولائی 2009 کو اشتہار روزنامہ "جنگ" میں شائع کیا گیا جو کہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، تاہم 1061 گمشدہ امثلاجات میں سے 269 امثلاجات تلاش کی جاچکی ہیں۔

(ب) عملہ کے ملوث ہونے اور ذمہ دار افراد کی نشاندہی کی غرض سے بذریعہ آفس آرڈر نمبر LDA/DC&I/3566 مورخہ 10-12-2009 ڈائریکٹر ہیڈن پراپرٹی اور ڈائریکٹر ریسرچ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے جو کہ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔ تفصیل جز (ب) میں دی جاچکی ہے انکوائری کمیٹی کی رپورٹ ابھی تک مرتب نہ ہو سکی کیونکہ کمیٹی کو ہر ایک مثل کی بابت 33 اہلکاران سے پوچھ گچھ کرنا ہے تاکہ اصل

قصورواران کی نشاندہی کی جا سکے۔رپورٹ کی تکمیل اور مجاز اتھارٹی کے احکامات کے بعد کاپی فراہم کر دی جائے گی۔

لاہور۔پی ایچ اے میں کروڑوں روپے کی خُورد بُرد و دیگر تفصیلات

*7347: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی ایچ اے میں کروڑوں روپے خُورد بُرد کرنے، advance رقم جاری کرنے اور اشیاء کی خریداری کے حوالے سے سکینڈل کے انکشاف کے بعد محکمہ انٹی کرپشن نے چیف سیکرٹری پنجاب سے پی ایچ اے کے گریڈ 19 اور 18 کے 6 سے زائد افسروں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چھ افسروں میں طاہر اعجاز ٹونگ ڈائریکٹر پی ایچ اے، اظہر علی سلہری ڈپٹی ڈائریکٹر پی ایچ اے، سعید احمد ڈپٹی ڈائریکٹر پی ایچ اے، محمد بوٹا ڈائریکٹر پی ایچ اے اور اختر محمود ڈپٹی ڈائریکٹر کو گرفتار کرنے کی انٹی کرپشن نے حکام بالا سے اجازت طلب کی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر supplies اور labour براہ راست رقم جاری کرتے رہے اور جو کام کئے گئے ان کی تفصیل جاری نہ کی گئی اور نہ ہی مجاز اتھارٹی سے منظوری لی گئی اور ایڈوانس چیک رقم جاری کرنے سے پہلے اس میں سے ٹیکس کی کٹوتی کی گئی اور نہ ہی سرکاری خزانے میں ٹیکس جمع کرایا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایڈوانس کے غلط استعمال کے متعلق مقدمہ نمبر 10/39 بتاریخ 2010-06-22 انٹی کرپشن میں زیر تفتیش ہے۔

(ب) مذکورہ کیس اس وقت انٹی کرپشن کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

بعدالت جناب جسٹس اسد منیر لاہور ہائیکورٹ میں عبوری ضمانت اور مقدمہ کے اخراج کی درخواستیں زیر سماعت ہیں۔درخواست ضمانت مہر عدالت عالیہ سے فیصلہ ہونے پر ہی ان کی گرفتاری ہو سکے گی۔

(ج) ان کو مجاز اتھارٹی کی اجازت سے رقوم جاری کی گئیں اور باقاعدہ طور پر سرکاری خزانے میں ٹیکس جمع کروایا گیا ہے۔

(د) مندرجہ بالا پانچ افسران کی بذریعہ لیٹر نمبر DA/PHA/10/840 مورخہ 22-6-2010 کو ملازمت سے معطل کر دیا گیا تھا اور مقدمہ محکمہ انٹی کرپشن میں چل رہا ہے۔

سرگودھا۔پی پی 32 میں رورل واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*7481: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009-10 میں 25.00 ملین پیکج کے تحت حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں 4 رورل واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی منظور ہوئی، ان کے لئے فنڈز منظور وطلب کر لئے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009-10 میں صرف ایک سکیم چک نمبر 86 جنوبی پر کام ہوا ہے اور دیگر تین سکیموں چک نمبر 31 جنوبی، چک نمبر 96 جنوبی اور چک نمبر 87 جنوبی پر کام شروع ہی نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے عوام قابل استعمال پانی کی سہولت سے محروم چلے آرہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) اگر حکومت ان سکیموں کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے بلکہ تین واٹر سپلائی سکیمز چک نمبر 86 جنوبی، چک نمبر 31 جنوبی، چک نمبر 96 جنوبی پر کام شروع کر دیا گیا ہے جبکہ چک نمبر 87 جنوبی کا کام الاٹ ہوا تھا مگر ٹھیکیدار نے کام شروع نہیں کیا اور واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 96 جنوبی پر کام اب بھی جاری ہے 30۔جون 2010 کو جو فنڈز خرچ نہ ہوئے تھے وہ lapse ہو گئے ہیں۔

(ج) یہ سکیمیں 30۔ جون 2011 تک مکمل کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ حکومت مکمل فنڈز فراہم کر دے۔

گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*7512: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کی صرف 45 فیصد آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت واسا فراہم کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس شہر کی 45 فیصد آبادی کو جو واٹر سپلائی کیا جا رہا ہے وہ بھی مضر صحت ہے؟

(ج) کیا حکومت اس شہر کی موجودہ واٹر سپلائی کی بہتری کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے نیز بقیہ شہر میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) واسا گوجرانوالہ شہر میں صرف 32 فیصد آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔

(ب) واسا کا فراہم کردہ پانی مضر صحت نہ ہے۔واسا نے شہر میں واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کر دی ہے جس میں پانی کے نمونہ جات متواتر ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت شہر میں واٹر سپلائی کی بہتری کے لئے پرانے پائپ تبدیل کر رہی ہے۔اس سکیم کی تکمیل کے بعد صاف پانی کی فراہمی میں مزید بہتری آ جائے گی۔فی الحال شہر کے بقیہ حصے میں واٹر سپلائی کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

چکوال کے لوگوں کو پانی کے حصول میں مشکلات کی تفصیلات

*8138: محترمہ فوزیہ بہرام: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چکوال اور چھوٹے شہروں میں ٹربائن کا گھریلو استعمال عام ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ وجہ سے زیر زمین پانی ختم ہو جاتا ہے اور ارد گرد کے رہنے والے محلہ داروں کو پانی کے حصول کے لئے شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 97-1996 میں واٹر سپلائی سکیم چکوال شہر کے لئے مکمل کر کے بلدیہ کو handover کر دی تھی لہذا اس کا جواب متعلقہ ٹی ایم اے سے لیا جائے۔

(ب) پہاڑی ایریا ہونے کے ناتے خشک سیزن میں کہیں کہیں پانی کم ہو جاتا ہے۔جب بارشیں ہو جائیں تو پانی کی مقدار ٹھیک ہو جاتی ہے۔

(ج) اس کا جواب متعلقہ ٹی ایم اے سے لیا جائے۔

ایل ڈی اے کی مجموعی کارکردگی کی تفصیلات

*8237: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2010 کا آغاز ایل ڈی اے نے غیر قانونی پلازوں کے خلاف آپریشن سے کیا، مگر صرف 20 پلازے تڑوانے کے بعد سیاسی مصلحتوں پر عدالتی احکامات کو نظر انداز کر دیا گیا اور آپریشن روک دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کروڑوں روپے کی لاگت سے ہنگامی بنیادوں پر ون ونڈو سیل بنایا گیا مگر وہ ناکام ہو گیا؟

(ج) کیا وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے ڈی جی اور بعض افسروں کے خلاف رشوت اور اختیارات سے تجاوز کے الزامات پر انکوائری شروع کی جو تا حال زیر التوا ہے، اگر ایسا ہے تو کن وجوہات کی بناً پر یہ انکوائری مکمل نہیں کی گئی؟

(د) کیا حکومت مندرجہ بالا کی روشنی میں ایل ڈی اے کو کرپشن فری عوامی خدمت کا ادارہ بنانے کے لئے کوئی مؤثر اقدامات اٹھا رہی ہے تو ایوان کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے نے مورخہ 04-12-2009 کو سٹے آرڈر خارج ہونے کے بعد بحکم عدالت عظمیٰ کہ محکمہ غیر قانونی ہائی رائز بلڈنگز کے خلاف کارروائی کر سکتا ہے۔12 پلازوں کی بلڈنگز / فلور جو کہ ابھی زیر تعمیر اور خلاف ورزی کے زمرے میں آتے تھے پر فوری کارروائی

کرتے ہوئے ان کو گرادیا۔بعدازاں مزید 40 پلازہ مالکان کو غیر قانونی تعمیر کے نوٹس دیئے گئے چونکہ یہ پلازے زیر استعمال تھے اس لئے یہ معاملہ عوام کے احتجاج کا سبب بنا اور اس ردعمل کے نتیجہ میں حکومت نے معاملہ پر غور کے لئے کمیٹیاں تشکیل دیں اور پلازہ جات کو گرانے کا عمل مؤخر کر دیا۔اب یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور مزید کارروائی حکومت کے فیصلہ کی روشنی میں کی جائے گی۔

(ب) جی نہیں۔یہ درست نہیں ہے کہ کروڑوں روپے کی لاگت سے ہنگامی بنیادوں پر بنایا گیا ون ونڈو سیل ناکام ہو گیا۔ون ونڈو سیل کے حوالے سے تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب انسپکشن ٹیم نے ڈی جی اور بعض افسروں کے خلاف رشوت ستانی اور اختیارات سے تجاوز کے الزامات پر انکوائری مکمل کر کے موجودہ ڈی جی،ایل ڈی اے کو بھجوائی اور ایل ڈی اے کے ملوث افسران کے خلاف محکمانہ انکوائری شروع کرنے کی ہدایت کی۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے ان احکامات کی روشنی میں موجودہ ڈی جی ایل ڈی اے کی ہدایت پر ایل ڈی اے کے تمام ملوث افسران اور سٹاف کے خلاف محکمانہ کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں، ایل ڈی اے کو کرپشن سے پاک عوامی خدمت کا ادارہ بنانے کے لئے کئی مؤثر اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔سال 2010 کے آغاز میں غیر قانونی پلازوں کے خلاف نہ صرف آپریشن کیا گیا بلکہ ان افسران کے خلاف انکوائری بھی شروع کی گئی ہے جن کے دور میں یہ عمارتیں غیر قانونی طور پر قائم ہوئی تھیں تاکہ مستقبل میں کوئی بھی اہلکار یہ جرأت نہ کر سکے۔ اسی طرح ون ونڈو سیل کے قیام سے نہ صرف عوام کے لئے آسانی پیدا ہوئی بلکہ مختلف کیسز میں وقت کی حدود کے تعین سے کام کی رفتار بھی بہتر ہوئی۔اس سیل کے قیام سے عوام کا اہلکاران کے پاس جانے اور رشوت سے کام کروانے کی روایت ختم ہوئی۔اس کے ساتھ ساتھ وقت مقررہ پر جو افسران عوامی کیسز کے جوابات نہ دے سکیں ان سے پوچھ گچھ اور جواب طلبی معمول بن گئی ہے، ان تمام اقدامات سے عوام کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور وہ بجائے ڈیلر صاحبان کے سیدھا ون ونڈو سیل پر آتے ہیں اور زمین و جائیداد کے تمام معاملات خوش اسلوبی سے حل کرواتے ہیں۔

ٹاؤن شپ لاہور۔برساتی نالے پر حفاظتی جنگلے لگانے کا معاملہ

*8238: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور کے برساتی نالے کے پلوں پر لگے حفاظتی جنگلے عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹاؤن شپ کالج روڈ لاہور کا مصروف ترین روڈ ہے جنگلے نہ ہونے کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو چکا ہے، کئی افراد نالے میں گرنے سے ہلاک و زخمی بھی ہو چکے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مسئلہ پر فوری توجہ اور حفاظتی جنگلے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور کے برساتی نالے (کالج روڈ ڈرین) کے پلوں پر لگے حفاظتی جنگلے واسا نے نہیں لگائے ہیں۔مذکورہ نالے کے پلوں کو روڈ ڈیپارٹمنٹ نے بنایا ہے اور جنگلے بھی ان کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ ٹاؤن شپ کالج روڈ لاہور کا مصروف ترین روڈ ہے لیکن واسا نے مذکورہ نالے پر کوئی پل وغیرہ تعمیر نہیں کیا۔تاہم واسا کے پاس کسی کے ہلاک یا زخمی ہونے کی کوئی شکایت تا حال موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) واسا اس نالے پر جنگلے لگانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

PHATA کے ادارے کا قیام و دیگر تفصیلات

*8253: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) PHATA (Punjab Housing & Town Planning Agency (Attached Deptt. of Housing) کا ادارہ پنجاب میں کس قسم کے ترقیاتی کام کر رہا ہے اور آئندہ کے لئے کیا منصوبے ہیں؟

(ب) کیا یہ ذمہ داریاں موجودہ ڈویلپمنٹ کے ادارے(LDA,FDA,GDA)وغیرہ سرانجام نہیں دے سکتے ہیں؟

(ج) حکومت کیdownsizing پالیسی کے مطابق کیا یہ بہتر نہیں کہ عوامی سہولت اور یکساں ڈویلپمنٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈویلپمنٹ کا کام جہاں جہاں ممکن ہو ڈویلپمنٹ اداروں کے حوالے کر دیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی تقریباً35 سال کے عرصے میں116 ایریاڈویلپمنٹ اور تین مرلہ ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کر چکا ہے جن سے تقریباً125000 پلاٹ کم آمدنی والے افراد کو الاٹ کئے جا چکے ہیں۔اس کے علاوہ محکمہ اپنے اخراجات سے تھل منڈی ٹاؤن میں 5 سکیمیں مکمل کر چکا ہے۔ڈیپازٹ ورک پر محکمہ نے لیبر کالونیز، مسجد، مکتب سکول اور صحافیوں کے لئے راولپنڈی میں سکیم بنائی ہے۔

رواں مالی سال میں فاٹانے8 سکیموں پر کام شروع کیا ہے جن میں سیالکوٹ، نارووال، شیخوپورہ، جلال پور پیر والا اور وزیر اعلیٰ کےinitiative کے تحت پسرور اور سیلانوالی (سرگودھا)کے لئے زمین خریدی ہے۔رینالہ خورداور لودھراں میں حصول زمین کے لئے کیس بورڈآف ریونیو میں زیر غور ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پرpro-poorسکیموں کے لئے زمین کی تلاش جاری ہے۔ چشتیاں، ہارون آباد اور قصور میں زمین کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی بغیر نفع نقصان کی بنیاد پر کم آمدنی والوں کو75 فیصد پلاٹ 5 مرلے کے بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کرتا ہے اور بڑے سائز کے پلاٹ قانون کے مطابق بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیتا ہے۔

(ب) یہ ذمہ داریاں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کو نہیں سونپی جا سکتی کیونکہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز صرف لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور راولپنڈی کے اربن ایریا تک محدود ہیں جبکہ فاٹا پنجاب کے تمام اضلاع، تحصیل وسب تحصیل لیول پر کم آمدنی والے افراد کے لئے ہاؤسنگ سکیمیں بناتا ہے۔

(ج) یہ ممکن نہیں ہے-کیونکہ فاٹا پورے پنجاب میں ایریا ڈویلپمنٹ اور تین مرلہ سکیمیں بناتا ہے جبکہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بڑے شہروں تک محدود ہیں-پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی میں پہلے 1429 ملازمین تھے جو downsizing کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے کم ہو کر 715 رہ گئے ہیں-

لاہور-ایونیو-I سکیم میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8302: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے ایونیو-I سکیم کے تقریباً تمام الاٹیوں نے اپنے مکمل واجبات (قیمت، ترقیاتی اخراجات، اضافی ترقیاتی اخراجات) ادا کر دیئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا ایل ڈی اے حکام نے اضافی ترقیاتی اخراجات، اس لئے نہیں لئے تھے کہ سکیم کا ترقیاتی کام ایک نہایت تجربہ کار ادارے کے ذریعے کروایا جائے گا اور سکیم کا بجلی کا نظام زیر زمین ہو گا اور اس کی سڑکیں بھی ڈی ایچ اے لاہور کی سڑکوں کے معیار کی ہوں گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ترقیاتی کام مکمل نہیں ہوئے اور یہ کہ بجلی کے زیر زمین نظام کی بجائے کھمبے نصب کئے جا رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت پنجاب مندرجہ بالا منصوبے میں مالی اور انتظامی بے ضابطگیوں اور اس منصوبے کی تکمیل میں تعطل پر فوری انکوائری کروا کے اس کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے عملی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے-الاٹیز سے پلاٹ کی قیمت و ترقیاتی اخراجات آسان اقساط میں وصول کرنا تھے-جن الاٹیز کے الاٹ شدہ پلاٹ litigation free area میں آئے، ان سے پلاٹ کی قیمت و ترقیاتی اخراجات وصول کئے گئے ہیں-البتہ ان الاٹیز سے ترقیاتی اخراجات نہیں مانگے گئے جن کے الاٹ شدہ پلاٹ litigation area میں آتے ہیں جبکہ ان سے صرف پلاٹوں کی قیمت وصول کی گئی ہے-

(ب) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم میں ترقیاتی کاموں کا ٹھیکہ میسرز ایف ڈبلیو او کو دیا گیا ہے۔ ترقیاتی کاموں کے معیار کی کل وقتی نگرانی کے لئے میسرز نیسپاک کو کنسلٹینٹ مقرر کیا گیا ہے۔ایل ڈی اے ایونیو ون میں زیرزمین بجلی کے نظام کے لئے نہ تو کبھی کوئی تجویز تھی اور نہ ہی واپڈا نے زیرزمین بجلی کا نظام ڈیزائن کیا ہے۔لہذا زیرزمین بجلی کے نظام کے لئے تخمینہ جات میں کوئی رقم نہ رکھی گئی ہے۔سڑکوں کی تعمیر کا معیار کسی بھی لحاظ سے ڈی ایچ اے لاہور سے کم نہیں ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم میں litigation سے کلیئر رقبہ پر 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے البتہ جن رقبہ جات سے متعلق کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان پر کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا۔بجلی کے نظام کے لئے کھمبوں کی تنصیب کا کام واپڈا کو دیا گیا ہے اور واپڈا کو سکیم میں کلیئر رقبہ کی نشاندہی کر دی گئی ہے واپڈا نے بجلی کے کھمبے لگا دیئے ہیں اور مزید لگائے جا رہے ہیں اب تک بجلی کا کام 10 فیصد ہو چکا ہے۔

(د) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم کے ترقیاتی کاموں میں تمام مالی اور انتظامی قوانین وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے عملدرآمد کیا گیا ہے۔اس منصوبے کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*8360: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم پنجاب کے کون کون سے اضلاع / شہروں میں شروع کی گئی ہے؟

(ب) کیا مذکورہ سکیم ضلع فیصل آباد میں بھی بنائی گئی ہے اگر ہاں تو کہاں، کتنے رقبہ اور کتنے گھروں پر مشتمل ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ سکیم ضلع لاہور میں فیروز پور روڈ سے صرف 2.5KM کے فاصلے پر ڈیفنس فیز 10-9 کے جھرمٹ میں شروع کی گئی ہے جہاں پر ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہیں جن کی نمایاں خصوصیات میں کشادہ سڑکیں، پارکس، سکول، کھیل کے میدان، کمرشل ایریاز اور دیگر تمام

جدید سہولیات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔اس کے علاوہ فیصل آباد، ساہیوال اور سرگودھا میں جگہ کا تعین کر لیا گیا ہے اور ماڈل ہاؤس کی تعمیر زور و شور سے جاری ہے جس کے لئے ڈویژن کی سطح پر درخواستیں مانگی گئی ہیں جس کی آخری تاریخ 15-10-2011 مختص کی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں مذکورہ ضلع فیصل آباد میں عبداللہ پور سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جڑانوالہ روڈ پر زیر تعمیر ہے جہاں پر ماڈل ہاؤس کی تعمیر کا عمل تیزی سے جاری ہے اور جلد ہی تمام تکنیکی ڈیزائن مکمل کر کے پوری سکیم کے کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

یہ سکیم 654 کنال رقبے پر محیط ہے جس میں تقریباً 2300 تین مرلہ کے گھر تعمیر کئے جائیں گے۔

ایل ڈی اے ایونیو ون لاہور میں الاٹیز سے ترقیاتی اخراجات کی کٹوتی و دیگر مسائل کی تفصیلات

*8388: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو ون لاہور کے الاٹیز سے تمام اقساط لینے کے بعد حکومت نے ترقیاتی اخراجات کے نام پر فی کنال -/3,24,000 روپے اور فی دس مرلہ -/1,62,000 روپے برائے انڈر گراؤنڈ نظام بجلی اور تعمیر معیاری سڑکات لیا؟

(ب) مذکورہ بالا مد میں حکومت کو کتنی رقم حاصل ہوئی اس میں سے آج تک کتنی رقم کس کس کام پر خرچ ہوئی اور بقیہ رقم کس بنک میں کسی کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ایل ڈی اے انڈر گراؤنڈ نظام بجلی کی تنصیب کا ارادہ نہیں رکھتا، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ دس سال گزرنے کے باوجود ابھی تک تمام الاٹیز کو قبضہ نہیں دیا گیا اس وقت کس کس بلاک میں کتنے الاٹیز کو قبضہ دے دیا گیا ہے اور بقیہ کو کب تک قبضہ دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم میں زیر زمین بجلی کے نظام کے لئے تخمینہ جات میں کوئی رقم رکھی گئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں الاٹیز سے کوئی اضافی رقم لی گئی ہے۔سڑکوں کی تعمیر معیار کے مطابق مکمل کی گئی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے ایونیو ون لاہور کے الاٹیز سے 6289.786 ملین وصول ہوئے جبکہ اس سکیم کے ترقیاتی اخراجات کی مد میں 3353.790 ملین مورخہ 25-05-2011 تک خرچ ہوئے جبکہ بقیہ رقم حکومت پنجاب کے احکامات کی روشنی میں ایل ڈی اے کے پرسنل لیجر اکاؤنٹ محکمہ خزانہ پنجاب میں جمع ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ایونیو ون میں زیر زمین بجلی کے نظام کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اور نہ ہی زیر زمین بجلی کے نظام کے لئے تخمینہ جات میں کوئی رقم رکھی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔بلاک ایف کے الاٹیز کی کل تعداد 532 جبکہ بلاک ایچ کے الاٹیز کی کل تعداد 493 ہے جن کو موقع پر قبضہ دینے کا آغاز 2007 میں کر دیا گیا اور اب تک بلاک ایف اور ایچ کے 60 فیصد الاٹیز کو بعد از نشاندہی پلاٹوں کا قبضہ دیا جا چکا ہے۔دیگر بلاکوں میں چیف انجینئر ایل ڈی اے کی طرف سے ترقیاتی کام مکمل کرنے کے بعد الاٹیز کو موقع پر قبضے دینے کا آغاز کر دیا جائے گا۔

لاہور۔مدینہ کالونی اور گلی نمبر 2 حاجی جمال دین کریانہ سٹور میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈالنے کی تفصیلات

*8389: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے گلی نمبر 1 (رانا بلڈنگ مٹیریل اینڈ شٹرنگ سٹور) واقع مدینہ کالونی، ڈوبن پورہ گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے واسا کی طرف سے تیار کردہ PCI سال 06-2005 بابت مدینہ کالونی ڈوبن پورہ میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈالنے کی منظوری ہوئی تھی

جس میں گلی نمبر2(حاجی جمال دین کریانہ سٹور) میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈالنا بھی شامل تھے، اگر ایسا ہے تو منظور شدہ PC-I کی رقم سے مدینہ کالونی ڈوبن پورہ کھاڑک لاہور میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈالنے کے بارے میں کرائے گئے، کام کی تفصیل مع ٹینڈر تخمینہ جات مہیا کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی نمبر2(حاجی جمال دین کریانہ سٹور) جس کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول گلی نمبر1 کے برابر ہے تاحال سیوریج اور آب رسانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے، اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر2(حاجی جمال دین کریانہ سٹور) میں بھی سیوریج اور آب رسانی کے پائپ بچھانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے گلی نمبر1(رانا بلڈنگ مٹیریل اینڈ شٹرنگ سٹور) واقع مدینہ کالونی، ڈوبن پورہ گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ ڈال دیئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈوبن پورہ میں سیوریج کے پائپ ڈالنے کے لئے سال 2005-06 میں 38.651 ملین روپے کی لاگت کا PC-1 منظور ہوا۔ جس میں گلی نمبر2(حاجی جمال دین کریانہ سٹور) مین سیوریج بچھائی کا کام شامل نہ تھا۔ اس PC-1 کے تحت مختلف ادوار میں 35.178 ملین روپے فنڈز موصول ہوئے جس سے مصطفیٰ پارک، شہباز پارک، صداقت پارک ڈوبن پورہ سبزہ زار کے علاقوں میں سیور بچھانے کا کام اور ڈسپوزل سٹیشن کی تعمیر کا کام مکمل کیا گیا۔ مکمل کئے گئے کام کی تفصیل مع ٹینڈر تخمینہ جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ بعد ازاں اس PC-1 کو سال 2009-10 میں revise کر کے تخمینہ لاگت 53.485 ملین روپے میں منظور کیا گیا جس میں مذکورہ گلی اور بقایا مختلف گلیوں اور ڈوبن پورہ میں شامل ہونے والی نئی آبادیوں میں سیور بچھائی کا کام شامل تھا لیکن ریوائزڈ PC-1 کے فنڈز موصول نہ ہوئے۔ ڈوبن پورہ میں واٹر سپلائی کے پائپ بچھانے کا PC-1 سال 2009-10 میں 37.18 ملین روپے کی لاگت کا منظور ہوا جس کے بھی فنڈز موصول نہ ہوئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) جس کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول گلی نمبر 1 کے برابر ہے تاحال سیوریج اور آب رسانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے ہیں۔ مذکورہ گلی اور بقایا مختلف گلیوں اور ڈوبن پورہ میں شامل ہونے والی نئی آبادیوں میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ بچھانے کے کام کا تخمینہ لاگت جامع منصوبہ بندی کے تحت تیار کیا جا رہا ہے۔

(د) جی ہاں۔واسا لاہور ڈوبن پورہ میں شامل ہونے والی نئی آبادیوں میں سیوریج اور آب رسانی کے پائپ بچھانے کے کام کا تخمینہ لاگت جامع منصوبہ بندی کے تحت تیار کر رہا ہے جس میں گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) میں بھی سیوریج اور آب رسانی کے پائپ بچھانے کا کام شامل ہے۔

لاہور۔ٹاؤن شپ کالج روڈ کے برساتی نالے کے پلوں پر حفاظتی جنگلے لگانے کا معاملہ

*8410: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ کالج روڈ کے برساتی نالے کے پلوں پر حفاظتی جنگلے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے اور اموات بھی ہو چکی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان برساتی نالوں کے پلوں پر فوری حفاظتی جنگلے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور کے برساتی نالے (کالج روڈ ڈرین) کے پلوں پر لگے حفاظتی جنگلے واسا نے نہیں لگائے ہیں۔مذکورہ نالے کے پلوں کو روڈ ڈیپارٹمنٹ نے بنایا ہے اور جنگلے بھی ان کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔تاہم واسا کے پاس کسی کے ہلاک یا زخمی ہونے کی کوئی شکایت تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) واسا اس نالے کے پلوں پر جنگلے لگانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

لاہور-پی ایچ اے میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8503: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور میں اس وقت ملازمین کی کل کتنی تعداد ہے اور ان کی گریڈوار تفصیل کیا ہے ڈیلی ویجز ملازمین کتنے ہیں؟

(ب) ڈیلی ویجز ملازمین کی بھرتی کے کیا قواعد وضوابط ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پی ایچ اے میں ملازمت کے لئے اور خاص طور پر ڈیلی ویجز ملازمین کی بھرتی من پسند افراد کی جاتی ہے؟

(د) سال 2010 میں ڈیلی ویجز کی کتنی اسامیوں پر تعیناتی کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(1) ریگولر ملازم 3510 (2) کنٹریکٹ ملازم 33
(3) ورک چارج ملازم 149 (4) ڈیلی پیڈ 1805

کل 5495 عدد ملازم ہیں۔ریگولر ملازمین کی گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈیلی اجرت پر رکھے جانے والے ملازمین کام کی کشادگی کو مدنظر رکھتے ہوئے رکھے جاتے ہیں۔ہر ملازم فیلڈ میں کام کرنے کی اہلیت و تجربہ یعنی کھرپہ، کسی، درانتی وغیرہ سے کام کرنے کی مہارت رکھتا ہو۔

(ج) یہ غلط ہے کہ ملازمین پسند کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں۔مستقل ملازمین کے لئے باقاعدہ رولز اینڈ ریگولیشن موجود ہیں۔جہاں تک ڈیلی ویجز ملازمین کا تعلق ہے اس کا جواب (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

(د) سال 2010 میں 188 ڈیلی ویجز بھرتی کئے گئے۔

فیصل آباد۔گلستان کالونی میں پلاٹ الاٹ کرنے کی تفصیلات

*8666: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ FDA نے گلستان کالونی کمرشل ایریا فیصل آباد میں Residential/Commercial پلاٹ الاٹ کئے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پلاٹ درحقیقت کمرشل پلاٹ تھے اوران کے کچھ حصہ میں رہائش رکھنے کی اجازت ہے ؟

(ج) ان پلاٹوں پر کمرشل پلازے بنانے کے لئے کیا Commercialization دوبارہ کروانے اور فیس جمع کروانے کی ضرورت ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ کہ ایف ڈی اے نے گلستان کالونی ملت روڈ پر رہائشی / کمرشل پلاٹس الاٹ نہ کئے تھے بلکہ نیلام عام میں فروخت کئے تھے۔

(ب) مذکورہ پلاٹس رہائشی / کمرشل نیلام عام میں فروخت کئے تھے۔ایف ڈی اے کے اس وقت کے مروجہ بلڈنگ بائی لاز منظور شدہ ایف ڈی اے کی گورننگ باڈی مورخہ 1980-8-27 کے مطابق رہائشی / کمرشل پلاٹس کا مطلب ہے کہ ایسی عمارت جس کے گراؤنڈ فلور پر کمرشل کاروبار کیا جا سکتا ہے اور رہائش بھی رکھی جا سکتی ہے جبکہ فسٹ فلور اور subsequent فلورز پر صرف رہائش رکھی جا سکتی ہے اور انہی شرائط کے ساتھ پلاٹ نیلام کئے گئے تھے۔

(ج) مذکورہ پلاٹوں میں اگر کسی نے فسٹ فلور اور subsequent فلورز پر کمرشل کاروبار کرنا ہو اور وہ کمرشل ڈکلیئر کی گئی سڑک پر واقع ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مروجہ رولز کے مطابق محکمہ کی منظوری سے کمرشل فیس جمع کروا کر نقشہ کی منظوری حاصل کرے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8241 بڑا اہم تھا مہربانی کر کے اسے آئندہ سیشن کے لئے pending فرمایا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا بھی بڑا اہم سوال جس کا نمبر 8362 تھا اسے pending فرمایا جائے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میرا بھی بڑا اہم سوال نمبر 8181 ہے تو مہربانی کر کے اسے بھی pending فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تینوں ممبران اپنے سوالوں کے نمبر سیکرٹری صاحب کو تحریری طور پر دے دیں۔

(اس مرحلہ پر تینوں معزز ممبران نے اپنے اپنے سوالوں کے نمبر لکھ کر سیکرٹری اسمبلی کو دیئے)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ، جناب سپیکر! ہم آپ کو اس ایوان میں formally welcome کرتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ اکثر اس ایوان کو preside کیا کریں تاکہ اس ایوان کے حالات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب ہمارے محترم ہیں اور وہ بڑا اچھا House conduct کرتے ہیں اور ہم سب نے اسے مل کر چلانا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم ان کا بھی احترام کرتے ہیں اور ان کے احترام میں کسی قسم کی کوئی کمی آئندہ بھی واقع نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو اس سے پہلے وقفہ سوالات کے دوران کچھ ایسے معاملات آئے ہیں کہ اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ ان کے جوابات تسلی بخش نہیں تھے جن پر ہم پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ایل ڈی اے کی طرف سے واسا میں 55 کروڑ روپے کے جنریٹرز خریدے گئے ہیں جو کہ صرف ایک مون سون سیزن کے لئے تھے اور یہ بہت افسوسناک بات ہے کہ 55 کروڑ روپیہ صرف جنریٹرز کی مد میں اڑا دیا گیا ہے اور اس کے باوجود subsequent years میں بارشوں میں ڈوب رہا ہے۔ یہاں پر نکاسی آب کا مناسب بندوبست ان بارشوں میں تھا اور نہ اس سے پچھلی بارشوں میں تھا اور لوگوں نے experience کیا ہے کہ لاہور کی سڑکیں تالاب اور جوہڑوں کا منظر پیش کرتی رہی ہیں۔ ہم آپ کے ذریعے یہ request کرتے ہیں کہ 55 کروڑ روپے سے خریدے جانے والے جنریٹرز کے علاوہ subsequent years میں ان پر کتنا خرچہ ہوا، لاہور کو اور مزید خراب کرنے اور پانی میں مزید

ڈبونے کے لئے واسانے اپنی انکم میں، بیوروکریسی نے اپنی جیبوں کو بھرنے کے لئے جو مزید جنریٹرز یا مشینری خریدنی ہے اس کی تفصیلات سے بھی اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر! ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں، مختلف اکیڈمیز، انٹری ٹیسٹ کی تیاری کرانے والی اکیڈمی کی creation کے لئے وہ deal کرتی ہے۔ بڑی افسوسناک بات ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب کے پرزور شور کے باوجود ابھی تک اس کمیٹی کی صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ ایل ڈی اے کے متعلق ابھی کہا گیا ہے کہ صحت اور تعلیم کے مسئلے پر صرف 3 فیصد چارج کرتی ہے تو اس کے پیچھے لازمی طور پر sense اس لئے بنتی ہے کہ صحت اور تعلیم عوام کا مسئلہ ہے اس لئے کمرشلائزیشن فیس کم چارج ہونی چاہئے لیکن اس ایوان کو بتایا گیا ہے کہ اگر ایل ڈی اے پرائیویٹ سکولوں اور ہسپتالوں کو یہ سہولت دے رہی ہے کہ عوام کو سہولت مہیا کرنے کے لئے وہ باقی اداروں کی نسبت کم کمرشلائزیشن فیس دیں تو کیا اس کم کمرشلائزیشن فیس کا benefit عوام کو transfer ہو رہا ہے؟ ہماری یہ پرزور اپیل ہے پرائیویٹ سکولوں کے فیس structure پر جو پہلے کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کے ممبر شیخ علاؤالدین صاحب بھی ہیں تو اس کا اجلاس بلایا جائے اور ہم آپ کی وساطت یہ مطالبہ کرتے ہیں اور آپ اس حوالے سے رولنگ دیں اور کوئی ڈیڈ لائن دیں کہ فیس structure کو قائم کرنے کے لئے کب تک کمیٹی اپنی سفارشات اس ایوان میں پیش کرے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! اس بارے میں ہم کل تک بتائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! "مجھے یاد ہے ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو" یہی وہ House ہے جہاں پر ہم اپوزیشن میں اکٹھے بیٹھا کرتے تھے اور اس ملک میں اور اس ایوان میں جمہوریت لانے کے لئے ہم نے وہ تمام تر efforts مل کر کیں۔ جب میں پہلی دفعہ 2002 میں اس ایوان کی ممبر بنی تھی تو جو خیالات اور ہمارے جذبات جمہوریت کے بارے میں تھے ان پر implement کرنے کے لئے میں سمجھتی تھی کہ جب جمہوری حکومت آئے گی یا اس ایوان میں جمہوریت ہو گی تو ہم وہ سب چیزیں دیکھیں گے لیکن بہت تکلیف دہ بات یہ ہے کہ آج مجھے بڑی تکلیف سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اپوزیشن میں ہوتے ہوئے ہمیں ڈکٹیٹر کی اسمبلی اس طرح سبوتاژ نہیں کرتی تھی جس طرح سے آج ہمیں سبوتاژ کیا جاتا ہے اور سپیکر صاحب ہمارے بڑے ہیں اور محترم ہیں اور مجھے امید

ہے کہ انہیں کسی نے گائیڈ کیا ہوا ہے کچھ لوگوں کو pin point کرنے میں جن میں، میں بھی شامل ہوں۔ میرا دیا ہوا کوئی بھی business House entertain کرتا ہے، یہ اسمبلی entertain کرتی ہے یا سیکرٹریٹ entertain کرتا ہے؟ سیکرٹریٹ کے حوالے سے میں یہ کہہ دوں کہ یہاں پر اس دور کے اندر جو سیکرٹری صاحب بیٹھا کرتے تھے آج وہ کہاں ہیں؟ یہ باتیں ہمیں یاد رکھنی چاہئیں یہاں پر مستقل کسی کو نہیں رہنا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جناب سپیکر صاحب ہمارے بزرگ ہیں اور محترم ہیں لیکن ان کا روّیہ بعض اوقات بہت ہتک آمیز ہوتا ہے۔ ہم بھی یہاں سب ممبر ہیں اور اگر ہمیں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بات نہیں کرنی تو میں اس بات پر بہت categoric ہوں کہ پھر میں نے جتنی کوششیں اور کاوشیں کیں، جتنی ماریں ہم نے مال روڈ پر کھائیں، جس طرح ہمیں اس ایوان سے اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا جاتا رہا تو میں سمجھتی ہوں کہ شاید ہم نے وہ غلط کیا اور مجھے اس House میں نہیں آنا چاہئے۔ اگر اس طرح سے مجھے House میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، میرا business entertain نہیں کیا جانا اور اس کی ایک مثال یہ ہے کہ میں نے ایک تحریک استحقاق move کی ہے جو میرا خیال ہے کہ آپ کی بھی privilege کا معاملہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کی Chair کی رولنگ پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی کہ میں نے کوآپریٹو سوسائٹی کے بارے میں 500 کروڑ روپے کی کرپشن کے گھپلے کی نشاندہی کی تھی اور میں نے بارہا آپ کے آفس میں جاکر بھی request کی کہ اس کمیٹی کی میٹنگ call کی جانی چاہئے اور اس پر بہت بڑا scan ہے۔ جن لوگوں کے خلاف میں نے بات کی تھی اور جو اس میں ملوث ہیں تو اس پر مجھے دھمکیاں دی گئیں کہ میں اسے withdraw کرلوں اور میں اس پر ایوان میں بات نہ کروں۔ اگر کرپشن کے خلاف بات کرنے کے لئے میرے اندر ہمت ہے تو اس سیکرٹریٹ اور ڈیپارٹمنٹ میں بھی ہمت ہونی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری تحریک استحقاق آپ کی بھی Privilege Motion ہے کہ میرے سامنے آپ نے کئی دفعہ سیکرٹریٹ کو instructions دیں کہ کمیٹی کی میٹنگ call ہونی چاہئے لیکن نہیں ہوئی اور اب وزیر قانون میری تحریک استحقاق کو پتا نہیں کتنے دنوں سے دبا کر بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی ساری بات سن لی گئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کا اپوزیشن میں کردار بالکل قابل تحسین بھی رہا ہے اور یہاں پر سیکرٹریٹ سے جو آپ کو problems ہیں، ہم ان کو آج ہی بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں اور اس پر ہم کل تک یا Monday تک apprise کر دیں گے اور میں آپ کو

دوسری بات یہ بتادوں کہ ہم سب نے اس ہاؤس کو پیار اور محبت کے ساتھ مل کر چلانا ہے۔اس ہاؤس کی sanctity کو سامنے رکھتے ہوئے اسے چلانا ہے۔میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور باقی بات۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہاؤس کل adjourn ہو جائے گا اور issue یہ نہیں ہے، issue یہ ہے کہ کیا اس ہاؤس میں sensible بات کرنے کی، بے شک آپ میرا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں آج تک جتنا Question Hour ہوا ہے کیا کبھی میں نے irrelevant بات کی ہے، کبھی میں نے کوئی غلط سوال پوچھا ہے؟ اس کے باوجود بھی اگر ٹارگٹ کیا جائے اور کہا جائے کہ اس کو نہیں بولنے دینا تو پھر میں اس ہاؤس میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس سے بہتر تو پھر وہ غیر جمہوری اسمبلی تھی جس میں کم از کم ہم کچھ سوچ کر تو effort کرتے تھے۔یہاں پر تو میں سمجھتی ہوں کہ effort کرنا ہی بے سود ہے۔اگر یہ جمہوری حکومت ہے، اگر یہ جمہوری روّیے ہیں تو مجھے اس جمہوری روّیے پر بہت تکلیف ہے۔ مجھے تکلیف یہ ہے کہ میں نے اس ہاؤس میں جمہوریت لانے کے لئے صرف وقت ضائع کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں، آپ کی contention آچکی ہے۔ ہم اس کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بہتر حل نکالتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میری پوری بات سن لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سپرے کہاں سے آرہا ہے؟ اسے بند کرائیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ڈینگی سپرے اندر آگیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی لیکن اگر آپ بھی حکم فرمائیں گے تو میں پھر بیٹھ جاؤں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔اگر آپ کا مسئلہ حل نہیں ہو گا تو پھر میں آپ کو دوبارہ floor دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے دوسری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس میں smoke alarm کی آواز آنے لگی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ alarm کس چیز کا بج رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سپرے بند کروائیں۔۔۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے Chair سے ایک ruling مانگی تھی کہ کیا ایڈوائزری کمیٹی Rules of Procedure کو violate کرکے یا conflict کرکے کوئی ایسی business کی چیز pass کر سکتی ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ fire alarm ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ fire alarm نہ سمجھیں بلکہ اس کو smoke alarm سمجھیں۔ جس جس ممبر کو اس smoke سے مسئلہ ہے وہ باہر چلا جائے اور ہمیں کارروائی مکمل کرنے دیں۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! 14۔ اپریل 2011 کو میں نے معزز ایوان میں Chair سے ایک ruling مانگی تھی کہ کیا ایڈوائزری کمیٹی جس میں ہاؤس میں بیٹھی ہوئی تمام سیاسی جماعتوں کے پارلیمانی لیڈر بیٹھتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ruling پڑھ لی ہے، اس میں مسئلہ کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ruling یہ مانگی تھی کہ principally decide کریں کہ کیا پارلیمانی پارٹیوں کے heads کی بنیاد پر جو ایڈوائزری کمیٹی تشکیل پاتی ہے تو کیا ایڈوائزری کمیٹی Rules of Procedure کے خلاف کوئی قانون پاس کر سکتی ہے؟ آپ نے اس میں جواب یہ دیا ہے کہ ایڈوائزری کمیٹی نے کوئی ایسی چیز پاس نہیں کی جو Rules of Procedure کے خلاف ہو۔ میں نے ابھی یہ allege ہی نہیں کیا کہ آپ لوگوں نے Rules of Procedure کے خلاف کوئی چیز پاس کی ہے یا نہیں، میں آپ کی ruling یہ چاہتا ہوں کہ کیا Rules of Procedure کو conflict کرکے یا violate کرکے ایڈوائزری کمیٹی کوئی چیز پاس کر سکتی ہے یا نہیں؟ جن rules کا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ:

> If on a question being called it is not put or the member in whose name it stand is absent the Speaker may

آپ نے حوالہ یہ دیا ہے کہ سپیکر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ Question Hour میں کسی کو بولنے کا موقع دے کسی کو نہ دے۔ حالانکہ یہ تو میرا سوال ہی نہیں ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری ذرا عرض سن لیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اس لئے نہیں بنتا کہ آپ نے جو پوچھا تھا اس کا بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ 209 جو پوائنٹ آف آرڈر کو deal کرتا ہے اس کی سب کلاز (4),(3) اور (5) کو پڑھ لیں تو اس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ:

(3). A member may formulate a point of order and the Speaker shall decide whether the point raised is a point of order and, if so, give his decision thereon, and his decision shall be final.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہی نہیں ہے۔۔

(اذان ظہر)

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اس پر debate نہیں ہو سکتی، اب آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 893 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 894 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں لابی میں تھا، نام سن کر فوراً آگیا ہوں میرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں تھوڑی دیر بعد آپ کو ٹائم دوں گا، آپ کو یہاں موجود ہونا چاہئے تھا۔ یہ تحریک التوائے کار 1467/11 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی ہے۔ اس کے بعد محترمہ آمنہ الفت اور قمر عامر چودھری کی تحریک ہے۔

سانگلہ ہل کے چک نمبر 111 مہنہ والی میں محکمہ کی ملی بھگت سے 71 کنال اراضی کی کوڑیوں کے بھاؤ جعلی الاٹمنٹ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 7۔ ستمبر 2011 کی خبر کے مطابق سانگلہ ہل چک نمبر 111 مہنہ والی میں محکمہ مال نے ایک شخص راسب محمود سے ساز باز کر کے کروڑوں روپے مالیت کی 71 کنال اراضی صرف 11400/- روپے میں الاٹ کر کے حقوق ملکیت جاری کر دیئے۔ راسب محمود نے اراضی کی پلاٹنگ کر کے 50 ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت کرنا شروع کر دی۔ گاؤں کے لمبردار گلزار احمد نے مقامی تحصیلدار کو درخواست دی مگر کوئی کارروائی نہ ہوئی جس پر لمبردار گلزار احمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست دے دی۔ بتایا گیا ہے کہ خیر دین ولد بوٹا آرائیں کو 71 کنال اراضی زیر سکیم بیع مزارع الاٹ ہوا تھا خیر دین کے انتقال پر محکمہ مال نے اراضی کے وارثان راسب محمود سے ساز باز کر کے کروڑوں روپے مالیت کی اراضی 11400/- روپے میں اس کے نام کر دی اور حقوق ملکیت بھی دے دیئے۔ پٹواری حلقہ کی جعلی رپورٹ اس کے ساتھ شامل کی گئی۔ راسب محمود نے زرعی مقاصد کے لئے الاٹ اراضی کی پلاٹنگ کر کے کمرشل بنیادوں پر 20 سے 50 ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت شروع کر دی۔ درخواست میں مطالبہ کیا گیا کہ کوڑیوں کے بھاؤ الاٹ کی گئی اراضی کی الاٹمنٹ منسوخ کی جائے اور اراضی کو اوپن نیلام کیا جائے تاکہ حکومت پنجاب کو بھاری مالی فائدہ پہنچ سکے یا پھر مفاد عامہ کے تحت پارک یا سکول کے لئے مختص کر دی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1471 محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔

محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص حکمت عملی کے باعث صوبائی دارالحکومت کے لاکھوں باسی پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت سے محروم

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 7- ستمبر 2011 کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص حکمت عملی کے باعث صوبائی دارالحکومت کے لاکھوں باسیوں کو تاحال پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولتیں میسر نہیں۔ حکومت نے چین سے بسیں منگوا کر لاہور کے مختلف روٹوں پر چلانے کا کب سے اعلان کر رکھا ہے لیکن لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی میں موجود ذمہ داران کی عدم دلچسپی اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ سے ملی بھگت کی بناء پر ابھی تک چین سے بسیں نہیں آئیں جس کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ عوام نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی مشکلات کے پیش نظر جلد اور فوری اقدامات نہ کئے جانے اور جلد از جلد نئی بسیں لاہور کے مختلف روٹوں پر نہ چلانے کے مسئلہ پر بحث کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے انتہائی اہم معاملہ کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اس سلسلے میں یہ درست ہے کہ چین کے ساتھ حکومت پنجاب نے ٹرانسپورٹ سروس کو بہتر کرنے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں بسوں کو چلانے کے لئے ایک معاہدہ کیا اور اس معاہدہ کے تحت 14- اگست تک انہوں نے بسیں مہیا کرنی تھیں لیکن وہ بوجہ بسوں کی جو پہلے سے ساخت تھی اس میں یہاں کی مقامی environment کے مطابق کچھ amendments propose کی گئیں جس کی وجہ سے shipment جو اگست تک پہنچنی تھی وہ لیٹ ہوئی۔ اب hopefully اکتوبر تک اس سلسلے میں کافی مثبت پیشرفت ہے۔ چیف منسٹر صاحب خود اس سلسلے میں دو مرتبہ چین تشریف لے گئے اور ایک وفد سیکرٹری ٹرانسپورٹ کی سربراہی میں کل ہی چین سے واپس آیا ہے۔ اب کافی بہتر progress ہے

اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ چین کے اشتراک سے پبلک ٹرانسپورٹ سروس لاہور کے شہریوں کو مہیا کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ جو جواب آیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں کہ اللہ کرے واقعی اگلے ماہ یہ بسیں آ جائیں۔ جیسا کہ پہلی بسیں defected تھیں، ان کے اندر problems تھیں، وہ خراب ہو گئی تھیں اور اس پر اگر نظر ثانی کر لی گئی ہے، ان کے اندر جن amendments کی ضرورت ہے تو اس میں changes کی جائیں اور ان کو بہتر طور پر لایا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھا اقدام ہو گا بشرطیکہ باقی وقت کی پابندی ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار اس assurance پر dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 1473/11 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔

دریائے ستلج میں طغیانی سے پاکپتن اور بصیر پور میں ہزاروں ایکڑ اراضی زیر آب اور فصلات تباہ ہونے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 30۔اگست 2011 کے مطابق ستلج میں طغیانی سے پاکپتن اور بصیر پور میں تباہی، ہزاروں ایکڑ اراضی زیر آب۔ تفصیلات کے مطابق دریائے ستلج میں طغیانی سے پاکپتن اور بصیر پور میں تباہی ہوئی اور ہزاروں ایکڑ اراضی زیر آب آ گئی۔ گزشتہ روز ہیڈ سلیمانکی کے مقام پر پانی کی آمد 81993 کیوسک ریکارڈ کی گئی جبکہ اخراج 70125 کیوسک ہونے کے باعث 20 دیہات فوری خالی کرنے کا انتظامی حکم جاری کیا گیا۔ بصیر پور میں طوفانی بارش کے باعث پانی کی سطح تیزی سے بلند ہو رہی ہے۔ زمینداروں نے اپنی مدد آپ کے تحت جو بند تعمیر کئے تھے وہ ٹوٹ گئے ہیں۔ کپاس اور دھان کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ زمینداروں کو کروڑوں روپے کا مالی نقصان ہوا ہے، ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اس صورتحال سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سال دریا ستلج میں جو طغیانی آئی ہے یعنی اس دریا میں پانی کافی سالوں کے بعد آیا ہے جو کہ کسی حد تک غیر متوقع بھی تھا بہر حال اس سے یقیناً لوگوں کو نقصان پہنچا اور کسانوں کی کھڑی فصلوں کی تباہی ہوئی۔ اس سلسلے میں حکومت سروے کروا رہی ہے اور یقیناً جن کسانوں کا نقصان ہوا ہے ان کو compensate بھی کیا جائے گا۔ اب یہ صورتحال کنٹرول میں ہے اور پانی کا ریلہ گزر چکا ہے سر دست وہاں پر کسی قسم کا دوبارہ سیلاب آنے یا اس سے کسی قسم کی تباہ کاری کا احتمال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اس وقت وہاں پر جو لوگ کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں تو ایک ان لوگوں کو compensate کرنا بھی ضروری ہے لیکن جو لوگ وہاں باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس کوئی ٹیم نہیں پہنچی جو ان کا تدارک کر سکے تاکہ ان کو کوئی نہ کوئی سہولت میسر ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاہلوں صاحب! آپ کو پتا ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی اور اس پر جو بات کی گئی ہے اس کو ہم بھی ensure کروائیں گے کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس پر عمل کیا جائے۔ اگر آپ مزید سمجھتے ہیں کہ کچھ ہونا چاہئے آپ ان کو مل کر طے کر لیں آپ کا یہ اچھا اقدام ہے کہ ہاؤس کے notice میں لے آئے ہیں۔ This is disposed of. بہت شکریہ۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1482/11 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

نیو بکر منڈی شاہ پور کانجراں لاہور کے ٹھیکیدار کا عملہ اور پولیس کی ملی بھگت سے بیوپاریوں سے اضافی رقم وصول کرنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 8۔ ستمبر 2011 کی خبر کے مطابق نیو بکر منڈی شاہ پور کانجراں کے ٹھیکیدار نے کرپشن کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ انٹری فیس راس -/200 روپے فی شاخ -/100 روپے اور ٹرک، مزدا سے -/1000 روپے تک وصول کرنے لگا۔ منڈی میں علامہ اقبال ٹاؤن کا عملہ غائب۔ تفصیلات کے مطابق نیو بکر منڈی شاہ پور کانجراں کے ٹھیکیدار نواز نے کرپشن کے ریکارڈ توڑ دیئے۔

منڈی میں سرکاری انٹری فی راس -/135 روپے اور فی شاخ -/300 روپے ٹرک مزدا -/500 روپے، چھوٹا مزدا -/300 روپے اور پک اپ -/100 روپے مقرر ہے۔ جبکہ ٹھیکیدار نواز کے مسلح غنڈے ٹرانسپورٹرز اور بیوپاریوں سے زبردستی فی راس -/200 روپے سے -/300 روپے، فی شاخ -/100 روپے سے -/150 روپے جبکہ ٹرک مزدا اور پک اپ سے اضافی -/300 روپے سے لے کر -/1000 روپے تک وصول کر رہے ہیں۔ اضافی پیسے نہ دینے والے ٹرانسپورٹرز اور بیوپاریوں پر ٹھیکیدار کے مسلح غنڈے تشدد کرتے ہیں۔ سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ٹھیکیدار نے منڈی کے اندر جوئے کے اڈے بھی کھول رکھے ہیں۔ جہاں مختلف شہروں سے آئے معصوم بیوپاریوں سے لاکھوں روپے ہتھیائے جاتے ہیں اور منڈی میں ڈکیتی کی وارداتیں معمول بن گئی ہیں۔ علامہ اقبال ٹاؤن کے ٹی ایم او اور دیگر عملہ بھاری رشوت لیتے ہوئے خاموش ہے بلکہ سب سے بڑی مویشی منڈی علامہ اقبال ٹاؤن کے دفتر میں تالے لگے ہوئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق کچھ پولیس اہلکار بھی اس کرپشن میں ملوث ہیں اور چند بااثر سیاسی افراد ٹھیکیدار کی سپورٹ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ علاقہ کے لوگوں نے شدید احتجاج کرتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ کرپٹ ٹھیکیدار کی غنڈہ گردی اور چار جنگ کرنے پر اس کا ٹھیکہ منسوخ کیا جائے اور علامہ اقبال ٹاؤن کے عملے اور ملوث پولیس اہلکاروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب یہ خبر روزنامہ "جناح" مورخہ 8۔ ستمبر 2011 کو شائع ہوئی ہے جس کو محترمہ نے اس تحریک کا موضوع بنایا ہے اس کے بعد District Administration کو اس بارے میں directions جاری کی گئیں ہیں کہ اس معاملے کو thorough probe کرانے کے بعد ان شکایات جن کا ذکر اس خبر اور تحریک میں کیا گیا ہے تو ان میں سے جو درست پائی جائیں ان کا ازالہ کروایا جائے اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں وزیر قانون کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1483/2011 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!ایک دن میں کتنی تحاریک التوائے کار پڑھی جا سکتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جتنی مرضی پڑھ لیں۔

شاکر روڈ نیو سمن آباد لاہور انتظامیہ کی ملی بھگت سے مویشیوں کا اڈا بننے سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 8۔ستمبر 2011 کی خبر کے مطابق اہل علاقہ نیو سمن آباد کی وزیراعلیٰ پنجاب سے اپیل سمن آباد ٹاؤن کی انتظامیہ نے علاقہ کو مویشیوں کا اڈا بنا دیا۔اہلیان علاقہ نے درخواست کی ہے کہ شاکر روڈ نیو سمن آباد میں بعض لوگوں نے مال مویشیوں (گائے بھینسوں) کا اڈا بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے اہل علاقہ کی زندگی عذاب میں مبتلا ہو چکی ہے۔گائے بھینسوں کے گوبر کی وجہ سے آئے دن گٹر بند ہو جاتے ہیں۔جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جس میں مچھروں کی افزائش ہو رہی ہے اور ڈینگی کا مرض پھیل رہا ہے۔اہل علاقہ اس کی وجہ سے سخت پریشان ہیں اور اعلیٰ حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ کسی دن خفیہ طور پر شاکر روڈ سمن آباد کا دورہ کر کے ہماری پریشانی کا ازالہ کریں۔اس خبر سے لاہور شہر بالخصوص سمن آباد لاہور کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس جگہ کا ذکر محترمہ نے کیا ہے اس سمیت لاہور میں باقی جگہوں پر بھی جہاں جہاں اس قسم کا کوئی irritant تھا ختم کر دیا گیا ہے۔اب یہ معاملہ resolve کروایا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون کی assurance پر اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1485/2011 محترمہ فائزہ احمد ملک کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1487/2011 ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی طرف سے ہے موجود نہیں ہیں اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 1489/2011 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ سے صارفین کو پریشانی کا سامنا

محترمہ ساجدہ میر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 6۔ ستمبر 2011 کے مطابق صوبائی حکومت پنجاب کی ناقص کارکردگی کے باعث روزمرہ کی اشیائے ضروریہ قیمتوں میں اضافہ کے باعث سفید چنے سو کلوگرام بوری -/400 روپے اضافہ کے ساتھ -/1000 روپے، کالے چنے فی بوری -/100 روپے اضافہ کے ساتھ -/5800 روپے، سپر چاول فی بوری -/50 روپے اضافہ کے ساتھ -/5200 روپے گھی، درجہ اول سولہ کلوگرام کنستر -/5 روپے اضافہ کے ساتھ -/2750 روپے گھی، درجہ سوئم کنستر -/10 روپے اضافہ کے ساتھ -/2580 روپے، چینی فی بوری -/20 روپے اضافہ کے ساتھ -/7460 روپے اور شربت روح افزاء فی بوتل -/2 روپے اضافہ کے ساتھ -/140 روپے کا ہو گیا ہے۔ جبکہ یوٹیلٹی سٹوروں پر رمضان پیکج کے بعد یوٹیلٹی گھی و آئل فی لیٹر -/159 روپے، دال چنا -/77 روپے، کالے چنے -/68 روپے، سفید چنے -/142 روپے، چاول -/84 روپے، دال مونگ ثابت -/132 روپے اور دال ماش -/138 روپے فی کلو ہو چکی ہے۔ مصالحہ جات کی قیمتوں میں -/1 روپے سے -/15 روپے اور صابن کی قیمتوں میں -/1 سے -/20 روپے اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں عیدالفطر کے ایام میں تھوک سبزی و پھل منڈیوں میں بعد از تعطیل سبزیوں و پھلوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ جن میں آلو نیا -/8 روپے اضافہ کے ساتھ -/40 روپے، پیاز -/10 روپے اضافہ کے ساتھ -/34 روپے، ٹماٹر -/30 روپے اضافہ کے ساتھ -/64 روپے، کھیرا -/40 روپے اضافہ کے ساتھ -/80 روپے، سبز مرچ -/6 روپے اضافہ کے ساتھ -/44 روپے اور سیب -/10 روپے اضافہ کے ساتھ -/70 روپے ہوا ہے۔ عیدالفطر کے بعد اشیائے خورد و نوش میں اضافہ سے عوام الناس میں سخت غم و غصہ واشتعال

پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! میری تحریک التوائے کار کا نمبر ہی عید کے بعد آیا ہے۔اب تو عید بھی گزر گئی ہے میں اب کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو مجھے تیزی مندڑی کی اینکر لگی ہیں۔(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! محترمہ نے جس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے ویسے تو price hikes کے متعلق ایک دن پہلے سے بحث کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔اب اجلاس چونکہ کل prorogue ہو جائے گا تو next جب بھی اجلاس بلوایا جائے گا اس میں price hikes کے متعلق عام بحث کروائی جائے گی اور اس میں جو تجاویز ممبران کی طرف سے دی جائیں گی ان سے رہنمائی حاصل کر کے حکومت ان پر عمل کرے گی۔اس کے علاوہ پرائس مجسٹریٹ کا تقرر کر دیا گیا ہے وہ بھی اس سلسلے میں اپنی کوشش کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو بلاجواز مہنگائی سے روکا جائے اور اس کے علاوہ سستے بازار کا concept حکومت پنجاب نے introduce کروایا ہے جس سے کافی حد تک بہتری آئی ہے۔بہر حال اس میں ابھی بھی مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے۔اس سلسلے میں اس معزز ایوان میں جب عام بحث ہو گی اور اس سے جو رہنمائی حاصل ہو گی اس سے اس سسٹم کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! اس کے لئے بھی ایک دن مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو already انہوں نے فرما دیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! وزیر قانون نے بہت اچھی بات کی ہے اس لئے میں اسے پریس نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔محترمہ اسے پریس نہیں کرتیں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔تحریک التوائے کار نمبر 2011/1493 محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں اور ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/1494 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر 308۔ گ ب میں سرکاری اراضی کی اقرباء پروری کے تحت الاٹمنٹ

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے مختلف اضلاع میں سرکاری اراضی غریب لوگوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ اس میں اہلیان دیہہ چک نمبر 308 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہائشیوں نے اسی گاؤں میں موجود پہلے 7 مرلہ اور اب 5 مرلہ کی تقسیم کے لئے درخواستیں دے دیں اور جب حکومت نے وہاں موجود سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ کی تو ان جناح آبادیوں میں متعدد ایسے افراد کو جگہیں دے دی گئیں جن لوگوں کے پاس پہلے ہی اپنی ذاتی زمین، گھر، ٹریکٹر، موٹر سائیکل حتیٰ کہ نقدی وزیورات موجود تھے اور ان لوگوں کو نظر انداز کر دیا جن کے پاس اپنی ذاتی زمین اور نہ ہی گھر ہے۔ متعلقہ محکمہ کی اس بے ضابطگی اور بے قاعدگی کے بارے میں اہلیان علاقہ کے ان غرباء نے متعلقہ ڈی سی او کو درخواستیں دیں کہ وہ سختی سے نوٹس لیں اور حقداروں کو ان کا حق دیا جائے اور ان امراء سے سرکاری زمینیں واپس لی جائیں جن کے پاس پہلے سے موجود تھیں اور جو سات مرلہ سکیم میں بھی گھر حاصل کر چکے تھے اب انہیں پانچ مرلہ میں بھی گھر دے دیئے گئے۔ یہ معاملہ انتہائی سنگین ہے اور اس پر مکمل انکوائری کروائی جائے تو تمام حقیقت عیاں ہو جائے گی اس لئے ضروری ہے کہ اس معاملہ پر اسمبلی دخل اندازی کر کے اس کو حل کروانے میں کردار ادا کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس سلسلے میں ایک انکوائری کا آرڈر کیا گیا ہے لیکن اس کی رپورٹ ابھی موصول نہیں ہوئی۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں تو اسے pending فرما دیں یا پھر انکوائری رپورٹ جب موصول ہو گی تو اس کے مطابق mover کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب والا! اسے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! میری تحاریک التوائے کار کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحاریک التوائے کار اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ سب سے پہلے

The Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011.

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.42 of 2011)

Minister for Law to introduce the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.42 of 2011).

مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) نظام جبری مشقت، پنجاب 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I introduce the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Bonded Labour System (Abolition) Bill (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report up to 31st October 2011.

Minister for Law, now to introduce the Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات، مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I introduce the Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Agricultural for report up to 31st October 2011.

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, laying of the Annual Report of Faisalabad Development Authority for the Year 2009-10.

فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال10-2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Annual Report of Faisalabad Development Authority for the Year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of Faisalabad Development Authority for the Year 2009-10 has been laid.

Now, laying of the Annual Report of Gujranwala Development Authority for the Year 2009-10.

گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال10-2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Annual Report of Gujranwala Development Authority for the Year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of Gujranwala Development Authority for the Year 2009-10 has been laid.

Now, laying of the Annual Report of Multan Development Authority for the Year 2009-10.

ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال10-2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Annual Report of Multan Development Authority for the Year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of Multan Development Authority for the Year 2009-10 has been laid.

Now, laying of the Annual Report of Rawalpindi Development Authority for the Year 2009-10.

راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009-10
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Annual Report of Rawalpindi Development Authority for the Year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of Rawalpindi Development Authority for the Year 2009-10 has been laid.

Now, laying of the Report on Appropriation of Accounts of Government of Punjab for the year 2005-06 Vol-I, II, III.

مد بندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال2005-06
جلد1،2اور3کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Report on Appropriation of Accounts of Government of Punjab for the year 2005-06 Vol-I, II, III.

MR DEPUTY SPEAKER: The Report of Appropriation Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06 Vol-I, II, III has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.-II for report within the period of one year.

Now, laying of the Report on Appropriation Accounts of Government of Punjab for the year 2006-07.

مدبندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2006-07 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Report on Appropriation of Accounts of Government of Punjab for the year 2006-07

MR DEPUTY SPEAKER: The Report on Appropriation Accounts of Government of the Punjab for the year 2006-07 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No. I for report within the period of one year

Now, laying of the Report on Appropriation Accounts of Government of Punjab for the year 2008-09.

مدبندی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2008-09 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Report on Appropriation of Accounts of Government of the Punjab for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Report on Appropriation Accounts of Government of the Punjab for the year 2008-09 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No. I for report within the period of one year

Now, laying of the Report on Finance Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06.

مالی حسابات حکومت پنجاب کی رپورٹ برائے سال 2005-06 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Report on Finance Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06

MR DEPUTY SPEAKER: The report on Finance Accounts of Government of the Punjab for the year 2005-06 has been laid and referred to the Public Accounts Committee No. II for report within the period of one year

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) of Government of the Punjab for the year 2008-09. Minister for Law!

بحالی خشک سالی معاونت پروگرام پراجیکٹ کے حسابات آڈٹ رپورٹ برائے سال 2008-09 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) of Government of the Punjab for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) of Government of the Punjab for the year 2008-09 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No. 1 for report within the period of one year.

Now, laying of the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2010. Minister for Law!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2010.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2010 has been laid.

Now, the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011 (Bill No.39 of 2011). Minister for Law to introduce the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011.

مسودات قانون
(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report up to 31st October 2011.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 40 of 2011).

مسودہ قانون (ترمیم) (تعلیم) اطفال ورکرز پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr. Speaker! I introduce the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report up to 31st October 2011.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Workmens' Compensation (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 41 of 2011).

مسودہ قانون (ترمیم) تلافی کارکنان پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I introduce the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report up to 31st October 2011.

Now, we take up the Punjab Power Development Board Bill 2010 (Bill No. 8 of 2010). Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I move

> "That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Power Development Board Bill 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Power Development Board Bill 2010."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under Rule225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Power Development Board Bill 2010."

(The motion was carried.)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. First reading starts. Minister for Law!

مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Power Development Board Bill 2010, as recommended by Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Power Development Board Bill 2010, as recommended by Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے کچھ amendments move کی گئی ہیں، table کی گئی ہیں لیکن اب وہ ان amendments کو take up نہیں کر رہے۔ وزیر قانون اور حزب اختلاف کے درمیان جو بات ہوئی ہے اس کے مطابق یہ طے ہوا تھا کہ صرف Caluse-14 کے اندر اپوزیشن کی طرف سے جو amendment ہے اس کو take up کیا جائے گا۔ جب اس کی باری آئے گی تو اس وقت اس کو take up کر لیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہماری طرف سے amendments تو دی گئی ہیں لیکن جس طرح سے طے ہوا ہے آپ اسی طرح کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حزب اختلاف کے معزز ساتھیوں سے بات ہوئی ہے جس کے مطابق طے یہ ہوا ہے کہ ان کی طرف سے جو 14th amendment ہے اس کو ہم accept کر رہے ہیں اور باقی تمام amendments کو یہ withdraw کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب یہ ہوا کہ 14th amendment جو ہے وہ accept ہو رہی ہے اور باقی withdraw تصور ہوں گی۔

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Power Development Board Bill 2010, as recommended by Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Muhammad Shafiq

Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik ,Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا نام پکارا گیا ہے جبکہ میں نے یہ amendment نہیں دی اس لئے correction کر لی جائے اور اس میں سے میرا نام نکال دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب! اس میں سے نجف عباس خان سیال کا نام کاٹ دیا جائے۔

MS SEEMAL KAMRAN: I move:

That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, the words "all or" be deleted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, the words "all or" be deleted.

اب یہاں پر چونکہ اس کو کسی نے oppose نہیں کیا اس لئے:

The amendment moved and question is:

That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, the words "all or" be deleted.

(The motion was carried.)

Now, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Punjab Powered Development Board Bill 2010, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Powered Development Board Bill 2010, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Powered Development Board Bill 2010, be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں موجود تمام معزز ممبران اور حزب اختلاف کے ممبران، جنہوں نے Punjab Power Development Board کے پاس ہونے میں تعاون کیا، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بل کے پاس ہونے کے بعد اس صوبہ کے عوام کو اس معزز ایوان کی طرف سے یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت 12ہزار میگاواٹ بجلی ہماری ضروریات ہیں اور اس وقت 4ہزار میگاواٹ بجلی کی کمی ہے۔اس بورڈ کی تشکیل کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے ایک سے دو سالوں میں ایک ایسی strategy اپنائی جائے گی جس کی بنیاد پر پنجاب سے لوڈ شیڈنگ کے اندھیروں کو دور کیا جائے گا۔ وفاقی حکومت اس حوالہ سے اپنے طور پر بھی انتظامات کر رہی ہے لیکن اس میں پنجاب حکومت actively اپنا حصہ ڈالے گی اور انشاء اللہ اس میں 100 سے اوپر hydro power points generation کے لئے identify کئے گئے ہیں۔اسی طرح سے شوگر ملز میں coal based کام ہو رہا ہے اور اس حوالہ سے ہمارے دوست ملک چائنا کے ساتھ بھی negotiations ہو رہی ہیں اور پنجاب کی انڈسٹری جس کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہے اور unemployment ہو رہی ہے اور

اسی طرح سے جو دوسرے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اُن میں انشاءاللہ تعالیٰ کمی آئے گی۔ آج اس legislation کے بعد اس بورڈ کو legal position ملی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں پنجاب کی عوام کی لوڈ شیڈنگ کو دور کرنے کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات کی ہے ہم بھی اس بات کو own کرتے ہیں اور وفاقی حکومت نے بھی پہلی دفعہ in the history of Pakistan صوبوں کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنے level پر اپنی authorities بنا کر اپنی energy generate کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں ایک تو تہہِ دل سے one window operation کے حوالے سے appreciate کرنا چاہتی ہوں اور میں اس کے لئے خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ سرمایہ کاروں کو مختلف جگہ پر جا کر جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہیں مختلف جگہ پر جا کر خوار ہونا پڑتا ہے۔ میں ایک اور بات پر بھی خراج تحسین پیش کروں گی کہ ہماری 14th amendment کو مان کر لاء منسٹر صاحب نے جو مہربانی فرمائی ہے اور میں یہ بھی کہوں گی کہ کُفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، انہیں ہماری کوئی بات ٹھیک بھی لگی اور انہوں نے اُسے اس legislation کا حصہ بنایا۔ Definitely کسی ایک بندے کے ہاتھ میں اختیارات ہوں تو پھر بورڈ کا کوئی فائدہ نہیں رہنا تھا اور یہ ایک اچھا اقدام ہے اس لئے میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے بھی اس حوالہ سے مبارکباد دیتی ہوں۔ Energy Crisis بہت بڑا ہے اس میں سب صوبوں کو اپنا اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

Now, we take up the Registration (Amendment) Bill, 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن پنجاب مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for the continuance of the Registration (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for the continuance of the Registration (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for the continuance of the Registration (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) رجسٹریشن پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Registration (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue

Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Registration (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Registration (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Registration (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That the Registration (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Registration (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری مہمانوں کی گیلری میں Mr. K.W.Kim, President L.G. Electronics Middleast & Africa ہیں اور ان کے ساتھ Mr. S.R. Riu اور Mr. Han بیٹھے ہیں۔ پاکستان کے اندر جو آج کل کے حالات ہیں ان میں یہ یہاں investment کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ایک اس طرح کا Air Conditioner launch کر رہے ہیں جو anti Dengue ہے۔ یہ ایک نئی resolution لے کر آئے ہیں اس پر ہم ان کو ہاؤس میں welcome کرتے ہیں۔ ملک احمد علی اولکھ!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں مہمانوں کی گیلری میں کوریا کے وفدMr. K.W.Kim, President L.G. Electronics Middleast & Africaکی سربراہی میں تشریف لایا ہے۔میں معزز ایوان کی طرف سے انہیںwelcome کہتا ہوں۔کوریا پاکستان کا اہم دوست ہے اور یہ نیک مقصد کے لئے آئے ہیں۔ہم اس کے لئے ان کے شکر گزار بھی ہیں اور ہم ان کوwelcomeبھی کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بسراء صاحب!

CH SHAUKAT MAHMOOD BASRA (Advocate): Mr Deputy Speaker on behalf of the House, on behalf of the Opposition and on behalf of all parties in the House, I welcome this delegation and I assure that such delegation can create and put such impressions among the countries and we always welcome their visit in Pakistan and they must do investment and Inshallah with their help and with their cooperation Pakistan will progress. I once again welcome them on behalf of this House.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011. Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ(2)225کے تحت مسودہ قانون(ترمیم)وبائی امراض مصدرہ 2011کے تسلسل کے لئے خصوصی آرڈر کی تحریک کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir I move:

> "That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون(ترمیم)وبائی امراض مصدرہ2011

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Minister for law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Epidemic Diseases (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، محترمہ!

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں فیس میں اضافہ کے معاملے کو زیر غور لانے کے لئے سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"To consider the issue of increasing fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad PP-155"

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increasing fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad PP-155"

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issue of increasing fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad PP-155"

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئیں)

رپورٹیں
(جو پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ جی، کلو صاحب!

تحاریک استحقاق بابت سال 2008، 2009، 2010 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تحاریک استحقاق نمبر 2008/6، 2009/25، 2010/1 اور 2011/8 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، کلو صاحب!

تحاریک استحقاق بابت سال 2008، 2009، 2010 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008، 23، 28، 31، 42، 50، 57، بابت سال 2009، 5، 10، 21، 38 بابت سال 2010، 9، 13، 16، 23، 24، 25، 28، 36، 44، 45، 47، 48، 50، 51، 53، 54، 56، 64 اور 66 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ نومبر 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008، 23، 28، 31، 42، 50، 57، بابت سال 2009، 5، 10، 21، 38 بابت سال 2010، 9، 13، 16، 23، 24، 25، 28، 36، 44، 45، 47، 48، 50، 51، 53، 54، 56، 64 اور 66 بابت سال 2011 کے بارے

میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ نومبر 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008، 23، 28، 31، 42، 50، 57، بابت سال 2009، 5، 10، 21، 38 بابت سال 2010، 9، 13، 16، 23، 24، 25، 28، 36، 44، 45، 47، 48، 50، 51، 53، 54، 56، 64 اور 66 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ نومبر 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز احمد خان مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر 776 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" تحریک التوائے کار نمبر 776/2010 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" تحریک التوائے کار نمبر 776/2010 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 776/2010 پیش کردہ میاں طارق محمود، ایم پی اے پی پی۔113 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

سوال نمبر 3436، 3435 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سوال نمبر 3435,3436 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"سوال نمبر 3435,3436 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"سوال نمبر 3435,3436 اور 2481 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 16۔ ستمبر 2011 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

527

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ڈینگی کے خصوصی حوالے سے صحت پر عام بحث

529

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک 16۔ ستمبر 2011

(یوم الجمع، 17۔ شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا
وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم
بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم
بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ
الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

سورة الحَجّ 39 تا 41

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے (39) یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور

(مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہوچکی ہوتیں۔اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔بے شک اللہ توانااور غالب ہے (40) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے (41)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود اُنہی کو پکاریں گے ہم دور سے راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
اے مدینے کے زائر خدا کے لئے داستان سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز ممبران! جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ کل مورخہ 15۔ ستمبر 2011 کو Business Advisory Committee کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کوئی بھی دوسرا بزنس نہیں لیا جائے گا اور صرف ڈینگی کے حوالے سے عام بحث ہو گی لہذا اس سے پہلے کہ ڈینگی کے حوالے سے بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

ڈینگی کے حوالے سے بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

ڈینگی کے خصوصی حوالے سے صحت پر عام بحث

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل یہی طے ہوا تھا کہ بحث کا آغاز محترم قائد حزب اختلاف کریں گے لیکن وہ ابھی late ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو اتنی دیر ڈاکٹر سعید الٰہی جو محکمہ صحت کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں وہ ایک brief سا جائزہ پیش کر دیں اور اس کے بعد ممبران اپنی تجاویز دیں جن پر انشاء اللہ گورنمنٹ عملدرآمد کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ڈینگی ایک ایسا مرض ہے جو مچھر کے ذریعے پھیلتا ہے اور یہ وائرس کا مرض ہے۔ اس مرض کا آغاز تقریباً پچاس سال قبل ہوا تھا۔ یہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہے اور Asian Pacific Region میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور سبزہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس علاقے میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس وباء سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی محفوظ نہیں ہیں، یہاں تک کہ لاطینی امریکہ اور امریکہ میں بھی یہ بیماری موجود تھی۔ ان کے علاوہ ویتنام، سنگاپور، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں بھی یہ بیماری موجود رہی ہے اور اس کا علاج کیا جا رہا ہے۔ یہ بیماری پاکستان میں نئی ہے اس کا آغاز 2003 میں خوشاب سے ہوا تھا اور اس بار اس کا حملہ بہت بڑا ہے۔ میں تفصیل میں جانے کی بجائے صرف ان اقدامات کا ذکر کروں گا جو اس بیماری سے نبٹنے کے لئے حکومت اور وزیر اعلیٰ نے کئے ہیں۔ دنیا میں تقریباً پانچ کروڑ لوگ ہر سال اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں اور اڑھائی ارب لوگ اس region میں رہتے ہیں جہاں یہ بیماری موجود ہے۔ پاکستان میں پہلی دفعہ اس بیماری کا اتنا بڑا حملہ ہوا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ نے فوری طور پر دو طرح کے اقدامات کئے تھے۔ ان دو اقدامات میں ایک preventive ہے اور دوسرا curative ہے۔ Preventive کے لئے، مچھر مارنے کے لئے جو مہم تھی اُس میں fogging spray اور larvicide medicine کا استعمال کیا گیا ہے اور اُن کی استعداد بڑھائی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے سپرے کے لئے جرمنی سے ڈیڑھ سو پمپ آرڈر کئے ہیں اور سات دن میں تقریباً تین سو پمپ آ جائیں گے۔ لاہور کے 9 ٹاؤن ہیں اور اب تک ٹاؤنوں کی سطح پر سپرے کیا گیا ہے۔ اس دفعہ اس بیماری کی 90 فیصد concentration لاہور

میں ہے اور 10 فیصد ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور دیگر شہروں میں ہے جس کی تفصیل منسلک کی گئی ہے۔ چھوٹے شہروں میں اِکادُکا cases ہیں۔ پوری دنیا میں اس کا trend یہ رہا ہے کہ اس بیماری کا بڑے شہروں سے آغاز ہوا ہے پھر یہ آگے پھیلی ہے۔ ویتنام، سنگاپور اور سری لنکا میں بھی یہی ہوا تھا۔ آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ہم نے سری لنکا سے کچھ ماہرین بلوائے ہیں کیونکہ سری لنکا میں اس بیماری کا آغاز 30 سال پہلے ہوا تھا لیکن 2009 میں اس کا بہت بڑا out break ہوا جس کے نتیجے میں 40 ہزار افراد اس بیماری کا لقمہ بنے اور تقریباً 500 افراد ہلاک ہوئے۔ انہوں نے دو سال میں اچھے طریقے سے کنٹرول کیا ہے۔ میں preventive measures کے حوالے سے گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے immediately جرمنی سے مشینیں airlift کروائیں اور جو برازیل جارہی تھیں وہ لاہور re-route کرائی ہیں اور 20 ستمبر کو وہ مشینیں ہمارے پاس آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس کے لئے جو special سپرے استعمال ہوتا ہے اُس کے لئے ہمارے سیکرٹری سوشل ویلفیئر اور Entomologist آصف صاحب پر مشتمل ہماری ایک ٹیم انڈیا چلی گئی ہے جو پرسوں واپس آ جائے گی۔ ہم انڈیا سے دوائی منگوا رہے ہیں کیونکہ وہ ہمیں قیمتاً سستی پڑ رہی ہے اور WHO سے recognized ہے۔ Preventive measures میں ہم نے یہ تین اہم اقدامات کئے ہیں۔ Curative میں یہ بیماری ہماری توقع سے بہت زیادہ تھی اس لئے ہسپتالوں کی strength بڑھاتے ہوئے تمام ہسپتالوں میں beds کی strength میں اضافہ کیا گیا ہے جس سے ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں تقریباً 2 ہزار beds کا اضافہ ہوا ہے اور ہسپتالوں میں جتنی خالی جگہیں تھیں حتیٰ کہ ایم ایس کے کمرے سے لے کر لائبریری تک تمام کمروں کو Wards میں convert کیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈینگی کے مریضوں کے لئے تین درجے ہوتے ہیں۔ تیسرے درجے میں Isolation Ward کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر ہسپتال میں Isolation Ward کے لئے تقریباً 40 سے 60 beds موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آؤٹ ڈور، لیبارٹریاں، بلڈ بنک اور دیگر تمام سہولتیں جو مریضوں کو required ہوتی ہیں وہ ہم نے دن رات چلا دی ہیں۔ اس کے علاوہ میڈیسن، پیرامیڈیکل سٹاف اور نرسوں کی بھی ڈیوٹیاں لگائی ہیں اور ساتھ ساتھ میڈیکل طلباء و طالبات کو بھی involve کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے ہسپتالوں میں اپنی capacity کو بڑھایا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں سے مذاکرات کے نتیجے میں تقریباً اڑھائی سو beds ہمیں مل گئے ہیں جو 40 سے 80 غریب مریضوں کا مفت علاج کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ہر ٹاؤن میں Blood Collection Centres بنائے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس

پچاس سنٹرز کام کر رہے ہیں جو علاقے میں لوگوں کی blood collection کرتے ہیں اور اُن کو initially رپورٹ دیتے ہیں تاکہ اگر اُس کے blood میں کوئی problem ہے تو پھر آگے Eliza اور دیگر ٹیسٹوں کے لئے بھیجتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا پرائیویٹ لیبارٹریوں کے ساتھ بھی agreement ہوا ہے اور انہوں نے 9 ٹاؤنوں میں 10 مختلف سنٹرز کھولے ہیں وہاں پر بھی لوگوں کے blood samples لئے جارہے ہیں اور ہم اُن کے ٹیسٹوں کی رپورٹیں گھر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بھی بتانا چاہ رہا ہوں کہ دنیا کے مختلف ممالک میں اِس کی شرح اموات ایک سے بارہ فیصد ہے۔ سری لنکا میں نو فیصد تھی جو کم ہو کر ایک فیصد تک آئی ہے مگر خوش قسمتی سمجھئے کہ پاکستان میں شرح اموات half percent (.5) سے بھی کم ہے۔ اگرچہ ہمارے پاس وائرس کی چاروں اقسام موجود ہیں لیکن شرح اموات half percent (.5) ہے جو ایک اچھی بات ہے۔ اس کے علاوہ curative level پر کام یہ کئے ہیں کہ ہم نے مختلف ماہرین کی coordination کی ہے جیسے تمام متعلقہ محکمے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ، واسا، ٹیپا اور سوشل ویلفیئر کی coordination ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ NGOs، سول سوسائٹی اور تمام لوگوں کو on board لیا گیا ہے اور اس مہم میں شریک کیا گیا ہے۔ میں آج بھی آپ کی وساطت سے ہاؤس میں بیٹھے ممبران پارلیمنٹ سے استدعا کروں گا کیونکہ ہر ممبر ڈیڑھ سے دو لاکھ افراد کا نمائندہ ہے تو جب وہ اپنے علاقوں میں جائیں گے تو براہِ کرم وہ ہماری آگاہی مہم کے سلسلے میں لوگوں کو آگاہ اور دیگر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے حکومت کا دست و بازو بنیں۔ یہ چند اقدامات تھے جو میں نے مختصراً عرض کر دیئے ہیں اور اس بارے میں اگر کوئی بھی سوال ہوگا تو اُس کے لئے میں حاضر ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن کی طرف سے اپوزیشن لیڈر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ذوالفقار گوندل صاحب ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں یہ بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی لیڈر کون ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: میجر ذوالفقار گوندل صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ اپنا نام لکھوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں پہلے floor اُن کو دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں صرف دو فقرے کہنا چاہوں گا کہ اس بارے میں تاثر یہ ہے کہ ڈینگی بڑا خطرناک مرض ہے مگر میں یہ بتاتا چلوں کہ دنیا کے تمام ممالک کی تحقیق کے مطابق یہ خطرناک اور جان لیوا مرض نہیں ہے۔ اس میں صرف harassment زیادہ ہے اور ہمیں اس کی بجائے لوگوں کو awareness دینی ہے کہ یہ بیماری کیا ہے؟ میں نے گزارش کی ہے کہ اب تک پنجاب میں اس مرض سے صرف 9 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور پچھلے سال اس سے کم تھیں۔ 2003 سے مختلف levels رہے ہیں جس کی تفصیل منسلک کر دی گئی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب! آغاز آپ نے ہی کرنا ہے۔ بعد میں کوئی صاحب آئیں گے تو پھر مجھے مشکل ہو جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بات کر لیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اپنا نام لکھوا دیں۔ جب آپ کا نمبر آئے گا تو نام لے لوں گا۔ ہم number wise چلیں گے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا بات کرنے کا مقصد آپ کی توجہ تھی ورنہ آپ اجازت نہ بھی دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میرا احتجاج ہے کہ آپ خصوصی طور پر مجھے بولنے سے منع کرتے ہیں۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: مجبوری ہے کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ہمارا قومی فرض ہے کہ ہم سب اس میں contribute کریں۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب! ویسے بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ کوئی کرنے والی بات ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بولنے کے لئے اپنا نام بھیجا تھا۔ اگر موجود ہے تو ٹھیک ہے ورنہ لکھ لیجئے۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب کا بھی نام لکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے اپنا نام لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا نام بھی لکھ لیا جائے۔ جی، میجر صاحب! شروع کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج بڑے ہی مفاہمت اور دوستانہ ماحول میں حکومتی اور اپوزیشن بنچوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک مسئلہ جس نے پورے پنجاب کو گھیرا ہوا ہے اور اب وہ مسئلہ پنجاب سے باہر بھی پھیلتا ہوا نظر آتا ہے، اُس کے لئے بحث کرنے کے لئے متفقہ طور پر یہ تحریک منظور کی گئی۔ میں دعا گو ہوں کہ آئندہ بھی حکومتی اور اپوزیشن بنچ ایسے قومی مسائل یا اجتماعی مسائل پر اگر مل بیٹھ کر ایک لائحہ عمل طے کریں تو وہ ملک، صوبے اور پوری قوم کے لئے ایک بڑی خوش آئند بات ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ڈینگی بخار کی طرف آتے ہوئے کہوں گا کہ یہ کوئی نئی بیماری نہیں ہے لیکن پہلی دفعہ پاکستان میں یہ بڑے پیمانے پر آئی ہے۔ دنیا کے تقریباً 100 ملک آج تک اس کے زیر اثر آ چکے ہیں اور انہوں نے بڑی کامیابی سے اس پر قابو پایا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حکومت پاکستان اور خصوصی طور پر حکومت پنجاب بھی اس پر کامیابی سے قابو پا لے گی کیونکہ جس طریقے سے حکومت پنجاب نے اس کو سنجیدگی سے لیا ہے اور اس پر اقدام اٹھائے ہیں جن کے متعلق پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت نے یہاں پر بیان کئے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اپنے موجودہ وسائل اور ذرائع کے مطابق تسلی بخش ہیں اس کے لئے میں بجائے اِدھر اُدھر کی باتوں میں جانے کے چند تجاویز دینا چاہوں گا جس پر حکومت پنجاب غور کرے اور محکمہ صحت اور دوسرے متعلقہ محکمے اگر ان پر عمل کریں تو میرے خیال میں اس بیماری پر بہت جلد قابو پایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! 98-1997 میں South East Asian Region کے اندر اس بیماری کا out break ہوا اور 2009 میں سری لنکا میں سب سے بڑا out break ہوا جس کے نتیجے میں تقریباً 35 سے 40 ہزار آدمی affect ہوئے اور انہوں نے ایک جامع پلان تیار کیا اور خوشی کی بات ہے کہ حکومت پنجاب نے ان کے تجربہ سے مستفید ہونے کا فیصلہ کیا اور ان کی ٹیم کو یہاں مدعو کیا جس سے جہاں بیماری پر قابو پانے میں مدد ملے گی وہاں دونوں ملکوں کے تعلقات بھی بہتر بنانے کا ایک موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بیماری اتنی lethal ہے، اتنی threatened ہے اور نہ ہی اس کا mortality rate کچھ زیادہ ہے لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر اس کا خوف زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ ہماری حکومت اور حکومتی مشینری کی ذمہ داری ہے کہ اس خوف کو دور کرے اور ان وجوہات کو دور کیا جائے جن کی وجہ سے یہ خوف پھیلا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ اس کا mortality rate 5. فیصد ہے۔ میں نے جو تھوڑا بہت study کیا ہے یا میں جو جانتا ہوں تو اس کا mortality rate.01 فیصد ہے۔ یہ different بھی ہو سکتا ہے، کوئی 05. کہے گا، کوئی 01. کہے گا اور کوئی 1. فیصد کہے گا لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بیماری اتنی lethal نہیں ہے جتنا اسے بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر دوسری بیماریوں کو دیکھا جائے جن میں ہیپاٹائٹس، ٹی بی، کینسر، شوگر، دل کے امراض اور ٹائیفائیڈ وغیرہ کی شرح اموات اس سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ سب سے پہلے حکومت وقت کو یہ اقدام اٹھانے چاہئیں کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ ایک normal بیماری ہے جس سے اتنا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم حفاظتی تدابیر نہ کریں بلکہ حفاظتی تدابیر اس کے لئے ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! کچھ ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ کچھ زیادہ سخت اقدامات یا کچھ غلط پراپیگنڈے کی وجہ سے ہماری حکومت کی مشینری کے functionaries میں اتنا اعتماد موجود نہیں رہا تو ان میں اعتماد build up کرنے کی ضرورت ہے نا کہ خوف پیدا کیا جائے۔ حکومتی مشینری کے functionaries اور ہسپتال کے عملہ میں جتنا اعتماد ہوگا وہ اسے ٹھیک handle کر سکتے ہیں جس سے مریضوں کا بہتر علاج ہو سکے گا۔ سب سے بڑی بات جو میں نے محسوس کی ہے کہ ہسپتالوں میں چونکہ اس وقت ایمر جنسی ہے اور ضرورت بھی ہے کہ وہاں پر VIP visits اور میڈیا کے visits ہوں تاکہ حالات کا proper پتا چل سکے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمارے پورے نظام کے اندر کوئی SOP lay down نہیں ہے اور کوئی

پروٹوکول نہیں بنایا گیا کہ VIP visit یا میڈیا کے visit کے دوران ہسپتال کے اندر کیا بندوبست کئے جائیں گے اور کس طرح انہیں handle کیا جائے گا؟ کل ہی میں ٹی وی سکرین پر دیکھ رہا تھا کہ ایک ڈاکٹر مریض کا علاج کر رہا ہے جو کہ serious ہے اور میڈیا کا ایک آدمی اپنے کیمرے کے ساتھ ڈاکٹر کو disturb کر رہا ہے کہ بتائیں اسے مرض کیا ہے؟ اس چیز کے لئے ہسپتالوں کے اندر proper پروٹوکول اور SOPs تیار ہونی چاہئیں اور ایک جگہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دفتر میں جائیں چاہے وہ وی آئی پی ہے یا میڈیا ہے یا کوئی اور بھی ہے۔ ہسپتال کے اندر پروٹوکول کی ایک مثال دیتا ہوں کہ برطانیہ میں ایک پروفیسر ملک کے سربراہ کو یہ کہہ کر وارڈ سے فارغ کر دیتا ہے کہ آپ properly dressed up نہیں ---

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! وہاں یہ قانون ہے کہ کسی بھی وی آئی پی کو ہسپتال کے وارڈ میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: چلیں ٹھیک ہے کوئی وجہ بھی سمجھ لیں لیکن میں پروٹوکول کی بات کر رہا ہوں۔ اسے چاہے وہ وجہ سمجھ لیں یا میرے والی بات سمجھ لیں اس لئے ہمارے ہاں بھی پروٹوکول اور SOP کی ضرورت ہے اور یہ صرف ڈینگی کے متعلق نہیں ہے بلکہ کسی بھی حالات کے اندر یہ ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے جتنی انفرادی کوششوں کی ضرورت ہے اتنی شاید اجتماعی کوششوں کی ضرورت نہیں کیونکہ ڈینگی بخار ایک سے دوسرے آدمی کو نہیں جاتا بلکہ صرف اور صرف مادہ مچھر کے کاٹنے سے یعنی اس میں platelets کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے یہ بیماری لگتی ہے اس لئے ہم نے عوام کے اندر یہ شعور بیدار کرنا ہے کہ وہ انفرادی طور پر اپنی احتیاطی تدابیر اختیار کریں جس پر اس وقت زیادہ زور نہیں دیا جا رہا یعنی زیادہ زور preventive پر ہونا چاہئے جبکہ ہمارا زیادہ زور curative پر لگا ہوا ہے اور preventive پر بھی انفرادی طور پر لوگوں کے ذہنوں کے اندر یہ شعور اجاگر کرنا ہوگا کہ وہ جب تک حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک وہ

اس بیماری سے بچ نہیں سکیں گے۔Preventive measuresکی بات آئی ہے تو میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ preventive measuresکافی نہیں ہوں گے کہ ہم نے برسات یا بارش کے دنوں میں mosquitoکا سپرے یا چھڑکاؤ کر لیا ہے ایسا نہیں بلکہ سال کے 12 مہینوں میںpreventive measuresیا سپرے کاprocessاور باقی حفاظتی تدابیر معاشرے کے اندر یا حکومت تین چار سال لگا تار کرتی رہے گی تب آپ کوئی امید کر سکتے ہیں کہ آئندہ یہاں پر ڈینگی بخار بالکل مکمل ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات Isolation Wardکی ہوئی تو میرا خیال ہے کہ ایسے وارڈز کی وہاں پر ضرورت ہے جہاں پرcontagious diseasesہوں یہcontagious diseaseنہیں ہے۔Isolation Wardکا کہہ کر ہم مریض اور عوام کے ذہنوں کے اندر ایک خوف پیدا کر رہے ہیں کہ پتا نہیں یہ بیماری کتنی سخت ہے کہ مریض کو بالکل علیحدہ رکھا جا رہا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ وارڈوں کا نام تبدیل کر کے ہسپتالوں کے اندرmosquitoفری زون قرار دیا جائے کہ یہاں پر مچھر موجود ہے اور نہ یہ یہاں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ Isolation Wardصرف مچھر کی وجہ سے declareکرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے اندر یا ہمارے ہسپتالوں میںIsolation Wardکیconnotationچل رہی ہے کہ یہ متعدی مرض کا مریض ہے اور اس کے کوئی نزدیک جائے یا یہ کسی کے نزدیک نہ جائے اس لئے اسےIsolation Wardمیں رکھا جاتا ہے تو یہ نام پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نفسیاتی طور پر اس بیماری کا خوف کم ہو۔

جناب سپیکر! حکومت کی اجتماعی طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ جو آئٹمز ڈینگی سےrelatedہیں اور اس وقت مارکیٹ کے اندر ان کی قیمتیں زیادہ ہو گئیں ہیں تو ان کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے مثلاً مچھر دانی اس بیماری سے بچاؤ کے لئے بہت ضروری ہے جو کہ ایک سو روپے سے بڑھ کر اڑھائی تین سو روپے تک چلی گئی ہے یعنی اس کی قیمتیں تین گنا بڑھ گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کنٹرول لازمی ہے۔ اس بیماری کے دوران خاص طور پر سیب اور انار بہت مفید ہے لیکن ان پھلوں کی قیمتیں بھی بہت زیادہ ہو گئی ہیں جبکہ mosquito سپرے کی قیمتیں بھی بڑھ گئی ہیں اور کوائل غائب ہو گئے ہیں۔ حکومت کو یہ یقین دہانی کرنی چاہئے کہ demand & supplyکیchainبرقرار رہے اور قیمتیں ایک معیار پر مقرر رہیں تاکہ جو لوگ اپنی حفاظتی تدابیر اختیار کرنا چاہتے ہیں یا جو لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں وہ ان چیزوں کا حصول آسانی کے ساتھ تھوڑی قیمت پر کر سکیں۔ حکومت نے سکول اور کالج بند کرنے کا جو قدم اٹھایا ہے تو میرے خیال میں اس پر بھیreconsiderationکرنے کی ضرورت ہے کہ کیا واقعی

سکول و کالج بند کرنے سے کوئی مقصد حاصل ہو سکے گا؟ میں یہ suggest کروں گا کہ اگر سکول اور کالج کے بچوں کو آپ public awareness کے لئے استعمال کریں اور وہ بچے محلے محلے، گلی گلی اور door to door جا کر لوگوں کو تعلیم دیں اور انہیں یہ شعور دیں کہ آپ کے لئے half sleeve's sleeveless نقصان دہ ہے۔ وہ پوچھیں کہ کیا آپ نے mosquito repellent کا استعمال کیا ہے، وہ دیکھیں کہ کیا محلے گلی میں پانی کھڑا تو نہیں ہوا ہے اور وہاں کون سے مسائل ہیں؟ آپ students کی سکول و کالج میں کلاسیں لگوانا نہیں چاہتے تو اس force کو اگر اس اجتماعی کام کے لئے استعمال کریں تو میرا خیال ہے کہ زیادہ فائدہ مند ہو گا اور اس بیماری کے پھیلاؤ میں بھی کافی حد تک کمی واقع ہو گی۔ جو میں بات کرنے لگا ہوں یہ حکومتی سطح کی ہے اور صرف ڈینگی ہی کے لئے نہیں بلکہ overall ہے کہ صحت کے معاملہ میں جو بھی دوائی مارکیٹ میں دستیاب ہو وہ معیاری ہونی چاہئے۔ حکومت وقت کو تو تسلی تھی کہ انہوں نے سپرے کا حکم دے دیا، رپورٹیں بھی آتی رہیں کہ سپرے ہو رہا ہے اور سپرے ہوا بھی ہے۔ غالباً کسی نے یہ دھیان نہیں دیا کہ جو سپرے کی دوائی خریدی گئی ہے وہ معیاری ہے یا نہیں؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کے علاج کے لئے جو پیناڈول، پونسٹان وغیرہ ادویات ہیں ان کو بھی خصوصی طور پر چیک کرنا ہو گا کہ آیا مارکیٹ میں proper efficacy کی ادویات دستیاب ہیں یا نہیں؟ کیونکہ جب ان چیزوں میں مہنگائی ہو گئی ہے تو عین ممکن ہے کہ مارکیٹ میں نمبر 2، 3 اور 4 چیزوں کی زیادہ فراوانی ہو جائے لہذا حکومت کو اس طرف بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم permanently ڈینگی بخار سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حکومت وقت کو میری سفارش ہے کہ ڈینگی کے لئے ٹاسک فورس بنائی جائے اس کے لئے short term measures, mid term measures and long term measures کا سوچیں، ان کو اپنائیں اور ان پر عمل کرائیں۔ یہ ٹاسک فورس permanent basis پر ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ یہ صرف مہینہ دو مہینہ کام کریں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب مہربانی کریں، ٹائم بہت مختصر ہے اور دوسروں کی بھی باری آنی ہے۔ میرے پاس لمبی لسٹ ہے۔ پلیز، اب آپ wind up کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی جگہ بول رہا ہوں، ان کو تو وقت کی قید نہیں ہوتی۔ اگر آپ حکم کرتے ہیں تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بھی ذرا پڑھ لیں کہ قید ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ڈینگی کے حوالے سے جو panic پھیلی ہے یہ مسئلہ عمیق تر ہے۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے کہ ہم ایسے ہی کہہ دیں کہ panic پھیلی ہے۔ اگر ہم برازیل اور تھائی لینڈ کی طرف ذرا سی بھی توجہ کریں تو یہ پتا چلے گا کہ ڈینگی وائرس کے شروع کے حملے یقیناً چھوٹے تھے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اس میں زیادہ لوگ involve ہونے لگے یہاں تک کہ اس میں لاکھوں لوگ involve ہوئے۔ یہی ہمیں face کرنا ہے اور اس کی طرف ہمیں قدم بقدم آگے بڑھنا ہے۔ آج میں حکومت کو appreciate کرتی ہوں کہ اس نے بہت ہی short time میں انتہائی excellent طریقے سے آگے آکر اس کو face کرنے کے لئے اپنی will show کی ہے۔ میں احترام کے ساتھ اور تعریفی جملے بولنا چاہتی ہوں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کے لئے جو اس کو لے کر آگے چلے ہیں۔ انہوں نے جو efforts کی ہیں مجھے اس میں قطعاً کوئی قدغن نہیں ہے کہ میں کہوں کہ اس حکومت نے اٹھ کر ایک فعال کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ کیا ہی اچھا تھا کہ اپوزیشن بنچوں کی جماعتوں کو بھی اس میں حصہ دار بنایا جاتا جیسا کہ آج کی discussion ایک neutral ground پر ہو رہی ہے۔ لوگوں کو ڈینگی مچھر کی پہچان بتانا سب سے مشکل ہے۔ یہ ایک کالا مچھر ہے جس پر سفید دھاریاں ہیں جس کو پیار سے ٹائیگر مچھر بھی کہا جاتا ہے یا banded mosquito بھی کہا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پیار کون کرتا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عوام میں ایک عام فہم لفظ "لاڈ" استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈینگی کہنا یا Adees egipcia کہنا شاید لوگوں کے لئے مشکل ہے لہذا اس کو پہچاننے کے لئے یہ لفظ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ ایک ٹائیگر مچھر ہے۔ Female fearless tiger mosquito bites 90 people during her life time یہ ایک مادہ fearless مچھر ہے جو لوگوں کو کاٹتی ہے۔ اس کے پیٹ میں ڈینگی وائرس کی چار نسلیں موجود ہیں۔ اگر اس ڈینگی وائرس کی صرف ایک نسل کسی کے جسم میں جائے تو تھوڑا سا بخار اور ہڈی توڑ بخار ہوتا ہے۔ اگر دوسری دفعہ جائے تو اس بندے کو بچانا انتہائی مشکل ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ چونکہ ایک مچھر کے کاٹنے سے ہی کسی کی موت واقع ہو جاتی ہے اسی لئے یہ panic موجود ہے۔

جناب سپیکر! جہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی نے اتنی لمبی چوڑی باتیں بتائی ہیں میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہوں گی۔ ان کی ساری باتوں کو آگے لاتے ہوئے کہوں گی، انہوں نے 0.1 percent death rate بتایا ہے۔ میں اس میں positive criticism کے طور پر کہوں گی کہ یہ figures درست نہ ہیں کیونکہ ہمارے ریسرچ سیل کی رپورٹیں ابھی سامنے نہیں آئیں۔ میرے حساب سے ریسرچ سیل یا آئی پی ایچ یا ڈینگی رپورٹنگ سیل کی ضرورت ہے جس میں تمام statistics جمع کئے جائیں اور ان کو revise کیا جائے۔ یہ declare کر دینا کہ 0.1 فیصد ہے وہ ایک negation اس لئے ہے کہ ساڑھے تین فیصد لوگ ضرور اس سے موت کا شکار ہوتے ہیں۔ میں نے ایک بات فیلڈ ہسپتال کے حوالے سے کہنی ہے۔ ہمیں لوگوں تک پہنچنے کے لئے یہ نہیں کرنا چاہئے کہ مثلاً میو ہسپتال کے آئی وارڈ کو بند کر دیا جائے یا دوسری تمام چیزوں کو ایک طرف کر دیا جائے۔ سیلاب میں فیلڈ ہسپتال move ہوئے تھے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ان فیلڈ ہسپتالوں میں چاہے وہ آرمی کے پاس ہیں، چاہے وہ سولین کے پاس ہیں ان کو لاہور میں move کر کے ہسپتالوں کی سہولت ہر طرف available کی جائے۔ ٹھیک ہے کہ fogging ہو رہی ہے۔ بار بار کہا جاتا ہے کہ ادویات جعلی ہیں، نہیں۔ ایک قسم کی دوا سے صرف چالیس فیصد مچھر ختم ہوتے ہیں اور سات دن کے بعد دوبارہ fogging کی ضرورت ہے جس میں دوائی کو بدلا جا سکتا ہے لہذا میں اس میں بھی حکومت کے اقدام کو بری الذمہ کروں گی کہ دوائیاں شاید جعلی ہیں۔ آپ جعلی ادویات چیک کریں لیکن دوائی کو تبدیل کریں۔ جب آپ ایک ہی علاقہ میں سپرے کرتے ہیں تو سات روز بعد دوسری دوائی سپرے کریں۔ اگر ہم تین یا چار قسم کی ادویات سے سپرے کریں گے تو mosquito resistance یعنی مچھر جس دوائی سے بھی resistant ہے تو ہمیں اس دوائی کے alternate دوائی استعمال کرنی چاہئے اور ان ادویات کو تین مختلف ٹائم پر سپرے کیا جائے۔ اس پر بھی غور کیا جائے۔ ہمیں mosquito control measures میں اسلام کو گلے سے لگانا ہوگا یہ کہہ کر کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ کون سی گلی ہے جہاں سے کوڑا اٹھانے کا ذمہ پبلک نے لیا ہے، کون سی نالی ہے جس کو صاف کرنے کا ذمہ ہم نے لیا ہے اور کون سی چھت ہے جس کو کبوتروں کو پانی ڈالنے کے لئے بڑے بڑے تسلے موجود ہیں؟ اس میں یہ مچھر چھتوں پر ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ کون سے وہ خاکروب ہیں جو ایمانداری سے اس کوڑے کو dispose کر رہے ہیں لہذا ہمیں سب سے پہلے ہر گھر میں یہ پیغام بھیجنا ہو گا کہ انہوں نے کیا کرنا ہے؟ ہر انسان جانتا ہے کہ تیل میں Kerosene Oil یا اوپلے

جلانے سے بھی مچھر گھروں سے نکل جاتے ہیں۔ اگر fogging نہیں ہو رہی ہے تو لوگ خود اس کی طرف قدم بڑھائیں تو کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات community measures کی آجاتی ہے۔ یعنی محلے داری کے طور پر ایک دوسرے کو سنبھالنا، اس میں بھی awareness ہونی چاہئے۔ پھر اس کے بعد government measures آتے ہیں جس میں ان مچھر کے بچوں کو مارنا ہے جسے larvicide کہتے ہیں اور مچھروں کو مارنے کو adult mosquitoes کہتے ہیں۔ اس میں یہ لوگ کافی آگے بڑھ گئے ہیں لیکن میری جو suggestion ہے وہ fogging کی ہے ہم general fogging کر رہے ہیں اور ہمیں targeted fogging کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ مچھر سو میٹر سے زیادہ اڑ نہیں سکتا جب بھی یہ دوسرے اضلاع میں گیا جو کہ اگلے سیزن میں انہوں نے جانا ہے، ہمارے پاس اڑھائی مہینے ہیں آج 16۔ ستمبر ہے، 30۔ نومبر تک temperature zero پر drop ہو جائے گا اور مچھر مر جائیں گے۔ اسی اڑھائی مہینے میں نہ صرف ہمیں general fogging کرنا ہے بلکہ ہمیں targeted بھی کرنا اور target کیا ہے کہ مچھر جس طرح سے دوسرے ضلعوں میں جائے گا وہ گاڑیوں میں بیٹھ کر جائے گا، وہ ٹرینوں، کاروں اور لوگوں کے اوپر بیٹھ کر جائے گا۔ Targeting spray میں جتنے بھی ٹرک سامان اٹھا کر لاہور سے باہر لے جا رہے ہیں ان پر fogging کا focus کیا جائے اور وہاں پر fogger کھڑا ہو اور ان ٹرکوں کو fog کر کے بھیجے۔ اسی طرح ضلعی حکومتیں جتنے بھی اضلاع موجود ہیں ان کو ہدایت کی جائے کہ جب چونگی سے گاڑیاں اندر آتی ہیں تو ان کو fog کیا جائے۔ اس طرح اس مچھر کی ٹرانسفر لاہور سے دوسرے اضلاع میں یقیناً اور یقیناً بہت کم ہو جائے گی۔ میرے پاس ایک بہت بڑی کتاب ہے جو میں پوری یہاں پر پیش نہیں کرنا چاہتی اور میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب note فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سب کو ایک international caution and international warning ہے کہ integrated approach کی جائے۔ میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ انگریزی میں کہنا چاہوں گی کہ:

> An approach that with an excessive use of any one method in excess which but it fries to combine to or more methods with a view to obtain maximum results with minimum inputs and also to prevent environmental

pollution with toxics chemicals and development of insecticide resistance .

اس کا simple الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ خدا کے لئے اتنی سپرے نہ کروادینا، اتنی fogging نہ کروادینا کہ صحت کے لئے مضر ہو۔ اگر اتنی fogging کریں گے تو جو مچھر ہے وہ resistant بھی ہو جائیں گے اس لئے integrated approach چاہئے اور ہر چیز کو اس کے میزان کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے اور سب سے آخر میں اس advice کے ساتھ کہ جہاں پر ایک integrated approach کر رہے ہیں، field hospital کا قیام کریں، targeted fogging کریں۔ یہاں میڈیا کو میں یہ approach کرنا چاہتی ہوں اور میرے بھائی نے بالکل ٹھیک کہا کہ جب ایک مریض ایمرجنسی میں ہے، ایک گورنمنٹ ہسپتال میں ہے اور وہ ICU کے ایک سپیشل بیڈ پر ہے تو حکومت اور law اس چیز کو protect کرتی ہے کہ اس کے قریب کوئی ایسا شخص نہ جائے جس کو اس سے نقصان ہو سکے یا اس مریض کو وہ نقصان دے۔ چاہے bomb blast ہو، rape case or burn case ہو اور اب یہ aides mosquito ہو۔ میڈیا اور protocol لوگوں کو وارڈ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے اور internationally اجازت نہیں ہے۔ آپ کو وہاں CCT Cameras لگانے چاہئے اور ایک بڑی سکرین پر visitors دکھائیں کہ ڈاکٹر کہیں ICU میں غفلت تو نہیں کر رہا۔ آپ دیکھیں کہ میڈیا نے کتنی مرتبہ جناح ہسپتال کے گیٹ crash کئے ہیں اور اتنی زیادہ دفعہ گیٹ اس لئے crash کئے ہیں کہ وہ اپنے محبوب یا کوئی بھی قائد کی تصویر لے سکیں اور میڈیا پر چلا سکیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ اتنی زیادہ اہم بحث ہو رہی ہے اور ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کا روّیہ اتنا غیر ذمہ دارانہ ہے وہ یا تو ہنس رہے ہیں یا بحثیں کر رہے ہیں۔ خدارا! باتیں سنیں، موت رقص کر رہی ہے اور آپ یہاں پر باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! وہ باتیں note کر رہے ہیں اور یہ آپ کا کام نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ ذمہ دارانہ طریقہ اپنائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! This is not your business.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ جی، محترمہ! wind up کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے اسی میڈیا سے اپیل کروں گی اور protocol persons سے اپیل کروں گی کہ جہاں وہ انتہائی نیک نیتی سے ان مریضوں کی coverage کرنے کے لئے آگے جاتے ہیں وہاں پر وہ ان مریضوں کی health code کا بھی خیال کریں کہ جہاں ایک intensive care bed کے قریب جانے کے لئے جیسا کہ انگلستان کی ابھی مثال دی جا رہی تھی اجازت نہ ہے۔ آپ وہاں کیمرے لگائیں اور بڑی سے بڑی سکرین پر وہاں کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں کہ ICU میں کیا ہو رہا ہے۔ میری یہ چند گزارشات تھیں اور میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے یہ چیزیں مجھے اظہار خیال کرنے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی اور بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! بڑی مہربانی اور آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹرز صاحبان سے استفادہ کیا جائے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا یہی مقصد تھا اور ہمیں اس ملک میں عادت ہے کہ ہم ہر مسئلہ کو سیاسی بناتے ہیں۔ ہمارا اس اسمبلی میں آنے کا مقصد اپنے ملک کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا ہے اور میں اس کی ایک مثال ہوں کہ میرا یہاں موجود ہونا، میرا ایک ایک سیکنڈ کا نقصان ہے اور اگر مجھ سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں اور میرا یہ فیصلہ غلط تھا اس لئے میں نے آپ سے تھوڑی سی گزارش مانگی کہ مجھے ٹائم دیں۔ مجھے آج بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ یہ اسمبلی جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات اگر آپ نہ بھی کہتے تو میری priorities جو ہیں میں اس میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جو experts صاحبان اور کم از کم جو ڈاکٹرز ہیں ان سے ہمیں ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! یہ آپ کی بڑی عظمت ہے۔ آج مجھے یہ بڑی خوشی ہے کہ ہمارے اس ایوان میں، elected ایوان میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو information ہے اور ان کو on board لینا چاہئے۔ چاہے ان کا تعلق اس پارٹی سے ہے یا اس پارٹی سے ہے۔ میں اس حوالے سے جو facts کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ڈاکٹر سعید الٰہی کی جو خدمات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ relax ہوں۔ آپ کے لئے دونوں مائیک on کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ان کی جو خدمات ہیں اور پہلے جعلی ادویات پر اور اب اس معاملے پر انہوں نے جو محنت کی ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے وہ کلاس فیلو ہیں اور ان کی بہت زیادہ خدمات ہیں اس لئے بسراء صاحب ان کی سرزنش نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، یہ بات نہ کریں اس کو چھوڑ دیں۔ یہ بات حل ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ڈاکٹر سعید الٰہی نے اپنی زندگی اس قوم کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ ڈینگی پر بحث کریں کسی کی خوشامد نہ کریں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ یہ کیا کرتے ہیں؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!انہیں کہیں کہ یہ ڈینگی پر بحث کریں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! You are not supposed to interfere in this matter

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!اگر ان کے اتنے جذبات ہیں تو راجہ ریاض کو بھی لے کر آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ڈاکٹر صاحب!آپ اپنی بات کریں اور اس بات کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!میں نے اس طرف توجہ نہیں دلائی کہ آج اہم مسئلہ پر ہمارے نمبرز دیکھیں اور اپنے نمبرز دیکھیں اور صرف یہاں کارروائی کرنے کے لئے نہ آئیں۔

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑیں اور آپ اپنی to the point بات کریں جس مصیبت میں قوم گھری ہوئی ہے اس سے نکالنے کے لئے بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ڈینگی وائرس کے بارے میں میڈیا اور لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کہ یہ خطرناک نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ قوم کو غلط خبر دے رہے ہیں۔
Dengue Virus is a very dangerous virus. It is a killer.
اس کا جو reference code internet یا کتابوں میں ہے وہ ایک فیصد ضرور لکھا ہوا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جب یہ وائرس ایک دفعہ infect کرتا ہے تو بندے کی قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے، جب دوسری دفعہ infect کرتا ہے تو وہ زیادہ lethal ہو جاتی ہے اور جب تیسری دفعہ ہوتی ہے تو وہ fatal

ہو جاتی ہے اس لئے اس کو یہ کہنا کہ یہ خطرناک نہیں ہے یہ لوگوں کو ایک غلط خبر دینے کے مترادف ہے اور نہ لوگوں کو vision دینی چاہئے کہ یہ خطرناک نہیں ہے اور اس کی پروانہ کریں۔ یہ ایک بڑا fatal وائرس ہماری سوسائٹی میں ہے جس کا علاج کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو کہ کل سے شروع ہوئی ہے کہ یہ کسی دوسرے ملک سے اس ملک میں لے کر آئے ہیں سب سے پہلے یہ وائرس 1707 میں diagnose ہوا تھا۔ 14 ہزار بیماریاں communicable ہیں جو ایک بندے سے دوسرے بندے کو جا سکتی ہیں۔ اس میں سے چھ ہزار بیماریاں ایسی ہیں جو insect carry کرتے ہیں اور ان میں کم از کم 20 کے قریب ایسی خطرناک بیماریاں ہیں جو مچھر کے ذریعے ایک بندے سے دوسرے بندے تک جاتی ہیں جس میں yellow fever اور ایک West Nile fever ہے اور اس طرح کے بے شمار وائرس ہیں۔ یہ جو وائرس ہے آج بھی امریکہ میں epidemic ہے لیکن 110 ملکوں میں endemic ہے اور endemic کا مطلب ہوتا ہے کہ موجود ہے لیکن وہ active نہیں ہے اور epidemic کا مطلب ہے کہ وہ active ہے۔ آج بھی میکسیکو اور شکاگو بارڈر پر موجود ہے اور first world war میں امریکہ کے بے شمار فوجی اس بیماری سے مارے گئے تھے۔ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے جو دوسرے تیسرے سال سے پاکستان میں اس وقت آئی ہوئی ہے۔ اس کی fertility is likely to increase every year اور اس کو روکنا بڑا ضروری ہے۔ اسی موقع پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی دلیرانہ کاوش پر ان کی تعریف بھی کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت دے اور وہ اس معاملے کو آگے لے کر چلیں۔ جہاں تک اس کی treatment کا تعلق ہے تو آج میڈیا اس بات کو سن لے کہ اس کا پوری دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے جو لوگ شیشیاں بیچ رہے ہیں اور ڈرامہ کر کے اس قوم کا پیسا کھا رہے ہیں۔ اس بیماری کا آج کے دن تک کوئی علاج نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ریسرچ ضرور ہو رہی ہے اس کی صرف management ہوتی ہے اور اس کی پہلی re-hydration management ہے جس کا کسی نے یہاں ذکر نہیں کیا۔ جس کو بھی یہ بیماری ہو جائے اس کو زیادہ سے زیادہ پانی پینا چاہئے کیونکہ hydration سے اس وائرس کے cure ہونے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بیماری چونکہ Platelets پر حملہ کرتی ہے تو اس لئے Platelets count کروا لینا ضروری ہے لیکن Platelets لگوانے کی تب تک کوئی ضرورت نہیں ہے جب تک bleeding شروع نہ ہو جائے۔ Platelets ایک ایسی چیز ہے میں اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں، وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اب ہم نے

اپنے اپنے حلقوں میں بھی جانا ہے۔Platelets جسم میں cells کے اندر ایک ایسی چیز ہے جو خون کو بہنے سے روکتی ہے۔ اگر Platelets زیادہ کم ہو جائیں تو خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے تاکہ رگوں میں خون بہتا رہے، جناب بسراء صاحب کی رگوں میں بھی پر جوش خون بہتا رہے۔ Platelets کا balanced ہونا بہت ضروری ہے جب Platelets کم ہو جاتے ہیں تو اس وقت bleeding شروع ہو جاتی ہے۔ اگر Platelets count below 25 thousand کے قریب یا اس سے نیچے آ جائیں تو تب یہ بات سوچنے کی ضرورت ہے کہ Platelets لگانے ہیں یا نہیں۔ پچاس ساٹھ ہزار تک Platelets نہ لگوائیں کیونکہ Platelet itself danger ہوتی ہے unnecessary Platelets لگوانا خطرناک ہے۔ بے شمار ڈاکٹر ایسے ہیں جنہوں نے اس پر ریسرچ نہیں کی Platelets کی جو direct indication ہے وہ اس وقت ہے جب bleeding شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا جو insect ہے جو مچھر ہے، چاہے وہ خوبصورت مچھر ہے یا بد صورت مچھر ہے اس کی classification کے لئے مریض پہلے یہ تو نہیں دیکھے گا کہ اس کی شکل اچھی ہے یہ مجھے لڑے یا نہ لڑے۔ مچھر کی eradication society سے بہت ضروری ہے۔ مچھر خود اس بیماری سے infect نہیں ہوتا لیکن female مچھر کے اندر وہ بیماری بڑا عرصہ رہتی ہے اس لئے ابھی جو بات ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے کی ہے میں اس بات کو بہت زیادہ endorse کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم اس وقت صرف isolation پر زور دے رہے ہیں۔ اس بیماری کے treatment کے تین حصے ہیں۔ میں یہ بھی چاہ رہا ہوں کہ اس وقت جتنے بھی بھائی یہاں موجود ہیں یا میری آواز جہاں بھی پہنچ سکے، ایک تو insect killing ہے مچھر کو اس سوسائٹی سے ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ Civilized world میں مچھروں کو مارنے کے لئے regularly تین سے چار دفعہ سپرے کیا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کیونکہ آپ کا background بھی میری طرح زمیندارانہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پہلے ہماری زمینوں پر یا جہاں پر ڈنگر ہوتے تھے وہاں پر سپرے کیا جاتا تھا اور آج سے چند سال پہلے تک ایسا ہوتا رہا ہے۔ میں نے اس بات پر وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ بھی دلائی ہے کہ یہ ضروری ہے چاہے بیماری ہے یا نہیں، مچھر مارنے کے لئے سپرے everywhere ہونا چاہئے۔ اب چونکہ ماڈرن زمانہ ہے اس کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو private enterprisers ہیں---

جناب سپیکر: یہ بھی بتا دیں کہ سپرے کی کون سی قسم اچھی ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! سپرے کی ساری قسمیں اچھی ہیں۔ سپرے کرنے والا بندے کا پتر ہو وہ بے ایمان نہ ہو۔ سپرے کی ساری چیزیں صحیح ہیں لیکن اس سوسائٹی میں بے ایمانی نے ہماری جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ بے ایمانی ہر level پر موجود ہے اس لئے بے ایمانی کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ انسان کے جسم میں normal Platelets کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ تک normal تصور کیا جاتا ہے لیکن اگر تھوڑے سے Platelets drop ہو بھی جائیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے ڈینگی ہو گیا ہے۔ میں اب اپنی بات کو ختم کرنے لگا ہوں۔ insect killing بہت ضروری ہے چاہئے بے شک یہ مچھر صاف پانی میں پرورش پاتا ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ insects کو بلا امتیاز ختم کرنا ضروری ہے۔ ہمارے dustbins covered ہونے چاہئیں۔ انگلینڈ میں تو یہ crime ہے اگر کسی کے گھر کے باہر dustbin کا lid نہیں ہے تو پولیس اس پر پرچہ دے دیتی ہے۔ ہماری سڑکوں پر لاتعداد کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ان کو ختم کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ڈاکٹروں کو بھی ہم suspend کریں، ڈاکٹرز تو ویسے ہی بے چارے ہیں۔ میں تو تعلق ہی اس طبقے سے رکھتا ہوں لیکن اس کے تین factors ہیں۔ ایک insects کو ختم کرنا دوسرا اس مریض کو isolate کرنا ہے تیسرا اس مریض کی lookafter کرنا۔ مریض کی isolation کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ مچھر کو بذات خود وہ بیماری نہیں ملتی جب تک وہ کسی کو کاٹتا نہیں۔ مچھروں کی isolation کے لئے میں جناب وزیراعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح ٹی بی کے لئے sanitarium بنے تھے اسی طرح مچھر سے infected مریضوں کو جنرل ہسپتالوں میں admission کی بجائے یا تو اس کے لئے ایک ہسپتال خالی کروا لیا جائے پھر اس کو isolate کر کے اس کے ارد گرد پولیس بٹھا دی جائے اور اس میں unnecessary لوگوں کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ اس جگہ کے اندر مچھر کسی صورت میں نہ جائے کیونکہ ان مریضوں کو جب مچھر لڑے گا تو بیماری transmit ہوگی اس لئے میری حکومت سے یہ بھی گزارش ہوگی کہ جتنے سینٹری انسپکٹر چھٹی پر گئے ہوئے ہیں ان کو چھٹی سے واپس بلایا جائے اور جو لوگ ان سینٹری انسپکٹروں کی چھٹیوں کے سلسلے میں کسی بھی level پر کمیشن وصول کرتے ہیں اس کا خاتمہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں ہمیں اپنے ملک کی صفائی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جب تک ہم source of breeding of mosquito نہیں کریں گے یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ مریضوں کی isolation کی ضرورت ہے اور مریض کے treatment کے لئے اس وقت دنیا میں کوئی ایسی دوائی نہیں ہے جو آپ اس مریض کو دیں اور وہ ٹھیک ہو جائے اس لئے .Please do not waste your money

Please do not waste national money. Please do not waste poor persons money.اس کا علاج نہیں ہے اور یہ پپیتا، شتیتا سب بکواس ہے۔ میں نے دو تین ٹی وی کے پروگراموں میں بھی آ کر یہ کہا ہے کہ یہ صرف ڈرامے بازیاں ہیں۔ لوگ تیل بنا کر بوتلوں میں بیچ رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ اپنی کرسی پر تشریف لائے ہیں اس لئے میں تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے بھائی اپنے تمام ووٹروں کو بتائیں کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے اور اگر اس کا علاج ہوتا تو سب سے پہلے ترقی یافتہ ممالک میں اس کا علاج ہوتا۔ اس پر کوئی تحقیق نہیں ہے آپ صرف مریض کو hydrate کریں مریض کو isolate کریں۔ ایک آخری بات میں یہ کروں گا کہ اس کی جو fatality کی بات ہوئی ہے کہ یہ بیماری خطرناک نہیں ہے یا اتنی خطرناک نہیں ہے، جو healthy society ہے جو ہٹا کٹا normal بندہ ہے جس کو کوئی بیماری نہیں ہے ان میں سے ایک فیصد لوگ مارے جاتے ہیں لیکن چونکہ ہماری سوسائٹی میں دل کے مریض ہیں، شوگر کے مریض ہیں، کینسر کے مریض ہیں اس کے علاوہ بھی لوگوں کی general nutrition بھی بہت low ہے اس لئے ہمارا fatality rate بہت زیادہ ہے۔ میں نے پچھلے دس دن میں جو assess کیا وہ کوئی پندرہ سے بیس فیصد کے قریب ہے۔ وہ لوگ زیادہ مر رہے ہیں جن کو vulnerability ہے جو vulnerable patients ہیں If they get infected they are likely to die اس لئے یہ کہہ دینا کہ یہ dangerous نہیں ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جو مریض Already suffering from diseases if they are getting infected they are going to die. میں اپنے گھر میں کچھ کام کروا رہا تھا میرے اپنے گھر کا الیکٹریشن اور میرے اپنے گھر کا پینٹر ایک ہفتے کے اندر وفات پا گئے ہیں۔ ایک کی عمر 35 سال تھی دوسرے کی عمر 32 سال تھی۔ دونوں infection ہونے کے تین دن کے اندر اندر مر گئے ہیں اس لئے

Please do not underestimate. This is a very dangerous virus in the society and we must take it seriously. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ کل ایڈوائزری کمیٹی میں بڑے اچھے ماحول کے ساتھ باتیں ہوئی ہیں اس کا input House میں بھی آیا۔ آج ہم لوگوں نے across the board بازو میں بازو ڈال کر، ہاتھ سے ہاتھ ملا کر اور قدم سے قدم ملا کر ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا ہے جو آج ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور بڑا اچھا gesture ہوا کہ آج جتنے بھی دوست بات کر رہے ہیں بہت اچھی باتیں اس میں آ رہی ہیں۔ جو ڈاکٹر تھے جو experts تھے انہوں نے اپنی اپنی باتیں بتائیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم جو اس House میں جنگ کر رہے ہیں وہ بھی اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ ڈینگی کا جو حملہ ہوا ہے جو وائرس آیا ہے وہ اس قدر شدید ہے کہ ہمارے صوبے میں اس وقت ایمر جنسی کے حالات ہیں war footing کی صورتحال ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس وقت جو صورتحال ہے وہ اتنی خطرناک ہے کہ ہم سب لوگوں کو مل کر گلی محلوں میں awareness کے ذریعے یہ convey کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمیں بڑی دلیری کے ساتھ، بڑے طریقے کے ساتھ، ان کے ساتھ چلنا ہے اور ان کے ساتھ مل کر اس ڈینگی وائرس کا مقابلہ کرنا ہے۔ Challenges آتے رہتے ہیں یہ قوموں پر ہی آتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ challenge پنجاب کے عوام پر آیا ہوا ہے اور خاص طور پر لاہور کے اندر موت جو رقص کر رہی ہے اس میں ہم سب لوگوں کو مل کر جدوجہد کرنی ہے۔ میں اس سلسلے میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں اور اپنی suggestions بھی دینا چاہتا ہوں اور اگر ان پر عمل ہو جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ میں اس بات میں کوئی بخل نہیں رکھوں گا کہ قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی ٹیم آج جس محنت کے ساتھ کام کر رہی ہے، وہ فیلڈ میں نظر آ رہے ہیں، میں پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کی بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ آج ہر جگہ پر نظر آ رہے ہوں گے، ایم پی ایز بھی نظر آ رہے ہیں اور سرکاری ملازمین بھی نظر آ رہے ہیں لیکن میری صرف ایک گزارش ہے کہ پچھلے سال ڈینگی وائرس کا حملہ ہوا تھا اس سلسلے میں ہم نے آج جو campaign چلائی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ آج سے تین مہینے پہلے جناح ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر جاوید اکرم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک لیٹر لکھا تھا میں اس کی کاپی بھی ابھی آپ کو دوں گا۔ انہوں نے خط میں لکھا کہ ڈینگی وائرس کا بہت شدید حملہ ہونے والا ہے اس لئے ہمیں اس پر فی الفور پلاننگ کرنی چاہئے لیکن تین مہینے پہلے اس لیٹر پر عمل کیوں نہیں ہوا، جب

پچھلے سال یہ ڈینگی وائرس آیا تھا اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ اگلے سال ڈینگی وائرس اس سے زیادہ آئے گا تو وہ وقت کیوں ضائع کر دیا گیا؟ آج جب موت ہمارے سروں پر رقص کر رہی ہے، آج جب وائرس لاہور میں پھیل چکا ہے، پنجاب میں پھیل چکا ہے تو ہم نے دو دن پہلے سری لنکا سے ڈاکٹروں کی ٹیم منگوائی، آج ہم کہہ رہے ہیں کہ جرمنی سے مشینیں منگوائیں گے۔ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جو مشینیں منگوائی ہیں ان میں سے کچھ ناکارہ نکل آئی ہیں۔ میری صرف اتنی عرض ہے کہ "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے" آج جو عوام کے اندر وحشت ہے، آج جو عوام کے اندر خوف ہے اگر ہم اس کی پلاننگ پہلے کر لیتے تو یہ نہ ہوتا۔ یہ کرنے سے may be ڈینگی وائرس مکمل طور پر تو ختم نہ ہوتا لیکن اتنا minimize ضرور ہو جاتا کہ آج جو ہزاروں کی تعداد میں مریض ہیں یہ نہ ہوتے۔ میں on oath کہتا ہوں کہ میں پرسوں جناح ہسپتال گیا تھا آپ ڈاکٹر جاوید اکرم صاحب کا اے آر وائی چینل سے live پروگرام کا clip نکلوا لیجئے انہوں نے کہا کہ جناح ہسپتال میں روزانہ چار سے پانچ ہزار مریض آ رہے ہیں اور ان میں سے تقریباً دو سے تین ہزار کے درمیان ایسے لوگ ہیں جن کا ڈینگی وائرس positive آ رہا ہے۔ آج سیکرٹری ہیلتھ پنجاب کی یہ سٹیٹمنٹ چل رہی ہے کہ لاہور میں دس ہزار کے قریب ڈینگی وائرس کے مریض ہیں۔ آپ میو ہسپتال چلے جائیں، سروسز ہسپتال چلے جائیں، میں اس موقع پر سیاست کرنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں، مچھر نے کسی کو دیکھ کر نہیں کاٹنا ہے کہ میں نے شوکت بسراء کو کاٹنا ہے یا وزیر اعلیٰ کو کاٹنا ہے۔ گورنمنٹ یونیورسٹی نے ایک ریسرچ کی ہے اس کے مطابق وحدت کالونی، مغلپورہ اور سمن آباد سے 20 سے 25 فیصد mosquitoes ڈینگی وائرس سے لیس ہو کر لاہور کے اندر پھر رہا ہے اور میں جو باتیں کر رہا ہوں اس پر گورنمنٹ یونیورسٹی کی ریسرچ موجود ہے۔ اگر 20 سے 25 فیصد ڈینگی وائرس لاہور میں موجود ہے تو ہمیں اب تو جھوٹ سے اجتناب کرنا چاہئے اور اب تو ہمیں حقائق سامنے لے کر آنے چاہئیں تاکہ ہم حقائق کا سامنا کرنے کے لئے تیاری کریں۔ اگر یہ تین مہینے پہلے کیا جاتا تو یہ حالات نہ ہوتے لیکن اب حالات ہمارے کنٹرول سے باہر ہو چکے ہیں۔ ایمرجنسی ہو گئی، سری لنکا سے ٹیم آ گئی، جرمنی سے بھی مشینیں آ رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے ہاؤس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم گلہ کرتے ہیں کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جو کہ پنجاب کا سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا وزیر نہیں ہے۔ ڈاکٹر سعید الٰہی پارلیمانی سیکرٹری ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں ہمیں پتا ہے کہ یہ بہت محنتی ہیں، ڈاکٹر اسد اشرف ہمارے بھائی ہیں، زعیم قادری ہمارے بھائی ہیں کیا ان میں

سے کوئی اہل نہیں ہے کہ ان کو وزیر بنا دیا جاتا۔ میں اپنی بات صرف ڈینگی اور ہیلتھ پر رکھوں گا یہاں پر 23 وزارتیں ہمارے قائد ایوان کے پاس ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہاؤس کس لئے ہیں اور یہاں جو ممبران ہیں یہ کس لئے ہیں؟ ہم قائد ایوان کی ٹیم ہیں، ہم ان کے کارکن ہیں، ہم ان کے سپاہی ہیں۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے دفتروں میں بیٹھے ہیں، یہ جو بیوروکریٹس ہیں، یہ جو under nineteen کی ٹیم وزیر اعلیٰ کے ساتھ کام کر رہی ہے یہ خون چوس رہے ہیں اور یہ مال کما رہے ہیں۔ الزام ہم سیاستدانوں پر لگتا ہے، آج آپ نے جس طرح ایم پی ایز کی ٹیمیں بنائی ہیں میں دیکھتا ہوں کہ میری بہن عارفہ اور میری دوسری بہت ساری بہنیں خود سپرے کر رہی ہیں۔ اگر اس ہاؤس کو پہلے اعتماد میں لے لیا جاتا، اگر اس ہاؤس کے ممبران کو ساتھ لے لیا جاتا، اگر چار مہینے پہلے اس کی میٹنگ کر لی جاتی تو آج جو اموات ہوئی ہیں، آج جو لوگ مر رہے ہیں ایسا نہ ہوتا وہ سب ہماری بہن اور بھائی ہیں۔ فاروق یوسف گھرکی اسی ہاؤس کے ممبر ہیں، سابق وزیر ہیں وہ خود، ان کی بیوی اور ان کے بچے ڈینگی وائرس کی وجہ سے گھر میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس شہر کے ڈی سی او کو دس دفعہ call کی لیکن اس نے گوارا نہیں کیا کہ وہ ان کے ایریا میں سپرے کرائے۔ میں آج بھی گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب میں نے بات کی کہ "بہت دیر کی مہربان آتے آتے" آج بھی 50/60 فیصد ایریا میں سپرے نہیں ہوا۔ نصرت جہاں گورنمنٹ یونیورسٹی کی پروفیسر ہیں انہوں نے ایک ریسرچ کی اور کہا کہ اس کا علاج سپرے نہیں بلکہ اس کا علاج بائیو کیمیکل میڈیسن ہے۔ اگر ان کی بات مان لی جاتی تو ٹوٹل اڑھائی کروڑ کی بائیو کیمیکل میڈیسن تھی۔ اب مون سون شروع ہو چکا ہے ہم جو سپرے کر رہے ہیں یہ مچھروں کا دوست سپرے ہے۔ کل وزیر اعلیٰ GEO چینل پر live تھے رات کو بہت سارے لوگوں نے وہ پروگرام دیکھا ہو گا وہ خود مختلف ہسپتالوں میں گئے۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر صاحب! پلیز مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر صاحب! یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ نے بات کر لی ہے۔ اب مجھے بات کر لینے دیں۔ آپ نے بات کرنی ہے تو میرے بعد کر لیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ wind up کریں چونکہ ٹائم تھوڑا ہے اور باقی ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں recommendations دے کر اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ہم جو اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں اور جو مسلم لیگ (ق) کے ساتھی ہیں ہم سب آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ اگر میرا علاقہ ہارون آباد ہے کسی دوست کا کوئی اور حلقہ ہے شاید ابھی وہاں اتنا ڈینگی نہیں گیا۔ ہم آپ کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب ابھی ہماری میٹنگ لیں، ہمیں اپنی ٹیم کا ممبر سمجھیں، یہ جہاں جس گلی محلے میں ہمارے دوستوں کو بھیجیں گے، ہماری بہنوں کو بھیجیں گے تو ہم ان کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر، ان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر ان کے ساتھ چلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ میں اب بھی قائد ایوان سے ہاتھ جوڑ کر گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف اور پارلیمانی لیڈر (ق) کو اپنی ٹیم کا ممبر بنائیں۔۔۔ پلیز مجھے recommendations دے لینے دیں۔ میں نے پہلے یہ الفاظ بولے ہیں کہ میں on oath کہتا ہوں کہ میں اس بات پر سیاست نہیں کر رہا بلکہ اپنے دل کی بات کر رہا ہوں، ان کو ٹیم کا حصہ بنائیں، ان کو میٹنگ میں اپنے ساتھ بٹھائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: پلیز۔ پلیز۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک appeal کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر آج تک جو مجرمانہ غفلت ہوئی ہے اس بارے میں چیف جسٹس آف پاکستان سو موٹو نوٹس لیں۔ یہ case ہائیکورٹ میں pending ہے اسی لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ وہاں پر ہمارے کسی ساتھی نے رٹ دائر کی ہوئی ہے۔ میں چیف جسٹس صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سو موٹو نوٹس لیں کہ اگر دو نمبر سپرے خریدی گئی ہے اور دو نمبر سپرے کا چھڑکاؤ کیا گیا ہے تو ان کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اب تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آخری recommendation دے رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں غفلت کرنے والے افسران کے خلاف چیف جسٹس صاحب سوموٹو نوٹس لیں۔ ابھی تو صرف چالیس یا پچاس اموات ہوئی ہیں لیکن ڈینگی کی وجہ سے اس وقت ہزاروں لوگوں کے سروں پر موت رقص کر رہی ہے۔ اس معاملے کو non-serious مت لیں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ میں چیف جسٹس صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ کراچی میں گئے جس کی وجہ سے وہاں پر کچھ قدرے امن ہو گیا ہے۔ میں میاں محمد نواز شریف صاحب سے بھی appeal کرتا ہوں کہ آپ بھی باہر نکلیں۔ اگر آپ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی قرعہ اندازی کر سکتے ہیں، پیلی ٹیکسی کی قرعہ اندازی کر سکتے ہیں تو آج ڈینگی سے بچاؤ کی مہم میں بھی شامل ہو جائیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم شانہ بشانہ ہو کر اس آفت کا مقابلہ کریں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئرمین! میں ایک clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات کر چکے ہیں اس لئے اب دوسرے معزز ممبران کو بات کرنے دیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپرے تو سپرے ہوتا ہے بائیو کیمیکل سپرے کوئی نہیں ہوتا۔ میں اس طرح کی جاہلیت والی گفتگو نہیں سن سکتا۔ میں بطور ڈاکٹر اس کی clarification کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پہلے بات کر چکے ہیں اس لئے اب انہیں چاہئے کہ دوسروں کو بات کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئرمین! بسراء صاحب نے بائیو کیمیکل سپرے کا ذکر کیا ہے میں صرف اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اگر مجھے اجازت نہیں دی جاتی تو پھر میں احتجاجاً ہاؤس سے walkout کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر محمد اشرف چوہان ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کو منا کر ہاؤس میں واپس لائیں۔ جی، رانا ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ڈینگی وائرس کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا۔ ڈینگی وائرس 2003 میں سب سے پہلے خوشاب میں پایا گیا اور اس وقت ڈینگی وائرس تقریباً سو ممالک میں موجود ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے دوست بھی اس حوالے سے ہمیں اچھے اچھے مشورے دے رہے ہیں۔ جس تیزی کے ساتھ یہ موذی مرض پھیل رہا تھا اگر اس پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صبح سات بجے سے لے کر رات دو بجے تک کام نہ کرتے تو یہ مرض کنٹرول نہیں ہونا تھا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، ان کے ساتھ کام کرنے والے ایم این اے، ایم پی اے صاحبان اور دوسرے ماہرین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس مرض کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں ان ڈاکٹروں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کا پوری تندہی سے علاج کر رہے ہیں۔ لاہور میں ڈینگی وائرس نوے فیصد پایا جا رہا ہے جبکہ باقی دس فیصد ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد میں ہے۔ اس وقت نو اموات ڈینگی وائرس کی وجہ سے ہو چکی ہیں۔ اب یہی وائرس کراچی میں بھی پہنچ چکا ہے اور وہاں پر بھی اس کی وجہ سے ایک قیمتی جان ضائع ہوئی ہے۔ اسی طرح صوبہ پختون خواہ میں بھی یہ وائرس پہنچ گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر پاکستانی شہری کو اس موذی مرض کو ختم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے آج یہ بھی کہنا ہے کہ یہ اموات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کیونکہ موت برحق ہے۔ پاکستان پر جو بھی سخت حالات آئے ہوئے ہیں ان کے لئے دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مشکلات سے نجات دے۔ ڈینگی کا مرض ہو یا سیلاب کی تباہ کاریاں سب مشکلات کے لئے ہمیں مل کر کام کرنا چاہئے۔ سیلاب کی وجہ سے پچھلے سال بہت سی اموات ہوئی ہیں۔ اب اس سال بھی سیلاب تباہی مچا رہا ہے۔ کتنا اچھا ہوتا کہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے کوئی بروقت سدباب کیا جاتا۔ آج پورا پاکستان مشکلات میں مبتلا ہے۔ ڈینگی کے وائرس پر کنٹرول کرنا اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے عوام کو بچانا صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے لیکن اس حوالے سے مرکزی حکومت کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ صدر پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں، ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی مدد کریں۔ وزیر اعظم پاکستان بھی ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی دیکھ بھال کریں۔ مرکز کی طرف سے اس مرض پر قابو پانے کے لئے خصوصی طور پر funds کی announcement ہونی چاہئے کیونکہ پنجاب اور لاہور بھی پاکستان کا حصہ ہے اگر یہاں پر موت رقص کر رہی ہے تو اس کا مقابلہ پورے پاکستان کی تمام پارٹیوں کو مل کر کرنا چاہئے۔ آج یہ بہت اہم discussion ہو رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی، قائد

حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے اسی طرح مسلم لیگ (ق) کے ممبران بھی بہت کم تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ان سب کو آج ہاؤس میں آنا چاہئے تھا اور یہاں آکر سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔اب وزیر اعلیٰ کی کوششوں سے سری لنکا سے ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم آئی ہے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے ممبران بھی اس سلسلے میں حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سب کو مل کر اس موذی مرض کا مقابلہ کرنا چاہئے تاکہ ایک بہادر قوم کی طرح ڈٹ کر ان مشکلات پر قابو پا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جی، ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب چیئر مین! میں سمجھتا ہوں کہ آج جو topic discussion کے لئے اسمبلی میں رکھا گیا ہے وہ انتہائی اہم ہے۔ جب ہمارے گناہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرماتا ہے۔ یہ عذاب کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ من حیث القوم ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔ ہمیں دہشت گردی، موذی بیماریوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کا سامنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب مشکلات ہمارے اعمال نامہ کی وجہ سے ہیں۔ میں اس forum کی وساطت سے پوری قوم سے appeal کرتا ہوں کہ ہم من حیث القوم اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے رحم کی appeal کریں۔ ڈینگی وائرس کے بارے میں تو میرے ڈاکٹر ساتھیوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کر دی ہے۔ وہ ایک چیز چھوڑ گئے ہیں جسے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو بخار ہوتا ہے تو لوگ خود ہی ڈسپرین یا بروفن لے لیتے ہیں۔ اس بیماری میں ڈسپرین اور بروفن سخت ممنوع ہیں یہ بالکل استعمال نہیں کرنی چاہئیں اگر کوئی شخص ڈاکٹر کے پاس نہیں جا سکتا تو اپنی عمر کے مطابق simple پیناڈال لینی چاہئے لیکن اس میں ڈسپرین یا بروفن سخت ممنوع ہے۔ میں یہاں پر ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر سب لوگ اس بیماری کو کنٹرول کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے معاشرہ کا ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جب کوئی وقوعہ رونما ہو جاتا ہے تو ہم اُس وقوعہ کو تو دیکھتے ہیں لیکن ہم اس کے ذمہ داران کا احتساب نہیں کرتے۔

جناب چیئر مین! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہاں پر بات کی تھی کہ جن ذمہ داران پر یہ liability fix ہوتی ہے اگر ان کو کوئی سزا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقتوں میں ہمیں اتنی زیادہ شد و مد کی ضرورت نہ پڑے۔ پچھلی دفعہ جب سیلاب آیا تھا تو میں نے یہاں پر بات کی تھی کہ جن لوگوں نے اس میں جان بوجھ کر لاپرواہی کی یا جنہوں نے اس کو serious نہیں لیا اُن کے خلاف ایکشن ہونا

چاہئے تھا اور ہمارے کچھ دوستوں نے میری اس بات کو mind بھی کیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا یہ forum اس چیز کو واضح کر دے کہ جو بندہ کسی کام کا ذمہ دار ہوگا اور وہ اُس کام میں کوتاہی کرے گا تو اُس کے خلاف ایکشن ہوگا اور ایکشن ہوتا ہوا نظر آئے گا، تو آئندہ سب لوگ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے اپنے کام کریں گے۔

جناب چیئرمین! ساری باتیں تو ہو چکی ہیں۔ میں صرف ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر اس بیماری میں protection زیادہ اہم ہے۔ وائرس کی بیماری کا علاج نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے حفاظتی تدابیر کرنا پڑتی ہیں اور اس کا symptomatic treatment کرنا پڑتا ہے کہ آپ بخار کے لئے پیناڈال لے لیں، hydration پوری کریں۔ اس وائرس کے دوران بلڈ پریشر کم ہونے اور خون بہنے سے زیادہ تر موت واقع ہوتی ہے۔ جیسے ابھی میرے بھائی ڈاکٹر اشرف صاحب کہہ رہے تھے کہ پانی کا زیادہ استعمال ضروری ہے۔ یہ افواہیں غلط طور پر پھیلائی جا رہی ہیں کہ سیب کا جوس لے لیں یا پپیتا لے لیں، یہ کوئی علاج نہیں ہے۔ اس میں re-hydration بہت ضروری ہے اور اللہ نہ کرے اگر bleeding ہو جائے تو اُس کے لئے فوراً Platelets لگوانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین! آج یہاں پر بات ہوئی کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کر ڈینگی کے سد باب کی کوشش کریں۔ رات کو ٹی وی پر ticker چل رہا تھا کہ وزیراعظم پاکستان نے Platelets کے حوالہ سے کوئی 4 کروڑ روپے کی مشینری allow کی ہے اور وہ مشینری مختلف ہسپتالوں میں آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے بڑے ہسپتالوں میں بھی یہ سہولت میسر نہیں ہے۔ اب یہ بیماری آ گئی ہے تو جس وقت تک اس کا خاتمہ نہیں ہوتا، ہمیں اس کے خلاف جنگ تو کرنی ہے اور ہمیں ہسپتالوں میں اس سے متعلقہ مشینری مہیا کر دینی چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے باہر بھیجا تھا کہ معزز ایوان سے بائیکاٹ کر کے باہر جانے والے معزز ممبر ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کو واپس ایوان کے اندر لایا جائے۔ اُن کی شرط تھی کہ مجھے شوکت محمود بسراء صاحب ایوان میں لے کر جائیں لیکن پھر میری طرف سے دوبارہ request کرنے پر انہوں نے اپنا بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بڑی مختصر سی لیکن technical بات کروں گا۔ Dengue is a French word. اور اس کا مطلب clean water fever ہے۔ یہ گندیا جوہڑ کا مچھر نہیں ہے جیسے

ہمارے کچھ ٹی وی دکھا رہے ہیں کہ یہ جوہر ٹاؤن نہیں ہے، یہ جوہر ٹاؤن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب کے 36 اضلاع میں سے صرف ضلع لاہور میں یہ قدرتی آفت آئی ہوئی ہے اور epidemic کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ کوئی جان لیوا بیماری نہیں ہے۔ یہ اُسی طرح کی بیماری ہے جس طرح 103/104 fever میں mortality rate ہوتا ہے اس میں اُس سے بھی 5. فیصد کم mortality rate ہے اور صرف 2 فیصد لوگوں کو ہسپتالوں میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ self limiting disease ہے یعنی خود بخود ٹھیک ہونے والی بیماری ہے۔ اس کی کوئی antibiotic or vaccine نہیں ہے۔ اس میں bed rest کرنا چاہئے، پیناڈال لینی چاہئے لیکن ڈسپرین نہیں لینی چاہئے کیونکہ ڈسپرین Platelets کی stickiness کم کر دیتی ہے، جب stickiness کم ہوتی ہے تو bleeding زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر مریض کو ہسپتال میں داخل کرانا پڑتا ہے۔ اس میں ہر مریض کو ہسپتال میں داخلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں پر 2 فیصد مریضوں کو ہسپتال میں داخلہ کی ضرورت ہے اور یہ ساری دنیا میں ہے۔ ایشیاء میں 2.6 بلین لوگ اس کے under constant threat میں رہتے ہیں اور یہ کوئی underdeveloped or developed countries کا معاملہ نہیں ہے، یہ equal distribution ہے چاہے developed countries ہوں یا underdeveloped countries ہوں۔ یہ وائرس انسان میں ہوتا ہے اور ایک خاص گروپ کا مچھر ہے اور اس کا flight area بیس سے پچیس گھر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں سب سے پہلے ڈینگی کے مریض کنٹونمنٹ بورڈ کے area میں پائے گئے۔ کچھ لوگ اسے VIP مچھر بھی کہتے ہیں۔ یہ swimming pools، گلدان، فوارے، ائیر کنڈیشنر کے پانی، گھر کے صحن میں پڑے ہوئے ٹائروں، کسی برتن میں صاف پانی، برسات میں آپ نے ائیر کولر تو بند کر دیا لیکن وہ بارش کے پانی سے پھر بھر گیا لیکن کسی نے زحمت نہیں کی کہ ائیر کولر میں بارش کا پانی اکٹھا ہوا ہے۔ ان چیزوں سے صرف احتیاط کر کے اس بیماری سے بچا جا سکتا ہے۔ ابھی شروع میں جیسے میرے دوست نے ذکر کیا ہے حکومت پنجاب جو اقدامات کر رہی ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اُن کی یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ اس میں کوئی سیاست نہیں ہونی چاہئے۔ اس کی وجہ سے کہیں پر دورے وغیرہ نہیں کئے جا رہے اگر دورہ کیا جا رہا ہے تو صرف عوام کے لئے ہسپتالوں میں دورے کئے جا رہے ہیں یا اُن علاقوں میں دورے کئے جا رہے ہیں جہاں کسی کی کوئی death ہوئی ہوتی ہے۔ اس میں سب سے important بات یہ ہے کہ یہ مچھر جب انڈے دیتے ہیں تو یہ ایک سال تک خشکی میں زندہ رہ سکتے ہیں اور جیسے ہی نمی ملے گی، صاف پانی یا بارش کا پانی آئے گا تو یہ

بڑی تیزی سے grow کرتے ہیں۔ مچھر اس کو صرف ایک شخص سے دوسرے شخص تک carry کرتا ہے اور جیسے میں نے بتایا ہے وہ بھی ایک خاص قسم کا مچھر ہے یہ vector اور carrier ہے اگر ہم اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے روک لیں تو اس مرض سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ مچھر گندے پانی میں نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ باقی اضلاع میں بہت تھوڑے یعنی ایک دو مریض سامنے آئے ہیں۔ کیا باقی اضلاع میں ضلعی حکومتوں اور حکومت پنجاب نے وقت پر بہت اچھا سپرے کیا ہے اور کیا انتظامیہ اور محکمہ صحت جاگا ہوا تھا؟ صرف لاہور میں یہ مرض پھیلا اور اُدھر نہیں پھیلا۔ وہاں غریب لوگ مچھروں کے درمیان ننگے جسم کے ساتھ کام کرتے ہیں، رات کو ننگے بدن چھتوں پر سوتے ہیں وہاں ڈینگی اس مقدار میں نہیں ہے۔ یہ صاف پانی کا VIP گھریلو مچھر ہے۔

جناب سپیکر! حکومت جو چاہے کر لے آپ گھر گھر پولیو کی ویکسینیشن کی ٹیم بھیج دیں اگر میں اپنے بچے کو پولیو کے قطرے نہ پلانا چاہوں، دروازہ نہ کھولوں، یہ کہوں کہ یہ کافر ویکسین ہے اور یورپ سے آئی ہے۔ اسی وجہ سے آج بھی یہاں پولیو کا مریض نظر آ جاتا ہے جبکہ Polio Eradication Programme پاکستان میں شروع ہے، چائنا اور دوسرے ممالک نے بھی ہمارے ساتھ یہ پروگرام شروع کیا تھا وہاں دو سالوں میں eradicate ہو گیا۔ ہمیں اس پر سیاست سے ہٹ کر ٹھوس اقدامات اٹھانے ہیں۔ اب اس پر بہت کام ہو رہا ہے 14-2013 میں اس کی ویکسین مارکیٹ میں آ جائے گی اور اس کو bio eradication کے تحت ہم ختم کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے میں نے ڈینگی کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور جب سپیکر صاحب نے اس بحث میں اس تحریک کو بھی شامل کر دیا گیا۔ میں ڈاکٹر نہیں ہوں بلکہ عام شہری اور وہ ماں ہوں جسے اپنے بچوں کی اسی طرح فکر لاحق ہے جس طرح دوسری ماؤں کو فکر لاحق ہے۔ ہم بھی اسی خوف میں مبتلا ہیں جس خوف میں دوسرے شہری مبتلا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ prevention کا وقت تو گزر چکا ہے۔ اس کے جو نتائج آنے تھے وہ وقت پر کام نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں تکلیف یہ ہوتی ہے کہ یہ کسی ایک بندے کا issue نہیں لاہور میں رہنے والے پاکستانی ہیں اور ان کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق ہو سکتا ہے۔ اس سے قطع نظر کام ہونا چاہئے لیکن کہیں بھی اپوزیشن کو on board نہیں لیا گیا۔ میں نے سنا ہے کے ڈینگی پر war footing پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب میرے لئے بڑے محترم ہیں۔ ان سے ایک ٹی وی پروگرام میں بھی بات ہوئی تھی تو میں نے اس وقت بھی ان سے گزارش کی تھی کہ میں قذافی سٹیڈیم کے posh area میں رہتی ہوں اور میری vicinity میں میری گلی کے سوا ارد گرد ہر جگہ سپرے ہوا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ آپ بے شک میری گلی میں میرے گھر پر سپرے نہ کریں لیکن گلی کے اندر رہنے والے باقی لوگوں کو میری وجہ سے سزا نہیں دینی چاہئے اس لئے وہاں پر بھی سپرے اتنا ضروری ہے جتنا باقی جگہوں پر ضروری ہے۔ اگر یہ کوئی political move تھی اور سیاسی بنیادوں پر ایسا کیا گیا تو میری رہائش ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے حلقہ انتخاب میں ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ان پر دُگنی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں voluntarily کہہ رہی ہوں کہ میں اپنے گھر میں سپرے خود کرالوں گی لیکن میری گلی میں سپرے کر دیں باقی لوگوں کا نقصان میری وجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! کل پنجاب اسمبلی میں اجلاس کے دوران سپرے کیا گیا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ سپرے صبح ہو سکتا تھا یا اجلاس کے بعد ہو سکتا تھا۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران سپرے کرنے کی کیا وجوہات تھیں یہ میری سمجھ میں تو نہیں آئیں۔ یہ سپرے پھیپھڑوں کے لئے مضر ہے اس لئے یہاں ہمیں دھواں دینے سے بہتر تھا کہ سپرے اجلاس شروع ہونے سے پہلے یا ختم ہونے کے بعد کر لیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اب یہ ایک وباء ہے اور اسی طرح اس کو treat کرنا چاہئے۔ اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اگلے سال کی فکر ابھی سے شروع کرنا ہو گی۔ اگر اگلے سال وقت پر prevention نہ کی گئی تو ڈینگی اس سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کرے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش یہ بھی کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے سکولوں میں چھٹیوں کا اعلان کیا تھا لیکن بہت سے نجی سکول ابھی بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اس کا notice لیا جانا چاہئے۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے جذبات کی قدر کرتے ہیں کہ ان کو بڑی فکر ہے لیکن میڈیا کی ایک جم غفیر وارڈز میں لے کر جانا مناسب نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبان زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں کہ ان مریضوں کو isolation کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ان کے wash rooms بھی علیحدہ ہونے چاہئیں کیونکہ یہ وباء اس وجہ سے بھی پھیل سکتی ہے اس لئے اگر ہم publicity کے لئے ان دنوں کو چھوڑ دیں تو بہتر ہو گا۔ اس کے علاوہ ہم جو ڈیڑھ ڈیڑھ صفحوں کا اخبارات میں اشتہار دے رہے ہیں اگر ہم اس پیسے سے ادویات لے لیں اور لوگوں

کو beds مہیا کر دیں تو بہتر ہو گا۔ میں ایک اور اہم بات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب جب wind up کریں تو یہ ضرور بتا دیں کہ کیا یہ ہدایت حکومت پنجاب کی ہے کہ death tool کو کنٹرول کرنے کے لئے جب death Certificate بنے تو اس پر ڈینگی skip کر دیا جائے کہ فلاں فلاں بخار لکھ کر فارغ کر دیا جائے تو ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ سری لنکا کے ماہرین نے آتے ہی سب سے پہلے کچرا اٹھانے کی ترغیب دی ہے۔ اگر ہمیں ابھی تک کچرا اٹھانے کی سمجھ نہیں آئی جبکہ ہم نے Waste Management Company بنائی ہے۔ اس کے علاوہ پتا نہیں کتنے بڑے بڑے بیوروکریٹ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کو بڑی بڑی تنخواہیں بھی دیتے ہیں اگر اس کے باوجود لاہور سے بھی ہم کچرے کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو پھر لیہ اور راجن پور والے ٹھیک کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب آپ under18 ٹیم کھلائیں گے، DCO under18 جب یہاں پر کام کریں گے اور non professional attitude ہو گا تو پھر اس طرح کی وبائیں پھیلیں گی۔ وباء پر کنٹرول کرنے کے لئے پہلے prevention پھر cure ہونی چاہئے۔ ان تمام چیزوں پر اگر آج ڈینگی پر صحیح طریقے سے کام نہ کیا گیا تو اگلے سال یہ خطرناک ترین صورتحال اختیار کر سکتا ہے۔ میں اس دعا کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور باقی سب کو اس عذاب سے دور رکھے۔ (آمین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ ڈینگی کا sting تو اپنی جگہ ہے اپوزیشن نے اپنا sting جو استعمال کرنا شروع کیا ہے اس کا یہ موقع نہیں ہے جب کبھی بھی ایسی وبائیں آتی ہیں تو اکٹھے ہو کر کام کرنا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتی ہوں کہ 50 کی دہائی میں پہلا HIV کا کیس ایک کیمپ میں آیا تھا اور وہ ایک بچی تھی اس کے بعد 80 کی دہائی میں اسے explore کیا گیا پھر پتا چلا کہ وہ کتنی بڑی وباء ہے جو دنیا میں پھیل گئی۔ ان چیزوں کو politicize کرنے کی نہیں بلکہ اس کو understand کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج پرائمری کلاس کے اجلاس میں بیٹھی ہوئی ہوں جہاں پر صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ ---

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! یہ ایوان کی توہین کر رہی ہیں۔ انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں جو بھی بات کر رہی ہوں اپنے دل سے کر رہی ہوں اور مجھے اپنے دل کی بات کرنے کا پورا حق ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ ڈینگی پر رہیں۔ (قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ان کے الفاظ کو حذف کرایا جائے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! اگر میں اپنی رائے دے رہی ہوں تو مجھے اپنی رائے دینے کا پورا حق ہے۔ میں پرائمری سکول والوں کی بھی عزت کرتی ہوں مگر افسوس تو یہ ہے کہ کند ذہنی کی یہ حالت ہے کہ ان کو یہ بھی پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ اپنی رائے دیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں بتا رہی ہوں کہ کس طریقے سے epidemics پھیلتی ہیں اور کس طریقے سے اُن کو کنٹرول کیا جاتا ہے؟ میں اس وقت صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خدا کے واسطے اس کو criticize نہ کریں اور صرف اپنے صوبے کی طرف دیکھیں۔ یہ صوبہ صرف (ن) لیگ کا صوبہ نہیں بلکہ آپ سب کا ہے۔ اس وقت (ن) لیگ کو criticize کرنے کے لئے جو باتیں کی جا رہی ہیں اُن کو eliminate کر کے صرف epidemics پر غور کریں۔ بجائے ہمیں ایک دوسرے کو criticize کرنے کے، ہمارا کام یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کو support دیں۔ ہم آپ کو اپنی support میں بالکل شامل کرتے ہیں اور اس میں کہیں پر یہ discrimination نہیں کی گئی کہ یہ اِس کا حلقہ ہے اور یہ فلاں کا علاقہ ہے۔ میرے خیال میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میڈیا already مچھر کے وائرس کی بیماری کے بارے میں بہت اچھی information دے رہا ہے۔ ہم یہاں پر کسی قسم کی disease پر lecture دینے نہیں آئے۔ اگر یہاں پر ڈاکٹر حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ ہسپتال میں نہیں بلکہ اسمبلی کے ممبران کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ٹائم آ چکا ہے کہ ہم سب مل کر کم از کم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ ہم ایک تماشا کھڑا کرنے کے لئے کبھی میڈیا کے سامنے لڑائی کریں اور کبھی اسمبلی کے اندر نام لے لے کر ایک دوسرے کو criticize کریں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ میں آخر پر صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لوگ استغفار اور بہت سی آیات کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اللہ معاف کر دے گا لیکن حقوق العباد کی طرف بھی دیکھ لیں

کیونکہ شاید ان کی معافی ملنا مشکل ہو۔ میرا یہ خیال نہیں کہ اِس وقت politicize کرنے کا ٹائم ہے لہذا براہِ مہربانی epidemic پر غور کریں۔ میں نے خود صحت کی پالیسیاں پڑھی ہوئی ہیں اس لئے صحت کی پالیسیاں بنی چاہئیں اور اُسی کے مطابق ہی کام کرنا چاہئے۔ مزید باہر کی جو ٹیمیں آئی ہیں اُن پر بھی appreciate کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ ڈینگی مچھر کے حوالے سے بہت اچھی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ وفاقی حکومت بھی حق دار ہے جنہوں نے دعا کے ساتھ دعائے مغفرت بھی کرائی اور پنجاب و دیگر صوبوں کو مشینری مہیا کی۔ میں زیادہ دیر تک بات کروں گی اور نہ ہی criticize کروں گی۔ اِس وقت ڈینگی کی صورتحال یہ ہے کہ ہر بندہ ہی ڈینگی نظر آتا ہے۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں جہاں میں رہتی ہوں وہاں پر encroachment کی وجہ سے ایک گندا نالہ ڈی سی او صاحب نے گرایا ہوا ہے اور سارا کچرا باہر پڑا ہوا ہے جو اٹھایا ہی نہیں جا رہا۔ میری رہائش کی پچھلی طرف ایک گلی ہے جہاں پر کوئی سیوریج سسٹم نہیں ہے اور نالیوں کا گندا پانی گلیوں میں ہر وقت گھومتا رہتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اِن سے کہیں کہ ذرا اونچا بولیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! جب یہاں کوئی بولتا ہے تو کیا اُس وقت دوسرے کے بولنے سے انہیں کوئی نمبر مل جاتے ہیں؟ یہ اُن لوگوں کی بھول ہے جو اس طرح سے interfere کرتے ہیں۔ یہ سراسر غلطی کر رہے ہیں اور دنیا کو کیوں دکھا رہے ہیں کہ ڈینگی کی وجہ سے ہر کوئی "ڈِنگا" نظر آ رہا ہے؟ لوگ اتنے پریشان ہیں کہ اگر کسی کے سَر میں درد ہوتا ہے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جا کر یہ نہیں کہتا کہ مجھے سَر میں درد ہو رہا ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ فوری طور پر میرا ٹیسٹ کریں، کہیں ڈینگی تو نہیں ہے؟

جناب چیئرمین! میں اپنے علاقہ کے حوالے سے کہہ رہی تھی کہ ہماری ٹوٹی پھوٹی گلی ہے اور اُس میں سیوریج کا پانی باہر آ جاتا ہے۔ میں وزیر قانون اور اپنے پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی سے یہ گزارش اور التجا کرتی ہوں کہ براہِ مہربانی میرے فیصل آباد کی طرف تھوڑا دھیان دے دیں اور وہاں پر روزانہ سپرے کروا دیا کریں تاکہ لوگوں کو کوئی بیماری نہ لگے۔ چلیں، میرا گھر چھوڑ دیں مگر باقی لوگوں کے

گھروں میں سپرے کروادیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کے باقی لوگ آپ سے زیادہ پیار کرتے ہوں اور سپرے نہ کرکے کیا آپ اُن بے چاروں کو پیار کی سزا دے رہے ہیں؟ میری استدعا ہے کہ وہاں پر سپرے ضرور ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کو اپنے اختلافات بھول کر اپنے ملک و قوم کی طرف دیکھنا چاہئے، روزانہ دعائے مغفرت کرنی چاہئے اور اپنے اعمال درست کرنے چاہئیں۔ جب تک ہم اپنے اعمال اور قبلہ درست نہیں کریں گے تب تک یہ عذابِ الٰہی ہم پر نازل ہوتا رہے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ اپنی باری پر بات کرلیں۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا genuine ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں اس بیماری پر discussion کی افادیت شاید بہت ہو گی لیکن میں حکومت سے یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ discussion بھی ہو مگر کوئی experts ہاؤس کے تمام ممبران کو preventive measures کے بارے میں بریفنگ دیں تاکہ ہمیں کوئی سمجھ ہو اور ہم اپنے حلقوں میں جاکر کام کر سکیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: میری ایک بات سن لیں جو بہت اہم ہے۔ Discussion بھی بہت اہم لیکن discussion knowledge based ہو تاکہ ہمیں آگاہی ہو۔ جس طرح کمیٹی کے ممبران ہیں یا میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہیں اُن کو ضرور پتا ہو گا کیونکہ اُن کا profession ہے۔ یہاں پر کمیٹی رُوم میں experts آکر ہمیں پوری بریفنگ دیں کہ کس طرح ڈینگی سے بچا جا سکتا ہے اور کیا کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟ میری یہ گزارش ہے کہ جتنے علاقوں میں ڈینگی کا حملہ ہو چکا ہے اور پنجاب کے باقی حصوں میں جہاں پر اس کی ratio کم ہے وہاں پر ابھی سے ہی preventive measures اپنانے چاہئیں اور اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ جس طرح یہاں پر ایک مہم چلائی جارہی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب خود پمفلٹ تقسیم کر رہے ہیں اسی طرح پنجاب میں پوری انتظامیہ کو ہدایت کی جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میری تجویز نہایت اہم ہے۔

جناب چیئرمین: باقی ممبران بھی اہم بات ہی کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! پنجاب کے پورے ڈی سی او اور ڈی پی او صاحبان کو یہ direction جانی چاہئے۔ میں اپنے ضلع بھکر کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر کسی محکمے کو پتا ہے اور نہ ہی کسی افسر کو پتا ہے کیونکہ یہ بیماری تو ابھی ٹرانسفر ہوگی۔ اگر یہاں سے کوئی بندہ وہاں جاتا ہے جس کو خدانخواستہ یہ بیماری ہے تو وہاں پر عام مچھر کو جب یہ ڈینگی مچھر کاٹے گا تو وہ مزید پھیلاؤ کرے گا۔ اِس وقت پورے ملک اور خصوصاً پنجاب میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ preventive measures ابھی سے ہی adopt کرنے چاہئیں، باقی شہروں میں اشتہار بازی کرنی چاہئے اور پوری انتظامیہ کو بھی اس کام پر لگانا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں پر کوئی منسٹر موجود نہیں ہے اور صرف ممبران بیٹھے ہیں۔ ہم اور آپ تو پہلے ہی آپس میں discussion کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ ویسے میں بہت اہم بات کر رہا ہوں اور کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہاں پر متعلقہ وزیر موجود ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہاں پر موجود ہیں اور وہ note کر رہے ہیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ نوٹس ضرور لینے چاہئیں مگر یہاں سے یہ direction پورے پنجاب میں جانی چاہئے اور ہمیں بریفنگ دیں تاکہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو ہم لوگوں کو خود آگاہی دے سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بالکل مختصر بات کروں گا اور جو بھی بات کروں گا وہ ریکارڈ کے حوالے سے کروں گا۔ دو سال پہلے میں نے اسی معزز ایوان میں یہ بات کہی تھی کہ واسا جو road cut لگاتا ہے اُس کی مرمت کا ذمہ دار TMO آفس ہے۔ میں نے ریکارڈ پر یہ ثابت کیا تھا کہ گلبرگ میں

کروڑوں روپیہ road cut سے کھایا جا رہا ہے جس کا میں نے باقاعدہ ایک Pay Order پیش کیا تھا کہ یہ 11 لاکھ روپے PTCL کے فلاں ٹھیکیدار نے جمع کرانا تھا جو اُس نے جمع نہیں کرایا۔ Road cut لگایا، سڑک پر کھڈے بنائے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ کارپٹ روڈ پر اگر آج تین یا چار فٹ کا کھڈا لگا ہے تو کل وہ پانچ اور پرسوں دس فٹ ہو گا۔ جب یہ مسئلہ پیدا ہوا تو واسا اور TMA نے مل کر تمام ایسے گڑھوں پر کہیں سے ملبہ لا کر ڈال دیا۔ جب وہ ملبہ ڈالا گیا اور وہاں سے گاڑیاں گزریں تو آج بھی وہ گڑھے ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں۔ میں ایک بڑی سادہ سی بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب road cut لگایا جاتا ہے تو اس کی لاکھوں روپے فیس بھی جمع ہوتی ہے تو واسا کا عملہ یا ڈیپارٹمنٹ اسے خود مرمت کیوں نہیں کرتا؟ وہ ریکارڈ TMA کو دیتا ہے جس کا کردار سب پر عیاں ہے اور وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ ایک تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں road cut کا پیسا جمع ہوا ہے اس کا نہ صرف آڈٹ کیا جائے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ لگنے والے road cuts مرمت کیوں نہیں ہوئے؟ یہ بنیادی وجہ ہے ڈینگی کے پھیلنے کی کیونکہ یہ fresh پانی میں پیدا ہو رہا ہے۔ میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اسے کوئی watch کرنے والا نہیں ہے اور مرمت کی آڑ میں roads کا جتنا پیسا ہے وہ کھایا جا رہا ہے تو میں حیران ہوں کہ ایک عام سی سڑک کی مرمت کا بجٹ کروڑوں روپے میں ہے چونکہ اس میں سے کھایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح طرح مرمت نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ ایک سڑک چھ ماہ میں دوسری مرتبہ مرمت ہو رہی ہے تو اس بیماری سے یا کسی بھی بیماری سے اس کے direct concerned محکموں کو جب تک آہنی ہاتھوں سے نہیں پکڑا جائے گا تو یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہ ریکارڈ نکلوالیں کہ دو سال پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ جو گڑھے بن رہے ہیں اس کے اندر کیا ہو گا؟ شکریہ

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں دیکھیں کہ آج کتنی بے حسی ہے کہ پوری قوم ایک بیماری اور آفت میں گھری ہوئی ہے اور یہاں کل فیصلہ ہوا تھا کہ ڈینگی پر general discussion ہے لیکن اس کے باوجود عدم دلچسپی کا یہ حال ہے کہ اپوزیشن بنچ ہوں یا حکومتی چند لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ قوم اس سسٹم سے مایوس ہو چکی ہے اور یہ موقع تو نہیں کہ میں یہ بات کروں لیکن میں خود اس سسٹم سے مایوس ہوں۔

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے "مایوسی گناہ ہے" کی آوازیں)

جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انہیں کہیں کہ ہوٹنگ نہ کریں کیونکہ میں serious بات کر رہا ہوں اور اگر یہ آرام سے نہیں سننا چاہتے تو ایوان سے باہر چلے جائیں۔ یہی روّیہ جب میڈیا کے ذریعے عوام میں جاتا ہے تو وہ ہمارے بارے میں باتیں کرتی ہے جن سے ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک آدمی بات کر رہا ہوتا ہے اور باقی سارے اس پر فقرے بازی کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں شاید اندازہ نہیں کہ یہاں پر ان کی ایک sitting پر کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں؟ یہاں جب بھی بات ہوتی ہے تو privileges کی ہو رہی ہوتی ہے کہ "آج اشارے پر میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے، آج ناکے پر میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے"۔ قوم کن پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اور اسے کون سے چیلنج درپیش ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کبھی بات نہیں کی۔ میں on the floor یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم لوگ قوم کے مجرم ہیں، ہم لوگ قوم کا پیسا ضائع کر رہے ہیں اور کھا رہے ہیں۔ یہاں پر ایک پائی کا کام نہیں ہوتا اور کہا یہ جاتا ہے کہ میری گلی میں سپرے نہیں ہوا، مجھے ویکسین نہیں مل سکی، میرا ٹیسٹ نہیں ہوا اور مجھے ادویات نہیں ملیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت جس حد تک ہو سکتا ہے وہ کوشش کر رہی ہے اور یہ ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ سوچے کہ وزیراعلیٰ سوچتا ہو گا کہ میری قوم مر جائے اور اسے نقصان ہو جائے تو مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ ہر آدمی سوچتا ہے کہ میرا مستقبل ٹھیک ہو وہ چاہے موجودہ وزیراعلیٰ ہو یا اپوزیشن ہو لیکن کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ میرا موجودہ status خراب ہو جائے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میں یہ بات کہنا ضروری سمجھوں گا کہ جو کام ہمیں تین ماہ پہلے کرنا چاہئے تھا وہ ہم بروقت نہیں کر سکے اور آج جب ہم ایک آفت میں گھر چکے ہیں تو ہم طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ آپ تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں کہ یہی آسمانی آفات اور بیماریاں معاشرے مرتب کرتی ہیں، لوگوں کو اکٹھا کر دیتی ہیں اور قومیں چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرتی ہیں جس کا آج بھی ہمارے معاشرے اور ہماری اسمبلی میں فقدان ہے۔ آج بھی ہم points scoring کے چکر میں ہیں اور آج بھی ہم اپنی اپنی پارٹیوں کے جائزہ کار کرنے کے چکروں میں ہیں۔ میں یہاں اپنے بھائیوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے اختلافات چھوڑ کر دیکھیں کہ ہم آج سری لنکا جیسے پسماندہ ملک سے مدد طلب کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہم ایٹمی طاقت ہیں، ہمارے پاس ایٹم بم ہے اور ہم 28 مئی کو یوم تکبیر منا رہے ہوتے ہیں جس پر اربوں روپے کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف ایک مچھر سے لڑنے کے لئے ہم سری لنکا سے مدد طلب کرتے ہیں

جو کہ شرم کا مقام ہے۔ ہم پر یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ لاہور میں ڈینگی وائرس ہوتا ہے تو ہمارے حکومتی بنچوں کو سندھ کا سیلاب نظر آتا ہے اور وہ اس کے تدارک کی بجائے کہتے ہیں کہ جاکر سندھ میں دیکھو کہ وہاں سیلاب نے تباہی مچادی ہے۔ اگر میں کہوں کہ سندھ کے سیلاب کے ذمہ داروں کو سزا ملنی چاہئے تو وہ بے جا نہیں ہوگا۔ اگر انہوں نے اس کے لئے اقدامات نہیں کئے تو انہیں سزا ملنی چاہئے لیکن اگر لاہور میں ڈینگی کے خلاف بھی کوئی مہم نہیں چلائی جاسکی تو ان ذمہ داروں کو بھی سزا ملنی چاہئے۔ ہم جس منصب پر ہیں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے اور ہمیں اپنا گھر صاف کرنا چاہئے۔ میں یہاں پر یہ پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سابق سیکرٹری صحت فواد حسن فواد کو کس کام کے صلے میں ایک اچھی سیٹ پر تعینات کر دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس ڈینگی وائرس کا ذمہ دار ہے اور یہاں on the floor ہر ممبر نے یہ بات کی کہ وہ شخص اپنی ڈیوٹی صحیح perform نہیں کر رہا، وہ ممبران کا استحقاق مجروح کرتا ہے اور وہ کام نہیں کرتا تو کسی ممبر یا وزیر اعلیٰ نے اس کا نوٹس نہیں لیا تھا اور آج کا یہ ڈینگی وائرس اس شخص کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ بر وقت اقدامات کرتا جیسے ہم بچپن میں دیکھتے تھے کہ ہر گاؤں اور ہر گھر میں سپرے ہوتا تھا لیکن عرصہ دراز سے اس سسٹم کو ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! آج میں نے ایک اور چیز note کی کہ ہمارے جناح ہسپتال کے ایم ایس صاحب ایک اشتہاری مہم میں کردار ادا کر رہے ہیں تو کیا یہ Public Servant Act کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ وہ ٹی وی پر آکر "ہاؤس فل" کی تشہیر کر رہے ہیں کہ یہ لگائیں اس سے یہ ہو جائے گا۔ کیا یہ سول سرونٹ ایکٹ کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزائیں ملنی چاہئیں تاکہ وہ لوگ معاشرے کے لئے نشان عبرت ہوں اور لوگ انہیں دیکھ کر خائف ہوں۔ سرکاری ہسپتالوں میں اتنا rush نہیں ہے اور پرائیویٹ سیکٹر اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاکر دیکھیں کہ ان کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہم فری علاج کریں گے لیکن وہاں پر 14,14 ہزار روپے کی kit فروخت ہو رہی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں ان چیزوں کا نوٹس لینا چاہئے۔ یہاں بیٹھ کر ہم ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں، قوم کا پیسا اڑاتے ہیں، قوم کا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اپنے مینڈیٹ کی توہین کر رہے ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا اور اپنے بھائیوں کو یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا چھوڑ دیں شاید ان پر اسی چیز کا عذاب نازل کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب چیئر مین! باری تو میری لسٹ پر چوتھے نمبر پر تھی پتا نہیں یہ پسند اور ناپسند کا معاملہ ہے۔

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو

ڈینگی بخار کم ہو یا زیادہ اس کا panic ضرور ہے۔ گزشتہ سال بھی ڈینگی بخار کا چرچہ تھا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یہ اداروں کی کمزوری ہے، ادارے vision نہیں رکھتے اور وقت پر سپرے نہیں ہوتے۔ یہ تمام measures کو لینا چاہئے تھا جس کو دیر ہو گئی اور اب اس عذاب میں قوم مبتلا ہو چکی ہے۔ ان حالات میں، میں یہ تحسین کروں گا اور تنقید بھی کروں گا۔ مجھے تنقید کرنے میں کوئی خوف ہے اور نہ تحسین کرنے میں، میں کوئی بخل کرتا ہوں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف دن رات اب ہنگامی طور پر محنت کر رہے ہیں اور یہ سب کو نظر آ رہا ہے۔ میرے محترم ممبران اسمبلی جن میں ڈاکٹر سعید الٰہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہیں ان سے مجھے بہت ساری معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں رویوں پر۔ میں نے جو تقریر کرنی تھی اس کو چھوڑ کر میں سید حسن مرتضیٰ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں ان کی باتوں پر اتفاق بھی کرتا ہوں اور اس کو آگے بھی بڑھاؤں گا۔ بات یہ ہے کہ ہماری قوم کوئی vision نہیں رکھتی اور دھڑوں میں تقسیم ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اپنی اپنی پارٹی کی جے جے کال میں لگے ہوئے ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر کسی کو نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آتا ہے۔ میرے معزز ممبر بسراء صاحب نے چیف جسٹس کو suo motu action لینے کی اپیل کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چیف جسٹس کے فیصلوں کو کبھی کسی نے مانا ہے، چیف جسٹس کے فیصلوں پر کبھی عمل ہوا جو آج چیف جسٹس کو suo motu action کے لئے پکارا جا رہا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! اس وقت polarized generation جو دھڑوں میں تقسیم ہے، جس میں قومی اتفاق رائے نہیں ہے اور وہ contradiction میں تقسیم ہے جس کے نتیجہ میں ہم کسی بات پر اتفاق رائے نہیں کرتے، اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھتے اور اپنی جماعت سے آگے نہیں دیکھتے۔ جماعتیں بھی دھڑے بن چکی ہیں۔ جماعتیں مضبوط ہیں، سیاسی ادارے مضبوط ہیں اور نہ باقی ادارے مضبوط ہیں۔ جب سیاسی ادارے مضبوط نہیں ہوں گے، ادارے مضبوط نہیں ہوں گے تو پھر ضلع

ادارے کیسے مضبوط ہو سکتے ہیں اوران میں خدمات کا احساس کہاں سے آئے گا؟یہی وجہ ہے کہ سیلاب ہو یا ڈینگی اس کا بروقت کوئی سد باب نہیں کیا جاتا۔ میری اس حوالے سے صرف اتنی سی اپیل ہو گی کہ جس طرح سے 1960 کی دہائی میں ملیریا کی مہم شروع کی گئی تھی آج بھی ڈینگی کی مہم اسی طرح سے جاری رکھنی چاہئے۔ میں آپ کو قومی اتفاق رائے کی دو مثالیں بنگلا دیش اور بھارت کی دینا چاہتا ہوں۔ میں نے پاکستان پیپلز فورم کی دعوت پر انڈیا کا دورہ کیا اور بنگلا دیش کا دو دفعہ دورہ کیا اور ابھی حال ہی میں بنگلا دیش کے چیف الیکشن کمیشنر شمس الھدیٰ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ اپنا گھر اور دفتر دیکھنے گئے۔ ہم نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ یہاں پر AC رہ کر گئے اب آپ اپنے ملک کے چیف الیکشن کمشنر ہیں ذرا وہاں کے حال تو بتائیے؟ اس نے کہا کہ ہمارا الیکشن کمیشن بالکل آزاد ہے، اس کا اپنا بجٹ ہے اور وہ کسی منسٹری کے ماتحت نہیں ہے۔ وہاں پر سیاسی جمہوری عمل آزاد ہے، وہاں پر سیاسی جماعتیں آزاد ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر کبھی ایسا کوئی عذاب نازل نہیں ہوا، کبھی کوئی بحران پیدا نہیں ہوا۔ اسی طرح سے میں نے بھارت کا دورہ کیا وہاں پر لیکچر دیئے اور لیکچر سننے اور اپنی learning کی ہے۔ وہاں پر بھی عدالتیں آزاد ہیں، الیکشن کمیشن آزاد ہے اور سیاسی جمہوری عمل آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر کبھی کوئی ایسا بحران پیدا نہیں ہوا۔ میں آخر میں ایک سرائیکی نظم پڑھتا ہوں جو ایک شاعر نے اس تناظر میں لکھی ہے۔ یہ یگانگت اور قومی اتفاق رائے جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے offer کی تھی میں welcome کرتا ہوں۔ کاش! یہ قومی اتفاق رائے ہم سب میں پیدا ہو جائے اور ہم کم از کم قومی issues اور مسائل پر اتفاق رائے کر لیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ انڈیا کے اندر صرف ایک آدمی اناہزارے۔ یہ کوئی معجزہ نہیں، کوئی اوتار نہیں، وہ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے ایک ارب 20 کروڑ لوگ ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ وہاں کی قوم کا قومی مسائل پر اتفاق رائے ہے۔ میں بھی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا اناہزارے ہوں، میں پنجاب کا اناہزارے ہوں لیکن میرے پیچھے کوئی لوگ نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم لوگ دھڑوں میں تقسیم ہیں اور اپنی ناک سے آگے دیکھتے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ پھر کسی وقت نظم سنا دیں کیونکہ جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ اسی تناظر میں ہے۔ اس نے چڑیوں کے تناظر میں ہم لوگوں کو اپیل کی ہے۔

چڑیو اٹھو، کئی دھاں کرو
چُپ ناں کرو چُپ ناں کرو

تن بے کفن ڈیکھو کتھائیں
ونج کے، پراں دی چھاں کرو
ہتھ وِچ جے کوئی ہتھیار نئیں
چیں چیں کرو، چاں چاں کرو
طارق سویرے شام آ
ویڑھے میڈے چگیاں کرو

یہ درس ہے قومی اتفاق رائے، محبت، یگانگت اور ایک قوم بننے کا۔ بے حد شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے بہت سارے colleagues نے ڈینگی بخار پر بڑی detail سے باتیں کی ہیں لیکن میں ایک دو اہم aspects ہیں جن پر توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ ابھی جس طرح سے زور شور سے اس پر قابو پانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو یہ زور شور دو تین ہفتوں میں پھر ختم ہو جائے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ پچھلے تین چار سالوں سے ہمیں معلوم تھا کہ ہر سال ڈینگی بخار نے بڑھ کر زیادہ تعداد میں حملہ کرنا ہے۔ ہمیں اس وقت بھی معلوم ہے کہ اگلے سال جو حشر ہوا اس سال اُس سے بھی بُرا حال ہونا ہے اور بہت زیادہ لوگوں کو اس بخار کی problem face کرنی پڑے گی تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا جو اتنا بڑا پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے لوگ جو سب وہاں بیٹھ کر تنخوائیں لیتے ہیں اور ان ساری چیزوں کو handle کرنے کی ذمہ داری ان کی تھی، ان کو countable hold کیا جائے اور ان کو دیکھا جائے کہ کیا وجہ ہوئی کہ پچھلا سارا سال یہ سوتے رہے ہیں؟

دوسری بات یہ کہ Platelets machines خریدنا اور Blood Transfusion دینا یہ تو بالکل last resort کی بات ہے اس کی actual prevention سب سے زیادہ important چیز ہے کہ اس کو شروع ہونے سے پہلے ہی روکا جائے اور اس کے لئے epidemiology بہت ضروری ہے ۔ اگر حکومت اس کے لئے پورا سال کام کرے گی تو کہیں جا کر اس کا اگلے سال کچھ کنٹرول ہو گا۔ اگر پورا سال اس پر اسی جوش و جذبہ سے کام نہ ہوا تو اگلے سال اس سے بھی زیادہ worst consequences ہیں

اس کے prevention کے لئے سب سے پہلے epidemiology کا پتا کیا جائے کہ کون سے areas ہیں جہاں پر breeding sites ہیں؟ یہ کہنا کہ صرف یہ صاف پانی پر پیدا ہوتا ہے تو یہ بات اتنی صحیح نہیں ہے صاف پانی پر تو مچھر ہوتے ہی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جب ڈینگی وائرس بخار پھیلا ہوا ہو تو اگر کوئی بھی مچھر کسی انسان کو کاٹے اور اگر اس کے blood میں اس وقت وائرس ہو تو وہ دوسرے انسان تک پہنچا سکتا ہے۔ گندا اور صاف پانی دونوں قسم کا پانی ان کی breeding sites ہیں، جہاں پر پانی کے تالاب ہیں، جہاں پر گندگی کے ڈھیر ہیں وہاں پر بھی یہ breed کرتے ہیں، جہاں پر درختوں کی growth بہت زیادہ ہو وہاں پر بھی یہ breed کرتے ہیں تو پورا سال اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور پورا سال اس کی prevention کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ پبلک کی ایجوکیشن بھی پورا سال چلنی چاہئے کیونکہ اس وقت ایک panic کا سما پیدا ہوا ہے۔ حالانکہ تقریباً 200 انسانوں میں سے ایک انسان ایسا ہوتا ہے جسے ڈینگی وائرس ہو جس کی actually bleeding and hemorrhage شروع ہوتی ہے جن کو hemorrhagic fever ہوتا ہے اور bleeding ہوتی ہے۔ اگر ان کی صحیح treatment کی جائے تو ان میں سے پانچ فیصد ایسے ہیں جن کی موت واقع ہو سکتی ہے اور اگر treatment نہ کی جائے تو 20 فیصد سے زیادہ اموات ہو سکتی ہیں لیکن average یہ ہے کہ ہلکے سے بخار کے بعد لوگ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس وقت عوام کی awareness کرنی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان جگہوں کو eradicate کرنا ہے اور تیسری بات یہ ہے ہم جو اس وقت سپرے کر رہے ہیں تو ایک ان کی جو efficacy ہے اس کو اگلے سال determine کرنا چاہئے اور ابھی بھی کرنا چاہئے کہ واقعی وہ affective ہیں یا نہیں؟ adult mosquito کو سپرے کرنے سے بہت زیادہ جو ضروری چیز ہے وہ جو لاروا یعنی مچھر ہوتے ہیں جب یہ انڈے دیتے ہیں تو یہ انڈے تقریباً دس مہینے سے سال تک انڈے رہتے ہیں اور انڈوں میں سے جب ان کے لاروا نکلتے ہیں ان کو مارا جائے تو پھر یہ کنٹرول ہو سکتا ہے تو یہ epidemiology اور ہمارے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو determine کرنا ہے کہ کس وقت لاروا نکل رہا ہے اور کون سی جگہیں ہیں۔ اس وقت ان کو مارنے کی مہم کی جائے نہ کہ جب ڈینگی بخار پورے شہر اور پورے ملک میں پھیلا ہو تو اس وقت ہم سپرے کر کر کے، adult mosquito کو ماریں اس سے پانچ فیصد improvement ہوتی ہے اور اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد یہ کہ جہاں تک Platelets کا تعلق ہے جب تک دس ہزار سے کم count نہیں ہوتا تب تک platelets کی ضرورت نہیں ہوتی اور ایک میگا یونٹ دینے سے Platelets

count دس ہزار سے 60اور 80ہزار تک آجاتا ہے تو عموماً دوسری دفعہ دینے کی ضرورت پڑتی۔ ایک اور بات تھی کہ World Health Organization نے یہاں پر ڈینگی بخار کے بارے ایک اپنا set up کیا ہوا ہے۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اور انہوں نے Regional Managers بھی بنائے ہوئے ہیں تو میں ایوان سے گزارش کروں گی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ World Health Organization نے recommendations through out the last year نہیں بھیجی تھیں کہ اس سال کیا کیا جانا چاہئے اور اگر انہوں نے نہیں بھیجی تھیں تو ان کو countable hold کیا جائے کہ وہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟

دوسرا یہ کہ اگر انہوں نے بھیجی تھیں تو جو Regional Managers ہیں اور میں جانتی ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں میں نام نہیں لوں گی جو Regional Managers بنے ہوئے ہیں انہوں نے اس کو کیوں implement نہیں کیا؟ اگر انہوں نے implement نہیں کیا تو ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ چودھری اللہ رکھا صاحب؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری شہباز احمد صاحب؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب چیئرمین! میری تجویز یہ ہے کہ ڈاکٹرز صاحبان نے بہت اچھی تجاویز دیں اور اچھی اچھی باتیں بتائیں اور awareness دی لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ جو لوگ ٹیسٹ کے لئے ہسپتال میں جا رہے ہیں اور ہسپتال میں مریضوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں ان کو کم کرنے کے لئے جو پرائیویٹ لیب ہیں ان لیب میں ٹیسٹ کے لئے 50روپے یا زیادہ سے زیادہ 100روپے فیس مقرر کر دی جائے تاکہ کوئی بھی مریض پرائیویٹ لیب میں آسانی سے اپنا ٹیسٹ کروا سکے اور ہسپتالوں میں جو رش ہے اس میں بھی کمی ہو کیونکہ وہاں پر جتنے لوگ ٹیسٹ کروا رہے ہیں وہ سارے مریض نہیں ہیں۔ لوگ احتیاط کے طور پر اپنے ٹیسٹ کروانے کے لئے جا رہے ہیں اس کے لئے ایک قیمت مقرر کر دی جائے اور پرائیویٹ لیب کو پابند کیا جائے کہ جو اس قیمت سے زیادہ پیسے وصول کرے گا اسے سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ان کی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ عوام کی فلاح بہبود اور ان کے مفاد کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور ان کو ریلیف دینے کے لئے

اپنی صحت کی پرواکئے بغیر وہ دن رات کام کر رہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمت دے اور اپنے مشن میں کامیاب کرے۔ آمین (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بڑے اچھے طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔ آج کا دن ڈینگی بخار پر general discussion کے لئے رکھا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی علاقے میں اور صوبے کے کسی بھی حصے میں جو بھی بیماری آتی ہے یا مسئلہ ہوتا ہے یا crisis lack situation پیدا ہوتی ہے تو اس پر توجہ دینا اس ہاؤس اور اس حکومت کا کام ہے لیکن اس پر جس طرح سے پہلے سب دوستوں نے کہا کہ کوئی سیاست نہیں ہونی چاہئے، کوئی point scoring نہیں ہونا چاہئے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو ایک لیٹر لکھا ہے کہ ڈینگی مچھر کے خاتمے کے لئے air spray کیا جائے اور میرا خیال ہے کہ وہ صرف point scoring کے لئے لکھا گیا ہے۔ شاید لیٹر لکھنے اور sign کرنے والا یہ بھول گیا تھا کہ 14 فٹ کی بلندی سے نیچے کوئی air spray نہیں ہوتا اگر کوئی ہو بھی تو وہ mosquito کے لئے effective نہیں ہوتا۔ اس طرح کی حرکتیں کرنے والے جو دوست حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ یہ political point scoring کی جائے اس سے اجتناب کیا جائے اور یہ غیر سنجیدہ حرکت ہے کہ کل آپ وفاقی حکومت کو موردالزام ٹھہرانے کے لئے پریس میں کھڑے ہو جائیں گے کہ ہم نے air spray کے لئے لیٹر لکھا ہے اور وفاقی حکومت یہ نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! Moreover مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے جب ہم اشتہار اخباروں میں دیکھتے ہیں کہ عوام سے درخواست کی جا رہی ہے کہ swimming pools بند کئے جائیں تو اس حوالے سے میری ملٹری life کا ایک incident ہے کہ چیف آف آرمی سٹاف نے کہیں note کیا کہ کور کمانڈرز ہیلی کاپٹر پر زیادہ گھومتے ہیں تو انہوں نے لیٹر لکھا کہ اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس پر فیول کا خرچہ بہت ہو رہا ہے تو انہوں نے یہ لیٹر ڈیویو کمانڈر (Dive Commander) کو لکھوادیا، Dive Commander نے وہ لیٹر بریگیڈ کمانڈر کو mark کر دیا اور بریگیڈ کمانڈر نے مختصر اً یونٹ کو mark کر دیا جب یونٹ میں CO صاحب نے دربار طلب کر لیا اور جب وہاں سپاہی، لانس نائیک اور حوالدار سامنے بیٹھے تھے تو انہوں نے کہا کہ بھائی بات یہ ہے کہ یہاں پر ہیلی کاپٹر آپ misuse کر رہے ہیں تو اس پر بڑا خرچہ ہو رہا ہے۔ سپاہی نے کہا کہ آئندہ ہم یہ فضول خرچی نہیں کریں گے۔ عوام سے سوئمنگ پول بند کرنے کی

درخواست کی جاتی ہے مجھے نہیں پتا کہ پنجاب کے عوام میں کون سے وہ لوگ ہیں جن سے یہ اپیل کی گئی ہے۔ ڈینگی فیور ڈیفنس کا، گلبرگ کا اور اس کے علاوہ جو organized societies ہیں جن کو صاف پانی میسر ہے ان کا مسئلہ ہے ۔ Whereas ہمارے عوام کا مسئلہ پولیو ہے ، دیہاتی عوام کا مسئلہ infectious Hepatitis ہے ، ہمارا مسئلہ ٹی بی ہے اور اس طرح اور بہت سارے مسائل ہیں۔ Whereas یہاں پر اگر ڈینگی بخار کو ختم کرنا ہے، یہ لاہور کا مسئلہ ہے اور لاہور میں بھی elite areas کا یہ مسئلہ ہے ان کے لئے آپ جی او آر کے اندر جتنے سینٹری ورکرز سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹریوں کے گھروں میں رکھے گئے ہیں جو صرف ان کے پودوں کو پانی دیتے ہیں اور ان کے ایک گھر کی صفائی whereas ان کی ڈیوٹی کوٹ خواجہ سعید میں ہوتی ہے یا شاہدرہ میں ہوتی ہے ان کو واپس ان کے کام پر لگایا جائے تاکہ لاہور شہر کے اندر جو غریبوں کے علاقے ہیں وہاں پر اگر sanitation کا کام ٹھیک ہو جائے تو یہ جو بہت ساری بیماریاں ہیں اس سے نجات مل سکتی ہیں۔ Moreover حکومت پنجاب کو اس panic situation سے نکلنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا panic create کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو ڈینگی بخار کا مسئلہ نہیں بھی ہے وہ بھی ہسپتال پہنچ جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں لائنیں لگی ہوئی ہیں تو اس panic situation سے اپنے آپ کو بھی نکالیں۔ میڈیا کے ذریعے ضرور لوگوں کو educate کریں لیکن میڈیا کو جو کروڑوں روپے کے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں ان کو curtail کر کے fogging پر خرچ کیا جائے اور ان علاقوں میں جہاں کا یہ مسئلہ ہے وہاں پر سپرے کریں۔ Whereas پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ بھی یہاں پر بیٹھے ہیں میں ان سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے جو rural districts ہیں for example منڈی بہاؤالدین اور گجرات جہاں کے بہت سارے لوگ overseas میں کام کرتے ہیں۔ جب وہ اپنا blood test کروانے جاتے ہیں تو وہاں پر infectious Hepatitis B and C ان کو diagnose ہوتا ہے اور ایسے cases کی تعداد more than fifty percent ہے۔ کیا اس کے لئے بھی ہم کوئی ایسی جنگ، ایسی مہم کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اس ملک کے لئے foreign exchange reserve کا باعث بنتے ہیں ان کی بیماریوں کو بھی کنٹرول کیا جائے؟ وہ مزدور جو سعودی عرب اور دبئی میں کام کرتے ہیں ان کے لئے بھی کام کیا جائے۔ صرف ڈیفنس، گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کی elite class کا خیال ہے کیونکہ ان کے صاف پانیوں میں مچھر پیدا ہو رہا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھنا ہے جو گندے علاقوں میں رہتے ہیں اور اس گندگی کی وجہ infectious Hepatitis ٹی بی اور پولیو جیسے امرض کا شکار ہیں۔ میں آپ کو پچھلے ہفتے کی بات کرتا ہوں میرا یہ خیال تھا

کہ ہمارے علاقے میں پولیو ختم ہو چکا ہے۔ مجھے بیت المال سے سو کرسیوں کا عطیہ ملا جب ہم اسے تقسیم کرنے گئے تو پتا چلا کہ سینکڑوں کی تعداد میں اب بھی میرے حلقہ کے اندر پولیو کے مریض موجود ہیں۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ elite class کی بیماریوں سے ہٹ کر ان لوگوں کی بیماریوں پر توجہ دیں جو اس ملک کے لئے پیسا کماتے ہیں، جو اس ملک کے لئے مزدوری کرتے ہیں، جو اس ملک کے لئے فوج میں اور پولیس میں سپاہی بھرتی ہوتے ہیں۔ ڈینگی بخار سے جن لوگوں کی اموات ہوئی ہیں مجھے ان سب کا بہت زیادہ افسوس ہے لیکن ٹی بی اور Hepatitis سے لوگ مر رہے ہیں، پولیو سے لوگ اپاہج ہو رہے ہیں ان کے خلاف گورنمنٹ کب مہم شروع کرے گی؟ مجھے پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ یہ بتادیں کہ منڈی بہاؤالدین کا ڈسٹرکٹ ہسپتال جو کہ ایک Rural Health Centre میں قائم ہے کیا منڈی بہاؤالدین کے 14 لاکھ عوام کو کسی قسم کی facilities دینے کے قابل ہے جبکہ پچھلے بجٹ میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کے بجٹ کو cap کر دیا گیا ہے اس کی zero allocation کر دی گئی ہے۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی کوئی سیٹ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری ان سے درخواست ہے کہ لاہور کی elite classes کو اگر بچانا ہے تو اس کے لئے جتنے سینٹری ورکرز ہیں انہیں بیوروکریٹس کے گھروں سے نکال کر عوام کی خدمت پر مامور کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ ڈاکٹر عزالہ رضا رانا صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر عزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! آج ہم جس topic پر بات کر رہے ہیں میرے خیال میں اس پر ہماری پنجاب اسمبلی کے سپیکر صاحب کو جتنی بھی مبارک بادیں دی جائیں وہ کم ہیں۔ ان کی یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے جس کے لئے آج ہم یہاں پر بات کر رہے ہیں وہ ہے "ڈینگی وائرس"۔ اس پر پوری قوم فکر مند ہے اور دعا ہے کہ کسی طرح سے اس پر سو فیصد قابو پا لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی ٹیم کے سارے ممبران جس طریقے سے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، جس طریقے سے وہ کام کر رہے ہیں اور جس طریقے سے وہ بیس بیس گھنٹے سوتے نہیں ہیں بلکہ بیس بیس گھنٹے کام کرتے ہیں میرے خیال میں ان کو appreciate نہ کرنا ان کے ساتھ ناانصافی ہو گی اس کے لئے پورے ہال کو وزیراعلیٰ، اس کی ٹیم اور پنجاب حکومت کا شکر گزار ہونا چاہئے

جنھوں نے اتنا احسن کام کیا ہے اور ڈینگی وائرس کے خاتمہ کے لئے کوشاں ہیں۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ اس کے اندر ہمارے سے کچھ کوتاہی بھی ہوئی ہے، گورنمنٹ سے کوتاہی ہوئی ہے مانتے ہیں، کوتاہی فرشتوں سے نہیں ہوتی انسانوں سے ہی ہوتی ہے لیکن اس بات کو issue بنا لینا یہ غلط ہے۔ بطور ڈاکٹر میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت جو ڈینگی وائرس پھیلا ہوا ہے اس کے دو تین measurements ہیں ایک preventive measurement ہے اس کے بعد diagnostic measurement ہے اس کے بعد curative measurement ہے۔ اگر ہم preventive measurement نہیں کر سکے تو کوئی بات نہیں۔ آفت آ جاتی ہے اور آفت ہمیشہ قدرتی ہوتی ہے کوئی بھی انسان خود سے نہیں لیتا لیکن ہر طرح کی آفت کا مقابلہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جس طریقے سے پورے پاکستان میں آفت آئی ہوئی ہے۔ پنجاب میں ڈینگی وائرس پھیلا ہوا ہے سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے اسی طرح پختونخواہ میں دہشت گردی پھیلی ہوئی ہے اور بلوچستان میں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ پورا پاکستان اس وقت آفتوں کی لپیٹ میں ہے اس کے لئے ہمارے چیف ایگزیکٹو کو اپنی ٹیم کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے کیونکہ ہر آفت کا مقابلہ توبہ سے ہوتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت ہم پاکستان میں اور as well as Punjab میں جو کر رہے ہیں یہ احسن اقدام ہے۔ پنجاب حکومت اس معاملے میں کافی کوشش کر رہی ہے اور کرتی بھی رہے گی لیکن میں بھی اس سلسلے میں یہ مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ Diagnostic Kits ہر جگہ پر available کروائی جائیں اور ان کو UC level تک provide کیا جائے۔ اب میں Curative measurements کے بارے میں بطور ڈاکٹر on the floor of the House بات کر رہی ہوں کہ ڈینگی وائرس کے 90 فیصد لوگ curable ہیں صرف problem وہاں پر آتا ہے جہاں پر Platelets counting کم ہو جاتی ہے۔ جب یہ 10 یا 20 ہزار سے کم ہوتی ہے تب یہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ CBC کا ایک Blood Test کروا لیا جائے اور اس کے لئے ہر جگہ پر یہ awareness دینی چاہئے۔ اس کام میں ہمارا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بہت مدد کر سکتا ہے۔ محکمہ صحت پہلے ہی یہ کام کر رہا ہے۔ عوام میں اس کے علاوہ یہ awareness بھی دینی چاہئے کہ ڈینگی سے بچاؤ کے طریقے کیا ہیں؟ ڈینگی سے بچاؤ کے طریقے وہی ہیں جس پر پہلے بھی میرے سارے بھائی بات کر چکے ہیں وہ ہے سپرے۔ لاہور میں تو کافی حد تک سپرے ہو گیا ہے لیکن اب اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں پر ابھی تک یہ وائرس نہیں پھیلا وہاں پر 101 فیصد سپرے کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اب مجھے بھی ایک دو منٹ دے دیئے جائیں آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جمعہ کا وقت ہے کافی ساتھی ابھی باقی ہیں میں چاہوں گا کہ ڈاکٹر سعید الہٰی صاحب دو تین منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں ڈاکٹر صاحب سے request کر لیتی ہوں کہ پہلے مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! میں حکومتی اور اپوزیشن ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازا ہے۔ ان کی تجاویز ہم نے نوٹ کر لی ہیں اور کوشش کریں گے کہ ان پر عملدرآمد بھی ہو۔ تین سوال تھے جن کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہاں پر یہ سوال اٹھایا گیا تھا یہ حملہ لاہور میں کیوں ہوا ہے؟ میں یہ گزارش بھی کرتا چلوں کہ پوری دنیا کے جن ملکوں میں یہ بیماری موجود ہے اس کا outbreak اسی طرح ہی ہوتا ہے۔ سری لنکا میں اگر بیماری پچاس سال سے موجود تھی لیکن 2009 میں اس کا شدید حملہ ہوا، ویت نام میں اور دوسرے ممالک میں جیسے Caribbean States میں اور افریقہ کے ملکوں میں تیس سال، پچاس سال سے یہ بیماری موجود تھی لیکن 2002، 2006 اور 2009 میں یعنی مختلف سالوں میں outbreak ہوا۔ یہ اس بیماری کا pattern ہے اسی طرح پاکستان میں بھی جو ہمارا شہر اس کا شکار ہوا ہے یہ اسی pattern کے نتیجے میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال ادویات کے بارے میں تھا اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم WHO کی پوری regime پر حرف بہ حرف عمل کر رہے ہیں اور ان کی ہدایات کے مطابق تمام action preventive, curative diagnostic پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ سپرے کے بارے میں جو نشاندہی کی گئی کہ یہ جعلی تھا میں اس کو بالکل حقائق کے برعکس گردانتا ہوں۔ ہم نے اس پر انکوائری کروائی ہے یہ سپرے جرمنی سے import کیا گیا ہے اور یہ سو فیصد ٹھیک ہے اور اب وہی سپرے اس لئے انڈیا سے import کیا جا رہا ہے کہ وہاں قیمت کم ہے۔ میں تمام ممبران کا پھر شکر گزار ہوں، ہمارے معزز

ممبران اپنے اپنے علاقوں میں تشریف لے جائیں گے ہم نے ان کے لئے تحریری ہدایات تیار کی ہیں وہ ان کے حوالے کر دیں گے۔ میں ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

خدا کرے میرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو
خدا کرے میرے ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! حکومت نے لائیو سٹاک کی ڈویلپمنٹ، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک پراجیکٹ initiate کیا تھا جس میں پنجاب حکومت نے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں دیں لیکن اب وہ پراجیکٹ ختم کر کے ان سب لوگوں کو unemployed کر دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر action لیتے ہوئے انہیں دوبارہ employ کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(106)/2011/453. Dated. 16th September 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. September 16, 2011 (Friday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 16th September, 2011

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"